لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اسوۂ رسول اکرم ﷺ

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب قدس اللہ سرہٗ

خلیفہ مجاز

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور فون 042-7223506

نام کتاب ــــــــــ اُسوۂ رسولِ اکرم ﷺ

مؤلف ــــــــــ محمد عبدالحئی

ناشر ــــــــــ اسلامی کتب خانہ

طابع ــــــــــ ممتاز احمد

پرنٹر ــــــــــ تاپا پریس

صحتِ متن، کتابت، تصحیح، طباعت اور جلد بندی میں انتہائی احتیاط کے باوجود بہ تقاضائے بشریت سہو کے امکانات موجود رہتے ہیں۔ غلطی کی نشاندہی پر ادارہ مشکور ہوگا۔

جزاک اللہ خیراً ــــ اراکین ادارہ

فہرست

حصہ سوم

بعض واقعات

نبی کریم ﷺ کے کھانے پینے کا انداز

نبی الرحمت ﷺ کا معمول لباس و آرائش

آنحضرت ﷺ کی بعض عاداتِ مبارکہ

حصہ چہارم

باب: ۱ ...... ایمانیات

باب: ۲ ...... عبادات

نبیؐ کی عاداتِ قضائے حاجت کا بیان

وضو

تسبیحاتِ شام و سحر

قیامِ لیل یا تہجد

حضور ﷺ کی تعلیم کردہ بعض دعائیں

استعاذہ

اذان کے متعلق مسائل

جماعت

امامت

صف بندی

ماہِ صیام' رمضان المبارک اور خطبہ

رؤیت ہلال کی تحقیق اور شہادت

عیدین کے اعمالِ مسنونہ

حرمت سود

باب :۴..... معاشرت

باب :۵......اخلاقیات

اخلاقِ رذیلہ

باب :۶......حیاتِ طیبہ کے صبح وشام

رات کی سنتیں

باب :۷......مناکحت اور نومولود

باب :۸..... مرض وعیادت

دیباچہ

از: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام علی من لا نبی بعده!

قرآن مجید کی مشہور آیت:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب:۲۱]

ترجمہ: ''تم لوگوں کے لئے رسولؐ (کی ذات) میں ایک عمدہ نمونہ تھا اور ہمیشہ رہیگا'' ﴾

یعنی: ﴿لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ ''اس شخص کو جسے اللہ (سے ملنے) اور (قیامت کے آنے) کی امید ہے اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو'' صاف طور پر اس حقیقت پر دلالت کرتی ہے کہ ذاتِ نبوی اور سیرتِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا سب سے اہم اور قابل توجہ پہلو پیغام ومطالبہ اور حصولِ سعادت وکمال کا ذریعہ اس کی اقتداء واتباع زندگی کے لئے ان کو اسوۂ کامل' معیارِ اکمل واتم اور ایمانیات وعقائد سے لے کر طاعات و عبادات اور ان دونوں سے آگے بڑھ کر معاملات واخلاق اور اجتماعیات تک زندگی کا دستور العمل بناتا ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ اس لئے سیرتِ مبارکہ کی صحت واستناد' شہرت واشاعت' محبوبیت ومقبولیت اور اس کی بے نظیر ''تاریخیت'' کے ساتھ (جس کی نظیر انبیاء کرام سے لے کر مشاہیر عالم' عظمائے انسانیت' فاتحین ممالک' مؤسسین سلطنت و مملکت' مصلحین اقوام وامم' مدونین فنون' ناشرین علم' کسی طبقہ میں نہیں ملتی) اس کا واجب الاقتداء' ہر طبقہ انسانی' ہر فرد وبشیر کے لئے قابل عمل' موجب کمال انسانی اور ذریعہ سعادت و نجات ہونا آیت مندرجہ بالا سے صاف طریقہ سے نمایاں ہے' اس سے واضح طریقہ پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ مقاصد بعثت میں سے اہم ترین مقصد ہے اور اسی لئے اس حیاتِ طیبہ کے جزئیات وکلیات' حرکات وسکنات' خلوت وجلوت کے واقعات' کلمات طیبات اور عادات مبارکات کا ذخیرہ اس وثوق واستناد اور اس تسلسل ودوام اور اس تفصیل وتدقیق کے ساتھ محفوظ

رکھا اور رکھوایا گیا جس کی نظیر تاریخ انسانی میں (باتفاق مؤرخین و مصنفین) پائی نہیں جاتی[1]۔

پھر آیت کا دوسرا جزو: ﴿ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ...... ﴾ اور جسے روزِ قیامت (کے آنے) کی اُمید ہو اور وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرتا ہو' اس پر دلالت کرتا ہے کہ ان جزئیات وکلیات کی تحقیق اور ایمانیات سے لے کر عبادات وطاعات اور اخلاق ومعاملات میں اسوۂ نبوی کے معلوم کرنے کا جذبہ صادق اور اہتمام بلیغ ان لوگوں کو زیادہ ہوگا جن کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے قوی اور آخرت کی فکر زیادہ اور یادِ الٰہی کا اشتغال اور اہتمام نمایاں ہوگا اور انہی اوصاف وخصوصیات اور فرق وتفاوت کے ساتھ اسوۂ نبوی ﷺ اور سیرتِ مبارکہ ﷺ سے راہنمائی حاصل کرنے کا اہتمام اور سعی بھی متفاوت ہوگی۔ اس بنیاد پر ہم دیکھتے ہیں کہ محدثین عظام نے اپنی پوری پوری زندگیاں اور توانائیاں احادیث کے جمع کرنے اور ان کی جزئیات و تفصیلات کو پوری تحقیق اور حفظ وامانت کے ساتھ پہنچانے میں صرف کردیں اور صحاح ستہ اور کتب سنن ومسانید کے وہ مجموعے وجود میں آئے جن کی نظیر کسی دین وملت اور کسی علمی وتصنیفی تحریک وتاریخ میں تلاش کرنے' اضاعت وقت کے مترادف اور سعی لاحاصل کی مصداق ہے۔

پھر محدثین ومصنفین کتب سیرت کے بعد ایک برگزیدہ گروہ نے ایسی کتابوں کی تدوین کا اہتمام کیا جو احادیث صحیحہ اور سنت ثابتہ کی روشنی میں ایک مسلمان کے لئے زندگی کا پورا دستور العمل بن سکے۔ ان کتابوں میں علامہ ابن قیم الجوزیؒ (تلمیذ ارشاد شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ) کی کتاب "زاد المعاد في هدى خير العباد" سب سے زیادہ مقبول ومستند اور نافع ومفید ثابت ہوئی' ان کے بعد آنے والے بعض دوسرے علمائے راسخین ومربیان ومصلحین امت نے عربی وفارسی اور دوسری اسلامی زبانوں میں چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں جس سے اپنے اپنے وقت میں امت کو بڑا فائدہ پہنچا اور ہزاروں اور بعض اوقات لاکھوں انسانوں کی زندگی اسوۂ نبوی کی تعلیمات کے سانچہ میں ڈھلنے کے قابل بن گئی۔

ہمارے ملک ہندوستان میں جو (اصلاح وتربیت اور علوم دینیہ کا صدیوں سے مرکز چلا آ

---

[1] ملاحظہ ہو علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "خطبات مدراس" کا خطبہ "تاریخیت" اور راقم سطور کی کتاب "منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین" کا ساتواں خطبہ "ختم نبوت" کا چوتھا مضمون "محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت وحیات قیامت تک کے انسانوں کیلئے قابل تقلید نمونہ اور اس کے لئے غیبی انتظامات" (ص ۲۰۸ تا ۲۱۲)۔

رہا ہے) تین کتابوں کا خصوصیت سے نام لیا جاتا ہے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پاتی رحمۃ اللہ علیہ کی ''مالا بد منہ'' حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ''صراطِ مستقیم'' اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''بہشتی زیور''۔ اسی سلسلہ طلائی کی ایک مبارک کڑی حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (مقیم کراچی ومتوفی ۲۷ مارچ ۱۹۸۶ء) کی کتاب ''اسوۂ رسول اکرمؐ'' ہے جو ایک طالب حق اور متقدی سنت و شریعت مسلمان کیلئے زندگی کا پورا دستور العمل ہے اور رہبر کامل کا کام کرسکتی ہے۔

یہ کتاب ایمانیات' عبادات' معاملات' معاشرت' اخلاقیات' حیاتِ طیبہ کے شب و روز' ازدواجی واجتماعی زندگی اور زندگی کے طبعی مراحل ومنازل میں چراغ راہ اور راہنمائے طریق کا کام کرسکتی ہے۔ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے ایسی مقبولیت بھی عطا فرمائی کہ زمانۂ حال کی دینی کتابوں میں کم کسی کتاب کو حاصل ہوگی۔ مختلف زبانوں میں کثیر التعداد پے در پے شائع ہوکر مقبول ہوئی۔

عربی ایڈیشن کے لئے حضرت مرحوم نے مجھے بطور تعارف وتبصرہ کچھ لکھنے کی ہدایت فرمائی جس کی تعمیل کی سعادت حاصل ہوئی اور زندگی کے آخری ایام میں حضرت نے ان کو ملاحظہ فرمایا اور دُعا دی۔ اب میری مزید سعادت مندی اور خوش قسمتی ہے کہ مجھے اُردو ایڈیشن کے لئے بھی چند سطور لکھنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ اگر ڈاکٹر صاحب حیات ہوتے تو انہیں بھی اس سے مسرت ہوتی اور مجھے مزید ان کی دعائیں ملتیں۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور اس سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے' آمین۔

ابوالحسن علی ندوی

مہمان خانہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۰/۲/۱۴۰۷ھ

سوانح حیات مصنفؒ

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ کا نامِ نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ پاک وہند کا علمی میدان ان کے کارناموں اور فیوض سے بھرا پڑا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ریاست کدورہ ضلع جھانسی کے ایک مذہبی گھرانے میں ۸ محرم ۱۳۱۶ھ بمطابق جون ۱۸۹۸ء کو ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا نام مولوی علی عباس تھا۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے دادا بزرگوار کے زیر سایہ حاصل کی۔

۱۹۰۸ء میں درجہ سوئم (انگلش میڈیم) میں داخل ہوئے اور اس کے بعد کانپور اور علی گڑھ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے وکالت کی ڈگری حاصل کر کے عملی وکالت کا آغاز کیا لیکن طبیعت کی ناموافقت کی بناء پر اِس پیشہ کو ترک کر کے ہومیو پیتھک ڈاکٹری کو ذریعہ معاش بنایا اور لوگوں کے روحانی علاج کرنے کے ساتھ ساتھ جسمانی علاج بھی کرنے لگے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۲۷ء میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی اور ۱۹۳۶ء میں خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ بھی ہوں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر التفات ہی کی وجہ سے ہوں۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ علم کی صورت کتابوں سے ملتی ہے۔ علم کی حقیقت عمل سے ملتی ہے اور علم کی لذت بزرگانِ دین کی صحبت سے ملتی ہے۔

بیعت اصلاح وتربیت کے علاوہ آپ نے ایک بیش قیمت علمی سرمایہ بھی عوام وخواص کے لئے چھوڑا ہے جن میں صہبائے سخن' بصائر حکیم الامت' مآثر حکیم الامت' معمولاتِ یومیہ اور اسوۂ رسول اکرم ﷺ مشہور ہیں اور درج بالا کتاب ''اسوۂ رسول اکرم ﷺ'' تو بے پناہ

شہرت حاصل کر پائی اور دنیا کی بے شمار زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

آپ ان علمی کاموں کے دوران بے حد مصروف رہنے کی وجہ سے بیمار رہنے لگے اور ایک مختصری علالت کے بعد بروز جمعرات ۱۵ رجب ۱۴۰۶ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۱۹۸۶ء کو بوقت فجر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اور پاکستان کے مشہور و معروف مدرسے دارالعلوم کورنگی، کراچی کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

ادنیٰ خادم بارگاہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہٗ احقر ناکارہ محمد عبدالحیٔ عرض گزار ہے کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی عام تعلیمات اور دوسرے بھی اکابر کے ارشادات سے یہ امر بحمد اللہ مرکوزِ خاطر رہا ہے کہ دین و دُنیا کی فلاح رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی عادات و سنن کے اتباع پر موقوف ہے' جو صرف نماز' روزہ اور دیگر عبادات کی حد تک نہیں' بلکہ زندگی کے ہر شعبے اخلاق و عادات' معاشرت و معاملات سب پر حاوی ہے' احادیثِ رسول ﷺ اور شمائل نبویہ ﷺ کے متعلق جتنا عظیم الشان ذخیرہ کتب ہر زمانے کے مشائخ و محدثین نے اُمت کے لیے مہیا کیا ہے ان سب کا حاصل یہی ہے کہ اُمت ہر شعبہ زندگی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی قولی اور عملی ہدایت سے واقف ہو اور اس کو اپنا مقصد زندگی بنائے۔

موجودہ دور میں جبکہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنتوں سے مغایرت بڑھتی جا رہی ہے اور مسلمان اپنے دین کی تعلیمات کو چھوڑ کر غیروں کے طور طریقے اختیار کر رہے ہیں۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بار بار اسلامی تعلیمات اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنتوں کی طرف دعوت دی جائے' کیونکہ مسلمانوں کی دنیوی اور اخروی ہر طرح کی صلاح و فلاح اتباعِ سنت ہی میں مضمر ہے۔

اس غرض کے لیے عرصہ دراز سے دِل میں آرزو تھی کہ ایک ایسی آسان اور مختصر کتاب مرتب کی جائے جس کا مطالعہ عام مسلمانوں کو اتباعِ سنت کی دلکش زندگی سے روشناس کرا سکے اور جس سے وہ آسانی کے ساتھ سنت کے مطابق زندگی کے بنیادی تقاضے معلوم کر سکیں' یہی داعیہ تھا جس نے مجھے اس کتاب کی ترتیب پر آمادہ کیا۔

احقر کوئی عالم نہیں' لیکن یہ محض اللہ تعالیٰ شانہٗ کا فضل عظیم ہے کہ اس نے علمائے اہل تقویٰ و مشائخ کی بابرکت صحبت و تربیت سے فیض یاب و سرفراز ہونے کی سعادت نصیب فرمائی۔ یہ انہیں بزرگوں کا فیضانِ نظر ہے کہ احقر کے دِل میں ایک ایسی کتاب مرتب کرنے کا

تقاضا پیدا ہوا جس میں نبی رحمت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ سے متعلق ایسی احادیث جمع کی جائیں جن کا تعلق انسان کی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حال سے ہو اور جن کی روشنی میں اتباعِ سنت کا صحیح مفہوم علمی و عملی طور پر خوب واضح ہو جائے اور جن کی بدولت ہر مسلمان اس بڑھتے ہوئے الحاد و زندقہ کے ماحول و معاشرے میں اپنے ایمان و اسلام کو محفوظ و سلامت رکھ سکے۔ چنانچہ احقر نے خود اپنے لیے اور اپنے ایسے عام مسلمانوں کے لیے بعد مشورہ علمائے کرام' احادیث و شمائل نبویہ ﷺ کی مستند کتابوں سے رسول اللہ ﷺ کی سنن و تعلیمات کا انتخاب کر کے اردو زبان میں آسان عنوانات کے ساتھ ایک مفید اور معتد بہ ذخیرہ جمع کر لیا۔

احقر باوجود اپنے ضعف اور دیگر مشاغل کے اس کام کو سرانجام دینے میں ایک طویل مدت تک والہانہ انداز میں محو و متوجہ رہا اور الحمد للہ کہ بقدر اپنی استعداد علمی و صلاحیت فہم جو کچھ بن پڑا اس کو ہدیہ ناظرین کر دیا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ کا احسانِ عظیم ہے کہ اس کتاب کو منصۂ وجود میں آتے ہی اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ تقریباً ایک ہی ماہ کے اندر مطبوعہ کتاب ختم ہو گئی اور مشتاقین کی تشنگی اور فرمائش باقی رہ گئی' اس لیے پیہم تقاضوں کے پیش نظر پھر جلد از جلد دوسرے ایڈیشن کا اہتمام کرنا پڑا۔

اس اثناء میں یہ کتاب اپنی مطبوعہ شکل میں بعض مستند اہل علم کی نگاہ سے بھی گزری اور اس میں بعض باتیں فقہی نقطۂ نظر سے اصلاح طلب معلوم ہوئیں' چنانچہ یہ ایڈیشن بعض مستند اہل علم کی نظر ثانی کے بعد شائع ہو رہا ہے اور اس میں مذکورہ فقہی اشکالات کو دُور کر دیا گیا ہے' اس کے باوجود یہ بات میں ایک بار پھر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ فقہ کی کوئی باقاعدہ کتاب نہیں ہے جس میں ایک موضوع سے متعلق تمام تفصیلی جزئیات موجود ہوں یا مسئلہ کے ہر پہلو کا پورا احاطہ کیا گیا ہو' لہٰذا ایسی فقہی تفصیلات کے لیے مستند اہل علم و فتویٰ سے رجوع کر کے یا مفصل فقہی کتابوں کو دیکھ کر اور سمجھ کر عمل کرنا چاہیے اور اس غرض کے لیے سیّدی و مرشدی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی کتاب ''بہشتی زیور'' بے نظیر ہے۔

اسی طرح یہ علم حدیث کی بھی کوئی کتاب نہیں ہے' جس میں اصولِ حدیث کی تمام فنی باریکیوں کی رعایت ہو' بلکہ اگر فنی نقطۂ نظر سے اس میں اب بھی کچھ فروگزاشتیں ہوں تو بعید نہیں' اگرچہ میں نے تمام تر مواد ان مستند کتابوں سے لیا ہے جن کے نام مآخذ کے عنوان کے تحت مذکور

ہیں' لیکن یہ سب مآخذ عربی سے اردو کیے ہوئے تراجم ہیں' لہٰذا یہ ممکن ہے کہ نقل در نقل اور ترتیب و انتخاب میں وہ احتیاط باقی نہ رہ سکی ہو جو حدیث کے نقل کرنے میں ضروری ہے' چنانچہ اگر کسی حدیث کی علمی تحقیق مقصود ہو تو اصل مآخذ سے مراجعت کی جائے' مثلاً ایسا ممکن ہے کہ کسی حدیث کے ساتھ تشریحی اضافے جو قوسین میں آنے چاہئیں تھے' کہیں بغیر قوسین کے رہ گئے ہوں' البتہ بار بار اہل علم کو دکھانے کے بعد اس بات پر بحمد اللہ اطمینان ہے کہ احادیث کا مرکزی مفہوم ضرور واضح ہو گیا ہے اور کوئی بات عملی نقطۂ نظر سے ایسی باقی نہیں رہی جو غیر مستند ہو۔

اسی کے ساتھ کتاب کے ظاہری حسن اور ترتیب میں بھی بعض باتیں ایسی رہ گئی ہیں جو بعض اصحابِ ذوق کو گراں گزرتی تھیں' اس اشاعت میں ان کو بھی دُور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ احقر کی کوتاہیوں کو دُور فرما کر اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ اس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور محبت رسول (ﷺ) اور اتباعِ سنت کا سچا جذبہ بیدار کرنے کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے' آمین ثم آمین۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

احقر محمد عبدالحیّ عفی عنہ

۲۴/دسمبر ۱۹۷۵ء

حصّہ اوّل

رَوۡحٌ وَّ رَیۡحَانٌ وَّ جَنَّةُ نَعِیۡمٍ

مضامینِ افتتاحیہ

خطبہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ وَتَبَارَكَ اسۡمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَیۡرُكَ۔

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَرۡسَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی کَآفَّةِ النَّاسِ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا وَّصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ وَسَلَّمَ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا۔

سُبۡحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلَامٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرٰهِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرٰهِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرٰهِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرٰهِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

لمعات

رسول اللہ ﷺ کی جلالتِ شان اور کمالاتِ نبوت خود اللہ تعالیٰ کے کلامِ مبین میں ہے ۔

محمد حامد حمد خدا بس ☆ خدا مدح آفریں مصطفیٰ بس

حق تعالیٰ جل شانہٗ نے ہمارے رسولِ مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام انبیاء و رُسل علیہم السلام میں ایک خاص امتیاز عطا فرمایا' آپ ﷺ کو سیّد الانبیاء قرار دیا اور آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو دُنیا کے لیے ایک مثالی نمونہ بنا کر بھیجا ہے' اسی لیے اہل عالم کے لیے آپ ﷺ کے تعارف اور آپ ﷺ کے اوصافِ کمال بتلانے کا بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے کلامِ مبین میں اہتمام فرمایا اور ارشاد فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾ [الفتح: ۲۹]

ترجمہ: ''(وہ اللہ) ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت کا سامان (یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر (دُنیا میں) بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام دِینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ ﷺ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں' اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں''۔ (بیان القرآن)

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ [آل عمران: ۱٦٤]

ترجمہ: ''حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ ان میں انہی کی جنس

سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی (خیالات و رسوماتِ جہالت سے) صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم کی باتیں بتاتے رہتے ہیں''۔ (بیان القرآن)

نیز یہ بھی واضح فرمایا:

﴿ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [اعراف: ۱۵۷]

ترجمہ: ''جو لوگ کہ ایسے رسول نبی اُمی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے) وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں' وہ پاکیزہ چیزوں کو ان کے لیے حلال بتلاتے ہیں اور گندی چیزوں کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق (یعنی شرائع سابقہ کے احکاماتِ شدیدہ) تھے ان کو دور کرتے ہیں' سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے' ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں''۔ (بیان القرآن)

آپ ﷺ کے نطق کی شان یوں ارشاد فرمائی:

﴿ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى﴾ [النجم: ٤]

ترجمہ: ''اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں' ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے''۔ (بیان القرآن)

پھر اپنے بندوں سے اپنے محبوب نبی ﷺ کی خصوصیات کا اس طرح تعارف فرمایا:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ [التوبة: ۱۲۸]

ترجمہ: ''اے لوگو! تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر)

سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے، پھر بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ تو بڑے شفیق (اور) مہربان ہیں"۔ (بیان القرآن)

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ [احزاب:٦]

ترجمہ: "نبی مؤمنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی بیبیاں ان (مؤمنوں کی) مائیں ہیں" یعنی (مسلمانوں پر اپنی جان سے بھی زیادہ آپ ﷺ کا حق ہے اور آپ ﷺ کی اطاعت مطلقاً اور تعظیم بدرجہ کمال واجب ہے اس میں احکام اور معاملات آگئے)"۔ (بیان القرآن)

پھر لوگوں کو اپنے رسول برحق اور ہادیٔ مبین ﷺ کی اتباع کے لیے اس طرح حکم فرمایا:

﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [احزاب:٢١]

ترجمہ: "تم لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ (کی ذات) میں ایک عمدہ نمونہ تھا اور ہمیشہ رہے گا"۔ (بیان القرآن)

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾ [الحشر:٧]

ترجمہ: "اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں (اور بعموم الفاظ یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم رک جایا کرو"۔

(بیان القرآن)

﴿مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ [النساء:٨٠]

ترجمہ: "جس شخص نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی"۔

(بیان القرآن)

﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ [احزاب:٧١]

ترجمہ: "اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا"۔ (بیان القرآن)

پھر اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کے امتیوں کو یہ بھی بشارت عطا فرمائی:

﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ [النساء:٦٩]

ترجمہ: ''اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں''۔(بیان القرآن)

اور اس پر بھی متنبہ فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ [النساء: ۱۱۵]

ترجمہ: ''اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق واضح ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہولیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی''۔(بیان القرآن)

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ [النساء: ۱۴]

ترجمہ: ''اور جو شخص اللہ و رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے نکل جائے گا اس کو آگ میں داخل کریں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہے''۔(بیان القرآن)

پھر اپنے محبوب نبی ﷺ کو اپنی زبانِ مبارک سے اپنے منصب رسالت اور مرتبہ رُشد و ہدایت کے اعلان کے لیے یہ الفاظ عطا فرمائے:

﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ﴾ [اعراف: ۱۵۸]

ترجمہ: ''آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ اے (دُنیا جہان کے) لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے''۔(بیان القرآن)

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ﴾ [یوسف: ۱۰۸]

ترجمہ: ''آپ ﷺ فرما دیجیے کہ یہ میرا طریق ہے میں (لوگوں کو توحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں اور میرے ساتھ والے بھی''۔(بیان القرآن)

﴿قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ [الانعام: ۱۶۱]

ترجمہ: ''آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے''۔

(بیان القرآن)

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ [ال عمران:۳۱]

ترجمہ: ''آپ ﷺ فرما دیجیے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں''۔ (بیان القرآن)

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب و حبیب ﷺ کو غایت لطف و کرم سے ان محترم الفاظ کے ساتھ مخاطب فرمایا:

﴿یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾

[یٰس:۱ تا ۴]

ترجمہ: ''یٰسین، قسم ہے قرآن با حکمت کی کہ بے شک آپ ﷺ منجملہ پیغمبروں کے ہیں (اور) سیدھے راستہ پر ہیں''۔ (بیان القرآن)

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾ [احزاب:۴۵]

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ بیشک ہم نے آپ ﷺ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ ﷺ اُمت کے لیے گواہ ہوں گے اور آپ ﷺ (مومنین کے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے) ڈرانے والے ہیں (سب کو) اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ﷺ ایک روشن چراغ ہیں''۔ (بیان القرآن)

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا﴾ [سبا:۲۸]

ترجمہ: ''آپ کی بعثت کا مقصد تمام انسانوں کیلئے بشیر و نذیر ہونا ہے''۔ (بیان القرآن)

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ [الانبیاء:۱۰۷]

ترجمہ: ''اور ہم نے (ایسے مضامین نافعہ دے کر) آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر جہان کے لوگوں (یعنی مکلفین) پر مہربانی کرنے کیلئے''۔ (بیان القرآن)

﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ [ن:۴]

ترجمہ: ''بے شک آپ ﷺ اخلاقِ حسنہ کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں''۔ (بیان القرآن)

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ [الم نشرح:۴]

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کا آوازہ بلند کیا''۔ (بیان القرآن)

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ [الضحیٰ:۵]

ترجمہ: ''اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو (آخرت میں بکثرت نعمتیں) دے گا' سو آپ ﷺ خوش ہو جائیں گے''۔ (بیان القرآن)

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾ [حجر:۸۷]

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ ﷺ کو سات آیتیں دیں جو (نماز میں) مکرر پڑھی جاتی ہیں (مراد سورۂ فاتحہ) اور قرآنِ عظیم دیا''۔ (بیان القرآن)

﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ [النساء:۱۱۳]

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کتاب اور حکمت کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ ﷺ کو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ ﷺ نہ جانتے تھے' اور آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے''۔ (بیان القرآن)

باوجود کثیر التعداد دشمنانِ اسلام کی پیہم اور بے انتہا مخالفتوں' ایذا رسانیوں اور معرکہ آرائیوں کے نبی برحق ﷺ نے نہایت قلیل عرصہ میں اپنے منصب رسالت اور اعلائے کلمۃ الحق میں جو بے مثال اور لازوال کامیابی حاصل کی اس پر اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب خاتم النبیین وسیّد المرسلین ﷺ کو اپنا خصوصی پروانہ خوشنودی اور رضائے کاملہ کی سند امتیازی عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ط وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ [النصر:۱ تا ۳]

ترجمہ: ''اے محمد (ﷺ) جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح مکہ (مع اپنے آثار کے) آپہنچے (یعنی واقع ہو جائے اور جو آثار اس فتح پر مرتب ہونے والے ہیں یہ ہیں کہ)

آپ ﷺ لوگوں کو اللہ کے دین (اسلام) میں جوق در جوق داخل ہوتا دیکھ لیں (تو اس وقت سمجھ لیجیے کہ مقصودِ دُنیا میں رہنے کا اور آپ ﷺ کی بعثت کا کہ تکمیل دین ہے وہ پورا ہو گیا) اور اب سفرِ آخرت قریب ہے اس کے لیے تیاری کیجیے اور) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجیے اس سے استغفار کی درخواست کیجیے (یعنی ایسے اُمور جو خلافِ اولیٰ واقع ہوں ان سے مغفرت مانگئے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے"۔ (بیان القرآن)

پھر اپنے خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کے ذریعہ سے مخلوقِ عالم پر اپنے اتمام احسانات وانعامات کا اس طرح اعلان فرمایا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [مائدہ:۳]

ترجمہ: آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا"۔ (بیان القرآن)

پھر اللہ جل شانہٗ نے انسانیت کے اس محسن اعظم ﷺ کو اپنے قرب و محبت خصوصی کی خلعت سے سرفراز فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ [احزاب:۵۶]

ترجمہ: "یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے رہا کرو"۔ (بیان القرآن)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

خالق کائنات اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو حصولِ شرفِ انسانیت و تکمیل عبدیت کے لیے اور اپنے تمام احسانات وانعامات سے مشرف اور بہرہ اندوز ہونے کے لیے جب ایسے خیر البشر نبی الرحمت ﷺ کو پیکر مثالی بنا کر مبعوث فرمایا تو ایمان لانے والوں پر ادائے شکر و امتنان کے لیے جس طرح آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا واجب فرمایا ہے اسی طرح

ان کو ہر شعبہ زندگی میں آپ ﷺ کی اطاعت واتباع کا بھی مکلف بنایا ہے۔

ان تصریحاتِ ربانی سے بالکل واضح ہے جو بھی آپ ﷺ سے جتنا قرب حاصل کرے گا وہ اسی قدر اللہ جل شانہ' سے قریب ہوگا اور محبوب بندہ بن جائے گا۔ گویا اتباع سنت ہی روحِ عبادت ہے اور حاصل بندگی ہے اور بندہ کا جو فعل سنت کے خلاف ہے وہ فی نفسہٖ عبادت نہیں' بلکہ دانستہ خلافِ سنت ہونے کے باعث موجب حرمان ضرور ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اتباع رسول ﷺ افرادِ اُمت پر کن اُمور میں واجب اور کہاں بطور تقاضائے محبت مستحب ہے؟

سیرتِ طیبہ کا ایک حصہ وہ عقائد واعمال ہیں جن کو آنحضرت ﷺ نے ماموِرِ شرعی کے طور پر ادا کیا اور جن کا ہر شخص مکلف ہے' ان کو ''سنن ہدیٰ'' کہا جاتا ہے۔ اور ایک حصہ ان اُمور کا ہے جو آنحضرت ؐ کی خصوصیت وکرامت تھی مثلاً صوم وصال وغیرہ' اُمت کو ان اُمور کی اجازت نہیں۔

اور ایک حصہ ان اُمور کا ہے جن کو آنحضرت ﷺ نے ماموِرِ شرعی کی حیثیت سے نہیں بلکہ ''اتفاقیہ عادات'' کے طور پر اختیار فرمایا یہ ''سنن زوائد'' کہلاتے ہیں۔ اُمت ان اُمور کی اگرچہ مکلف نہیں' مگر حتی الامکان ان اُمور میں بھی آپ ﷺ کی پیروی کرنا عشق ومحبت کی بات ہے کہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے' یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے اتفاقیہ اُمور میں بھی آپ ﷺ کی پیروی کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور حضرات عارفین آپ ﷺ کی ادنیٰ سے ادنیٰ سنت کی پیروی کو ہفت اقلیم کی دولت سے زیادہ قیمتی سمجھتے تھے مگر یہ فیصلہ کرنا کہ کونسی چیز ''سنن ہدیٰ'' میں داخل ہے اور کونسی ''سنن زوائد'' میں کونسا حکم عام اُمت کے لیے ہے اور کونسا آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص تھا؟ یہ ماوشما کا کام نہیں بلکہ حضرات مجتہدین اور ائمہ دین کا منصب ہے اور ان اکابر نے ان تمام اُمور کی بخوبی نشاندہی فرمادی ہے۔

یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ ''سنن ہدیٰ'' کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ معلوم کرنا کہ فلاں چیز فرض ہے یا واجب؟ موکد ہے یا مستحب؟ پھر جو چیز جس مرتبہ کی ہو اسے اسی مرتبہ کے موافق عمل میں لانا' یہ پہلو بہت ہی لائق اہتمام ہے کہ اس میں خلط ملط ہو جانے سے سنت وبدعت کا فرق پیدا ہو جاتا ہے اور دین میں تحریف کا راستہ کھل جاتا ہے' دوسرا پہلو ہر عمل کے بارے میں یہ جاننا ہے

کہ آخرت میں اس پر کیا ثواب یا عقاب مرتب ہوگا' یہ پہلو بھی اپنی جگہ بہت اہم ہے' کیونکہ اعمال کی ترغیب وترہیب کا اسی پر مدار ہے' اس لیے ضروری ہے کہ کسی نیک عمل کی جو فضیلت یا کسی بُرے عمل کی جو سزا قرآنِ کریم اور حدیث نبوی ﷺ میں آئی ہے اسی کو بیان کیا جائے' اپنی رائے سے اس میں کمی بیشی کر دینا غلطی ہے۔

اُمورِ مذکورہ کے مطابق رسولِ مقبول ﷺ کے تمام مکارمِ اخلاق' اندازِ اطاعت وعبادت' حالاتِ جلوت وخلوت اور تمام اعمال واقوال اور تعلقات ومعاملاتِ زندگی ہر قوم اور ہر طبقہ وہر جماعت اور ہر ہر فرد کے لیے ہر زمانہ اور ہر وقت میں بہترین نمونہ ومثال ہیں' اسی لیے اللہ جل شانہٗ نے فرمایا:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے محبوب نبی ﷺ کی تمام بابرکت سنتوں کی اتباع کی اور آپ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات پر اخلاص وصدق کے ساتھ عمل کی توفیق وافر وراسخ عطا فرمائیں اور اس کی بدولت اس دُنیا میں حیات ومماتِ طیبات اور آخرت میں اپنی رضائے واسعہ وکاملہ اور آپ ﷺ کی شفاعت کبریٰ کی دولت لازوال نصیب فرمائیں' آمین

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ نَبِيِّكَ وَاتِّبَاعَ سُنَّتِهٖ وَتَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ' آمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِحَقِّ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَرَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ' صَلٰوةً وَّسَلَامًا كَثِيْرًا۔

عزمِ اِتباع

اُسوۂ رسولِ اکرم ﷺ

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) [صحیح بخاری]

ترجمہ: ''ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے''۔

حضرت شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اصولِ دین ہے' اصل عظیم اور تمام حدیثوں میں جامع ترین اور مفید ترین ہے بعض حضرات تو اسے علمِ دین کا تہائی حصہ کہتے ہیں بایں لحاظ کہ دین قول' عمل اور نیت پر مشتمل ہے اور بعض نے اسے نصف علمِ دین قرار دیا ہے اس اعتبار سے کہ اعمال دو قسم کے ہیں ایک عمل بالقلب اور دوسرا عمل بالجوارح' اعمال قلب میں نیت سب سے زیادہ افضل ہے' اس بناء پر عمل اس نصف علم (نیت) سے متعلق ہوگا بلکہ دونوں نصفوں میں بہت زیادہ۔

دراصل نیت ہی قلبی جسمانی اور جملہ عبادات ں اصل بنیاد ہے اگر اس اعتبار سے اسے تمام علم کہیں تو یہ مبالغہ بھی درست ہوگا۔ (مدارج النبوۃ)

اس تالیف کی حقیقی غرض وغایت اور مقصد واہمیت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور سرورِ کائنات علیہ الرحمہ ﷺ کے پاکیزہ خصائل وشمائل اور عادات وعبادات کا پورا ذخیرہ ہمارے سامنے ہے جو انسانیت کی فلاح وسعادت کا نصاب کامل بھی ہے اور مکمل ضابطہ حیات بھی' پھر آپ ﷺ کی ''شاہراہِ سنت'' ہر خطرہ سے مامون اور ہر شائبہ نقص سے پاک ہے' اس لیے ہماری سعادت وکامرانی اور دانشمندی کا فطری تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کریں اور ہر عمل میں آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلیں اور جب حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے آپ ﷺ کے طریقہ کو اختیار کرنے پر محبوبیت کا انعام دینے کا وعدہ بھی ہے تو حکم ربانی کا تقاضا بھی ہے کہ ہمارے اعمال' فرائض وواجبات اور اوامر ونواہی کی تعمیل آنحضرت ﷺ کی اطاعت ہی کی نیت سے ہونی چاہیے اور بتقاضائے محبت آپ ﷺ کے تمام آداب وخصائل اور سنن عادیہ کو بھی شعارِ زندگی بنایا جائے اور اس میں بھی اتباعِ نبوی ﷺ کی نیت وعزم ہونا چاہیے تاکہ ہمارا ہر عمل (ان شاء اللہ) مقبول بھی ہو اور عنداللہ محبوب بھی' دُنیا میں حیاتِ طیبہ کا

باعث بھی ہو اور آخرت میں آپ ﷺ کی نسبت گرامی کی بدولت میزانِ عمل میں گراں بہا اور گراں قدر بھی ہو، اور یہ نیت و عزم ایک اختیاری امر ہے اور امرِ اختیاری کا ہر شخص مکلف ہے اور یہ اس کے لیے نہایت آسان بھی۔

پس اُسوۂ رسولِ اکرم ﷺ پڑھنے سے پہلے اپنے ہر عمل اور ہر انداز زندگی میں حضور نبی الرحمۃ ﷺ کی اتباع کا عزم کر لیجیے، ان شاء اللہ دونوں جہان کی عافیت کاملہ حاصل ہوگی، واللہ المستعان

مپندار سعدی کہ راہِ صفا ☆ تواں یافت جز در پے مصطفیٰ
خلاف پیمبر کسے رہ گزید ☆ کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

بندۂ عاجز

محمد عبدالحی عفی عنہ

فلاحِ دارین

دُنیا و آخرت میں عافیت کی دُعا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا' اللہ سے یقین اور معافات کی دُعا کرو کیونکہ یقین کے بعد عافیت سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں جو کسی کو عطا ہو اس میں آپ ﷺ نے دُنیا و آخرت کی عافیت جمع فرما دی ہے اور امر واقعہ بھی یہی ہے کہ دارین میں بندے کے حالات یقین اور عافیت کے بغیر اصلاح پذیر نہیں ہو سکتے چنانچہ یقین سے آخرت کی سزائیں دور ہوتی ہیں اور عافیت سے قلب و بدن امراض سے نجات پاتا ہے۔

پس جب عافیت اور صحت کی یہ شان ہے تو ہم ان اُمور میں نبی اقدس ﷺ کی سنت طیبہ بیان کریں گے' جو انہیں پڑھے گا وہ محسوس کرلے گا کہ آپ ﷺ کی سنت طیبہ علی الاطلاق سب سے کامل طریق زندگی ہے جس سے ہر دو یعنی بدن و قلب اور دُنیا و آخرت کی زندگی کی صحت و نعمت حاصل کی جا سکتی ہے۔ (زاد المعاد)

((بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً ......))

بشارتِ تبلیغ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اپنے اس بندہ کو سرسبز و شاداب رکھے جو میری بات سنے' پھر اسے یاد کرلے اور محفوظ رکھے اور دوسروں تک اسے پہنچائے' پس بہت سے لوگ فقہ (علم دین) کے حامل ہوتے ہیں مگر خود فقیہ نہیں ہوتے اور بہت سے علمِ دین کے حامل اس کو ایسے بندوں تک پہنچا دیتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہوں"۔ (جامع ترمذی' سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

دین مبین فی اربعین:

عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا النَّبِیُّ قَالَ مَنْ حَفِظَهَا مِنْ اُمَّتِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَمَا هِیَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ۱۔ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ ۲۔ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۳۔ وَالْمَلٰۤئِكَةِ ٤۔ وَالْكِتٰبِ ٥۔ وَالنَّبِيّٖنَ ٦۔ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ۷۔ وَالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى ۸۔ وَاَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۹۔ وَتُقِيْمَ

الصَّلٰوۃَ بِوُضُوْءٍ سَابِغٍ کَامِلٍ لِوَقْتِھَا ۱۰۔ وَتُؤْتِی الزَّکٰوۃَ ۱۱۔ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ ۱۲۔ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنْ کَانَ لَکَ مَالٌ ۱۳۔ وَتُصَلِّیَ اثْنَتَیْ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ ۱۴۔ وَالْوِتْرَ لَا تَتْرُکُہٗ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ ۱۵۔ وَلَا تُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا ۱۶۔ وَلَا تَعُقُّ وَالِدَیْکَ ۱۷۔ وَلَا تَاْکُلُ مَالَ الْیَتِیْمِ ظُلْمًا ۱۸۔ وَلَا تَشْرَبَ الْخَمْرَ ۱۹۔ وَلَا تَزْنِ ۲۰۔ وَلَا تَحْلِفُ بِاللّٰہِ کَاذِبًا ۲۱۔ وَلَا تَشْھَدْ شَھَادَۃَ زُوْرٍ ۲۲۔ وَلَا تَعْمَلُ بِالْھَوٰی ۲۳۔ وَلَا تَغْتَبْ اَخَاکَ الْمُسْلِمَ ۲۴۔ وَلَا تَقْذِفِ الْمُحْصِنَۃَ ۲۵۔ وَلَا تَغُلَّ اَخَاکَ الْمُسْلِمَ ۲۶۔ وَلَا تَلْعَبْ ۲۷۔ وَلَا تَلْہُ مَعَ اللَّاھِیْنَ ۲۸۔ وَلَا تَقُلْ لِلْقَصِیْرِ یَا قَصِیْرُ تُرِیْدُ بِذٰلِکَ عَیْبَہٗ ۲۹۔ وَلَا تَسْخَرْ بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ ۳۰۔ وَلَا تَمْشِ بِالنَّمِیْمَۃِ بَیْنَ الْاَخَوَیْنِ ۳۱۔ وَاشْکُرِ اللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی نِعْمَتِہٖ ۳۲۔ وَاصْبِرْ عَلَی الْبَلَاءِ وَالْمُصِیْبَۃِ ۳۳۔ وَلَا تَاْمَنْ مِنْ عِقَابِ اللّٰہِ ۳۴۔ وَلَا تَقْطَعْ اَقْرِبَائَکَ ۳۵۔ وَصِلْھُمْ ۳۶۔ وَلَا تَلْعَنْ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِ اللّٰہِ ۳۷۔ وَاَکْثِرْ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّھْلِیْلِ ۳۸۔ وَلَا تَدَعْ حُضُوْرَ الْجُمُعَۃِ وَالْعِیْدَیْنِ ۳۹۔ وَاعْلَمْ اَنَّ مَا اَصَابَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُخْطِئَکَ وَمَا اَخْطَاَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَکَ ۴۰۔ وَلَا تَدَعْ قِرَاءَۃَ الْقُرْاٰنِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ: مَا ثَوَابُ مَنْ حَفِظَ ھٰذِہِ الْاَرْبَعِیْنَ؟ قَالَ: حَشَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ [کنز العمال ۱۰/۲۹۴۶۷]

ترجمہ: ''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں کیا ہیں جن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو ان کو یاد کر لے وہ جنت میں داخل ہوگا؟ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''۱۔ تو اللہ پر ایمان لائے ۲۔ اور آخرت کے دن پر ۳۔ اور فرشتوں کے وجود پر ۴۔ اور سب آسمانی کتابوں پر ۵۔ اور تمام انبیاء پر ۶۔ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر ۷۔ اور تقدیر پر کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہے ۸۔ اور گواہی دے اس پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں ۹۔ اور ہر نماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز کو قائم کرے (کامل وضو وہ کہلاتا ہے جس میں آداب و مستحبات کی رعایت رکھی گئی ہو اور ہر نماز کے لیے نیا

وضو مستحب ہے اور نماز کے قائم کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کے تمام ظاہری و باطنی آداب کا اہتمام کرے) ۱۰۔ زکوٰۃ ادا کرے ۱۱۔ رمضان کے روزے رکھے ۱۲۔ اگر مال ہو تو حج کرے ۱۳۔ بارہ رکعات سنت مؤکدہ روزانہ ادا کرے (صبح سے پہلے دو رکعت' ظہر سے قبل چار رکعت' ظہر کے بعد دو رکعت' مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت) ۱۴۔ وتر کسی رات میں نہ چھوڑے ۱۵۔ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے ۱۶۔ والدین کی نافرمانی نہ کرے ۱۷۔ ظلم سے یتیم کا مال نہ کھائے ۱۸۔ شراب نہ پئے ۱۹۔ زنا نہ کر ۲۰۔ جھوٹی قسم نہ کھائے ۲۱۔ جھوٹی گواہی نہ دے ۲۲۔ خواہشاتِ نفسانیہ پر عمل نہ کر ۲۳۔ مسلمان بھائی کی غیبت نہ کر ۲۴۔ اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے ۲۵۔ اور عفیفہ عورت یا مرد کو تہمت نہ لگائے ۲۶۔ لہو ولعب میں مشغول نہ ہو ۲۷۔ تماشائیوں میں شریک نہ ہو ۲۸۔ کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا نہ کہے ۲۹۔ کسی کا مذاق نہ اڑائے ۳۰۔ نہ مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کر ۳۱۔ اللہ جل شانہٗ کی نعمتوں پر اس کا شکر کر ۳۲۔ بلا اور مصیبت پر صبر کر ۳۳۔ اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو ۳۴۔ اعزہ سے قطع تعلق نہ کر ۳۵۔ بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر ۳۶۔ اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کر ۳۷۔ سبحان اللہ' اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کا اکثر ورد کر ۳۸۔ جمعہ اور عیدین میں حاضری نہ چھوڑے ۳۹۔ اور اس بات کا یقین رکھے کہ جو تکلیف اور راحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا ۴۰۔ اور کلام اللہ کی تلاوت کسی حال میں بھی نہ چھوڑے۔'' حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ جو کوئی ان کو یاد کرے اسے کیا اَجر ملے گا؟ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ: ''حق سبحانہٗ اس کا حشر انبیاء اور علمائے کرام کے ساتھ فرمائیں گے''۔

مَظْہَرِ خُلُقِ عَظِیْم

ﷺ

کے مکارم اخلاق

وَاحسنُ منکرَ لَم ترَ قطع عَینِ
وَاجمَلُ منکرَ لَم تلِد النِّساء
خُلِقت مَبرا مِن کلِّ عیبٍ
کانَّک قَد خُلِقت کَما شآء

ترجمہ: ''میری آنکھوں نے کبھی آپ ﷺ سے زیادہ کوئی حسین نہیں دیکھا عورتوں نے آپ ﷺ سے زیادہ کوئی صاحب جمال نہیں جنا آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا جیسے آپ ﷺ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیے گئے ہوں۔''

(سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

صفاتِ قدسیہ

تعارفِ ربانی حدیثِ قدسی

صحیح بخاری میں حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے ایسی حدیث مروی ہے جو حضورِ اکرم ﷺ کے اکثر اخلاقِ کریمہ کے لیے جامع ہے اور ان میں سے کچھ صفاتِ عالیہ قرآنِ کریم میں بھی مذکور ہیں، چنانچہ حدیث قدسی میں ہے:

۱ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّیِّیْنَ ۔

"اے نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ ﷺ کو حق پر گواہ بنا کر بھیجا، فرمانبرداروں کو بشارت دینے والا اور گمراہوں کو عذاب سے ڈرانے والا اور اُمتیوں کیلئے پناہ دینے والا بنایا ہے"۔

۲ اَنْتَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ

"آپ ﷺ میرے خاص الخاص بندے اور رسول ہیں"

۳ سَمَّیْتُكَ الْمُتَوَكِّلُ

"میں نے آپؐ کا نام متوکل رکھ دیا کیونکہ ہر معاملے میں آپ ﷺ مجھ پر توکل کرتے ہیں"۔

۴ لَیْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِیْظٍ

"نہ آپ ﷺ درشت خو ہیں اور نہ سخت دِل"۔

۵ وَلَا سَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ

"نہ بازاروں میں شوروشغب کرنے والے ہیں"۔

۶ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَةَ بِالسَّیِّئَةِ

"برائی کا بدلہ برائی سے کبھی نہیں دیتے"۔

۷ وَلٰكِنْ یَّعْفُوْ وَیَغْفِرُ

"بلکہ معاف فرماتے اور درگزر کرتے ہیں"۔

گویا آپ ﷺ حکم قرآنی: ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ برائی کا بدلہ بہت عمدہ طریقہ پر دیا کرو، پر عمل پیرا ہیں۔

۸ وَلَا يَقْبِضُهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ

''اللہ آپ ﷺ کو اس وقت تک وفات نہیں دے گا جب تک گمراہ قوم کو آپ ﷺ کے ذریعے سیدھے راستے پر نہ لے آئے' یعنی جب تک یہ لوگ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر سیدھے مسلمان نہ ہو جائیں''۔

۹ وَيَفْتَحُ بِهٖ اَعْيُنًا عمياً

''آپ کو اس وقت تک وفات نہیں دیگا جب تک کافروں کی اندھی آنکھوں کو بینا نہ فرمادے''۔

۱۰ وَاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا

''اور بہرے کان اور پردے پڑے دِلوں کو نہ کھول دے''۔

بعض روایتوں میں یہ صفات بھی مزید بیان کی گئی ہیں:

۱۱ اُسَدِّدُهٗ بِكُلِّ جَمِيْلٍ

''ہر عمدہ خصلت سے آپ ﷺ کی تسدید یعنی درستی کرتا رہوں گا''۔

۱۲ وَاَهَبُ لَهٗ كُلَّ خُلُقٍ كَرِيْمٍ

''ہر اچھی خصلت آپ ﷺ کو عطا کرتا رہوں گا''۔

۱۳ وَاَجْعَلُ السَّكِيْنَةَ لِبَاسَهٗ وَشِعَارَهٗ

''میں اطمینان کو آپ کا لباس اور شعار اور (بدن سے چمٹے ہوئے کپڑوں کی طرح) بنادونگا''۔

۱۴ وَالتَّقْوٰى ضَمِيْرَهٗ

''پرہیزگاری کو آپ ﷺ کا ضمیر یعنی دِل بنادوں گا''۔

۱۵ وَالْحِكْمَةَ مَعْقُوْلَهٗ

''حکمت کو آپ ﷺ کی سوچی سمجھی بات بنادوں گا''۔

۱۶ وَالصِّدْقَ وَالْوَفَآءَ طَبِيْعَتَهٗ

''سچائی اور وفاداری کو آپ ﷺ کی طبیعت بنادوں گا''۔

۱۷ وَالْعَفْوَ وَالْمَعْرُوْفَ خُلُقَهٗ

''معافی اور نیکی کو آپ ﷺ کی عادت بنا دوں گا''۔

۱۸ وَالْعَدْلَ سِيْرَتَهٗ وَالْحَقَّ شَرِيْعَتَهٗ وَالْهُدٰى اِمَامَهٗ وَالْاِسْلَامَ مِلَّتَهٗ

''انصاف کو آپ ﷺ کی سیرت، حق کو آپ ﷺ کی شریعت، ہدایت کو آپ ﷺ کا امام اور دینِ اسلام کو آپ ﷺ کی ملت کا درجہ دوں گا''۔

۱۹ اَحْمَدُ اِسْمُهٗ

''آپ ﷺ کا نامِ نامی (لقب) احمد ہے''۔

۲۰ اُهْدِىْ بِهٖ بَعْدَ الضَّلَالَةِ

''آپ ﷺ ہی کے ذریعہ تو میں لوگوں کو گمراہی کے بعد سیدھا راستہ دکھاؤں گا''۔

۲۱ وَاُعْلِمُ بِهٖ بَعْدَ الْجِهَالَةِ

''جہالت تامہ کے بعد میں آپ ﷺ ہی کے ذریعہ علم و عرفان لوگوں کو عطا کروں گا''۔

۲۲ وَاَرْفَعُ بِهِ الْخُمَالَةَ

''آپ ہی کے ذریعہ میں اپنی مخلوق کو پستی سے نکال کر بامِ عروج تک پہنچاؤں گا''۔

۲۳ وَاُسَمّٰى بِهٖ بَعْدَ النَّكِرَةِ

''آپ ﷺ کی بدولت اپنی مخلوق کو جاہل و ناشناس حق ہونے کے بعد بلندی عطا کروں گا''۔

۲۴ وَاُكْثِرُ بِهٖ بَعْدَ الْقِلَّةِ

''آپ ﷺ کی ہدایت کی بدولت آپ کے متبعین کی کم تعداد کو بڑھا دوں گا''۔

۲۵ وَاُغْنِىْ بِهٖ بَعْدَ الْعَيْلَةِ

''لوگوں کے فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جانے کے بعد میں آپ ﷺ کے ذریعہ ان کی حالت کو غنا (یعنی فراغت) میں تبدیل کر دوں گا''۔

۲۶ وَاُؤَلِّفُ بِهٖ بَيْنَ قُلُوْبٍ مُّخْتَلِفَةٍ وَّاَهْوَآءٍ مُّتَشَتِّتَةٍ وَّاُمَمٍ مُّتَفَرِّقَةٍ

'' اختلاف رکھنے والے دلوں، پراگندہ خواہشات اور متفرق قوموں میں میں آپ ﷺ ہی کے ذریعے اُلفت پیدا کروں گا''۔

۲۷ وَاَجْعَلُ اُمَّتَهٗ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

''میں آپ ﷺ کی اُمت کو بہترین اُمت قرار دوں گا جو انسانوں کی ہدایت کے لیے ظہور میں لائی گئی ہو''۔ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

(مدارج النبوۃ)

بشریتِ کاملہ

حضورِ اکرم سیّد عالم ﷺ کی ذاتِ بابرکات، عالی صفات تمام اخلاق و خصائل، صفاتِ جمال میں اعلیٰ و اشرف و اقویٰ ہے۔ ان تمام کمالات و محاسن کا احاطہ کرنا اور بیان کرنا انسانی قدرت و طاقت سے باہر ہے، کیونکہ وہ تمام کمالات جن کا عالمِ امکان میں تصور ممکن ہے سب کے سب نبی اکرم ﷺ کو حاصل ہیں تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام آپ ﷺ کے آفتابِ کمال کے چاند اور انوارِ جمال کے مظہر ہیں فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (اللہ تعالیٰ ہی کے لیے تمام خوبیاں ہیں) وَصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ قَدْرَ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ وَكَمَالِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

(مدارج النبوۃ)

امتیازِ خصوصی: امام نوویؒ ''تہذیب'' میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاق و عادات کی تمام خوبیاں اور کمالات اور اعلیٰ صفات حضورِ اقدس ﷺ کی ذاتِ گرامی میں جمع فرما دی تھیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اوّلین و آخرین کے علوم سے جو آپ ﷺ کے شایانِ شان تھے، بہرہ ور فرمایا تھا، حالانکہ آپ ﷺ اُمی تھے، کچھ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے، نہ انسانوں میں سے کوئی آپ ﷺ کا معلم تھا، اس کے باوجود آپ ﷺ کو ایسے علوم عطا فرمائے گئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات میں کسی اور کو نہیں دیئے، آپ ﷺ کو کائناتِ ارضی (زمین) کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں مگر آپ ﷺ نے دنیوی مال و متاع کے بدلے ہمیشہ آخرت کو ترجیح دی۔ ﷺ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ علم و حکمت کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ سب سے زیادہ محترم، سب سے زیادہ منصف، سب سے زیادہ حلیم و بردبار سب سے زیادہ پاک دامن و عفیف اور لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے اور لوگوں کی ایذا رسانی پر سب سے زیادہ صبر و تحمل کرنے والے تھے ﷺ۔ (رسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ)

بخاری و مسلم میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، بہادر اور فیاض تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ تمام انسانوں میں سب سے

اشرف تھے اور آپ ﷺ کے مزاج میں سب سے زیادہ اعتدال تھا' اور جس میں یہ اوصاف ہوں تو اس کا ہر فعل بہترین افعال کا نمونہ ہوگا۔ وہ تمام لوگوں میں حسین ترین صورت والا ہوگا اور اس کا خلق اعلیٰ ترین اخلاق کا نمونہ' حضورِ اکرم ﷺ جملہ جسمانی اور روحانی کمالات کے جامع اور خوبصورتی اور نیک سیرتی کے حامل تھے اور سب سے زیادہ کریم' سب سے زیادہ بڑھ کر سخی اور سب سے بڑھ کر جود و سخا والے تھے۔ ﷺ تسلیما کثیرًا کثیرًا۔

صورتِ زیبا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا' گویا آپ ﷺ کے رخسارِ مبارک میں سورج تیر رہا ہے' جب آپ ﷺ مسکراتے تھے تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی۔ (مدارج النبوۃ' از کتاب الشفاء)

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "دیکھنے والوں کی نظر میں رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور عظیم' بزرگ اور دبدبہ والا تھا۔ آپ کا چہرہ ایسا چمکتا تھا' جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے"۔

حضورِ اقدس نبی کریم ﷺ کا طیب و مطیب ہونا: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے کوئی عنبر' کوئی مشک اور کوئی خوشبودار چیز رسول اللہ ﷺ کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہرگز نہیں دیکھی' آپ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی؛ اور جب کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا رسول اللہ ﷺ جب کسی راستہ سے گزرتے اور کوئی شخص آپ ﷺ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ ﷺ اس راستہ سے تشریف لے گئے ہیں یہ خوشبو بغیر خوشبو لگائے ہوئے خود آپ ﷺ کے بدنِ مبارک میں تھی' ﷺ تسلیما کثیرًا کثیرًا۔

بس گئی ہے فضا میں نکہتِ حسن ☆ وہ جہاں بھی جدھر سے گزرے ہیں

(عارفی)

خلقِ عظیم: اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم ﷺ کی ذات کریم میں مکارمِ اخلاق' محامد صفات اور ان کی کثرت و قوت اور عظمت کے لحاظ سے قرآنِ کریم میں مدح و ثنا فرمائی ہے اور ارشاد ہے:

﴿ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾

ترجمہ: "بلاشبہ آپ ﷺ بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں"۔

اور فرمایا:

﴿كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾
''آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے''۔
اور خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ))
یعنی ''مجھے مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے''۔
اور ایک روایت میں ہے:

((لِاُكَمِّلَ مَحَاسِنَ الْاَفْعَالِ))
یعنی ''اچھے کاموں کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں''۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس میں تمام محاسن و مکارمِ اخلاق جمع تھے اور کیوں نہ ہو جبکہ آپ ﷺ کا معلم حق تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے' سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاقِ کریمہ کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنِ ۔ ''آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا''۔

اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جو کچھ قرآنِ کریم میں اخلاق و صفاتِ محمودہ مذکور ہیں آپ ﷺ ان سب سے متصف تھے۔

کتاب الشفاء میں قاضی عیاضؒ مزید ذکر فرماتے ہیں (کہ نیز یہ بھی ہے) کہ آپ ﷺ کی خوشنودی قرآن کی خوشنودی کے ساتھ اور آپ ﷺ کی ناراضگی قرآن کی ناراضگی کے ساتھ تھی مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی رضا امرِ الٰہی کی بجا آوری میں اور آپ ﷺ کی ناراضگی حکمِ الٰہی کی خلاف ورزی اور ارتکابِ معاصی میں تھی اور عوارف المعارف میں مذکور ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ تھی کہ قرآنِ کریم ہی حضور نبی کریم ﷺ کا مہذب اخلاق تھا' یعنی كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنِ کے یہی معنی و مطلب ہیں۔

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ کسی کا فہم اور کسی کا قیاس حضور ﷺ کے مقام کی حقیقت اور آپ ﷺ کے حال کی کنہ عظیم تک نہیں پہنچ سکتا اور بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ لا

یَعۡلَمُ تَاوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ اس کی تاویل بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

(مدارج النبوۃ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حلم وعفو: حضورِ اکرم ﷺ کے صبر، بردباری اور درگزر کرنے کے صفات نبوت کی عظیم ترین صفتوں میں سے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی اپنے ذاتی معاملہ اور مال و دولت کے سلسلہ میں کسی سے انتقام نہیں لیا، مگر اُس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دیا تو اس سے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے بدلہ لیا اور حضور ﷺ کا سب سے زیادہ اشد و سخت صبر غزوۂ احد میں تھا کہ کفار نے آپ ﷺ کے ساتھ جنگ و مقابلہ کیا اور آپ ﷺ کو شدید ترین رنج والم پہنچایا، مگر آپ ﷺ نے ان پر نہ صرف صبر وعفو پر ہی اکتفا فرمایا بلکہ ان پر شفقت و رحم فرماتے ہوئے ان کو اس ظلم وجہل میں معذور گردانا اور فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اهۡدِ قَوۡمِیۡ فَاِنَّهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ))
یعنی ''اے اللہ میری قوم کو راہِ راست پر لا کیونکہ وہ جانتے نہیں''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لَهُمۡ اے اللہ انہیں معاف فرمادے اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت شاق گزرا تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! کاش ان پر بددعا فرماتے کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں لعنت کے لیے مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ میں حق کی دعوت اور جہان کے لیے رحمت ہو کر مبعوث ہوا ہوں۔ (الشفاء۔ مدارج النبوۃ)

صبر واستقامت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا، ایک دفعہ تیس رات دن مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال رضی اللہ عنہ کے لیے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس کے جو بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی بغل کے اندر چھپا رکھا تھا۔ (معارف الحدیث، شمائل ترمذی)

واقعہ طائف: حضور رحمۃ للعالمین ﷺ توحید کی تبلیغ کے لیے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیے ہوئے پاپیادہ طائف پہنچے اور وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت فرمائی، جس سے وہ سب برافروختہ ہو کر درپے آزار ہو گئے، وہاں کے سرداروں نے اپنے علاقوں اور شہر کے

لڑکوں کو سکھا دیا وہ لوگ وعظ کے وقت نبی کریم ﷺ پر اتنے پتھر پھینکتے کہ حضور اکرم ﷺ لہو میں تر بہ تر ہو جاتے' خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم جاتا اور وضو کے لیے پاؤں جوتے سے نکالنا مشکل ہو جاتا' ایک دفعہ بدمعاشوں اور اوباشوں نے نبی کریم ﷺ کو اس قدر گالیاں دیں' تالیاں بجائیں' چیخیں ماریں کہ حضور ﷺ ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہو گئے۔

اسی مقام پر ایک دفعہ وعظ فرماتے ہوئے خدا کے محبوب رسول ﷺ کے اتنی چوٹیں آئیں کہ آپ ﷺ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی پیٹھ پر اُٹھایا اور آبادی سے باہر لے گئے' پانی کے چھینٹے دینے سے ہوش آیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس سفر میں تکلیفوں اور ایذاؤں کے بعد اور ایک شخص تک کے مسلمان نہ ہونے کے رنج و صدمہ کے وقت بھی نبی کریم ﷺ کا دلِ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے لبریز تھا' اس وقت آپ ﷺ نے جو دُعا مانگی اس کے الفاظ یہ ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِیْ وَهَوَانِیْ عَلَى النَّاسِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اِلٰى مَنْ تَكِلُنِیْ اِلٰى بَعِيْدٍ يَّتَهَجَّمُنِیْ اَوْ اِلٰى عَدُوٍّ مَّلَّكْتَهٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ بِكَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ وَلٰكِنَّ عَافِيَتَكَ هِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ يَّنْزِلَ بِیْ غَضَبُكَ اَوْ يَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ))

تاریخ طبری: ''اے اللہ میں اپنے ضعف' بے بسی اور لوگوں کی نظروں میں اپنی تحقیر اور بے سروسامانی کی فریاد تجھ ہی سے کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! اے درماندہ ناتوانوں کے مالک تو ہی میرا رب ہے' اے میرے آقا تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے بیگانوں کے جو ترش رو ہوں گے یا دشمن کے جو میرے نیک و بد پر قابو رکھے گا' لیکن جب تو مجھ سے ناخوش نہیں ہے تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ تیری عافیت اور بخشش میرے لیے زیادہ وسیع ہے' میں تیری ذات پاک کے نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے آسمان روشن ہوئے اور جس سے تاریکیاں دور ہوئیں اور دنیا و آخرت کے کام ٹھیک ہوئے' تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر غضب نازل کرے یا تیری ناخوشی مجھ پر وارد ہو اور تجھ کو منانا ہے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیری مدد اور تائید کے بغیر

کسی کو کوئی قدرت نہیں"۔ (طبری ج ۲' ص ۸۱)
نبی کریم ﷺ نے طائف سے واپس ہوتے ہوئے یہ بھی فرمایا:
"میں ان لوگوں کی تباہی کے لیے کیوں دُعا کروں' اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا' اُمید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور اللہ واحد پر ایمان لانے والی ہوں گی"۔
(عن عائشہ' صحیح مسلم' کتاب رحمۃ للعلمین ﷺ)

رحمت عالم ﷺ کی شانِ عفو وکرم:

کفارِ مکہ اکیس سال تک رسولِ اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے' ظلم و ستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے خدائے واحد کے پرستاروں پر نہ آزمایا ہو حتیٰ کہ وہ گھر اور وطن تک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے' لیکن جب مکہ فتح ہوا تو اسلام کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر رسولِ اکرم ﷺ کے رحم و کرم پر تھے۔ اور آپ ﷺ کا ایک اشارہ ان سب کو خاک و خون میں ملا سکتا تھا' لیکن ہوا کیا؟

ان تمام جبارانِ قریش سے جو خوف اور ندامت سے سر نیچے ڈالے آپ ﷺ کے سامنے کھڑے تھے' آپ ﷺ نے پوچھا:

"تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟"

انہوں نے دبی زبان سے جواب دیا۔

"اے صادق! اے امین! تم ہمارے شریف بھائی اور شریف برادر زادے ہو' ہم نے تمہیں ہمیشہ رحم دِل پایا ہے"۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"آج میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا"۔

اور حضور ﷺ نے فرمایا:

"تم پر کچھ الزام نہیں' جاؤ آج تم سب آزاد ہو"۔ (کتاب الشفاء' ابن ہشام)

فطرتِ سلیمہ: آپ ﷺ تمام احوال' اقوال و افعال میں کبائر سے اور محققین کے نزدیک صغائر سے بھی معصوم تھے اور آپ ﷺ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے اعراض کا صدور ممکن ہی نہ تھا نہ قصداً نہ سہواً' نہ صحت میں نہ مرض میں' نہ واقعی مراد لینے میں نہ خوش طبعی میں' نہ خوشی میں

نہ غضب میں۔ (نشر الطیب)

ایفائے عہد: جنگِ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی، حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور ابو سہیل دو صحابی رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم مکہ سے آ رہے ہیں راستے میں کفار نے ہم کو گرفتار کر لیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا ہے کہ ہم لڑائی میں آپ ﷺ کا ساتھ نہ دیں گے، لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا، ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا:

''ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ ہم (مسلمان) ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے، ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے''۔

(صحیح مسلم باب الوفاء بالعھد ص ۸۹، جلد دوم ص ۱۰۶، ج ۲)

حضرت عبداللہ بن ابی الحماد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے کوئی چیز خریدی کچھ رقم باقی رہ گئی میں نے حضور ﷺ سے وعدہ کیا کہ اسی جگہ لے کر حاضر ہوتا ہوں، پھر میں بھول گیا، تین دن کے بعد مجھے یاد آیا۔ میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ اسی جگہ تشریف فرما ہیں، حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا، میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا) اس واقعہ میں حضور ﷺ کی تواضع اور ایفائے عہد کی انتہا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

شجاعت: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت، قوتِ مردمی اور مقابل پر غلبہ، اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد یعنی زمانہ نبوت میں بھی صاحب وجاہت تھے۔ (نشر الطیب)

غزوۂ حنین کے موقع پر کفار کے تیروں کی بوچھاڑ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک قسم کا ہیجان، پریشانی اور تزلزل اور ڈگمگاہٹ پیدا ہو گئی تھی، مگر حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ فرمائی حالانکہ گھوڑے پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث آپ ﷺ کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے، کفار چاہتے تھے کہ حضور پر حملہ کر دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ گھوڑے سے اُترے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی تو کوئی کافر ایسا نہ تھا جس کی آنکھ اس خاک سے نہ بھر گئی ہو، حضور نے اس وقت یہ شعر پڑھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبَ ☆ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

''میں نبی ہوں اس میں کذب نہیں' میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔''

اُس روز آپ ﷺ سے زیادہ بہادر' شجاع اور دلیر کوئی نہ دیکھا گیا۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا' اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کی آڑ میں پناہ لیتے تھے' اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدانِ جنگ میں آپ ﷺ سے نزدیک رہتا جبکہ آپ ﷺ دشمن کے قریب ہوتے تھے' کیونکہ اس صورت میں اس شخص کو بھی دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا۔ (نشر الطیب)

سخاوت: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ اوّل تو تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے (کوئی بھی آپ ﷺ کی سخاوت کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا) کہ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور عطاؤں میں بادشاہوں کو شرمندہ کرتے تھے' ایک دفعہ نہایت سخت احتیاج کی حالت میں ایک عورت نے چادر پیش کی اور سخت ضرورت کی حالت میں آپ ﷺ نے پہنی' اسی وقت ایک شخص نے مانگ لی' آپ ﷺ نے مرحمت فرما دی' آپ ﷺ قرض لے کر ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا فرماتے تھے' اور قرض خواہ کے سخت تقاضے کے وقت کہیں سے اگر کچھ آ گیا اور ادائے قرض کے بعد بچ گیا تو جب تک وہ تقسیم نہ ہو جائے' گھر میں تشریف نہ لاتے تھے' بالخصوص رمضان المبارک کے مہینہ میں اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے (کہ حضور ﷺ کی گیارہ ماہ کی فیاضی بھی اس مہینہ کی فیاضی کے برابر نہ ہوتی تھی) اور اس مہینہ میں جب بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لاتے اور آپ ﷺ کو کلام اللہ سناتے' اس وقت آپ ﷺ بھلائی اور نفع رسانی میں تیز بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

ترمذی کی حدیث سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور انور ﷺ کے پاس ایک مرتبہ نوے ہزار درہم جس کے تقریباً بیس ہزار روپے سے زیادہ ہوتے ہیں کہیں سے آئے' حضورِ اقدس ﷺ نے ایک بورئیے پر ڈلوا دیئے اور وہیں پڑے پڑے سب تقسیم کرا دیئے' ختم ہو جانے کے بعد ایک سائل آیا' حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں رہا' تو کسی سے میرے نام سے قرض لے لے' جب میرے پاس ہو گا ادا کر دوں گا۔ (خصائل نبوی ﷺ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسولِ خدا ﷺ سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ ﷺ نے فرمایا ہو میں نہیں دیتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کل کے لیے کوئی چیز نہ اُٹھا رکھتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے خاص کر ماہِ رمضان میں تو بہت ہی سخی ہو جاتے تھے۔ (صحیح بخاری باب بدء الوحی)

ایک دفعہ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے ابوذر! مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچ رہے' سوائے اس کے جو ادائے قرض کے لیے ہو' تو اے ابوذر رضی اللہ عنہ! میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے خدا تعالیٰ کی مخلوق میں تقسیم کر کے اُٹھوں گا''۔ (صحیح بخاری کتاب الاستقراض ص ۳۲۱)

ایک دن رسولِ کریم ﷺ کے پاس چھ اشرفیاں تھیں' چار تو آپ ﷺ نے خرچ کر دیں' اور دو آپ ﷺ کے پاس بچ رہیں' ان کی وجہ سے آپ ﷺ کو تمام رات نیند نہ آئی۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' معمولی بات ہے' صبح ان کو خیرات کر دیجئے گا' حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے حمیرا! (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے) کیا خبر ہے میں صبح تک زندہ رہوں یا نہیں؟'' (مشکوٰۃ)

قناعت و توکل: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ دوسرے دن کے واسطے کسی چیز کا ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

فائدہ: یعنی جو چیز ہوتی کھلا پلا کر ختم فرما دیتے اس خیال سے کہ کل پھر ضرورت ہوگی اس کو محفوظ نہ رکھتے تھے۔ یہ حضور ﷺ کا غایت درجہ توکل تھا کہ جس مالک نے آج دیا ہے وہ کل بھی عطا فرمائے گا' یہ صرف اپنی ذات کے لیے تھا' ورنہ ازواج کا نفقہ ان کے حوالہ کر دیا جاتا تھا' کہ وہ جس طرح چاہیں تصرف میں لائیں' چاہیں رکھیں یا تقسیم کر دیں' مگر وہ بھی تو حضور ﷺ کی ازواج تھیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک بار دو گونیں درہموں کی نذرانہ کے طور پر پیش کی گئیں جن میں ایک لاکھ درہم سے زیادہ تھے۔ انہوں نے طباق منگوایا اور بھر بھر کر تقسیم کر دیئے' خود روزہ دار تھیں افطار کے وقت ایک روٹی اور زیتون کا تیل تھا' جس سے افطار فرمایا۔ باندی نے عرض کیا کہ ایک درہم کا اگر آج گوشت منگا لیتیں تو آج ہم اسی سے افطار کر لیتے۔

ارشاد فرمایا کہ اب طعن دینے سے کیا ہوسکتا ہے؟ اُسی وقت یاد دلا دیتی تو میں منگا دیتی۔

(خصائل نبوی ﷺ)

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو یہ بات خوش نہیں آتی کہ میرے لیے کوہِ اُحد سونا بن جائے اور پھر رات کو اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہے' بجز ایسے دینار کے جس کو کسی واجب مطالبہ کے لیے تھام لوں' اور یہ بات آپؐ کے کمالِ سخاوت و جود و عطاء کی دلیل ہے' چنانچہ اسی کمال سخاوت کے سبب آپؐ مقروض رہتے تھے۔ حتیٰ کہ آپؐ نے جس وقت وفات پائی ہے تو آپؐ کی ذرہ اہل وعیال کے اخراجات میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ (نشر الطیب)

انکسار طبعی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ بروئے عادت سخت گو نہ تھے اور نہ بہ تکلف سخت گو بنتے تھے اور نہ بازاروں میں خلافِ وقار باتیں کرنے والے تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے۔ غایت حیاء سے آپ ﷺ کی نگاہ کسی شخص کے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی' اور نہ کسی نامناسب بات کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ میں فرماتے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سب سے بڑھ کر دِل کے کشادہ تھے بات کے سچے تھے' طبیعت کے نرم تھے' معاشرت میں نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ ﷺ کی دعوت کرتا اس کی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ (وہ ہدیہ یا طعام دعوت گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا۔

اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد کی' اور لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرما لیتے اور مدینہ کی انتہائے آبادی پر بھی اگر مریض ہوتا اس کی عیادت فرماتے اور معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتداءِ مصافحہ کی فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پاؤں پھیلاتے ہوئے نہیں دیکھے گئے' جس سے اوروں پر جگہ تنگ ہو جائے اور جو آپ ﷺ کے پاس آتا اس کی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا اس کے بیٹھنے کے لیے بچھا دیتے اور گدہ' تکیہ خود چھوڑ کر اس کو دے دیتے اور کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے اور تبسم فرمانے میں اور خوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے' جب تک کہ حالت نزول وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی' (کیونکہ ان حالتوں میں آپ ﷺ کو ایک جوش ہوتا تھا) جس میں تبسم

اور خوش مزاجی ظاہر نہ ہوتی تھی۔ (نشر الطیب)

دیانت وامانت: حضور ﷺ نے دعوتِ حق کا آغاز فرمایا تو ساری قوم آپ ﷺ کی دشمن بن گئی اور آپ ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی' لیکن اس حالت میں بھی کوئی مشرک ایسا نہ تھا جو آپ ﷺ کی دیانت وامانت پر شک کرتا ہو' بلکہ یہ لوگ اپنا روپیہ پیسہ وغیرہ لا کر حضور ﷺ ہی کے پاس امانت رکھواتے تھے اور مکہ میں کسی دوسرے کو آپ ﷺ سے بڑھ کر امین نہیں سمجھتے تھے' ہجرت کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیچھے چھوڑنے سے حضور ﷺ کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ تمام لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آئیں۔ (مدارج النبوۃ)

تواضع: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مسلمانو! میری تعریف حد سے زیادہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے ابن مریم کی تعریف کی ہے' کیونکہ میں خدا کا بندہ ہوں' بس تم میری نسبت اتنا ہی کہہ سکتے ہو کہ محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔ (مدارج النبوۃ' زاد المعاد' شمائل ترمذی)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عصاء پر ٹیک لگائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپ ﷺ کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اس طرح تم نہ کھڑے ہوا کرو' اور فرمایا میں خدا کا بندہ ہوں' اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندے کھاتے ہیں اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندے بیٹھتے ہیں۔

آپ کا یہ فرمانا آپ ﷺ کی بردباری اور متواضعانہ عادتِ کریمہ کی وجہ سے تھا۔

(مدارج النبوۃ)

حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک سفر میں چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کا کام آپس میں تقسیم فرما لیا' ایک نے اپنے ذمہ ذبح کرنا لیا' دوسرے نے کھال نکالنا' کسی نے پکانا' حضور ﷺ نے فرمایا کہ پکانے کے لیے لکڑی اکٹھا کرنا میرے ذمہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور! ﷺ یہ کام ہم خود کر لیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو بخوشی کر لو گے' لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں مجمع میں ممتاز رہوں اور اللہ تعالیٰ بھی اس کو ناپسند فرماتے ہیں۔ (خصائل نبوی ﷺ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضورِ اکرم ﷺ کے ساتھ بازار آیا اور حضور ﷺ نے ایک سراویل (پاجامہ) کو چار درہم میں خریدا اور حضور ﷺ نے وزن کرنے والے سے فرمایا قیمت میں مال کو خوب خوب کھینچ کر تولو (غالباً اس وقت کپڑا تول کر فروخت ہوتا تھا ۱۲) (یعنی وزن میں کم یا برابر نہ لو بلکہ زیادہ لو) وہ شخص وزن کرنے والا حیرت زدہ ہو کر بولا میں نے کبھی بھی کسی کو قیمت کی ادائیگی میں ایسا کہتے نہیں سنا۔ اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا افسوس ہے تجھ پر تو اپنے نبی ﷺ کو بھی نہیں پہچانتا۔ پھر تو وہ شخص ترازو کو چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور حضورِ اکرم ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک کھینچ کر فرمایا یہ عجمیوں کا دستور ہے کہ وہ اپنے بادشاہوں اور سربراہوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو تم ہی میں سے ایک شخص ہوں (یہ حضور ﷺ نے از راہِ تواضع فرمایا جیسا کہ آپ ﷺ کی عادتِ کریمہ تھی)۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے سراویل کو اُٹھا لیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر ارادہ کیا کہ آپ ﷺ سے سراویل کو لے لوں' مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ سامان کے مالک ہی کا حق ہے کہ وہ اپنے سامان کو اُٹھائے مگر وہ شخص جو کمزور ہے اور اُٹھا نہ سکے تو اپنے اس بھائی کی مدد کرنا چاہیے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ایک پرانے پالان پر حج کیا۔ اس پر ایک کپڑا پڑا ہوا تھا جو چار درہم کا بھی نہ ہوگا اور حضور ﷺ یہ دُعا مانگ رہے تھے' یا اللہ اس حج کو ایسا حج فرمائیو جس میں ریا اور شہرت نہ ہو۔ (شمائل ترمذی)

جب مکہ فتح ہوا اور آپ ﷺ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ اس میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی اور تواضع سے سر کو پالان پر جھکا دیا تھا' یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کے اگلے لکڑی کے سرے پر آپ کا سر لگ جائے۔ (کتاب الشفاء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کے نزدیک حضور ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی شخص دنیا میں نہیں تھا' اس کے باوجود پھر بھی وہ حضورِ اقدس ﷺ کو دیکھ کر اس لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ حضور ﷺ کو یہ بات پسند نہ تھی۔ (شمائل ترمذی)

ایک مرتبہ نجاشی (بادشاہ حبشہ) کے کچھ ایلچی آئے' حضور ﷺ ان کی خاطر مدارات کے

لیے اُٹھ کھڑے ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ ان کی خدمت کی سعادت ہمیں عنایت فرمائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے ہمارے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بڑی خدمت و تکریم کی ہے میں پسند کرتا ہوں کہ ان کا بدلہ ادا کر دوں۔ (مدارج النبوۃ)

صاف دِل ہونا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تاکید فرمائی کہ میرے صحابہ میں سے مجھ سے کوئی شخص کسی کی کوئی بات نہ پہنچایا کرے، کیونکہ میرا دِل چاہتا ہے کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا دِل تم سب کی طرف سے صاف ہو۔

(ابوداؤد' ترجمان السنہ' کتاب الشفاء)

نرمی اور شفقت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بڑے خوش اخلاق تھے' ایک روز مجھے کسی ضرورت کے لیے بھیجا' میں نے کہا خدا کی قسم! میں نہ جاؤں گا اور میرے دِل میں یہ تھا کہ جو حکم مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے اس کے لیے ضرور جاؤں گا' پھر میں نکلا اور میرا گزر کچھ بچوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے اتنے میں ناگاہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر کے بال پیچھے سے پکڑے جب میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ کو ہنستا پایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ! تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے تم کو بھیجا تھا؟ میں نے کہا ہاں جاؤں گا یارسول اللہ ﷺ۔ (مشکوٰۃ' حیات المسلمین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اس وقت سے کی جبکہ میں آٹھ برس کا تھا۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت دس برس تک کی۔ آپ ﷺ نے کسی بات پر جو میرے ہاتھ سے ہوئی مجھے ملامت نہیں کی' اگر اہل بیت میں سے کسی نے بھی ملامت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو' اگر تقدیر میں کوئی بات ہوتی ہے تو ہو کر رہتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایثار و تحمل: ایک روایت میں ہے زید بن شعنہ پہلے یہودی تھے ایک مرتبہ کہنے لگے کہ نبوت کی علامتوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں رہی جس کو میں نے حضور ﷺ میں نہ دیکھ لیا ہو' بجز دو علامتوں کے جس کے تجربے کی اب تک نوبت نہیں آئی تھی۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کا حلم آپ ﷺ کے غصہ پر غالب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی جتنا بھی جہالت کا برتاؤ کرے گا۔ اسی قدر آپ ﷺ کا تحمل زیادہ ہوگا۔ میں ان دونوں کے امتحان کا موقع تلاش کرتا رہا اور آمد و رفت بڑھاتا رہا۔ ایک دن آپ ﷺ حجرے سے باہر تشریف لائے۔ حضرت

علی ؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک بدوی جیسا شخص آیا اور عرض کیا یارسول اللہ میری قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ گے تو بھرپور رزق تم کو ملے گا اور اب حالت یہ ہے کہ قحط پڑ گیا مجھے ڈر ہے کہ وہ اسلام سے نہ نکل جائیں۔ اگر رائے مبارک ہو تو آپ ﷺ کچھ اعانت ان کی فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ایک شخص کی طرف جو غالباً حضرت علی ؓ تھے' دیکھا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور! ﷺ موجود تو کچھ نہیں رہا۔ زید (جو اس وقت تک یہودی تھے' اس منظر کو دیکھ رہے تھے) کہنے لگے کہ محمد ﷺ اگر آپ ﷺ ایسا کر سکیں کہ فلاں شخص کے باغ کی اتنی کھجوریں وقت معین پر مجھے دے دیں تو میں قیمت پیشگی دے دوں اور وقت معین پر کھجوریں لے لوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا' البتہ اگر باغ کی تعیین نہ کرو تو میں معاملہ کر سکتا ہوں' میں نے اس کو قبول کر لیا اور کھجوروں کی قیمت اسی مثقال سونا (ایک مثقال مشہور قول کے موافق ۲/۴۱ ماشہ کا ہوتا ہے) دے دیا۔ آپؐ نے وہ سونا اس بدوی کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ انصاف کی رعایت رکھنا اور اس سے ان کی ضرورت پوری کر لو۔

زید کہتے ہیں کہ جب کھجوروں کی ادائیگی کے وقت میں دو تین دن باقی رہ گئے تھے' حضور ﷺ صحابہ کرام ؓ کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں ابوبکر' عمر و عثمان ؓ بھی تھے' کسی کے جنازے کی نماز سے فارغ ہو کر ایک دیوار کے نزدیک تشریف فرما تھے' میں آیا اور آپ ﷺ کے کرتے اور چادر کے پلو کو پکڑ کر نہایت ترش روئی سے کہا کہ اے محمد ﷺ آپ ﷺ میرا قرضہ ادا نہیں کرتے۔ خدا کی قسم میں تم سب اولاد عبدالمطلب کو خوب جانتا ہوں کہ بڑے نادہندہ ہو۔ حضرت عمر ؓ نے غصہ سے مجھے گھورا اور کہا کہ اے خدا کے دشمن یہ کیا بک رہا ہے؟ خدا کی قسم! اگر مجھے حضور ﷺ کا ڈر نہ ہوتا' تو تیری گردن اڑا دیتا۔ لیکن حضور ﷺ نہایت سکون سے مجھے دیکھ رہے تھے اور تبسم کے لہجہ میں حضرت عمر ؓ سے فرمایا کہ عمر میں اور یہ ایک اور چیز کے زیادہ محتاج تھے۔ وہ یہ کہ مجھے حق ادا کرنے میں خوبی برتنے کو کہتے اور اس کو مطالبہ کرنے میں بہتر طریقے کی نصیحت کرتے' جاؤ اس کو لے جاؤ اس کا حق ادا کر دو۔ اور تم نے جو اسے ڈانٹا ہے اس کے بدلے میں بیس صاع (تقریباً دو من کھجوریں) زیادہ دے دینا۔ حضرت عمر ؓ مجھے لے گئے اور پورا مطالبہ اور بیس صاع کھجوریں زیادہ دیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ بیس صاع کیسے؟ حضرت عمر ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ کا یہی حکم ہے۔ زید نے کہا کہ عمر تم

مجھ کو پہچانتے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ میں زید بن شعنہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ جو یہود کا بڑا علامہ ہے۔ میں نے کہا ہاں وہی ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر حضور ﷺ کے ساتھ تم نے یہ کیسا برتاؤ کیا؟

میں نے کہا کہ علاماتِ نبوت میں سے دو علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کا مجھ کو تجربہ کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کا حلم آپ ﷺ کے غصہ پر غالب ہوگا۔ اور دوسرے یہ کہ ان کے ساتھ سخت جہالت کا برتاؤ ان کے حلم کو بڑھائے گا۔ اب ان دونوں کا بھی امتحان کر لیا' اب میں تم کو اپنے اسلام کا گواہ بناتا ہوں۔ اور میرا آدھا مال اُمت محمدیہ پر صدقہ ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں واپس آئے اور اسلام لے آئے۔ اس کے بعد بہت سے غزوات میں شریک ہوئے اور تبوک کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ (جمع الفوائد' خصائل نبوی ﷺ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضورِ اقدس ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور حضور ﷺ کی گردن مبارک میں نجرانی سخت حاشیہ دار چادر تھی۔ ایک اعرابی نے قریب آ کر چادر کو پکڑ کر حضور ﷺ کو کھینچا اور چادر کو سخت لپیٹنے لگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی گردن مبارک کی طرف دیکھا تو سخت حاشیہ دار پیٹ نے آپ ﷺ کی گردن مبارک کو چھیل دیا تھا۔ اس کے بعد اعرابی کہنے لگا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس مال میں سے جو آپ ﷺ کے پاس ہے مجھے دینے کا حکم فرما دیں۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے اس کے دینے کا حکم فرمایا۔ (مدارج النبوۃ)

ایک دفعہ مکہ میں قحط پڑا' لوگوں نے ہڈیاں اور مردار بھی کھانے شروع کر دیئے۔ ابوسفیان جو ان دنوں حضور ﷺ کے بدترین دشمن تھے' آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: "محمد ﷺ تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو' تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے اپنے خدا سے دُعا کیوں نہیں کرتے"۔ گو قریش کی ایذا رسانی اور شرارتیں انسانیت کی حدود کو بھی پھاند گئی تھیں لیکن ابوسفیان کی بات سن کر فوراً آپ ﷺ کے دست مبارک دُعا کے لیے اُٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قدر مینہ برسایا کہ جل تھل ہو گیا اور قحط دور ہو گیا۔ (صحیح بخاری' تفسیر سورۂ دخان)

<u>زُہد و تقویٰ:</u> حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اُٹھا اور مسکینوں

کے گروہ میں میرا حشر فرما۔ (جامع ترمذی' بیہقی' ابن ماجہ' معارف الحدیث)

حدیث: رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے اہل مجلس ایک مرتبہ دولت مندی اور دنیاوی خوشحالی کا کچھ تذکرہ کرنے لگے (کہ یہ چیز اچھی ہے یا بری اور دین اور آخرت کے لیے مضر ہے یا مفید) تو آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے (اور اس کے احکام کی پابندی کرے) اس کے لیے مالداری میں کوئی مضائقہ نہیں اور کوئی حرج نہیں اور صحت مندی صاحب تقویٰ کے لیے دولت مندی سے بھی بہتر ہے اور خوش دلی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے (جس پر شکر واجب ہے)۔

(مسند احمد' معارف الحدیث)

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عروہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے بھانجے! ہم (اہل بیت نبوت اس طرح گزارہ کرتے تھے کہ) کبھی کبھی لگاتار تین تین چاند دیکھ لیتے تھے (یعنی کامل دو مہینے گزر جاتے تھے) اور حضور ﷺ کے گھروں میں چولہا گرم نہ ہوتا تھا' (عروہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ پھر آپ لوگوں کو کیا چیز زندہ رکھتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔ بس کھجور کے دانے اور پانی (ان ہی پر ہم جیتے تھے) البتہ رسول اللہ ﷺ کے بعض انصاری پڑوسی تھے' ان کے ہاں دودھ دینے والے جانور تھے وہ آپ ﷺ کے لیے دودھ بطور ہدیہ کے بھیجا کرتے تھے اور اس میں سے آپ ﷺ ہم کو بھی دیتے تھے۔

(بخاری و مسلم' معارف الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے حال میں وفات پائی کہ آپ ﷺ کی زرہ تیس صاع جَو کے بدلے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔

(بخاری' معارف الحدیث)

<u>خشیتِ الٰہی:</u> عبداللہ بن شخیر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ برابر مغموم رہتے تھے' کسی وقت آپ ﷺ کو چین نہ تھا (یہ کیفیت فکر آخرت سے تھی) اور دن بھر میں ستر بار یا سو بار استغفار فرماتے تھے' میں کہتا ہوں یہ یا تو تعلیم اُمت کے لیے تھا یا خود اُمت کے لیے مغفرت طلب کرنا مقصود تھا' یا یہ وجہ تھی کہ آپ ﷺ دریائے قرب و عرفان میں مستغرق رہتے تھے اور آناً فاناً ترقی کرتے رہتے تھے کیونکہ تجلیات متجدد ہوتی رہتی ہیں اور تجلی حسب استعداد محل تجلی کے ہوتی ہے

اور آپ ﷺ کی استعداد برابر متزائد ہوتی جاتی تھی۔ اس لیے تجلیات بھی لا تقفق عند حد (جن کی کوئی غایت نہ ہو) فائز ہوتی تھیں پس جب مرتبہ مابعد کو اعلیٰ دیکھتے تھے تو اپنے کو مرتبہ ماقبل کے اعتبار سے تقصیر کی طرف منسوب فرماتے۔ (نشر الطیب)

رِقت قلبی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ کی ایک نواسی قریب الوفات تھیں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کو گود میں اُٹھالیا اور اپنے سامنے رکھ لیا۔ حضور ﷺ کے سامنے رکھے رکھے ان کی وفات ہوگئی۔ اُمّ ایمن (جو حضور ﷺ کی ایک کنیز تھیں) چلّا کر رونے لگیں، حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ کے نبی کے سامنے بھی رونا شروع کر دیا (چونکہ آپ ﷺ کے بھی آنسو ٹپک رہے تھے اس لیے) انہوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ بھی تو رو رہے ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ رونا ممنوع نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ بندوں کے قلوب کو نرم فرمادیں اور ان میں شفقت و رحمت کا مادہ عطا فرمادیں) پھر حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن ہر حال میں خیر ہی میں رہتا ہے حتیٰ کہ خود اس کی روح کو نکالا جاتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی حمد کرتا ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرمؐ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا۔ اس وقت حضور ﷺ کے آنسو ٹپک رہے تھے۔ (شمائل ترمذی)

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، اور رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید سناؤ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! ﷺ آپ ﷺ ہی پر تو نازل ہوا ہے اور آپؐ ہی کو سناؤں؟ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دوسرے سے سنوں۔ میں نے امتثالِ اَمر میں شروع کیا اور سورہ نساء پڑھنا شروع کی، میں جب اس آیت پر پہنچا:

﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾

''سو اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ ہر ہر اُمت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ ﷺ کو ان لوگوں پر (جن کا آپ ﷺ سے سابقہ ہوا ہے) گواہی دینے کے لیے حاضر

کریں گے"۔

تو میں نے حضور پرنور ﷺ کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا کہ دونوں آنکھیں گریہ کی وجہ سے بہہ رہی تھیں۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنی صاحبزادی (اُمّ کلثوم) کی قبر پر تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے آنسو جاری تھے۔ (شمائل ترمذی)

رحم و ترحم: ایک دفعہ ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں کسی پرندے کے بچے تھے' وہ چیں چیں کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ بچے کیسے ہیں؟ صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایک جھاڑی کے قریب سے گزرا تو ان بچوں کی آواز آ رہی تھی' میں ان کو نکال لایا' ان کی ماں نے دیکھا تو بیتاب ہو کر سر پر چکر کاٹنے لگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا فوراً جاؤ ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ جہاں سے لائے ہو۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد' باب الرحمت والشفقت علی الخلق' معارف الحدیث)

ایک دفعہ حضور ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اُونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے شفقت سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک کو بلا کر فرمایا اس جانور کے بارے میں تم خدا سے نہیں ڈرتے۔ (ابوداؤد باب الرحمۃ' معارف الحدیث)

ایک دفعہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو پیٹ رہے تھے۔ اتفاق سے رسول اکرم ﷺ اس موقع پر تشریف لائے آپ ﷺ نے رنجیدہ ہو کر فرمایا: "ابو مسعود اس غلام پر تمہیں جس قدر اختیار ہے اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے"۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک سن کر تھرا اُٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس غلام کو اللہ کی راہ میں آزاد کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تم کو چھو لیتی"۔ (ابوداؤد' کتاب الادب' باب حق المملوک)

مقامِ عبدیت: حضرت فضل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کو بخار چڑھ رہا ہے اور سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا ہاتھ پکڑ لے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑا۔ حضور ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو آواز دے کر جمع کر لو' میں نے لوگوں کو

جمع کر لیا۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد یہ مضمون ارشاد فرمایا:

میرا تم لوگوں کے پاس سے چلے جانے کا زمانہ قریب آ گیا ہے اس لیے جس کی کمر میں میں نے مارا ہو میری کمر موجود ہے بدلہ لے لو اور جس کی آبرو پر میں نے حملہ کیا ہو وہ میری آبرو سے بدلہ لے لے' جس کا کوئی مالی مطالبہ مجھ پر ہو وہ مال سے بدلہ لے لے' کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ مجھ سے بدلہ لینے سے میرے دِل میں بغض پیدا ہونے کا ڈر ہے کہ بغض رکھنا نہ میری طبیعت میں ہے اور نہ میرے لیے موزوں ہے' خوب سمجھ لو کہ مجھے بہت محبوب ہے وہ شخص جو اپنا حق مجھ سے وصول کر لے یا معاف کر دے کہ میں اللہ جل شانہٗ کے یہاں بشاشت قلب کے ساتھ جاؤں۔ میں اپنے اس اعلان کو ایک دفعہ کہہ دینے پر اکتفا کرنا نہیں چاہتا' پھر بھی اس کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ اس کے بعد منبر سے اُتر آئے اور ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد پھر منبر پر تشریف لے گئے اور وہی اعلان فرمایا نیز بغض کے متعلق بھی مضمون بالا کا اعادہ فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس کے ذمہ کوئی حق ہو وہ بھی ادا کر دے اور دنیا کی رُسوائی کا خیال نہ کرے کہ دُنیا کی رُسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت کم ہے۔

ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا میرے تین درہم آپ ﷺ کے ذمہ ہیں' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی مطالبہ کرنے والے کی نہ تکذیب کرتا ہوں نہ اس کو قسم دیتا ہوں' لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ (یہ درہم) کیسے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ایک دن ایک سائل آپ ﷺ کے پاس آیا تھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تین درہم اس کو دے دو۔ حضورِ اقدس ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تین درہم اس کو دے دو' اس کے بعد ایک اور صاحب اُٹھے' انہوں نے عرض کیا کہ میرے ذمہ تین درہم بیت المال کے ہیں میں نے خیانت سے لے لیے تھے' حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیوں خیانت کی تھی؟ عرض کیا میں اس وقت بہت محتاج تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان سے وصول کر لو۔

اس کے بعد پھر حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جس کسی کو اپنی کسی حالت کا اندیشہ ہو وہ بھی دُعا کرا لے (کہ اب روانگی کا وقت ہے) ایک صاحب اُٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جھوٹا ہوں' میں منافق ہوں' بہت سونے کا مریض ہوں۔ حضور ﷺ نے دُعا فرمائی یا اللہ اس کو سچائی عطا فرما' ایمان (کامل) عطا فرما اور زیادتی نیند کے مرض سے صحت بخش دے۔ اس کے

بعد ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں جھوٹا ہوں' منافق ہوں۔ کوئی گناہ ایسا نہیں جو نہ کیا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تنبیہ فرمائی کہ اپنے گناہوں کو پھیلاتے ہو۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا عمر چپ رہو۔ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے ہلکی ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یا اللہ اس کو سچائی اور (کامل) ایمان نصیب فرما اور اس کے احوال کو بہتر بنا دے۔ ایک اور صاحب اُٹھے' انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں بزدل ہوں' سونے کا مریض ہوں۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے بھی دُعا فرمائی۔ حضرت فضل کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہم دیکھتے تھے کہ ان کے برابر کوئی بھی بہادر نہ تھا۔

پھر حضور ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور اس طرح عورتوں کے مجمع میں بھی اعلان فرمایا اور جو ارشادات مردوں کے مجمع میں فرمائے تھے یہاں بھی ان کا اعادہ فرمایا۔

پھر حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جس کسی کو اپنی کسی حالت کا اندیشہ ہو وہ بھی دُعا کرا لے (کہ اب روانگی کا وقت ہے) چنانچہ لوگوں نے اپنے متعلق مختلف دُعائیں کرائیں۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اپنی زبان سے عاجز ہوں۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے بھی دُعا فرمائی۔ ﷺ تسلیما کثیرًا کثیرًا۔ (مجمع الزوائد خصائل نبوی ﷺ)

<u>معیت الٰہیہ:</u> حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حق تعالیٰ کا ذکر ہر لحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے اور ہمیشہ یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور کوئی چیز آپ ﷺ کو ذکر الٰہی سے باز نہ رکھتی تھی' اور آپ ﷺ کی ہر بات یادِ حق' حمد و ثنا' توحید و تمجید' تسبیح و تقدیس اور تکبیر و تہلیل میں ہوتی تھی اور اسماء و صفاتِ الٰہی' وعدہ وعید' امر و نہی' احکامِ شرع کی تعلیم' ذکر جنت و نار اور ترغیب و ترہیب کا بیان' یہ سب ذکر حق تھا اور خاموشی کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد قلب اطہر میں رہتی تھی۔ حضور کا ہر سانس آپؐ کے قلب و زبان اور آپ ﷺ کا اُٹھنا' بیٹھنا' کھڑا ہونا' لیٹنا' کھانا' پینا' سونگھنا' آنا جانا' سفر و اقامت' پیدل و سواری' غرضیکہ کسی حالت میں ذکر حق جدا نہ تھا' جو بھی صورت یاد کرنے کی ہوتی خواہ دِل میں یا زبان سے ہر فعل میں یا شان میں ذکر الٰہی ہوتا۔

دن اور رات کے اعمال و اشغال' وقت تہجد سے لے کر سونے کے وقت تک مختلف اوقات و لمحات و حالات و اوضاع اور اطوار میں حضور ﷺ دُعائیں وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ یہی

ادعیہ ماثورہ‘ تمام مقاصد و مطالب اور حاجات کو شامل و حاوی ہیں اور ہر خاص مقصد و مطلب کے لیے بھی جداگانہ دُعا بیان فرمانے سے نہیں چھوڑی ہے۔(مدارج النبوۃ)

حضورِ اقدس ﷺ کا فقر: امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب میں کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے بارنے میں ایک طرف تو روایات میں یہ آتا ہے کہ آپ حضرات کئی کئی وقت بھوکے رہتے تھے‘ کھانے کے لیے آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا‘ کبھی کھجوریں کھا کر گزارہ کر لیا اور کبھی یہ بھی میسر نہ ہوئیں‘ تو صرف پانی ہی پی لیا اور دوسری روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں کو سال بھر کا روزینہ ایک ہی بار دے دیا۔ آپ ﷺ نے اپنے چالیس ساتھیوں میں چالیس اُونٹ تقسیم فرمائے۔ کہیں یہ ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے حج و عمرہ کے دوران سو اُونٹ ذبح کیے۔ کسی دیہاتی کو بکریوں کا ریوڑ عنایت فرمایا‘ آپ ﷺ کے ساتھیوں میں سے بھی بعض ایسے ساتھیوں کے واقعات کثرت سے ملتے ہیں جو صاحب ثروت تھے: حضرت ابوبکر صدیق‘ عثمان غنی اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم وغیرہ جنہوں نے بہت سے مواقع پر اپنے مال و دولت سے مسلمانوں کی مدد کی تو اگر یہ فراخی اور وسعت تھی تو پھر کئی کئی روز بھوکا رہنے‘ مہینہ مہینہ بھر گھر میں چولہا نہ جلنے کے کیا معنیٰ‘ اور اگر اتنی تنگ دستی تھی کہ کھانے پینے کے لیے بھی کچھ میسر نہ آتا تھا‘ تو پھر یہ داد و دہش کیسے تھی‘ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو عام آدمی کے ذہن میں الجھن پیدا کرتی ہے۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا ہے‘ فتح الباری میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اپنی جان پر یہ سختیاں اس لیے نہیں تھیں کہ درحقیقت آپ ﷺ حضرات نان شبینہ سے بھی محتاج اور عاجز و درماندہ تھے۔ ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد کم تھی جو واقعی انتہائی عسرت اور تنگ دستی میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اصل میں حضورِ اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھوکا پیاسا رہنا‘ اچھے کھانوں سے گریز کرنا کبھی کبھی مجبوری کی وجہ سے بھی ہوا‘ ورنہ عام طور پر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی بھوک پیاس کی سختیاں باختیارِ خود اس لیے برداشت کرتے تھے کہ دوسروں کے لیے ایثار اور جان نثاری کا جذبہ پیدا ہو۔ دنیاوی مال و منال اور عیش و راحت سے نفرت اور بے زاری کا اظہار کیا جائے‘ کیونکہ دنیوی ساز و سامان اور عیش و عشرت انسان کو خدا کی یاد اور حق کی حمایت سے غافل بنا دیتی ہے۔(فتح الباری)

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہؓ میں سے اکثر جب تک مکہ میں رہے تنگ دست تھے۔ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے' وہاں انصار نے ہر طرح انکے ساتھ تعاون کیا' انہیں اپنے گھروں میں ٹھہرایا' کاروبار میں شریک کیا' جہاد کا آغاز ہوا' دوسرے علاقے فتح ہوئے اور مالِ غنیمت آنا شروع ہوا' تو تقریباً تمام صحابہؓ وسعت اور خوشحالی سے آسودہ ہو گئے لیکن اسکے باوجود صحابہ اپنے مال و دولت اپنی ذاتی عیش سامانی پر خرچ نہیں کرتے تھے' ان کے تمام مالی ذرائع اور وسائل عام مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتے تھے۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے کہا کہ اے نبی اگر تم چاہو تو تمہارے لیے وادیٔ مکہ سونے کی بنا دی جائے' میں نے عرض کیا نہیں پروردگار! میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں' جس دن بھوکا رہوں تیرے حضور گریہ وزاری کروں اور تیری یاد میں مصروف رہوں اور جس دن سیر ہو کر کھانا کھاؤں' دل کی گہرائی سے تیرا شکر اور تیری تعریف کروں۔ (فتح الباری' مدارج النبوۃ)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھ سے پہلے انبیاء پر بھی فقر و فاقہ کی سختیاں گزری ہیں اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی نوازشوں میں یہ نوازش سب سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام کبھی بھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھاتے تھے' اور آپ ﷺ نے کبھی کسی سے اس بات کا ذکر بھی نہیں کیا کیونکہ آپ ﷺ کو فقر غنا سے اور بھوک پیٹ بھر کر کھانے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ تھی۔ آپ ﷺ کیسا اوقات بھوک کی وجہ سے تمام رات بے چین رہتے مگر آپ ﷺ کی یہ بھوک آپ ﷺ کو اگلے روز روزہ رکھنے سے نہ روک سکتی' رات کو کچھ کھائے پیے بغیر ہی آپ ﷺ روزہ رکھ لیتے تھے حالانکہ آپ ﷺ اگر چاہتے تو اللہ تعالیٰ سے دنیا کے تمام خزانے اور ہر قسم کی نعمتیں اور فراوانیاں مانگ سکتے تھے مگر آپ ﷺ نے فقر و فاقہ کو عیش سامانی پر ہمیشہ ترجیح دی۔ میں حضور ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگتی اور خود میری اپنی یہ حالت ہوتی کہ بھوک سے برا حال ہوتا اور میں پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگتی اور حضورؐ سے کہنے لگتی کہ کاش ہمیں صرف گزر بسر کی حد تک ہی کھانے پینے کا سامان میسر ہو جاتا' فراخی اور عیش سامانی نہ سہی کم از کم اتنا تو ہوتا کہ اطمینان سے ہمارا گزر بسر چلتا۔

میری یہ بات سن کر آپ ﷺ فرماتے اے عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں دنیا سے کیا غرض مجھ سے

پہلے میرے بہت سے بھائی جو جلیل القدر پیغمبر تھے اس دنیا میں آئے انہوں نے مجھ سے زیادہ سختیاں برداشت کیں مگر صبر کیا اور اسی حال میں اپنے خدا سے جا ملے۔ وہاں انہیں بلند مقامات سے نوازا گیا اور طرح طرح کی نعمتیں ان کو عطا کی گئیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ مجھے اس دنیا میں فراخی دے دی جائے اور آخرت کی لازوال نعمتوں میں کمی ہو جائے میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ کوئی بات نہیں کہ میں اپنے دوستوں اور بھائیوں سے اسی حالت میں جا ملوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی اس کے بعد مشکل سے ایک ماہ آپ ﷺ ہم میں رہے۔ پھر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔

(کتاب الشفاء، مدارج النبوت، شمائل ترمذی)

آپ ﷺ کے بعض عوارضِ بشریت کے ظہور کی حکمت: حضور ﷺ کو بھی مثل دوسرے انسانوں کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ آپ ﷺ کا ثواب بہت زیادہ ہو اور درجات بلند ہوں، چنانچہ آپ ﷺ کو مرض بھی لاحق ہوا اور درد وغیرہ کی بھی شکایت ہوئی اور آپ ﷺ کو گرمی و سردی کا بھی اثر ہوا اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپ ﷺ کو (موقع پر) غصہ بھی آیا اور انقباض بھی ہوا اور آپ ﷺ کو ماندگی و خستگی بھی ہوئی اور کمزوری و بیماری بھی ہوئی اور سواری پر سے گر کر خراش بھی آئی اور جنگِ اُحد میں کفار کے ہاتھ سے آپ ﷺ کے چہرے اور سر مبارک میں زخم بھی ہوا اور کفارِ طائف نے آپ ﷺ کے قدم مبارک کو خون آلود بھی کیا، آپ ﷺ کو زہر بھی کھلایا گیا اور آپ ﷺ پر جادو بھی کیا گیا۔ آپ ﷺ نے دوا بھی کی، پچھنے بھی لگوائے، جھاڑ پھونک کا استعمال بھی کیا اور اپنا وقت پورا کر کے عالم بالا سے ملحق ہو گئے اور اس دارالامتحان والابتلاء سے آزاد ہو گئے (اگر یہ جسمانی تکلیف نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ ﷺ پر الوہیت کا شبہ ہو جاتا)۔

اس کے علاوہ آپ ﷺ کے تمام حالات و واقعاتِ زندگی سبق آموز ہیں تاکہ مصائب میں آپ ﷺ کی اُمت کے لیے تسلی کا سبب ہو، کہ جب سیّد الانبیاء ﷺ کو بھی تکلیف پہنچی ہے تو ہم کیا چیز ہیں اور یہ عوارضِ مذکورہ صرف آپ ﷺ کے عنصری جسد شریف پر بوجہ مشارکت نوعی

کے طاری ہوتے تھے۔ رہا آپ ﷺ کا قلب مبارک' سو وہ تعلق بالخلق سے منزہ و مقدس اور مشاہدۂ حق میں مشغول تھا' کیونکہ آپ ﷺ ہر آن ہر لحظہ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ' اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے' اللہ تعالیٰ ہی میں مستغرق اور اللہ تعالیٰ ہی کی معیت میں تھے' حتیٰ کہ آپ ﷺ کا کھانا' پینا' پہننا' حرکت و سکون' بولنا' خاموش رہنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے تھا' چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ اور آپ ﷺ نفسانی خواہش سے باتیں نہیں بناتے' (بلکہ) ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔ (نشر الطیب)

بعض شمائل و عاداتِ طیبہ: رسولِ اکرم ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور دریافت فرماتے کہ کیا کوئی مریض ہے جس کی عیادت کروں یا کوئی جنازہ ہے کہ اس کی نماز پڑھوں؟ اگر ضرورت ہوتی تو تشریف لے جاتے۔

آپ ﷺ زمین پر بیٹھتے اور زمین پر ہی بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے اور اکثر زمین ہی پر استراحت فرماتے' غریب اور بے سہارا لوگوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور خود ان کا کام کاج کرتے کبھی کسی کو حقیر نہ سمجھتے' ہمیشہ غریبوں کے جنازے میں شریک ہوتے' کمزور' فاقہ مست اور مفلس لوگوں کے پاس خود جاتے اور ان کی اعانت فرماتے' غریب سے غریب آدمی کی بھی دعوت قبول فرما لیتے' غریبوں اور تنگ دستوں کی مدد کرتے ان کا بوجھ اُٹھاتے' مہمانوں کی مدارات کرتے اور بھلائی کے کاموں میں تعاون فرماتے۔ ﷺ تسلیما کثیرًا کثیرًا۔

اپنے ساتھیوں میں سے جب کسی کو آپ ﷺ کہیں حاکم وغیرہ بنا کر بھیجتے تو اس کو یہی نصیحت فرماتے کہ لوگوں کو اچھی باتیں بتانا' ان کے لیے آسانیاں پیدا کرنا' دین کو اس طرح پیش کرنا کہ انہیں اس کی رغبت ہو۔ انہیں احکام سے مصیبت میں نہ ڈالنا وغیرہ۔

جو لوگ اہل علم و فضل ہوتے اور اچھے اخلاق والے ہوتے آپ ﷺ ان کی عزت و احترام فرماتے جو لوگ عزت و مرتبہ والے ہوتے ان پر آپ ﷺ احسان فرماتے' عزیز و اقارب کی عزت کرتے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتے' اپنے عزیز و اقارب میں یہ نہ دیکھتے کہ کون افضل ہے اور کون نہیں؟ جس کو زیادہ مستحق سمجھتے اس کی زیادہ مدد کرتے۔ جب اپنے ساتھیوں سے ملتے تو پہلے خود سلام کرتے اور بڑی گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کرتے'

آپ ﷺ جب جہاد کا حکم فرماتے تو خود سب سے پہلے جہاد کے لیے تیار ہو جاتے اور جب میدانِ کارزار گرم ہوتا تو سب سے آگے اور دشمن کے سب سے زیادہ قریب ہوتے۔

(ماخوذ وسائل الوصول الی شمائل الرسول)

تحمل و درگزر: حضور ﷺ لوگوں کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے' برائی کرنے والے سے درگزر فرماتے تھے اور جو شخص آپ ﷺ سے بدسلوکی کرتا تھا آپ ﷺ اس سے نیک سلوک کرتے تھے اور جو شخص آپ ﷺ کو نہ دیتا آپ ﷺ اس کو دیتے اور جو شخص آپ ﷺ پر ظلم کرتا آپ ﷺ اس سے درگزر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں جو آسان ہوتا آپ ﷺ اس کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا (اس میں اپنے متبعین کے لیے آسانی کی رعایت فرمائی' نیز تجربہ ہے کہ آسانی پسند طبیعت دوسروں کے لیے بھی آسانی تجویز کرتی ہے)۔

اور حضور ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور بات ہے۔

(شمائل ترمذی' نشر الطیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اللہ تعالیٰ کے لیے جہاد کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا' نہ کبھی کسی خادم کو نہ کسی عورت (بیوی یا باندی) کو مارا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی کے ظلم کا بدلہ لیا ہو' البتہ اللہ کی حرمتوں میں سے کسی کی توہین ہوتی ہو (مثلاً کسی حرام فعل کا مرتکب ہوتا ہو) تو حضور ﷺ سے زیادہ غصہ والا کوئی شخص نہیں ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی)

ایک مرتبہ ایک بدوی آیا اور حضورِ اقدس ﷺ کی چادر پکڑ کر اس زور سے کھینچی کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گیا اور یہ کہا کہ میرے ان اُونٹوں پر غلّہ لدوا دو تم اپنے مال میں سے یا اپنے باپ کے مال میں سے نہیں دیتے ہو (گویا بیت المال کا مال ہم ہی لوگوں کا ہے تمہارا نہیں ہے) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک تو اس چادر کو کھینچنے کا بدلہ نہیں دے گا میں غلّہ نہیں دوں گا' اس نے کہا خدا کی قسم میں بدلہ نہیں دیتا۔ حضور ﷺ تبسم فرما رہے تھے اور اس کے اُونٹوں پر غلّہ لدوا دیا۔ (خصائل نبوی ﷺ)

مسکنت: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ مریضوں کی عیادت فرماتے تھے‘ جنازوں میں شرکت فرماتے تھے‘ دراز گوش پر سوار ہو جاتے تھے‘ اور غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

اپنی بکری کا دودھ دوہ لیتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنے پاپوش کو (وقت ضرورت) سی لیا کرتے اور اپنے اور اپنے گھر والوں کے کام کر لیا کرتے۔ (ابن سعد)

آپ ﷺ خدمت گار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اس کے ساتھ آٹا گندھوا لیتے‘ اپنا سودا بازار سے خود لے آتے اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور عدل کرنے والے اور عفیف اور سچ بولنے والے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

رفق و تواضع: آپ ﷺ نہایت حلیم تھے نہ کسی کو دشنام دیتے تھے‘ نہ سخت بات فرماتے تھے‘ نہ لعنت کرتے نہ بددُعا دیتے تھے۔ آپ ﷺ کافر اور دشمن سے بھی اس کی تالیف قلب کی توقع پر کشادہ روئی کے ساتھ پیش آتے تھے اور ظاہر کی بے تمیزی کی بات پر صبر فرماتے‘ اپنے گھر میں آ کر گھر والوں کے کام کا انتظام فرماتے‘ اور چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے کہ اس میں ہاتھ اور پیر ظاہر نہ ہوں (غالباً بیٹھنے کی حالت میں ایسا ہوتا ہوگا) اور آپ ﷺ کی کشادہ روی اور انصاف سب کے لیے عام تھا اور غصہ آپ ﷺ کو بے تاب نہیں کرتا تھا‘ اور اپنے جلیسوں سے کوئی بات (خلاف ظاہر) دِل میں نہ رکھتے تھے اور آنکھوں کی خیانت (یعنی دزدیدہ نظر) آپ ﷺ میں نہ تھی اور قلب کی خیانت کا تو کیا احتمال ہے۔ (نشر الطیب)

فکر آخرت: آپ ﷺ اپنے آپ کو دنیا میں مسافر کی طرح سمجھتے تھے‘ دنیوی عیش و آرام سے تعلق نہ تھا‘ بلکہ ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ)) (دنیا میں غیر الوطن مسافر یا راستہ گزرنے والے کی طرح رہو) کا عملی نمونہ تھے۔ (نشر الطیب)

جود و سخا: آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں کہیں سے کوئی صدقہ وغیرہ کی رقم آتی تو جب تک آپ ﷺ اس کو غریبوں اور مستحقین میں تقسیم نہ فرما دیتے گھر کے اندر تشریف نہ لے جاتے۔ (نشر الطیب)

جب حضور ﷺ کسی ضرورت مند محتاج کو دیکھتے تو اپنا پینا کھانا تک اُٹھا کر عنایت فرما دیتے‘ حالانکہ اس کی آپ ﷺ کو بھی ضرورت ہوتی۔ ﷺ

آپ ﷺ کی عطا اور سخاوت مختلف صورتوں میں ہوتی تھی' کسی کو کوئی چیز ہبہ فرمادیتے کسی کو اس کا حق دیتے' کسی کو کوئی ہدیہ دیتے' کبھی کپڑا خریدتے اور اس کی قیمت ادا کر کے اس کپڑے والے کو وہی کپڑا بخش دیتے اور کبھی قرض لیتے اور اس سے زیادہ عطا فرمادیتے اور کبھی کپڑا خرید کر اس کی قیمت سے زیادہ رقم عطا فرمادیتے اور کبھی ہدیہ قبول فرماتے اور اس سے کئی گنا زیادہ اس کو انعام عطا فرمادیتے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدسؐ نے کبھی کسی شخص سے کوئی چیز مانگنے پر انکار نہیں فرمایا (اگر اس وقت موجود ہوتی تو عطا فرمادیتے ورنہ دوسرے وقت کا وعدہ فرمالیتے) یا اس کے حق میں دُعا فرماتے کہ حق تعالیٰ اس کو کسی اور طریقہ سے عطا فرمائیں۔ (شمائل ترمذی)

بہرنوع جس طرح بھی ممکن ہے آپ ﷺ طرح طرح کی صورتوں میں خیرات وعطیات تقسیم فرمایا کرتے تھے' باوجود اس کے حضور ﷺ کی خود اپنی زندگی فقیرانہ طور پر بسر ہوتی تھی' ایک ایک دو دو مہینے گزر جاتے کہ حضور ﷺ کے کاشانہ میں چولہا تک نہ جلتا اور بسا اوقات شدتِ بھوک سے اپنے شکمِ اطہر پر پتھر باندھ لیا کرتے۔ حضورِ اکرم ﷺ کا یہ فقر تنگی ومجبوری اور کچھ نہ ہونے کے سبب سے نہ تھا' بلکہ اس کا سبب زہد اور جود وسخا تھا اور کبھی اپنی ازواج کے لیے ایک سال کا گزارہ مہیا فرمادیتے لیکن اپنے لیے کچھ بچا کر نہ رکھتے۔ (مدارج النبوۃ)

اُمورِ طبعی: سرورِ دو عالم ﷺ بہت بڑے سخی تھے' کسی سوال کرنے والے کو "نہیں" کبھی نہیں کہا' ہوا تو فوراً دے دیا ورنہ نرمی سے سمجھا دیا کہ دوسرے وقت آنا تو لے جانا۔ (ابن سعد)

بات کے آپ ﷺ بہت سچے تھے' سب باتوں میں آسانی اور سہولت اختیار فرماتے اپنے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والوں کا سب کا خیال رکھتے۔ ان کے حالات کو دریافت کرتے رہتے' جب رات کے وقت باہر جانا ہوتا تو آہستہ سے اُٹھتے اور آہستہ سے جوتا پہنتے اور آہستہ سے کواڑ کھولتے اور پھر آہستہ سے باہر چلے جاتے' اسی طرح گھر میں تشریف لاتے تو آہستہ سے آتے اور آہستہ سے سلام کرتے تاکہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو اور کسی کی نیند خراب نہ ہو جائے۔

(زادُ المعاد)

جب کوئی آپ ﷺ کے پاس آتا اور آپ ﷺ اس کو خوش وخرم دیکھتے تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تاکہ اُنسیت ہو جائے۔ (ابن سعد)

جب آپ ﷺ کے پاس کوئی ایسا شخص آتا جس کا نام آپ ﷺ کو محبوب نہ ہوتا تو اس کا نام تبدیل کر دیتے تھے۔ (ابن سعد)

جب کوئی (شخص) حضورِ اکرم ﷺ کے پاس مالِ زکوٰۃ اس غرض سے لاتا کہ مستحقین میں تقسیم فرما دیں تو آپ ﷺ اس لانے والے کو دُعا دیتے اے اللہ اس فلاں شخص پر رحم فرما۔

(مسند احمد)

حضورِ اکرم ﷺ جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ داہنی یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور گھر والوں کی اطلاع کے لیے فرماتے السلام علیکم۔ (ابوداؤد، زاد المعاد)

رات کو کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو ایسی آواز سے سلام کرتے کہ جاگنے والا سن لیتا اور سونے والا نہ جاگتا۔ (زاد المعاد)

چلتے تو نیچی نگاہ زمین کی طرف رکھتے، مجمع کے ساتھ چلتے تو سب سے پیچھے ہوتے اور کوئی سامنے آتا تو سلام پہلے آپ ﷺ ہی کرتے، عاجزانہ صورت سے بیٹھتے، غریبوں اور مسکینوں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے، خاص مہمانوں کی مہمانی خود بہ نفس نفیس انجام دیتے۔ (زاد المعاد)

آپ ﷺ اکثر اوقات خاموش رہتے بلا ضرورت کلام نہ فرماتے، جب بولتے تو اتنا صاف کہ سننے والا خوب سمجھ لے، نہ اتنا لمبا کلام فرماتے کہ آدمی اکتا جائے نہ اتنا مختصر کہ بات ادھوری رہ جائے، کسی بات میں کسی کام میں سختی نہ فرماتے، نرمی کو پسند فرماتے، اپنے پاس آنے والے کی بے قدری نہ فرماتے نہ کسی کی بات کاٹتے، اگر خلافِ شرع ہوتی تو اس کو روک دیتے یا وہاں سے خود اُٹھ کر چلے جاتے، اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی بڑی قدر فرماتے۔ (نشر الطیب)

کسی چیز کے ٹوٹ جانے بگڑ جانے پر مثلاً کوئی چیز کسی نے توڑ دی یا کام بگاڑ دیا تو آپ ﷺ کو غصہ نہ آتا تھا، البتہ اگر کوئی بات دین کے خلاف ہوتی تو آپ ﷺ کو سخت غصہ آتا تھا۔ (نشر الطیب)

کبھی آپ ﷺ نے ذاتی معاملہ میں غصہ نہیں کیا اور نہ اپنے نفس کا کسی سے بدلہ لیا کسی سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تو چہرہ کو اس طرف سے پھیر لیتے تھے لیکن زبان سے سخت سست نہ کہتے جب خوش ہوتے تو نیچی نگاہ کر لیتے، نہایت ہی شرمیلے تھے، حضور ﷺ کنواری لڑکی سے جو

اپنے پردے میں ہو شرم وحیا میں کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے' شدتِ حیا کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نظر جما کر نہ دیکھتے' کبھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے۔ (ابن سعد)

کسی شخص کو اتفاقاً آپ ﷺ کے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو آپ ﷺ اس کو بلا تکلف بدلہ لینے کا حق دیتے اور کبھی اس کے عوض میں اس کو کوئی چیز مرحمت فرماتے۔

(زاد المعاد)

اگر کوئی غریب آتا یا کوئی باندی یا بڑھیا آپ ﷺ سے بات کرنا چاہتی تو سڑک کے ایک کنارے پر سننے کے لیے کھڑے ہو جاتے یا بیٹھ جاتے' بیمار ہوتا تو اس کی بیمار پرسی فرماتے۔ کسی کا جنازہ ہوتا اس میں شریک ہو جاتے۔ (ابن سعد)

آپ ﷺ کے مزاج میں اس قدر تواضع تھی کہ اپنی اُمت کو اس کی تاکید فرمائی ہے کہ مجھ کو میرے درجہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ' فرمایا ((لا تطرونی)) (زاد المعاد)

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ملتے تو آپ ﷺ ان سے مصافحہ کرتے اور دُعا فرماتے۔ (نسائی)

جب کسی کا نام معلوم نہ ہوتا اور اس کو بلانا ہوتا تو یا عبداللہ (اے اللہ کے بندے) کہہ کر بلاتے۔ (ابن السنی)

جب آپ ﷺ چلتے تو دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے۔ (حاکم' ابن سعد)

حضور نبی کریم ﷺ سب کی دلجوئی فرماتے' ایسا برتاؤ نہ کرتے جس سے کوئی گھبرا جائے' ظالموں اور شریروں سے خوش اسلوبی کے ساتھ اپنا بچاؤ بھی کرتے مگر سب کے ساتھ خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے' ہر کام کو انتظام کے ساتھ کیا کرتے' بیٹھتے اُٹھتے خدا تعالیٰ کی یاد کرتے' کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو جہاں بھی کنارے پر جگہ ملتی بیٹھ جاتے' اگر بات کرنے والے کئی آدمی ہوتے تو باری باری سب کی طرف منہ کر کے بات کرتے۔

(نشر الطیب)

آپ ﷺ تین دن سے قبل قرآن شریف ختم نہ کرتے تھے۔ (ابن سعد)

آنحضرت ﷺ جائز کام سے منع نہیں فرماتے تھے' اگر کوئی آپ ﷺ سے سوال کرتا تو اس کے سوال کو پورا کرنے کا ارادہ ہوتا تو ہاں کہہ دیتے ورنہ خاموش ہو جاتے۔ (ابن سعد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ کوئی شخص اپنے خلق میں آنحضرت ﷺ جیسا نہ

تھا' خواہ کوئی صحابی بلاتا یا گھر کا کوئی شخص' نبی کریم ﷺ اس کے جواب میں لبیک (حاضر ہوں) ہی فرمایا کرتے۔ (زاد المعاد)

عبادتِ نافلہ چھپ کر ادا فرماتے' تاکہ اُمت پر اس قدر عبادت کرنا شاق نہ ہو۔ (زادُ المعاد)

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میں نے معاہدہ کیا ہے کہ جس شخص کو میں دشنام دوں یا لعنت کروں وہ دشنام اس شخص کے حق میں گناہوں کا کفارہ' رحمت و بخشش اور قرب کا ذریعہ بنا دی جائے۔ (زادُ المعاد)

نیک کام کو شروع فرماتے تو پھر اس کو ہمیشہ کیا کرتے۔ (ابوداؤد)

جب آپ ﷺ کو کھڑے ہوئے غصہ آتا تو بیٹھ جاتے اور بیٹھے بیٹھے غصہ آتا تو لیٹ جاتے (تاکہ غصہ فرو ہو جائے)۔ (زاد المعاد' ابن ابی الدنیا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدھا ہاتھ وضو اور کھانے پینے کے لیے استعمال فرماتے تھے اور بایاں ہاتھ استنجا اور اس جیسے کاموں کے لیے استعمال فرماتے۔ (زادُ المعاد' ابوداؤد)

آنحضرت ﷺ کی عادتِ مبارک تھی کہ جب آپ ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی آپ ﷺ سے ملتا اور وہ ٹھہر جاتا تو اس کے ساتھ آپ ﷺ بھی ٹھہر جاتے اور جب تک وہ خود نہ جاتا آپ ﷺ ٹھہرے ہی رہتے۔ اور جب کوئی آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہتا تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ دے دیتے اور جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑتا آپ ﷺ ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے۔ (ابن سعد)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کسی سے اپنا چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ خود نہ پھیرتا اور چپکے سے کوئی بات کہنا چاہتا تو آپ ﷺ کان اس کی طرف کر دیتے تھے اور جب تک وہ فارغ نہ ہو جاتا آپ ﷺ کان نہیں ہٹاتے تھے۔ (ابن سعد)

حضور ﷺ جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے۔ (زادُ المعاد)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جو کوئی شخص یکبارگی آ جاتا وہ مرعوب ہو جاتا اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا' آپ ﷺ سے محبت کرتا تھا۔

میں نے آپ ﷺ جیسا صاحب کمال و صاحب جمال نہ آپ ﷺ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو دیکھا۔ (نشر الطیب)

خوشی کے وقت آنحضرت ﷺ نظر نیچی فرما لیتے۔

جب آپ ﷺ کو کسی کے متعلق بری بات معلوم ہوتی تو یوں نہیں فرماتے تھے کہ فلاں شخص کو کیا ہوا' ایسا ایسا کرتا ہے' بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔

(شمائل نبوی' ابوداؤد)

زبانِ مبارک سے وہی بات فرماتے جس میں ثواب ملے' کوئی پردیسی آتا تو اس کی خبر گیری کرتے' ہر شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے جس سے ہر شخص کو یہی محسوس ہوتا کہ حضور ﷺ کو میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے اگر کوئی شخص بات کرنے بیٹھ جاتا تو جب تک وہ نہ اُٹھے آپ ﷺ نہ اُٹھتے تھے۔ (نشر الطیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب فکر مند ہوتے تو آسمان کی طرف سر اُٹھا کر سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اور جب زیادہ گریہ و زاری اور دُعا کا انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔ (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ غم کے وقت اکثر آپ ﷺ ریش مبارک پر ہاتھ لے جایا کرتے تھے کبھی انگلیوں سے اس میں خلال فرماتے اور فرماتے:

﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾

ترجمہ: ''میرے لیے اللہ رب العزت کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے''۔ (زاد المعاد)

حصہ سوم

خیر البشر رحمۃ للعالمین ﷺ کی خصوصیات اندازِ زندگانی

درسگاہ رُشد و ہدایت

حضور نبی کریم ﷺ کی مجالس خیر و برکت:

آپ ﷺ کی مجلس حلم و علم' حیا و صبر اور متانت و سکون کی مجلس ہوتی تھی' اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیوں کی تشہیر نہ کی جاتی تھی۔

آپ ﷺ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ طور پر مائل ہوتے تھے اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے۔ (نشر الطیب)

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارث سے روایت ہے کہ میں حضورِ اکرم ﷺ کا ہمسایہ تھا' جب حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ مجھے بلا بھیجتے۔ میں حاضر ہو کر اس کو لکھ لیتا (حضورِ اکرم ﷺ ہم لوگوں کے ساتھ حد درجہ دلداری اور بے تکلفی فرماتے تھے) جس قسم کا ذکر تذکرہ ہم لوگ کرتے حضور ﷺ بھی اسی قسم کا تذکرہ فرماتے (یہ نہیں کہ بس آخرت ہی کا ذکر ہمارے ساتھ کرتے ہوں اور دنیا کی بات سننا بھی گوارہ نہ کریں اور جس وقت ہم آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تو حضورِ اکرم ﷺ بھی آخرت کے تذکرے فرماتے' یعنی جب آخرت کا کوئی تذکرہ شروع ہو جاتا تو اسی کے حالات و تفصیلات حضورِ اکرم ﷺ بیان فرماتے اور جب کھانے پینے کا کچھ ذکر ہوتا تو حضورِ اکرمؐ بھی ویسا ہی تذکرہ فرماتے۔ کھانے کے آداب و فوائد' لذیذ کھانوں

کا ذکر، معتبر کھانوں کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ یہ سب کچھ آپ ہی کے حالات کا تذکرہ کر رہا ہوں۔

(خصائل نبوی ﷺ)

آپ ﷺ مجلس میں اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما ہوتے تو اپنے زانوئے مبارک کو ہم جلیسوں سے آگے نہیں بڑھنے دیتے تھے کہ امتیاز پیدا نہ ہو جائے۔ (زاد المعاد)

اگر کوئی شخص کھڑے کھڑے کسی بات کے متعلق سوال کرتا تو آپ اس کو ناپسند فرماتے اور تعجب سے اس کی طرف دیکھتے۔

اگر کسی مسئلہ کے بیان میں حضور انور ﷺ مصروف ہوتے اور قبل اس کے کہ سلسلہ بیان ختم ہو، کوئی شخص دوسرا سوال پیش کر دیتا تو آپ ﷺ اپنے سلسلہ تقریر کو بدستور جاری رکھتے، معلوم ہوتا کہ گویا آپ ﷺ نے سنا ہی نہیں، جب گفتگو ختم کر لیتے تو سائل سے اس کا سوال معلوم کرتے اور اس کا جواب دیتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں ہوتے تو درمیان میں تشریف رکھتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے اردگرد حلقے پر حلقہ لگائے بیٹھے ہوتے اور آپ ﷺ بوقت گفتگو کبھی اِدھر رخ کر کے تخاطب فرماتے اور کبھی اُدھر، گویا حلقہ میں سے ہر شخص بوقت گفتگو آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کو دیکھ لیتا۔

آپ ﷺ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں پاؤں کھڑے کر کے ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی آپ ﷺ کی نشست اسی ہیئت سے ہوا کرتی تھی اور یہ سادگی اور تواضع کی صورت ہے، بعض اوقات آپ ﷺ چار زانو بھی بیٹھے ہیں اور بعض اوقات بغل میں ہاتھ دے کر اکڑوں بھی بیٹھے ہیں۔ (نشر الطیب)

حضور نبی کریم ﷺ کا بیٹھنا اور اُٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لیے کوئی جگہ بیٹھنے کی ایسی معین نہ فرماتے کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر کوئی بیٹھ جائے تو اس کو اُٹھا دیں اور دوسروں کو بھی جگہ معین کرنے سے منع فرماتے تھے اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے تمام جلیسوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ اپنے خطاب و توجہ سے دیتے، یعنی سب سے جدا جدا متوجہ ہو کر خطاب فرماتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ ﷺ کو کسی کی

خاطر عزیز نہیں۔

جو شخص کسی ضرورت کے لیے آپ ﷺ کو لے کر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ اُٹھ جائے آپ ﷺ اس کے ساتھ مقید رہتے۔

جو شخص آپ ﷺ سے کچھ حاجت چاہتا تو بغیر اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اس کو واپس نہ کرتے۔

آپ ﷺ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام مسلمانوں کے لیے عام تھی اور کیوں نہ ہوتی کہ آپ ﷺ ان کے روحانی باپ تھے اور تمام لوگ آپ ﷺ کے نزدیک حق میں فی نفسہٖ مساوی تھے' البتہ تقویٰ کی وجہ سے متفاوت تھے' یعنی تقویٰ کی زیادتی سے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے' اور دیگر اُمور میں سب باہم مساوی تھے اور حق میں سب آپ ﷺ کے نزدیک برابر تھے۔ (روایات از حسن بن علی رضی اللہ عنہما)

اہل مجلس کے ساتھ سلوک: رسول اللہ ﷺ ہمہ وقت کشادہ رو رہتے' نرم اخلاق تھے آسانی سے موافق ہو جاتے تھے' نہ سخت خو تھے نہ درشت گو تھے' نہ چلا کر بولتے تھے اور نہ نامناسب بات فرماتے' جو بات (یعنی خواہش) کسی شخص کی آپ ﷺ کی طبیعت کے خلاف ہوتی تو اس سے تغافل فرما جاتے (یعنی اس پر گرفت نہ فرماتے اور تصریحاً) اس سے باز پرس بھی نہ فرماتے بلکہ خاموش ہو جاتے۔ آپ ﷺ نے تین چیزوں سے اپنے کو بچا رکھا تھا:

۱) ریا سے' ۲) کثرتِ کلام سے' ۳) بے سود بات سے۔

اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا تھا:

۱) کسی کی مذمت نہ فرماتے' ۲) کسی کو عار نہ دلاتے اور' ۳) نہ کسی کا عیب تلاش کرتے۔

آپ ﷺ وہی کلام فرماتے جس میں ثواب کی اُمید ہوتی اور جب آپ ﷺ کلام فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آ کر بیٹھ گئے ہوں' اور جب آپ ﷺ ساکت ہوتے تب وہ بولتے' آپ ﷺ کے سامنے کسی بات پر نزاع نہ کرتے۔ آپ ﷺ کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا)۔

اہل مجلس میں ہر شخص کی بات رغبت کے ساتھ سنے جانے میں ایسی ہوتی جیسے سب سے

پہلے شخص کی بات تھی (یعنی کسی کے کلام کی بے قدری نہ کی جاتی) جس بات سے سب ہنستے آپ ﷺ بھی ہنستے' جس سے سب تعجب کرتے آپ ﷺ بھی تعجب فرماتے یعنی حدا باحت تک اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے' پردیسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو۔

جب کوئی آپ ﷺ کی ثنا کرتا تو آپ ﷺ اس کو جائز نہ رکھتے البتہ اگر کوئی احسان کے مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (بوجہ مشروع ہونے کے اس ثنا کو بشرط عدم تجاوز حد کے) گوارہ فرمالیتے اور کسی کی بات نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اس وقت اس کو ختم کرادینے سے یا اُٹھ کر کھڑے ہوجانے سے منقطع فرمادیتے۔ (نشر الطیب)

الطافِ کریمانہ: حضور نبی کریم ﷺ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔ لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور ان میں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرودار آدمی کی عزت کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرمادیتے تھے۔

لوگوں کو نقصان دینے والی باتوں سے بچنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور ان کے شر سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے' مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نہ فرماتے اپنے ملنے والوں کے بارے میں استفسار فرماتے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے وہ آپ ﷺ پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہوسکے) اور اچھی بات کی تحسین اور تصویب اور بری بات کی تقبیح (مذمت) اور تحقیر فرماتے۔ (نشر الطیب)

سلام میں سبقت: حضورِ اکرم ﷺ کی تواضع میں یہ بھی ہے کہ جو بھی آپ ﷺ کے پاس آتا۔ آپ ﷺ سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے اور آنے والے کے سلام کا جواب بھی دیتے تھے۔ (اس جگہ حضور ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرنے والوں کے لیے بشارت ہے کہ آپ ﷺ جب اپنی ظاہری حیات میں اس خوبی کے ساتھ متصف رہے تو اب بھی ہر زیارت کرنے والا آپ ﷺ کے سلام سے مشرف ہوتا ہوگا) چنانچہ بعض مقربین بارگاہ ایسے ہوئے ہیں جو بطریق کرامت اپنے کانوں سے حضور ﷺ کا سلام سننے سے مشرف ہوئے ہیں' بلاشبہ حضور ﷺ اُمت کے لیے اس دنیوی حیات میں بھی رحمت ہیں اور بعد وفات بھی رحمت' ﷺ تسلیما کثیرًا کثیرًا۔ (مدارج النبوۃ)

اندازِ کلام: (روایات از حسن بن علی رضی اللہ عنہما) رسول اللہ ﷺ ہر وقت آخرت کے غم میں اور ہمیشہ اُمورِ آخرت کی سوچ میں رہتے، کسی وقت آپ ﷺ کو چین نہ ہوتا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے، آپ ﷺ کا سکوت طویل ہوتا تھا، کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اوّل سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے تھے، جس کے الفاظ مختصر ہوں، مگر پُر مغز ہوں، آپ ﷺ کا کلام حق و باطل میں فیصلہ کن ہوتا جو نہ حشو و زائد ہوتا نہ تنگ ہوتا۔

آپ ﷺ نرم مزاج تھے، مزاج میں سختی نہ تھی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے۔

نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے (مذمت تو اس لیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت ہے اور مدح زیادہ اس لیے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے)۔

جب اَمرِ حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ ﷺ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا، جب تک اس حق کو غالب نہ کر لیتے اور اپنے نفس کے لیے غضب ناک نہ ہوتے تھے اور نہ اپنے نفس کے لیے انتقام لیتے اور گفتگو کے وقت جب آپ ﷺ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور آپ ﷺ جب بات کرتے تو اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے اور جب آپؐ کو غصہ آتا تو آپؐ ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے (یہ دونوں امر ناشی حیاء سے ہیں) اکثر ہنسا آپ کا تبسم ہوتا، اور اس میں دندانِ مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے۔ (نشر الطیب، شمائل ترمذی)

حضور ﷺ عرب کی سب زبانیں (لغات) جانتے تھے۔ اُمّ معبد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ شیریں کلام اور واضح بیان تھے، نہ بہت کم گو تھے کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرمائیں اور نہ زیادہ گو تھے کہ غیر ضروری اُمور میں مشغول ہوں، آپ ﷺ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دیئے گئے ہوں۔ (نشر الطیب)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی الفاظ شمار کرنا چاہے تو شمار کر سکتا تھا۔ (نشر الطیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی گفتگو تم لوگوں کی طرح لگاتار جلدی جلدی نہ ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے مضمون سے ممتاز ہوتا تھا پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ (بعض مرتبہ) کلام کو (حسب ضرورت) تین تین بار دہراتے تاکہ آپ ﷺ کے الفاظ اچھی طرح سمجھ لیں۔ (شمائل ترمذی)

جس بات کا تفصیل سے ذکر کرنا تہذیب سے گرا ہوا ہوتا تو اس کو حضورِ اکرم ﷺ کنایہ میں بیان فرماتے۔ بات کرتے وقت آنحضرت ﷺ مسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔ (نشر الطیب)

<u>وعظ فرمانے کا انداز:</u> آنحضرت ﷺ مسجد میں وعظ فرماتے تو عصا مبارک پر ٹیک لگا کر قیام فرماتے اور اگر میدانِ جہاد میں نصیحت فرماتے تو کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔ وعظ و تلقین کے خصوصی اور مختصر جلسے تو تقریباً ہر نماز اور خاص طور پر نمازِ صبح کے بعد تو منعقد ہوا ہی کرتے تھے مگر افادۂ عام کی غرض سے ایک جلسہ کبھی کبھی طلب فرمالیا کرتے تھے۔ دوران وعظ جس امر پر زیادہ زور دینا ہوتا تو اس پر ان الفاظ سے قسم کھاتے: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔

<u>اندازِ سکوت:</u> آپ ﷺ کا سکوت چار اُمور پر مشتمل ہوتا تھا: ۱) حلم ۲) بیدار مغزی ۳) انداز کی رعایت اور ۴) فکر۔ انداز کی رعایت تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرنے میں اور ان کی عرض معروض سننے میں برابری فرماتے تھے اور فکر باقی و فانی میں فرماتے تھے۔ یعنی دنیا کے فنا اور عقبیٰ کی بقا کو سوچا کرتے اور حلم کو آپ ﷺ نے صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع فرمالیا تھا۔ سو آپ ﷺ کو کوئی چیز اتنا غضب ناک نہ کرتی تھی کہ آپ ﷺ کو از جارفتہ کردے اور بیدار مغزی آپ ﷺ کی چار چیزوں کی جامع ہوتی تھی:

① ایک نیک بات کا اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کی اقتداء کریں۔
② دوسرے بری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں۔
③ تیسرے رائے کو ان اُمور میں میں صرف کرنا جو آپ ﷺ کی اُمت کیلئے مصلحت ہوں۔
④ چوتھے اُمت کے لیے ان اُمور میں اہتمام کرنا جن میں ان کی دنیا اور آخرت دونوں کے

کاموں کی درستی ہو۔ (نشر الطیب)

انتظام اُمور: آپ ﷺ کا ہر معمول اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا اس میں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی (کہ کبھی کسی طرح کرلیا' کبھی کسی طرح کرلیا)۔

لوگوں کی تعلیم میں مصلحت کو پیش نظر رکھتے اس میں غفلت نہ فرماتے۔ اس احتمال سے کہ اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بعض تو خود دین سے غافل ہو جائیں گے یا بعض اُمورِ دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے اکتا جائیں گے۔

ہر حالت کا آپ ﷺ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا' حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور کبھی تجاوز کر کے ناحق کی طرف نہ جاتے' سب سے افضل آپ ﷺ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غم خواری اور اعانت بخوبی کرتا۔ (نشر الطیب)

نظام الاوقات اندرونِ خانہ

تقسیم اوقات: حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا اپنے گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام منام) کے لیے تشریف لے جانا ظاہر ہے اور آپ ﷺ اس بات کے لیے منجانب اللہ ماذون تھے' سو آپ ﷺ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔

① ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے۔

② ایک حصہ اپنے گھر والوں کے معاشرتی حقوق ادا کرنے کے لیے (جس میں ان سے ہنسنا بولنا شامل تھا)۔

③ اور ایک حصہ اپنے نفس کی راحت کے لیے۔

پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرما دیتے (یعنی اس میں سے بھی بہت سا وقت اُمت کے کام میں صرف فرماتے اور اس حصہ وقت کو خاص احباب کے واسطہ سے عام لوگوں کے کام میں لگا دیتے (یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہ آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام کو پہنچاتے) اس طرح عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہو جاتے اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے نہ تو احکامِ دینیہ کا اور نہ متاعِ دنیوی کا بلکہ ہر طرح

کا نفع بلا دریغ پہنچاتے اور اس حصہ وقت میں آپ ﷺ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو آپ ﷺ اس اَمر میں اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت فرماتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر انکی فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے۔ سو ان میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی' کسی کو دو ضرورتیں ہوتیں' کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں سو ان کی حاجت میں مشغول ہوتے اور ان کو ایسے شغل میں لگاتے جس میں ان کی اور بقیہ اُمت کی اصلاح ہو' وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ ﷺ سے پوچھتے اور آپ ﷺ ان کے مناسب حال اُمور کی ان کو اطلاع دیتے اور آپ ﷺ یہ فرمایا کرتے کہ جو تم میں حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر کر دیا کرے اور یہ بھی فرماتے کہ جو شخص اپنی حاجت مجھ تک کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بُعد وغیرہ کے سبب نہ پہنچا سکے تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دیا کرو' کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔

حضور ﷺ کی خدمت میں انہی باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور اس کے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگوں کے حوائج و منافع کے سوا دوسری لایعنی یا فضول باتوں کو سماعت بھی نہ فرماتے)۔

لوگ آپ ﷺ کے پاس طالب ہو کر آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ ﷺ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہو کر آپ ﷺ کے پاس سے باہر نکلتے۔ (نشر الطیب)

<u>اوقاتِ خلوت</u>: نبی کریم ﷺ اچانک گھر میں کبھی تشریف نہ لاتے کہ گھر والوں کو پریشان کر دیں بلکہ اس طرح تشریف لاتے کہ گھر والوں کو پہلے سے آپ ﷺ کی تشریف آوری کا علم ہوتا' پھر آپ ﷺ سلام کرتے' جب آپ ﷺ اندر تشریف لاتے تو کچھ نہ کچھ دریافت فرمایا کرتے' بسا اوقات پوچھتے کہ کیا کچھ کھانے کو ہے؟ اور بسا اوقات خاموش رہتے۔ یہاں تک کہ ماحضر پیش کر دیا جاتا۔ نیز منقول ہے کہ جب آپ ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ اَسْاَلُكَ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ))

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میری (تمام ضروریات کی) کفایت فرمائی'

اور مجھے ٹھکانا بخشا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے کھلایا اور پلایا اور مجھ پر احسان فرمایا (اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے (عذاب) نار سے بچا لیجیے"۔

① نیز ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تم گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کرو' یہ تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے باعث برکت ہوگا۔ (زاد المعاد' شمائل ترمذی)

② حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ اپنے گھر والوں میں آ کر کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت یعنی گھریلو زندگی میں حصہ لیتے تھے۔ مخدوم اور ممتاز بن کر نہ رہتے تھے بلکہ گھر کا کام بھی کر لیتے تھے' مثلاً بکری کا دودھ دوہ لینا' اپنی نعلین مبارک سی لینا' (ہکذا فی نشر الطیب) اس میں دوسرے اعمال اور دیگر معمولات و مشاغل کی نفی نہیں ہے۔ (مسند احمد)

③ حضور ﷺ اپنے گھر والوں اور خادموں کے ساتھ نہایت خوش اخلاقی کا سلوک فرماتے اور کبھی کسی سے سرزنش اور سختی سے پیش نہ آتے۔ حضور ﷺ گھر والوں کے لیے اس کا بڑا اہتمام فرماتے کہ کسی کو کسی قسم کی ناگواری نہ ہو۔

④ جب حضور ﷺ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس ہوتے تو بہت نرمی اور خاطر داری کرتے اور بہت اچھی طرح ہنستے بولتے تھے۔ (ابن عساکر)

⑤ آنحضرت ﷺ جب گھر میں تشریف رکھتے تو خانگی کاموں میں مصروف رہتے' خالی اور بیکار کبھی نہ بیٹھتے' معمولی معمولی کام خود انجام دے لیتے' مثلاً گھر کی صفائی' مویشی کو چارہ دینا' اونٹ اور بکری کا انتظام فرمانا اور بکری کا دودھ بھی خود ہی نکال لیا کرتے تھے۔ خادم سے مل کر کام کر لیا کرتے' آٹا گندھوا لیتے۔

بازار سے خود سودا خریدنے جاتے اور کپڑے میں باندھ کر لے آتے' اپنا جوتا خود ہی سی لیتے اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے وغیرہ وغیرہ۔ (زاد المعاد' مدارج النبوۃ)

خواب اور بیداری میں آنحضرت ﷺ کا طرز و طریق: آپ ﷺ ابتدائے شب میں سوتے اور نصف شب کی ابتداء میں بیدار ہو جاتے اُٹھ کر مسواک فرماتے اور وضو کر کے جس

قدر اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھی ہوتی نماز پڑھتے گویا بدن کے جملہ اعضاء اور تمام قویٰ کو نیند اور استراحت سے حصہ مل جاتا۔

آپ ﷺ ضرورت سے زیادہ نہیں سوتے تھے اور ضرورت سے زیادہ جاگتے بھی نہ تھے چنانچہ جب ضرورت لاحق ہوتی تو آپ ﷺ دائیں طرف اللہ کا ذکر کرتے ہوئے آرام فرماتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی آنکھوں پر نیند غالب آ جاتی' اس وقت آپ ﷺ شکم سیر نہ ہوتے' نہ آپ ﷺ سطح زمین پر لیٹ جاتے اور زمین سے بچھونا زیادہ اونچا ہوتا' بلکہ آپ ﷺ کا بستر چمڑے کا ہوتا جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوتی' آپ ﷺ تکیہ پر ٹیک لگاتے اور کبھی رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ لیتے اور سب سے بہتر نیند دائیں جانب کی ہے۔(زاد المعاد)

حضورِ اکرم ﷺ کی نیند بقدرِ اعتدال تھی' قدرِ ضرورت سے زیادہ آپ ﷺ نہ سویا کرتے تھے اور نہ قدر ضرورت سے زیادہ اپنے آپ کو سونے سے باز رکھا کرتے تھے' یعنی حضورِ اکرم ﷺ خواب بھی فرماتے اور قیام بھی فرماتے جیسا کہ نوافل وعبادات میں حضور ﷺ کی عادتِ کریمہ تھی' کبھی رات میں سو جاتے پھر اُٹھ کے نماز پڑھتے اس کے بعد پھر سو جاتے' اس طرح چند بار سوتے اور اُٹھتے تھے' اس صورت میں یہ بات درست ہے کہ جو نیند میں دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا اور جو بیدار دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا۔(زاد المعاد مدارج النبوۃ)

بستر استراحت: حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے یہاں حضور ﷺ کا بستر کیسا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں آپ ﷺ کا بستر کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم حضور ﷺ کے نیچے بچھایا کرتے تھے تو ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا۔ میں نے اسی طرح بچھا دیا۔ حضور ﷺ نے صبح کو دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا' رات کو اس کو چوہرا کر دیا تھا تا کہ زیادہ نرم ہو جائے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو پہلے ہی حال پر رہنے دو اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد سے مانع ہوئی۔(شمائل ترمذی)

اکثر حدیثوں میں وارد ہے کہ بستر کبھی ٹاٹ کا ہوتا کبھی صرف بوریا ہوتا تھا۔

متعدد احادیث میں یہ مضمون ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نرم بستر بنانے کی درخواست کرتے تو حضورِ اقدس ﷺ یہ ارشاد فرمادیا کرتے تھے کہ مجھے دنیوی راحت و آرام سے کیا کام' میری مثال تو اس راہ گیر کی سی ہے جو چلتے چلتے راستے میں ذرا آرام لینے کے لیے کسی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا ہو اور تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے چل دیا ہو۔ (خصائل نبوی ﷺ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت نے حضور ﷺ کا بستر دیکھا کہ عبا بچھا رکھا ہے' انہوں نے ایک بستر جس میں اُون بھری ہوئی تھی تیار کر کے حضور ﷺ کے لیے میرے پاس بھیج دیا۔ جب حضورِ اکرم ﷺ تشریف لائے تو اس کو رکھا ہوا دیکھا تو دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری عورت نے حضور ﷺ کے لیے بنوا کر بھیجا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو واپس کر دو۔ مجھے وہ اچھا معلوم ہوتا تھا اس لیے دِل نہ چاہتا تھا کہ واپس کروں' مگر حضور ﷺ نے اصرار فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو حق تعالیٰ شانہٗ میرے لیے سونے اور چاندی کے پہاڑ چلتے ہوئے کر دیں' اس ارشاد پر میں نے وہ بستر واپس کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ ایک بوریے پر آرام فرما رہے تھے' جس کے نشانات حضورِ اقدس ﷺ کے بدنِ اطہر پر ظاہر ہو رہے تھے' میں یہ دیکھ کر رونے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم و مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ ﷺ اس بوریے پر۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا رونے کی بات نہیں ہے' ان کے لیے دنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت ہے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چھوٹے سے بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

اندازِ استراحت: حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ جس وقت آرام فرماتے اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دُعا پڑھتے:

رَبِّ قِنِی عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ

''اے رب تو مجھے اپنے عذاب سے بچائیو جس روز تو اپنے بندوں کو اُٹھائیگا''۔ (شمائل ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا

''اے اللہ! میں تیرا نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں''۔ (شمائل ترمذی)

اور جب جاگتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

''سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدسؐ ہر رات میں جب بستر پر لیٹتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو دُعا مانگنے کی طرح ملا کر اور سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اُن پر دَم فرماتے پھر تمام بدن پر سر سے پاؤں تک جہاں جہاں ہاتھ جاتا' ہاتھ پھیر لیا کرتے تین مرتبہ ایسا ہی کرتے' سر سے ابتداء کرتے اور پھر منہ اور بدن کا اگلا حصہ' پھر بقیہ بدن پر۔ (شمائل ترمذی)

نبی کریم ﷺ سے سونے کے وقت مختلف دُعائیں پڑھنا بھی ثابت ہے اور کلام اللہ کی مختلف سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہے۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل ہے کہ جو شخص قرآن مجید کی کوئی سورت سوتے وقت پڑھے اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ محافظ اس کے لیے مقرر ہو جاتا ہے جو جاگنے کے وقت تک اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

مذکورہ بالا تین سورتوں کا پڑھنا خود حضورؐ سے ثابت ہے۔ انکے علاوہ مسبحات یعنی ان سورتوں کا پڑھنا جو سبح' یسبح' سبحان سے شروع ہوتی ہیں وارد ہے' نیز الم سجدہ اور تَبَارَكَ الَّذِیْ کا ہمیشہ پڑھنا وارد ہے' نیز آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کا پڑھنا بھی وارد ہے۔

(فتح الباری' خصائل نبوی ﷺ)

ایک صحابی کہتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سوتے وقت ہمیشہ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھ کر سویا کرو' اس کے علاوہ بہت سی دُعائیں پڑھنا بھی حضور ﷺ سے ثابت ہے۔ (فتح الباری' خصائل نبوی ﷺ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ ۔ [شمائل ترمذی]

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور ہماری (تمام ضروریات کی) کفالت فرمائی اور ہمیں ٹھکانا بخشا۔ چنانچہ کتنے ہی ایسے شخص ہیں جن کا نہ کوئی کفالت کرنے والا ہے اور نہ کوئی انہیں ٹھکانا دینے والا ہے''۔

دیگر معمولات: آنحضرت ﷺ کھجور کی چھال بھرے چمڑے کے گدے پر چٹائی پر ٹاٹ پر کبھی کبھی بان کی بنی ہوئی چارپائی پر یا چمڑے پر زمین پر آرام فرمایا کرتے تھے گھر میں کبھی آرام کے لیے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے۔ (زادُ المعاد)

جس ٹاٹ پر حضور ﷺ آرام فرماتے اس کو صرف دو تہہ کر کے بچھانے کا حکم دیتے سوتے وقت آنحضرت ﷺ کے سانس کی آواز سنائی دیا کرتی تھی۔ آپ ﷺ کبھی چت لیٹتے اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر آرام فرماتے مگر اس طرح کہ ستر نہیں کھلتا' اگر ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو ایسے لیٹنے سے حضور ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے۔ (زادالمعاد)

عشاء سے پہلے آنحضرت ﷺ کبھی نہ سوتے۔

آپ رات کو ایسے گھر میں آرام نہ فرماتے کہ جس میں چراغ نہ جلایا گیا ہو۔ (زادالمعاد)

اگر حضور اقدس ﷺ بحالت جنابت آرام فرمانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے ناپاک جگہ کو دھو لیتے اور پھر وضو کر کے سو رہتے۔ (زادُ المعاد)

آنحضرت عام طور سے سونے سے پہلے وضو کر کے سونے کے عادی تھے۔

اگر رات کے کسی حصہ میں آنکھ کھلتی تو قضائے حاجت کے بعد صرف چہرے اور ہاتھوں کو دھو کر سوتے۔

سونے سے پہلے دوسرے کپڑے کی تہبند باندھتے اور کرتا اُتار کر لٹکا دیتے اور پھر آرام فرمانے سے پہلے بستر کو کپڑے سے جھاڑ لیتے۔ (زادُ المعاد)

رات کو حضور اکرم ﷺ آرام فرماتے تو چارپائی کے نیچے ایک لکڑی کی حاجتی رکھی رہتی'

رات کو جاگتے تو اس میں پیشاب کرتے۔

آپ ﷺ کے سرہانے ایک سرمہ دانی رکھی رہتی ہر رات سوتے وقت سرمہ لگاتے۔

آنحضرت ﷺ سیاہ رنگ کی سرمہ دانی رکھا کرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ سرمہ لگاتے تو ہر آنکھ میں تین تین مرتبہ سلائی لگاتے اور کبھی ہر آنکھ میں دو دو مرتبہ اور آخری ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگالیتے۔ (ابن سعد)

آنحضرت ﷺ سوتے وقت اپنے اہل بیت سے کچھ ادھر ادھر کی باتیں کیا کرتے، کبھی گھر کے متعلق اور کبھی عام مسلمانوں کے بارے میں۔ (نشر الطیب)

حضور نبی کریم ﷺ کا اثاثہ: آپ ﷺ کے پاس زرہ، کمانیں، تیر نیزے اور ڈھال بھی تھے۔ آپ ﷺ کے پاس تین جبے تھے، جن کو جہاد کے موقع پر استعمال کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک عصا تھا، اسے لے کر آپ ﷺ چلتے تھے اور اس کے سہارے سواری پر بیٹھتے تھے اور اسے اپنے اونٹ پر لٹکا دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ بھی تھا جس میں کنڈے لگے ہوئے تھے اور ایک شیشے کا پیالہ بھی تھا، ایک ایسا پیالہ بھی تھا جو آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے رات میں پیشاب کرنے کے لیے رکھا رہتا تھا۔

آپ ﷺ کے پاس ایک مشکیزہ تھا اور ایک پتھر کا برتن بھی تھا کہ جس سے آپ وضو فرماتے تھے، نیز کپڑے دھونے کا برتن اور ایک ہاتھ دھونے کا بڑا برتن بھی تھا۔ تیل کی ایک شیشی تھی، ایک تھیلا تھا، جس میں آئینہ اور کنگھی رہتی تھی۔ آپ ﷺ کی کنگھی ساگون کی تھی اور ایک سرمہ دانی تھی کہ جب آپ ﷺ رات کو سوتے تو ہر آنکھ میں سرمہ اثمد کی تین سلائیاں ڈالتے۔ (اثمد سرمہ کی اعلیٰ قسم ہے اور آپ ﷺ نے اس کی بہت تعریف اور لگانے کی تاکید فرمائی ہے)

آپ ﷺ کے پاس ایک آئینہ بھی تھا، نیز آپ ﷺ کے تھیلے میں دو قینچیاں اور مسواک رہتی تھی۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے پاس ایک بہت بڑا پیالہ تھا جس کے چار کنڈے تھے اور چار آدمی اسے اٹھاتے تھے اور ایک مد تھا۔ آپ ﷺ کی چارپائی کے پائے ساگون کی لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک ڈنڈا بھی تھا۔ آپ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

یہ کل سامان رسالت مآب ﷺ کا تھا، جو مختلف احادیث میں مروی ہے۔ (زاد المعاد)

ترکہ: اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ترکہ میں نہ دینار تھے نہ درہم اور نہ بکری تھی نہ اونٹ' اور عمر بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ترکہ میں کچھ نہ چھوڑا سوائے ہتھیاروں اور ایک خچر اور تھوڑی سی زمین کے' وہ بھی صدقہ کر دی گئی تھی۔ (کتاب الشفاء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پرانے کجاوہ پر حج فرمایا اس پر جو صوف کی چادر تھی وہ چار درہم سے زیادہ کی نہ تھی اس حال میں آپ نے یہ دُعا مانگی:

''اے اللہ اس کو خالص حج بنا جس میں ریا اور نمود نہ ہو''۔

حالانکہ آپ نے یہ حج اس وقت کیا تھا جب آپ ﷺ پر زمین کے خزانے کھول دیئے گئے تھے اور اس حج میں سو اونٹ ہدیٰ (قربانی) کے لیے ساتھ لے گئے تھے۔ (کتاب الشفاء)

حسن سلوک ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ

حضور نبی کریم ﷺ کی بیرونی زندگی اور خانگی زندگی کے عمل کو سرانجام دینے کے لیے اللہ جل شانہ' نے خاص خاص وسائل اور اسباب مہیا فرما دیئے' چنانچہ آپ ﷺ کے سامنے ایسی دو جماعتیں موجود تھیں جنہوں نے اس ضروری فرض کو ایسی خوش اسلوبی اور احتیاط کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچا دیا کہ ساری دنیا کے سامنے حضور نبی اکرم ﷺ کی تمام زندگی اور خلوت و جلوت کی ایک مکمل تصویر رشد و ہدایت کے لیے موجود ہے۔

پہلی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تھی اور دوسری جماعت امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی تھی' جنہوں نے من و عن حضور ﷺ کے تمام حالات و معمولات و معاملات خلوت بلا تکلف اُمت کے سامنے پیش فرما دیئے ہیں تاکہ حضور ﷺ کی زندگی مبارک کا یہ روشن پہلو بھی شرافت انسانیت کے حصول کے لیے واضح ہو جائے۔

ازدواجی معاملات و معمولات: آپ ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حقوق میں پوری مساوات و عدل رکھتے تھے' کسی طرح کا فرق نہ کرتے تھے' رہی محبت تو آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ جس کا مجھے اختیار ہے اس کی تقسیم تو میں نے مساوی طور پر کر دی' لیکن جو بات میرے بس میں نہیں ہے اس پر مجھے ملامت نہ کیجئے گا' (اختیاری چیز سے مراد معاملات و معاشرت اور غیر اختیاری بات سے مراد محبت و میلان طبع)

نبی کریم ﷺ نے طلاق بھی دی لیکن پھر رجوع فرمالیا۔ ایک ماہ تک ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ایلاء بھی کیا تھا (ایلاء کے معنی ہیں کچھ مدت تک علیحدگی بغیر طلاق کے)۔

آپ ﷺ کے ازدواجی تعلقات حسن معاشرت اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو سے ٹیک بھی لگا لیتے اور اسی حالت میں قرآن کی تلاوت بھی فرماتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ ایام سے ہوتیں مگر آپ ﷺ ان کی طرف التفات فرماتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ بحالتِ صوم تقبیل فرماتے۔ یہ سب آپ ﷺ کے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ حسن سلوک اور لطف و کرم کا نتیجہ تھا۔ جب آپ ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈالتے' جس کے نام کا قرعہ نکل آتا وہی ساتھ جاتیں۔ پھر کسی کے لیے کوئی عذر نہ رہ جاتا' جمہور کا بھی یہی مسلک ہے۔

نبی کریمؐ فرمایا کرتے کہ تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرتا ہو اور میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ تم سب سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔

جب آپ ﷺ نماز عصر پڑھ لیتے تو تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں روزانہ تشریف لے جاتے' ان کے پاس بیٹھتے' ان کے حالات معلوم کرتے۔ جب رات ہوتی تو وہاں تشریف لے جاتے جہاں باری ہوتی' شب وہیں بسر کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ باری کی اتنی پابندی فرماتے کہ کبھی ہم میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے اور ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا کہ آپ ﷺ سب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے یہاں روزانہ تشریف نہ لے گئے ہوں۔

ایک بار حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر تم نبی کریم ﷺ کو مجھ سے راضی کر دو تو اپنی باری تم کو بخش دوں گی۔ انہوں نے کہا اچھی بات ہے۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! تم کیسے آ گئیں۔ واپس جاؤ' یہ تو صفیہ کی باری کا دن ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور سارا واقعہ عرض کر دیا۔ نبی کریم ﷺ صفیہ رضی اللہ عنہا سے خوش ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ رات کے آخری اور پہلے ہر حصہ میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس جایا

کرتے تھے' آپ ﷺ کبھی غسل فرما کر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو جاتے۔

نبی کریم ﷺ انصار کی لڑکیوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کھیلنے کو بلایا کرتے تھے اور جائز اُمور میں آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ ہو جاتے اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پانی پیتیں تو آپ ﷺ ان کے ہاتھ سے پیالہ لے کر وہیں لب مبارک لگا لیتے' جہاں سے انہوں نے پیا تھا اور جب وہ ہڈی پر سے گوشت کھاتیں تو آپ ﷺ وہ ہڈی جس پر گوشت ہوتا لے کر وہاں منہ لگاتے جہاں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کھایا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مسابقت فرمائی اور ایک دوسرے کے ساتھ دوڑے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوڑ میں آگے نکل گئیں پھر کچھ زمانہ کے بعد دوسری مرتبہ دوڑ ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ آگے نکل گئے۔ وجہ یہ تھی کہ پہلی مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عام جسم کی تھیں' دوسری بار کے وقت بھاری جسم کی ہو گئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پہلی مرتبہ مجھ سے تمہارے آگے نکل جانے کا آج تم سے میرے آگے نکل جانے کا بدلہ ہے۔ (مدارج النبوۃ)

بعض اوقات ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ادھر اُدھر کے قصے یا گزرے ہوئے واقعات بیان کرتیں تو آپ ﷺ برابر سنتے رہتے اور خود بھی کبھی اپنے گزشتہ واقعات سناتے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ہم میں اس طرح ہنستے' بولتے بیٹھے رہتے تھے کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کوئی اولوالعزم نبی ﷺ ہیں۔ لیکن جب کوئی دینی بات ہوتی یا نماز کا وقت آ جاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ وہ آدمی ہی نہیں ہیں۔

کھانے پہننے میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو کوئی روک ٹوک نہیں تھی جو چاہتیں کھاتیں جو چاہتیں پہنتیں۔ ہر چند عسرت کی وجہ سے اچھا کھانا میسر نہ آتا۔ اہل بیت کے لیے سونے چاندی کے زیورات پسند نہ فرماتے۔ اس زمانہ میں ہاتھی دانت کے زیوروں کا رواج تھا' آپ ﷺ اس قسم کے زیور پہننے کا حکم دیتے' بیویوں کا پاک صاف رہنا پسند فرماتے۔ بیویوں پر لعن طعن نہ کرتے۔ نہ ان سے سخت اور درشت لہجہ میں گفتگو فرماتے' اگر کوئی بات ناگوار خاطر ہوتی تو التفات میں کمی کر دیتے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے داخل ہوتے۔ (اسوۂ حسنہ)

بعض واقعات

بنی سواد کے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی نسبت دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم قرآن میں نہیں پڑھتے: ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (یعنی قرآن شاہد ہے کہ آپ ﷺ کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے تھے' آپ ﷺ کے اخلاق کا یہی نقشہ کافی ہے) راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اس کے متعلق مجھ سے کچھ بیان کیجئے (یعنی کوئی خاص واقعہ جس سے اس آیت کی کچھ تفسیر بطور نمونہ کے ہو جائے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے ایک بار آپ ﷺ کے لیے کچھ کھانا تیار کیا اور کچھ کھانا آپ ﷺ کے لیے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے تیار کیا۔ میں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جا (دیکھتی رہ) اگر حضرت حفصہ کھانا لائیں اور میرے کھانے سے پہلے دسترخوان پر رکھ دیں تو کھانا گرا دینا (چنانچہ وہ کھانا لائیں اور لونڈی نے اس کو گرا دیا' رکابی بھی گر گئی اور ٹوٹ گئی (اور جس میں کھانا گرا وہ دستر خوان چمڑے کا تھا اس لیے ضائع نہیں ہوا) رسول اللہ ﷺ نے اس کھانے کو جمع کیا اور (حضرت) حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم عائشہ رضی اللہ عنہا سے بدلہ لو یعنی اپنے برتن کے بدلے برتن لو۔ (مسند احمد)

فائدہ: بدلہ دلوانا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی کے لیے تھا تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ حضور ﷺ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فعل کو گوارا فرما لیا۔ ایسے معمولی خفیف معاملات میں ایسی دقیق رعایتیں کرنا یہ غایت درجہ کی شفقت و علونظر و تواضع کی دلیل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حریرہ لائی جو میں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ میں نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے جو وہاں موجود تھیں کہا کہ تم بھی کھاؤ' انہوں نے کسی وجہ سے انکار کیا' میں نے کہا یا تو کھاؤ' ورنہ تمہارا منہ اس حریرہ سے سان دوں گی۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا' میں نے حریرہ میں ہاتھ بھر کر ان کا منہ سان دیا۔ نبی کریم ﷺ یہ دیکھ کر ہنسے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مجھ کو (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) دبایا (تاکہ مدافعت نہ کر سکیں) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم ان کا منہ سان دو۔ انہوں نے میرا منہ سان دیا۔ آپ ﷺ پھر ہنسے۔ (جمع الفوائد عن الموصلی)

فائدہ: آپ ﷺ کا حسن سلوک اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں آپس میں بے تکلفی اور

محبت واضح ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شب ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ کو آپ ﷺ پر گمان ہوا (اس گمان سے کہ شاید کسی بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہوں' حالانکہ یہ گمان نہ صحیح تھا نہ آپ ﷺ کے معمول ملتزم کے اعتبار سے صحیح ہو سکتا تھا' گو عدل بھی آپ ﷺ پر واجب نہ ہو' اور عقلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ایسا گمان نہیں کر سکتی تھیں' مگر طبعاً معذور تھیں' اسی واسطے اس کو غیرت سے تعبیر کیا جو امر طبعی ہے)۔ (نشر الطیب)

پھر آپ ﷺ تشریف لے آئے اور میں اضطراب میں جو کچھ کر رہی تھی (مثلاً اضطراب کی حرکات) اس کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! تم کو کیا ہوا؟ کیا تم کو رشک ہوا؟ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ مجھ جیسا (جب) آپ ﷺ جیسے (محبوب) پر رشک نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ کو تیرے شیطان نے پکڑ لیا' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے ساتھ کوئی شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں' اور (تمہاری کیا تخصیص ہے) ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہے' میں نے کہا آپ ﷺ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ لیکن میرے رب نے اس کے مقابلہ میں میری اعانت فرمائی یہاں تک کہ میں اس سے سالم (یعنی محفوظ) رہتا ہوں۔ یا (ایک روایت کے مطابق یہ فرمایا کہ) وہ اسلام لے آیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرماتے تو ان کی تعریف فرماتے اور بہت زیادہ تعریف فرماتے تو مجھ کو ایک روز (بہت رشک ہوا) اور میں نے کہا آپ ﷺ ایسی عورت کا کیسا کثرت سے ذکر فرماتے ہیں جس کی باچھیں لال لال تھیں (یعنی دانت ٹوٹ جانے کی وجہ سے جلد سرخ نظر آنے لگتی ہے) اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ اس سے اچھی دے دی (یعنی میں) آپ ﷺ نے فرمایا اس سے اچھی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نہیں دی (یعنی تم ان سے اچھی نہیں ہو کیونکہ) وہ مجھ پر ایسے وقت میں ایمان لائیں' جب اور لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا' اور ایسے وقت میں میری تصدیق کی جب اور لوگوں نے میری تکذیب

کی اور انہوں نے میری مالی مدد کی جب کہ اور لوگوں نے مجھ کو محروم رکھا (یعنی کسی نے مجھ سے ہمدردی نہیں کی' کیونکہ دعوتِ نبوت کے بعد عام طور پر لوگوں کو بغض ہو گیا تھا) اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے اولاد بھی دی جبکہ دوسری بیویوں سے مجھ کو اولاد نہیں دی۔ (مسند احمد)

اس واقعہ میں آپ ﷺ کا تعلق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تعلق سے اقویٰ تھا' صاف ظاہر' حالانکہ جذبہ طبعیہ کے اسباب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں زیادہ تھے)۔

ایثارِ حقوق: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیمار ہو گئے تو آپ ﷺ نے اپنی بیبیوں سے اس کی اجازت چاہی کہ میرے گھر میں آپ ﷺ کی تیمارداری کی جائے ان سب نے اجازت دے دی۔

فائدہ: اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں' ایک یہ کہ حضورِ اقدس ﷺ بیبیوں کے پاس رہنے میں عدل فرماتے تھے (اگرچہ ایک قول میں آپ پر عدل واجب نہ تھا)۔ دوسرے یہ کہ اگر شوہر ایک کی باری میں دوسری کے گھر رہنا چاہے تو باری والی سے اجازت حاصل کرے۔ تیسرے یہ کہ بی بی کو بھی مناسب ہے کہ ایسے اُمور میں شوہر کی راحت کی رعایت کرے۔

رفیقِ اعلیٰ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شدتِ مرض کی حالت میں عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو ان کے پاس تازہ مسواک تھی۔ حضور ﷺ نے ان کی طرف دیکھا' میں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ کو اس کی خواہش ہے' میں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے لے کر اس کو چبایا اور اس کو صاف کر کے آپ ﷺ کو دے دیا۔ آپ ﷺ نے خوب اچھی طرح مسواک کی (جیسے کبھی مسواک کرنے کی عادت تھی) پھر اس کو میری طرف بڑھایا' مسواک آپ ﷺ کے ہاتھ سے گر گئی۔ (اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے) پھر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی اور دُعا کی: "اے اللہ! رفیقِ اعلیٰ میں ملا دے"۔

اور اس کے بعد آپ ﷺ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قبل آپ ﷺ کی وفات کے اپنے سینہ کے سہارے بٹھا رکھا تھا۔ اسی حالت میں میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا' اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو رفیقِ اعلیٰ میں شامل فرما' یعنی ارواحِ طیبہ و ملائکہ کی جماعت میں۔

فَائِدَہ: بعض اہل غلو قربِ حق کیلئے ازواج واولاد سے بُعد کو شرط سمجھتے ہیں۔ اس میں رد ہے اس کا۔ دیکھئے اس وقت سے زیادہ کون وقت ہوگا قربِ حق کا اور اس حالت میں بی بی (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے اتنا قرب ہے کہ ان کے سہارے لگے بیٹھے ہیں۔ اہل غلو نے قرب کی حقیقت ہی نہیں سمجھی' اسکی حقیقت ذکر و اطاعت ہے۔ اگر بی بی اس میں معین ہو تو یہ تعلق اس قرب کا مؤکد ہے۔ (ماخوذ از کتاب کثرت الازواج' لصاحب المعراج مؤلفہ حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز)

نبی کریم ﷺ کے کھانے پینے کا انداز

عاداتِ طیبہ: حضورِ اکرم ﷺ ٹیک لگا کر کھانا تناول نہ فرماتے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے مَیں بندہ ہوں اور بندوں کے مانند بیٹھتا ہوں اور ایسے ہی کھاتا ہوں جیسے بندے کھاتے ہیں (حضور ﷺ کی نشست اس قسم کی تھی کہ گویا گھٹنوں کے بل ابھی کھڑے ہو جائیں گے) یعنی اُکڑوں بیٹھ کر۔ (زاد المعاد)

ٹیک لگانے سے مراد جم کر بیٹھنا اور کھانے کے وقت چوکڑی مار کر سرین پر بیٹھنا' اس بیٹھنے کے مانند ہے جو کسی چیز کو اپنے نیچے رکھ کر ٹیک لگا کے بیٹھے۔ (قاضی عیاض)

صاحب مواہب کہتے ہیں کہ کھانے کے لیے اس طرح بیٹھنا مستحب ہے کہ دونوں رانوں کو کھڑا کرے اور دونوں قدموں کی پشت پر نشست کرے یا اس طرح کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔

ابن قیم نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ تواضع و ادب کی خاطر بائیں قدم کے اندر کی جانب کو داہنے قدم کی پشت پر رکھتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

حضورِ اکرم ﷺ کی تواضع میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کھانے میں کبھی عیب نہ بتاتے تھے۔ اگر چاہا تو کھا لیا ورنہ چھوڑ دیا۔ اور یہ کبھی نہ فرمایا کہ یہ کھانا برا ہے' ترش ہے' نمک زیادہ ہے یا کم ہے' شوربا گاڑھا ہے یا پتلا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

فَائِدَہ: اس جگہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے میں عیب نکالنا غلطی اور خلاف اتباع سنت ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر طعام میں تذکرۃً برائی بتائیں اور کہیں کہ بُرا پکا ہے اور مال

ضائع کر دیا ہے تو یہ جائز ہے لیکن اس میں بھی پکانے والی کی دل شکنی ہے اگر ایسا نہ کریں تو بہتر ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضور اکرم ﷺ کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں حمد کرتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ ۔ (زادُ المعاد)

آپ ﷺ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے اور سیدھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرتے۔ (زادالمعاد)

کھانا اگر برتن کی چوٹی تک ہوتا تو آپ ﷺ چوٹی سے کھانا شروع نہ فرماتے بلکہ اپنے سامنے نیچے کی جانب سے شروع کرتے اور فرماتے کہ کھانے میں برکت چوٹی ہی میں ہوتی ہے۔ (خصائل نبوی، نشر الطیب، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

آپ ﷺ جب کسی کھانے میں ہاتھ ڈالتے تو اُنگلیوں کی جڑوں تک کھانے میں نہ بھرتے۔ (نشر الطیب)

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی عادت شریف تین اُنگلیوں سے کھانا تناول فرمانے کی تھی اور ان کو چاٹ بھی لیا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی، مسلم)

بعض روایات میں ہے کہ پہلے بیچ کی اُنگلی چاٹتے تھے اس کے بعد شہادت کی اُنگلی اس کے بعد انگوٹھا۔ (خصائل نبوی)

اگر کوئی چیز پتلی ہوتی تو شاذ و نادر بیچ والی اُنگلی کے برابر والی اُنگلی کو بھی استعمال کرتے تھے۔ (طبرانی، خصائل نبوی ﷺ)

کھانے یا پینے کی چیز میں حضور ﷺ پھونک نہ مارتے اور اس کو بُرا جانتے۔ (ابن سعد)

آپ ﷺ کھانے کو کبھی نہ سونگھتے اور اس کو برا جانتے۔ (نشر الطیب)

کھانا اگر ایک قسم کا آپ ﷺ کے سامنے ہوتا تو آپ ﷺ صرف اپنے ہی سامنے سے تناول فرماتے اور اگر مختلف قسم کا کھانا ہوتا تو چاہے برتن ایک ہی ہوتا تو بلا تامل دوسری جانب بھی ہاتھ بڑھاتے۔ (زادالمعاد)

جب کھانا پاس آتا تو فرماتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ ۔

"اے اللہ آپ ﷺ نے ہمیں جو رزق عنایت فرمایا اس میں ہمیں برکت عنایت فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں"۔

جب آنحضرت ﷺ کھانے میں سے اوّل لقمہ لیتے تو فرماتے:

يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ۔ "اے بہت بخشنے والے"۔

جب آپ ﷺ کھانا تناول فرما چکتے تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ (شمائل ترمذی)

"سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا"۔

جب دستر خوان اُٹھ جاتا تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مُكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔ (بخاری' زادُ المعاد' شمائل ترمذی)

"سب تعریفیں اللہ کے لیے سزاوار ہیں جو بہت ہی عمدہ بڑی بابرکت انداز میں ہوں اے ہمارے ربّ ہم اس دستر خوان کو اُٹھا رہے ہیں تو ایسا نہیں کہ یہ کھانا ہمیشہ کے لیے ہمیں کافی ہو گیا ہے اور نہ ہم اس کو ہمیشہ چھوڑ رہے ہیں اور نہ آپ کی اس نعمت سے کبھی مستغنی ہو سکتے ہیں"۔

جب حضور اکرم ﷺ کہیں مدعو ہوتے تو داعی کے حق میں ان الفاظ سے ضرور دُعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِىْ مَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔ (زادُ المعاد' مدارج النبوۃ)

"اے اللہ! ان کو رزق میں برکت دے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما"۔

کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور ہاتھوں پر جو تری ہوتی اسکو ہاتھوں' چہرے اور سر مبارک پر مل کر خشک کر لیتے۔ ایک روایت میں اعضائے وضو پر ہاتھ پونچھنا بھی آیا ہے۔ (ابن ماجہ)

کھانے کے لیے وضو: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ جب بیت الخلاء سے فراغت پر باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا اور وضو کا پانی لانے کے لیے عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے وضو کا اسی وقت حکم ہے جب نماز کا ارادہ کروں۔ (شمائل ترمذی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد وضو (ہاتھ منہ دھونا) برکت کا سبب ہے۔ (شمائل ترمذی)

کھانے سے پہلے بسم اللہ: عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا' قریب ہو جاؤ اور بسم اللہ کہہ کے داہنے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرو۔ (شمائل ترمذی)

بسم اللہ کہنا بالاتفاق سنت ہے اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھانا جمہور کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے۔ حضور ﷺ کا حکم ہے کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور داہنے ہاتھ سے پیو اس لیے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضورِ اقدس ﷺ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ بندہ کی اس بات پر بہت ہی رضامندی ظاہر فرماتے ہیں کہ جب ایک لقمہ کھانا کھائے یا ایک گھونٹ پانی پئے تو حق تعالیٰ شانہٗ کا اس پر شکریہ ادا کرے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ (شمائل ترمذی)

''جو شخص بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کر دیتا تو آپ ﷺ اس کا ہاتھ پکڑ لیا کرتے اور اس کو بسم اللہ پڑھنے کے لیے تاکید فرماتے۔ (زاد المعاد)

علماء نے لکھا ہے کہ بسم اللہ کو آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے تاکہ دوسرے ساتھی کو اگر خیال نہ رہے تو یاد آ جائے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

جس نعمت کے اوّل بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت سے قیامت میں سوال نہ ہو گا۔ (ابن حبان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی کھانا کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں یا بعد میں یاد آ جانے پر اس طرح پڑھیں بسم اللہ اولہ واخرہ۔ (زاد المعاد شمائل ترمذی)

حضورِ اکرم ﷺ کا کھانا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کے اہل و عیال نے مسلسل دو دن کبھی جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ (شمائل ترمذی)

(یعنی کھجوروں سے اگرچہ اس کی نوبت آ گئی ہو' لیکن روٹی سے کبھی یہ نوبت نہیں آئی کہ مسلسل دو دن ملی ہو)۔

کبھی کبھی گیہوں کی روٹی بھی تناول فرمائی ہے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور ﷺ نے کبھی سفید میدہ کی روٹی بھی کھائی ہے انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کے سامنے آخر عمر تک میدہ آیا بھی نہ ہوگا۔

(بخاری' شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے کبھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا نہ چھوٹی طشتریوں میں کھایا' نہ آپ ﷺ کے لیے کبھی چپاتی پکائی گئی۔ آپ ﷺ کھانا چمڑے کے دسترخوان پر تناول فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

مرغوبات: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: سرکہ بھی کیسا اچھا سالن ہے۔ (شمائل ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے سرکہ میں برکت کی دُعا فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی سالن رہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہے یعنی سالن کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔ (ابن ماجہ)

ابو اسید کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زیتون کا تیل کھانے میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی اس لیے کہ یہ ایک بابرکت درخت کا تیل ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضورِ اکرم ﷺ کو بونگ کا گوشت پسند تھا آپ ﷺ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا)

دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی حضور ﷺ نے فرمائی ہے' چنانچہ حدیث میں ہے کہ گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پٹھے کا گوشت بہترین گوشت ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ کو بھنا ہوا گوشت اور سالن میں کدو بہت مرغوب تھا۔ (ابن سعد' شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور

شیریں چیز کو اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔ (زاد المعاد)

آپ ﷺ نے مرغ کا' سرخاب کا' بکری کا' اُونٹ اور گائے کا گوشت کھایا۔ آپ ﷺ ثرید کو (یعنی شوربے میں توڑی ہوئی روٹی کو) پسند فرماتے تھے۔

آپ ﷺ فلفل اور مصالحے بھی کھاتے تھے۔

آپ ﷺ نے خرمائے نیم پختہ تازہ اور خرمائے خشک اور چقندر اور حلیس (یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا مالیدہ بھی) کھایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ہانڈی اور پیالہ کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا۔

آپ ﷺ ککڑی خرما کے ساتھ کھاتے تھے۔ جیسا کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ تربوز خرمہ کے ساتھ کھاتے اور فرماتے کہ اس کی گرمی کا اس کی سردی سے تدارک ہو جاتا ہے اور پانی آپ ﷺ کو وہ پسند تھا جو شیریں اور سرد ہو اور آپ ﷺ خرما تر کر کے اس کا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے تھے۔ یہ پیالہ لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اس میں لوہے کے پتر لگے ہوئے تھے۔

(ابن سعد)

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے سوا کوئی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا کام دے سکے۔ (نشر الطیب)

مہمان کی رعایت: حضور ﷺ اپنے مہمانوں سے کھانے کے لیے اصرار فرماتے اور بار بار کہتے۔ ایک بار ایک شخص کو دودھ پلانے کے بعد اس سے بار بار فرمایا: اِشْرَبْ اِشْرَبْ اور پیو اور پیو یہاں تک کہ اس شخص نے قسم کھا کر عرض کیا قسم ہے اُس خدائے برتر کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب اور گنجائش نہیں ہے۔ (بخاری' مدارج النبوۃ)

کسی مجمع میں کھانا تناول فرمانے کا اگر اتفاق ہوتا تو سب سے آخر میں آپ ہی اُٹھتے کیونکہ بعض آدمی دیر تک کھاتے رہنے کے عادی ہوتے ہیں اور ایسے لوگ جب دوسروں کو کھانے سے اُٹھتا دیکھتے ہیں تو شرم کی وجہ سے خود بھی اُٹھ جاتے ہیں لہٰذا ایسے لوگوں کا لحاظ فرماتے ہوئے حضورِ اکرم ﷺ بھی بے تکلف تھوڑا تھوڑا کھاتے ہی رہتے۔ (زاد المعاد' ابن ماجہ' بیہقی' مشکوٰۃ)

اگر کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور کسی ہم جلیس کو کوئی چیز کھانے یا پینے کی عنایت

فرماتے تو داہنی طرف بیٹھنے والے کو اس کا زیادہ حق دار سمجھتے اور اس کو دیتے اور اگر بائیں جانب بیٹھنے والے کو عنایت فرمانا چاہتے تو داہنی طرف والے سے اجازت لے لیتے۔ یہ ترتیب اور یہ عمل ہمیشہ ملحوظ رہتا۔ گو بائیں طرف کا آدمی کتنی ہی بڑی شخصیت کا ہوتا۔ (بخاری و مسلم، زاد المعاد)

آنحضرت ﷺ جب کہیں مدعو ہوتے اور کوئی شخص بغیر بلائے ساتھ ہو جاتا تو آپ ﷺ اس کو ساتھ لے لیتے، مگر داعی کے گھر پہنچنے پر داعی سے اس کے لیے اجازت طلب فرماتے اور اجازت حاصل کرنے پر ہمراہ رکھتے۔ (مدارج النبوۃ)

کھانے کے متعلق بعض سنن طیبہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس گرم کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ اس کو اس وقت تک ڈھانپ کر رکھتے جب تک اس کا جوش ختم نہ ہو جاتا اور فرمایا کہ میں نے حضورِ اکرم ﷺ سے سنا کہ سرد کھانے میں عظیم برکت ہے۔ (دارمی، مدارج النبوۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو جوتے اُتار ڈالو اس لیے کہ جوتوں کے اُتار ڈالنے سے قدموں کو بہت آرام ملتا ہے۔

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

حضورِ اکرم ﷺ کھانے کے بعد پانی نوش نہ فرماتے، کیونکہ مضر ہضم ہے۔ جب تک کھانا ہضم کے قریب نہ ہو پانی نہ پینا چاہیے۔ (مدارج النبوۃ)

آپ ﷺ رات کا کھانا بھی تناول فرمایا کرتے تھے، اگرچہ کھجور کے چند دانے ہی کیوں نہ ہوں اور فرمایا کرتے تھے کہ عشاء کا کھانا چھوڑ دینا بڑھاپا لاتا ہے۔

(جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، زاد المعاد)

کھجور یا روٹی کا کوئی ٹکڑا کسی پاک جگہ پڑا ہوتا تو اس کو صاف کر کے کھا لیتے۔ (مسلم)

آپؐ کھانا کھاتے ہی سو جانے کو منع فرماتے (یہ دِل میں ثقالت پیدا کرتا ہے)۔ (زاد المعاد)

دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جانا بھی مسنون ہے۔ (زاد المعاد)

جس قدر کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرنا یعنی جیسا بھی اور جتنا بھی مل جائے اس پر راضی رہنا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر کھانا چاہیے۔ (مالک)

اور یہ نیت رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اس کی عبادت پر قوت حاصل ہونے کے لیے

کھاتا ہوں۔ (الترغیب والترہیب)

حضورِ اقدس ﷺ تقلیل غذا کی رغبت دلایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ معدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے کے لیے اور ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی خود معدہ کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔ (زاد المعاد)

پھلوں اور ترکاریوں کا استعمال ان کے مصلح چیزوں کے ساتھ فرمایا کرتے۔ (زاد المعاد)

کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کسی سے کھانا لینا ہو تو داہنا ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔ (ابن ماجہ)

چند آدمیوں کے ساتھ کھانا باعث برکت ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

کھانے میں جتنے ہاتھ جمع ہوں گے اتنی ہی برکت زیادہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

کھانے کے دوران جو چیز دسترخوان یا پیالہ سے گر جائے اسے اُٹھا کر کھالینا بھی ثواب ہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس میں محتاجی، برص اور کوڑھ سے حفاظت ہے اور جو کھاتا ہے اس کی اولاد حماقت سے محفوظ رہتی ہے اور انھیں عافیت دی جاتی ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو دسترخوان پر گری ہوئی چیز اُٹھا کر کھاتا ہے اس کی اولادِ حسین وجمیل پیدا ہوتی ہے اور اس سے محتاجی دور کی جاتی ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے مگر جبکہ اس کو پکا لیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ اور بڑا ہو اس سے کھانا پہلے شروع کروانا چاہیے۔ (مسلم)

کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی چیز یا لقمہ نیچے گر جائے تو اس کو اُٹھا کر صاف کر کے کھالینا چاہیے، شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ (ابن ماجہ، مسلم)

کھانے کے درمیان کوئی شخص آجائے تو اس سے کھانے کے لیے پوچھ لینا چاہیے۔ (ابن ماجہ)

دسترخوان پہلے اُٹھالیا جائے اس کے بعد کھانے والے اُٹھیں۔ (ابن ماجہ)

نئے پھل کا استعمال: جب آپ ﷺ کی خدمت میں موسم کا نیا پھل پیش ہوتا تو آپ ﷺ اس کو آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور یہ الفاظِ دُعا ارشاد فرماتے:

اَللّٰهُمَّ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهٗ اَرِنَا اٰخِرَهٗ

''اے اللہ جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا شروع دکھلایا (اسی طرح) اس کا آخر بھی ہمیں دکھلا''۔

اور پھر آپؐ کی خدمت میں جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا اس کو عنایت فرماتے۔ (زادالمعاد)

مشروبات میں عادتِ طیبہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس طرح سے پینا زیادہ خوشگوار ہے اور خوب سیر کرنے والا ہے اور حصولِ شفا کے لیے اچھا ہے۔ (شمائل ترمذی)

دوسری حدیث میں صراحت کے ساتھ وارد ہے کہ جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو پیالے میں سانس نہ لے بلکہ پیالے سے منہ ہٹالے۔ (زادُالمعاد' شمائل ترمذی)

حضور ﷺ کو سرد اور شیریں پانی زیادہ محبوب تھا۔ (زادالمعاد)

کھانے کے بعد پانی پینا حضور ﷺ کی سنت نہیں ہے' خصوصاً اگر پانی زیادہ گرم ہو یا زیادہ سرد ہو' کیونکہ یہ دونوں صورتیں زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔ (زادالمعاد)

آپ ﷺ ورزش کے بعد تکان ہونے پر اور کھانا یا پھل کھانے پر اور جماع یا غسل کے بعد پانی پینے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ (زادُالمعاد)

احادیث میں ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ پانی چوس چوس کر پیو اور غٹ غٹ کر کے نہ پیو۔ (مدارج النبوۃ)

حضور ﷺ جب پینے کی چیز کسی مجلس میں تقسیم کراتے تو حکم دیتے کہ عمر میں بڑے لوگوں سے دَور شروع کیا جائے اور آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ جب مجلس میں کسی پینے کی چیز کا دور چل رہا ہوتا اور بار بار پیالہ آرہا ہوتا تو دوسرا پیالہ آنے پر اس کو اسی جگہ سے شروع کراتے' جہاں پہلا دور ختم ہوا تھا۔

جب حضور ﷺ اپنے احباب کو کوئی چیز پلاتے تو آپ ﷺ خود سب سے آخر میں نوش فرماتے اور فرماتے ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک بیٹھ کر پانی پینے کی تھی اور صحیح روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے کو منع فرمایا ہے نیز ایک ہاتھ سے بھی پینے کو منع فرمایا ہے۔ (زادالمعاد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کسی شخص کو حق تعالیٰ شانہ کوئی چیز کھلائیں تو یہ دُعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ

"اے اللہ تو ہمیں اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر نصیب فرما"۔

اور جب دودھ عطا فرمائیں تو یہ دُعا پڑھنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ ۔ (شمائل ترمذی)

"اے اللہ تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو اس سے زیادہ نصیب فرما"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہ آبِ شیریں و سرد کو پسند فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دور سے ایسا پانی لایا جاتا تھا۔ (خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد میں پانی ملا کر نوش فرمایا ہے اور علی الصبح نوش فرماتے اور جب اس پر کچھ وقت گزر جاتا اور بھوک معلوم ہوتی تو جو کچھ کھانے کی قسم کا موجود ہوتا' تناول فرماتے۔

(مدارج النبوۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دودھ کو پسند فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں کے کام آئے' بجز دودھ کے۔ کھانے کے بعد دُعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ زِدْنَا خَيْرًا مِّنْهُ

"اے اللہ ہمیں (یہ) زیادہ (اور) اس سے بہتر عطا فرما"۔ (شمائل ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی خالص دودھ نوش فرماتے اور کبھی سرد پانی ملا کر یعنی لسی۔

(مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آبِ زمزم کا ڈول لایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھڑے ہو کر پیا۔ (اس وقت اس جگہ بیٹھنے کا موقع نہ تھا)۔

(شمائل ترمذی)

بعض کا قول ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا آبِ وضو اور آبِ زمزم کے ساتھ خاص ہے۔
(مدارج النبوۃ)

نبی الرحمت ﷺ کا معمول لباس و آرائش

لباس کا معمول: حضورِ اکرم ﷺ کی عادتِ کریمہ لباس شریف میں وسعت اور ترکِ تکلف تھی۔ مطلب یہ ہے کہ جو پاتے زیب تن فرماتے اور تعیین کی تنگی اختیار نہ فرماتے اور کسی خاص قسم کی جستجو نہ فرماتے اور کسی حال میں عمدہ نفیس کی خواہش نہ فرماتے اور نہ ادنیٰ و حقیر کا خیال فرماتے' جو کچھ موجود و میسر ہوتا پہن لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کر دے اسی پر اکتفا فرماتے۔

اکثر حالتوں میں آپ ﷺ کا لباس چادر اور ازار (یعنی تہبند) ہوتا' جو کچھ سخت اور موٹے کپڑے کا ہوتا اور کبھی پشمینہ بھی پہنا ہے۔

منقول ہے کہ آپ ﷺ کی چادر شریف میں متعدد پیوند لگے ہوئے تھے' جسے آپ ﷺ اوڑھا کرتے تھے' اور فرماتے میں بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسا لباس پہنتا ہوں۔ (شیخین نے روایت کیا ہے)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک مؤمن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا پسند ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ میلے اور گندے کپڑوں کو مکروہ اور ناپسند جانتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت رسول اللہ ﷺ اپنی تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے اور عقب میں اُونچا رکھتے۔
(مدارج النبوۃ)

جب حضور ﷺ تکبر و غرور کی مذمت فرماتے تو صحابہؓ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتیاں عمدہ ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ)) [الکبر بطرق الحق]

''بیشک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا''۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ يُحِبُّ اللَّطَافَةَ))

''بیشک اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور لطافت کو پسند کرتا ہے''۔

چنانچہ خود حضور ﷺ وفود کے آنے پر ان کے لیے تجمل فرماتے اور جمعہ وعیدین کے لیے بھی آرائش فرماتے اور مستقل جدا لباس محفوظ رکھتے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کا محبوب ترین لباس قمیص (کرتا) تھی، اگرچہ تہبند اور چادر شریف بھی بکثرت زیب تن فرماتے تھے لیکن قمیص کا پہننا زیادہ پسند تھا۔

(شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا پیرہن مبارک سوتی اور تنگ دامن و آستین والا ہوتا تھا اور آپ ﷺ کے قمیص مبارک میں گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں اور قمیص مبارک میں سینہ کے مقام پر گریبان تھا اور یہی قمیص کی سنت ہے۔ (مدارج النبوۃ)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میرے جسم پر کم قیمت کے کپڑے تھے تو فرمایا کیا تیرے پاس از قسم مال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا ہے۔ پھر فرمایا خدا کی نعمت اور اس کی بخشش کو تمہارے جسم سے ظاہر ہونا چاہیے۔ مطلب یہ ہے کہ تونگری کی حالت کے مناسب کپڑے پہنو اور خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔

اور ایک اُلجھے ہوئے بالوں والے پریشان حال کے بارہ میں پوچھا کہ کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے سر کو تسکین دے۔ (یعنی بالوں کو کنگھا کرے)

اور ایسے شخص کو دیکھا جس پر میلے اور غلیظ کپڑے تھے فرمایا کہ یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑوں کو دھولے (یعنی صابن وغیرہ)۔ (مدارج النبوۃ)

حضور ﷺ سفید لباس پہننے کو پسند فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حسین ترین لباس سفید کپڑوں کا ہے، چاہیے کہ تم میں سے زندہ لوگ بھی پہنیں اور اپنے مُردوں کو بھی سفید کفن دیں۔

(مدارج النبوت، شمائل ترمذی)

اور حضور ﷺ کالی کملی اوڑھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے بدن مبارک پر ایک سیاہ بالوں کی چادر تھی۔ (شمائل ترمذی)

جب حضور ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔
(مدارج النبوۃ)

اور حضور ﷺ نے پشمینہ یعنی اُونی کپڑے بھی پہنے ہیں اور حضورِ اکرم ﷺ اکثر چادر لپیٹا کرتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

چونکہ حضور ﷺ تمام لوگوں میں اطیب و الطف تھے اس لیے اس کی علامت آپ ﷺ کے بدن مبارک میں ظاہر تھی کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر سے لگنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے کپڑے میلے نہ ہوتے تھے اور نہ آپ ﷺ کے لباس مبارک میں جوں پڑتی تھی اور نہ کپڑوں پر اور نہ آپ ﷺ کے جسم اطہر پر مکھی بیٹھتی تھی۔ (مدارج النبوۃ)

حضورِ اکرمؐ نے چمڑے کے موزے پہنے ہیں اور ان پر مسح فرمایا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

لباس کے معاملہ میں سب سے بہترین طریقہ نبی کریم ﷺ کا وہ ہے جس کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے یا ترغیب دی یا خود اس پر مسلسل عمل فرمایا۔ آپ ﷺ کا طریقہ (سنت) لباس یہ ہے۔

کپاس کا بنا ہوا یا صوف کا یا کتان کا بنا ہوا کوئی سا بھی ہو اور جو بھی لباس میسر آئے پہن لیا جائے۔ آپ ﷺ نے یمنی چادریں' جبہ' قبہ' قمیص' تہبند' چادر (سادہ) موزہ' جوتا ہر چیز استعمال فرمائی ہے۔

آپ ﷺ نے دھاری دار سیاہ کپڑا (سیاہ دھاری دار) اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور سادہ کپڑا بھی پہنا ہے۔ سیاہ لباس اور سبز ریشم کی آستین والا لبادہ بھی پہنا ہے۔ (زادالمعاد)

<u>پاجامہ:</u> آپ ﷺ نے ایک پاجامہ بھی خریدا ہے اور اغلب ہے کہ پہننے ہی کے لیے خریدا ہوگا (اصحاب کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی اجازت سے پہنا بھی کرتے تھے) (زادالمعاد)

حضرت عائشہؓ سے صحیح روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک پرانا کمبل اور موٹے سوت کی ایک چادر نکالی اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کپڑوں میں رحلت فرمائی۔ (زادالمعاد)

<u>قمیص مبارک:</u> ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے دمیاطی سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کا کرتا (قمیص) سوت کا بنا ہوا تھا' جو زیادہ لمبا نہ تھا' اور اس کی آستین بھی زیادہ لمبی نہ تھی۔

بیجوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس صرف ایک ہی کرتا تھا۔ حضرت

عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا معمول صبح کے کھانے میں سے شام کے لیے بچا کر رکھنے کا نہ تھا' نہ شام کے کھانے میں سے صبح کے لیے بچانے کا تھا۔

اور بعض اوقات کوئی کپڑا کرتہ' چادر یا لنگی یا جوتا دو عدد نہ ہوتے تھے۔ مناوی نے حضرت عباس ؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا کرتہ (قمیص) زیادہ لمبا نہ ہوتا تھا' نہ اس کی آستین لمبی ہوتی تھی۔ دوسری حدیثوں میں حضرت ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا کرتہ ٹخنوں سے اُونچا ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت اسماء ؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے کرتے کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی۔ (شمائل ترمذی)

حضورِ اکرم ﷺ قمیص (کرتے) کی آستین نہ بہت تنگ رکھتے اور نہ بہت کشادہ بلکہ درمیانی ہوتی اور آستین ہاتھ کے گٹے تک رکھتے اور چوغہ وغیرہ کی نیچے تک' مگر اُنگلیوں سے متجاوز نہ ہوتی تھی۔

آنحضرت ﷺ کے سفر کا کرتہ (قمیص) وطن کے کرتے سے دامن اور آستین میں کسی قدر چھوٹا ہوتا تھا۔ (زاد المعاد)

آنحضرت ﷺ کی قمیص کا گریبان سینہ پر ہوتا تھا' کبھی آپ ﷺ اپنے کرتے کا گریبان کھول لیا کرتے اور سینہ اطہر صاف نظر آتا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔ (شمائل ترمذی)

جب آپ ﷺ قمیص زیب تن فرماتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر بایاں ہاتھ بائیں آستین میں۔ (زاد المعاد)

ایاس بن جعفر الحنفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک رومال تھا جب آپ ﷺ وضو کرتے تو اسی سے پونچھ لیتے۔ (ابن سعد)

عمامہ: عمامہ کا باندھنا سنت مستحب ہے۔ نبی کریم ﷺ سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے۔ (فتح الباری)

حضرت عبداللہ ابن عمر ؓ سے کسی نے پوچھا' کیا عمامہ باندھنا سنت ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں سنت ہے۔ (عینی)

مسلم شریف اور نسائی شریف میں ہے کہ عمرو بن حرث ؓ کہتے ہیں کہ وہ منظر گویا اس

وقت میرے سامنے ہے جب نبی کریم ﷺ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے سیاہ عمامہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر تھا اور آپ ﷺ کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا۔ (خصائل نبوی ﷺ)

آپ ﷺ جب عمامہ باندھتے تھے تو (شملہ) دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ لیتے تھے۔ اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے۔ (نشر الطیب' شمائل ترمذی)

آپ ﷺ عمامہ کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے' شملہ کی مقدار ایک ہاتھ سے زیادہ بھی ثابت ہے' عمامہ تقریباً سات گز کا ہوتا تھا۔ (خصائل نبوی)

صافہ کے نیچے ٹوپی رکھنا سنت ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ٹوپی: آنحضرت ﷺ سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے' وطن میں آنحضرت ﷺ سفید کپڑے کی چپٹی ہوئی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ (السراج المنیر)

آپؐ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی اوڑھی ہے۔ (السراج المنیر)

تہبند اور پاجامہ: حضورِ اقدس ﷺ کی عادتِ شریفہ لنگی باندھنے کی تھی' پاجامہ پہننا مختلف فیہ ہے۔ بعض احادیث سے اس کا پہننا ثابت ہے اور اپنے اصحاب کو پہنے دیکھا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ پاجامہ پہنتے ہیں؟ تو فرمایا کہ پہنتا ہوں۔ مجھے بدن کے ڈھانکنے کا حکم ہے اس سے زیادہ پردہ اور چیزوں میں نہیں ہے۔

(خصائل نبوی ﷺ زاد المعاد)

آپ ﷺ کی تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی تھی اور تین ہاتھ ایک بالشت چوڑی تھی۔

(شمائل ترمذی)

بعض احادیث میں ہے کہ چادر چار ہاتھ لمبی اور اڑھائی ہاتھ چوڑی اور تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور دو ہاتھ چوڑی' تہبند ہمیشہ نصف پنڈلی سے اُونچی رکھتے' تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچا رہتا۔ (خصائل نبوی ﷺ)

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کی لنگی آدھی پنڈلی تک ہونا چاہیے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک بھی کچھ مضائقہ نہیں' لیکن ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر لنگی لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا' اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا' قیامت میں حق تعالیٰ شانہٗ اسکی طرف نظر نہیں کریں گے۔

(ابوداؤد' ابن ماجہ' زاد المعاد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو یمنی منقش چادر کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ تھی۔ (شمائل ترمذی)

کبھی آپ ﷺ چادر کو اس طرح اوڑھتے کہ چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر اُلٹے کاندھے پر ڈال لیتے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے۔

سفید لباس تو حضور ﷺ کو محبوب تھا ہی، مگر رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت پاک کو بہت زیادہ پسند تھا۔ (زادالمعاد)

خالص و گہرا سرخ رنگ طبیعت پاک کو بہت زیادہ ناپسند تھا۔

جب آنحضرت ﷺ نیا لباس زیب تن فرماتے تو کپڑے کا نام لے کر خدا تعالیٰ کا شکر ان الفاظ میں ادا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ۔

''اے اللہ! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے جیسا کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اور میں تجھ سے اس کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے''۔

نیز یہ دُعا بھی فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ

(زادالمعاد)

''سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے کپڑا پہنایا، جس سے میں اپنی شرم کی چیز چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ خوبصورتی حاصل کرتا ہوں''۔

اور جو کپڑا پرانا ہو جاتا اسے خیرات کر دیتے۔ (زادالمعاد)

آپ اکثر اوقات سوتی لباس زیب تن فرماتے، کبھی کبھی صوف اور کتان کا لباس بھی پہنا ہے۔ (زادالمعاد)

آپ ﷺ چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے تھے کہ بدن ظاہر نہ ہو، غالباً لپٹنے کی

حالت میں یہ معمول تھا۔

ابورمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا ہے۔

(شمائل ترمذی)

نعلین شریف: آنحضرت ﷺ چپل نما یا کھڑاؤں نما جوتا پہنا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے سیاہ چرمی موزے بھی پہنے اور ان پر وضو میں مسح فرمایا' اور آپ ﷺ کے نعلین مبارک میں اُنگلیوں میں پہننے کے دو دو تسمے تھے۔ (ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطی اور اس کے پاس والی کے درمیان میں) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا تھا۔

آپ ﷺ کا نعلین پاک ایک بالشت دو اُنگل لمبا تھا اور سات اُنگل چوڑا تھا' اور دونوں تسموں کے درمیان نیچے سے دو اُنگل کا فاصلہ تھا۔

بالوں سے صاف کیے ہوئے چمڑے کے نعلین پہنتے تھے اور وضو کر کے ان میں پاؤں بھی رکھ لیتے تھے۔ روایت کیا اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اور آپ ﷺ نعلین میں نماز بھی پڑھ لیتے تھے (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور ایسی بناوٹ کے ہوتے تھے جن میں اُنگلیاں زمین سے لگ جاتی تھی۔

آپ ﷺ نے بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتا بھی پہنا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص تم میں سے جوتا پہنے تو داہنی طرف سے ابتداء کرنا چاہیے اور جب نکالے تو بائیں پیر سے پہلے نکالے' دایاں پاؤں جوتا پہننے میں مقدم ہونا چاہیے اور نکالنے میں مؤخر۔ (شمائل ترمذی)

جوتا کبھی کھڑے ہو کر پہنتے اور کبھی بیٹھ کر۔

آپ ﷺ اپنا جوتا اُٹھاتے تو اُلٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی اُنگلی سے اُٹھاتے۔

(شمائل ترمذی)

عاداتِ برگزیدہ خوشبو کے بارے میں: آپ ﷺ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اور کثرت سے اس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔

(نشر الطیب)

آنحضرت ﷺ آخر شب میں بھی خوشبو لگایا کرتے تھے۔

سونے سے بیدار ہوتے تو قضائے حاجت سے فراغت کے بعد وضو کرتے اور پھر خوشبو لباس پر لگاتے۔

خدمت اقدس میں خوشبو اگر ہدیتاً پیش کی جاتی تو آپ ﷺ اس کو ضرور قبول فرماتے خوشبو کی چیز واپس کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

ریحان کی خوشبو کو بہت پسند فرماتے' اس کے رَدکرنے کو منع فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

مہندی کے پھول کو حضورِ اقدس ﷺ بہت محبوب رکھتے تھے۔

آنحضرت ﷺ مشک اور عود کی خوشبو کو تمام خوشبوؤں سے زیادہ محبوب رکھتے۔ (زادالمعاد)

آپ ﷺ خوشبو سر مبارک پر بھی لگایا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں نہ لوٹانا چاہئیں۔ تکیہ' تیل (خوشبو) اور دودھ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو پھیلتی ہو اور رنگ غیر محسوس ہو جیسے گلاب اور کیوڑہ' اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوشبو مغلوب ہو جیسے حنا' زعفران۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس سکہ (عطردان یا عطر کا مرکب) تھا اس میں سے خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

سرمہ لگانا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ ﷺ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔ (ابن سعد' شمائل ترمذی)

عمران بن ابی انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی داہنی آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے اور بائیں میں دو مرتبہ۔ (ابن سعد)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اثمد استعمال کرنا چاہیے' کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے' بال اگاتا ہے اور آنکھ روشن کرنے والی چیزوں میں سے بہترین ہے۔ (شمائل ترمذی)

سر کے موئے مبارک: حضورِ اقدس ﷺ کے سر مبارک کے بالوں کی لمبائی کانوں کے

درمیان تک اور دوسری روایت میں کانوں تک اور ایک تیسری روایت میں کانوں کی لو تک نہ تھی ان کے علاوہ کندھوں تک یا کندھوں کے قریب تک کی روایتیں بھی ہیں۔ (شمائل ترمذی)

ان سب رواتیوں میں باہمی مطابقت اس طرح ہے کہ آپ ﷺ کبھی تیل لگاتے یا کنگھی فرماتے تو بال دراز ہو جاتے' ورنہ اس کے برعکس رہتے یا پھر ترشوانے سے پہلے اور بعد میں ان میں اختصار وطول ہوتا رہتا۔

مواہب لدنیہ میں اور اس کے موافق مجمع البحار میں یہ مذکور ہے کہ جب بالوں کو ترشوانے میں طویل وقفہ ہو جاتا تو بال لمبے ہو جاتے اور جب ترشواتے تو چھوٹے ہو جاتے تھے' اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ بالوں کو ترشواتے تھے' منڈواتے نہ تھے' لیکن حلق (منڈوانے) کے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ حج وعمرہ کے دو موقعوں کے سوا بال نہیں منڈواتے تھے۔ واللہ اعلم۔ (مدارج النبوۃ)

حضورِ اکرم ﷺ بالوں میں کثرت سے کنگھی کیا کرتے تھے' آپ ﷺ جس کسی کے پراگندہ اور بکھرے ہوئے بال دیکھتے تو کراہت سے فرماتے کہ تم میں سے کسی کو وہ نظر آیا ہے (یہ اشارہ شیطان کی طرف ہے) اسی طرح آپ ﷺ بہت زیادہ بننے سنورنے اور لمبے بالوں سے بھی کراہت فرماتے' اعتدال اور میانہ روی آپ ﷺ کو بہت پسند تھی۔ (مدارج النبوۃ)

عاداتِ پسندیدہ کنگھا کرنے اور تیل لگانے میں: آنحضرت ﷺ سوتے وقت مسواک کرتے' وضو کرتے اور سر کے بالوں اور داڑھی مبارک میں کنگھا کرتے۔

آنحضرت ﷺ سفر میں ہوتے یا حضر میں ہمیشہ بوقت خواب آپ ﷺ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہتیں۔ تیل کی شیشی' کنگھا' سرمہ دانی' قینچی' مسواک' آئینہ اور ایک لکڑی کی چھوٹی سی سیخ' جو سر کے کھجانے میں کام آتی تھی۔ (زاد المعاد)

آپ ﷺ پہلے داڑھی مبارک اور سر مبارک میں تیل لگاتے' اور پھر کنگھا کرتے۔

ابن جریج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھی دانت کا کنگھا تھا' جس سے آپ ﷺ کنگھا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں کنگھا' آئینہ' تیل' مسواک اور سرمہ لے جاتے تھے۔ (ابن سعد)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی پانی سے صاف کرتے تھے۔ (ابن سعد)

اعتدالِ تزئین: حضور ﷺ شروع میں اپنے سر کے بالوں کو بے مانگ نکالے جمع کر لیا کرتے تھے' پھر بعد میں آپ ﷺ مانگ نکالنے لگے تھے۔ (شمائل ترمذی' نشر الطیب)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک روز ناغہ کر کے کنگھا کیا کرتے تھے۔ (نشر الطیب)

اور ایک روایت میں حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ گاہے گاہے کنگھی کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے بال نہ بالکل پیچیدہ اور نہ بالکل کھلے ہوئے تھے بلکہ کچھ گھنگھریالا پن لیے ہوئے تھے جو کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ اپنے وضو کرنے میں' کنگھی کرنے میں' جوتا پہننے میں داہنی طرف کو مقدم رکھتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

رسول اکرم ﷺ پانی لگا کر بھی داڑھی مبارک میں کنگھا کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ جب آئینہ میں چہرہ انور کو دیکھتے تو یہ الفاظ زبانِ مبارک پر ہوتے:

اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ وَاَوْسِعْ عَلَیَّ فِیْ رِزْقِیْ

''میرے اللہ تو نے جس طرح میری تخلیق کو بہتر بنایا ایسے ہی میرے خلق (یعنی عادت) کو بہتر بنا اور میرے رزق میں وسعت دے''۔ (شمائل ترمذی' زاد المعاد)

سر میں تیل کا استعمال: آپ جب سر میں تیل لگانے کا قصد فرماتے تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں تیل رکھتے اور پہلے ابروؤں میں تیل لگاتے' پھر آنکھوں پر پھر سر میں تیل لگاتے' اسی طرح جب داڑھی میں تیل لگاتے تو پہلے آنکھوں پر لگاتے' پھر داڑھی میں تیل لگاتے۔ (زاد المعاد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک میں اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی داڑھی میں اکثر کنگھی کیا کرتے تھے اور اپنے سر مبارک پر ایک کپڑا ڈال لیا کرتے تھے' جو تیل کے کثرتِ استعمال سے ایسا ہوتا تھا' جیسے تیلی کا کپڑا ہو۔

(شمائل ترمذی' زاد المعاد)

داڑھی مبارک میں تیل لگاتے تو داڑھی کے اس حصہ سے شروع فرماتے جو گردن سے ملا

ہوا ہے سر میں تیل لگاتے تو پہلے پیشانی کے رُخ سے شروع فرماتے۔ (زادالمعاد)

ریش مبارک: سردارِ انبیاء ﷺ کی ریش مبارک اتنی گہری اور گنجان تھی کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔ (شمائل ترمذی)

مدارج النبوۃ میں مذکور ہے کہ ''کتاب الشفاء'' مصنفہ قاضی عیاض میں کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک کے بال اس قدر کثرت سے تھے' جس سے آپ ﷺ کا سینہ مبارک بھر گیا تھا۔

مذہب حنفی میں داڑھی کی حد ایک قبضہ (مٹھی) ہے یعنی اس سے کم نہ ہو۔ (مدارج النبوۃ)

موئے بغل: بعض احادیث میں ینتف الابط بھی آیا ہے یعنی حضورِ اقدس ﷺ بغل کے بال اکھیڑ ڈالا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔ (مدارج النبوۃ)

موئے زیر ناف: موئے زیر ناف صاف کرنے کے بارے میں بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ ان کو مونڈتے تھے اور بعض میں آیا ہے کہ نورہ استعمال فرماتے تھے۔ واللہ اعلم

(مدارج النبوۃ)

ناخن کٹوانا: حضرت رسول اکرم ﷺ کا معمول بعض روایات کے مطابق جمعہ کے دن اور بعض روایات میں جمعرات کے دن ناخن ہائے مبارک ترشوانے کا تھا' ہاتھ کے ناخن کٹوانے میں آنحضرت ﷺ ترتیب ذیل ملحوظ فرماتے:

سیدھا ہاتھ: شہادت کی اُنگلی' بیچ کی اُنگلی' اس کے برابر والی اُنگلی' پھر چھنگلیا۔

اُلٹا ہاتھ: چھنگلیا' اس کے برابر والی' بیچ کی اُنگلی' اس کے برابر والی اُنگلی' انگوٹھا' پھر سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا۔

پاؤں کے ناخن کاٹنے میں حضورِ اکرم ﷺ حسب ذیل ترتیب کو ملحوظ رکھتے:

سیدھا پاؤں: چھنگلیا سے شروع کرتے اور بالترتیب انگوٹھے تک ختم کرتے۔

اُلٹا پاؤں: انگوٹھے سے شروع کرتے اور بالترتیب چھنگلیا تک ختم کرتے۔ آنحضرت ﷺ پندرہویں دن ناخن کاٹتے تھے۔ (شمائل نبوی ﷺ)

سر کے بالوں کے متعلق: سر منڈانے میں آپ ﷺ کی سنت یہ ہے کہ یا تو سارا سر منڈواتے یا سارے بال رہنے دیتے' اور ایسا نہ کرتے کہ کچھ حصہ منڈواتے اور کچھ حصہ رہنے

دیتے۔ (زادالمعاد)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ مونچھیں تراشتے تھے۔ (زادالمعاد)

متعدد احادیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی مختلف الفاظ سے وارد ہوا ہے جس میں داڑھی کے بڑھانے کا حکم ہے اور مونچھوں کے کاٹنے میں مبالغہ کرنے کی تاکید ہے۔ اکثر علماء کی تحقیق یہ ہے کہ مونچھوں کا کترنا سنت ہے' مگر کتروانے میں ایسا مبالغہ ہو کہ مونڈنے کے قریب ہو جائے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چالیس دن رات نہ گزرنے پائیں کہ تم مونچھیں کٹواؤ' ناخن کٹواؤ۔

صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مشرکوں کی مخالفت کرو' داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں ترشواؤ۔ (زادالمعاد)

جو شخص بال رکھے اس کو چاہیے کہ ان کو دھولیا کرے اور صاف رکھے' روزانہ سر اور داڑھی میں کنگھا کرنے کی نسبت بہتر یہ ہے کہ ایک آدھ دن بیچ میں ناغہ کر لیا کرے۔

(ابوداؤد' زادالمعاد' مشکوٰۃ)

داڑھی کے سفید بالوں کو مہندی سے خضاب کرنے کی اجازت ہے' البتہ سیاہ خضاب کی ممانعت ہے کہ مکروہ ہے۔ (بہشتی گوہر' خصائل نبوی ﷺ)

بال' داڑھی اور مونچھوں کے متعلق سنتیں: سنت (ایک مشت ہو جانے کے بعد) داڑھی کے دائیں بائیں جانب سے بڑھے ہوئے بال لینا تاکہ خوبصورت ہو جائے' داڑھی کو ٹھوڑی کے نیچے ایک مٹھی سے ہرگز کم نہ ہونا چاہیے۔

داڑھی منڈوانا یا کٹوانا ناجائز ہے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

مونچھوں کو کتروانا اور کتروانے میں مبالغہ کرنا چاہیے۔ (ترمذی)

حد شرع میں رہ کر خط بنوانا' سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کر کے تیل ڈالنا چاہیے۔

(موطا امام مالک)

سر پر یا تو سارے سر کے بال رکھے یا بالکل منڈوا دے' صرف ایک حصہ پر بال رکھنا حرام ہے۔ سر پر سنت کے مطابق پٹے رکھنا چاہیے۔ (مشکوٰۃ)

زیرِ ناف، بغل، ناک کے بال لینا چاہئیں۔ (بخاری مسلم)

نوٹ: چالیس روز گزر جائیں اور صفائی نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔ داڑھی کو مہندی کا خضاب کرنا یا سفید رہنے دینا دونوں باتیں جائز ہیں۔ عورتوں کو ناخنوں پر مہندی لگانا چاہیے۔ (ابوداؤد)

نوٹ: آج کل نیل پالش کی وباء عام ہو رہی ہے اگر کسی نے لگائی ہو تو وضو غسل کے لیے اس کو صاف کرلے ورنہ وضو غسل نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور)

آنحضرت ﷺ کی بعض عاداتِ مبارکہ

آپ ﷺ کی نشست: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ چار زانو بھی بیٹھتے تھے اور بعض وقت اکڑوں بغل میں ہاتھ دے کر بیٹھ جاتے' اور ان کا کہنا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو بائیں کروٹ پر ایک تکیہ کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھے دیکھا ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت حنظلہ بن حزیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ کو چار زانو بیٹھے ہوئے دیکھا' ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے (دایاں پاؤں بائیں پر)۔ (الادب المفرد)

اندازِ رفتار: (روایات از حسن ابن علی رضی اللہ عنہما) آپ ﷺ چلنے کے لیے قدم اُٹھاتے تو قوت سے پاؤں اُکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے جھک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے' چلنے میں ایسا معلوم ہوتا گویا کسی بلندی سے پستی میں اُتر رہے ہیں' جب کسی کروٹ کی طرف کی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے' آسمان کی طرف نگاہ کرنے کے بہ نسبت زمین کی طرف آپ ﷺ کی نگاہ زیادہ رہتی' عموماً عادت آپ ﷺ کی گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیا سے پورا سر اُٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے تو پہلے سلام فرماتے۔ (نشر الطیب)

حضورِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب نیچے وادیوں میں اُترتے تو تسبیح کہتے۔ (زاد المعاد)

تبسم: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا۔ (شمائل

ترمذی) بلکہ آپ ﷺ محض تبسم ہی فرماتے، کسی ہنسی کی بات پر آپ ﷺ صرف مسکرا ہی دیتے۔

(زادالمعاد)

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضورِ اکرم ﷺ سے زیادہ تبسم کرنے والا نہیں دیکھا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی حضورِ اقدس ﷺ مجھے دیکھتے تو تبسم فرماتے (یعنی خندہ پیشانی سے مسکراتے ہوئے ملتے تھے)۔ (شمائل نبوی ﷺ)

آپ ﷺ کا گریہ: ہنسنے کی طرح آپ ﷺ کا رونا بھی ایسا ہی تھا کہ جس میں آواز پیدا نہ ہوتی، گریہ کے وقت اتنا ضرور ہوتا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں ڈبڈبا آتیں اور آنسو بہ جاتے اور سینہ سے رونے کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دیتی، کبھی تو میت پر رحمت کے باعث رو دیتے کبھی اُمت پر نرمی اور خطرات کے باعث کبھی اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے اور کبھی کلام اللہ سنتے سنتے رو پڑتے۔ یہ آخری رونا محبت واشتیاق اور اللہ تعالیٰ کے جلال وخشیت کی وجہ سے ہوتا۔ (زادالمعاد)

آنحضرت ﷺ کا مزاح مبارک: آنحضرت ﷺ کی مجالس میں گو وقار، سنجیدگی اور متانت کی فضا ہر وقت قائم رہتی۔ یہاں تک کہ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کی صحبت بابرکت میں ایسے باادب وباتمکین ہو کر بیٹھتے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ ادنیٰ سی حرکت سے اُڑ جائیں گے، مگر پھر بھی آنحضرت ﷺ کی خوش طبعی کی جھلک ان متبرک صحبتوں کو خوشگوار بناتی رہتی کیونکہ آنحضرت ﷺ اگر ایک طرف نبی مرسل کی حیثیت سے احترامِ رسالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وعظ و تلقین میں معروف رہتے تو آپ ﷺ دوسری طرف صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک بے تکلف دوست اور ایک خوش مزاج ساتھی کی حیثیت سے بھی میل جول رکھتے۔ اگر زیادہ اوقات میں آپ ﷺ کی مجلس ایک دینی درسگاہ اور تعلیمی ادارہ بنی رہتی تو کچھ دیر کے لیے خوش طبع مہذب دوستوں کی بیٹھک بھی بن جاتی جس میں ظرافت کی باتیں بھی ہوتیں، گھربار کے روزانہ کے قصے بھی بیان ہوتے۔

غرض بے تکلفی سے آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں گفتگو کرتے، اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ظرافت کس طرح کی تھی؟ اس تشریح کی یوں ضرورت ہے کہ بہت سے کاموں میں ہمارے غلط عمل سے ہمارے نظریات بدل چکے ہیں تخیل کہاں سے کہاں چلا گیا

ہے' ہر معاملہ میں اعتدال کھو بیٹھے ہیں' اگر ہم سنجیدہ اور متین بنتے ہیں تو اس قدر کہ تہذیب ہم سے کوسوں دور رہتی ہے۔ اور اگر خوش طبع بنتے ہیں تو اس قدر کہ تہذیب ہم سے کوسوں دور رہتی ہے۔ اس لیے حضورؐ کے عمل سے ہمیں ایک خاص معیار اپنے سامنے رکھنا ہے۔ آپ کی ظرافت کی تعریف آپؐ ہی کی زبانِ مبارک سے سن لیجیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے تعجب سے پوچھا کہ آپ ﷺ بھی مذاق کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہاں بیشک! میرا مزاح سراسر سچائی اور حق ہے''۔ (شمائل ترمذی)

اس کے مقابلہ میں ہمارا آج کل کا مذاق وہ ہے جس میں جھوٹ' غیبت' بہتان' طعن و تشنیع اور بیجا مبالغوں سے پورا پورا کام لیا گیا ہو۔

اب میں آنحضرت ﷺ کی ظرافت کے چند واقعات قلم بند کرتا ہوں کہ جن کے تحت ہم ظرافت کا صحیح تخیل قائم کر سکیں اسی طرح اس کے بعد حضور ﷺ کی بچوں کے ساتھ محبت میں بھی مجھے صرف وہ واقعات ہی بیان کرنا ہیں جن سے ہمیں یہ اندازہ ہو سکے گا کہ آپ ﷺ کا بچوں کے ساتھ محبت کا کیا طریقہ تھا۔

ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سواری کے لیے درخواست کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو سواری کے لیے اُونٹنی کا بچہ دوں گا۔ وہ شخص حیران ہوا کیونکہ اُونٹنی کا بچہ سواری کا کام کب دے سکتا ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ! میں اُونٹنی کے بچہ کا کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی اُونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اُونٹنی کا بچہ نہ ہو۔ (شمائل نبوی)

ایک مرتبہ ایک بڑھیا خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یارسول اللہ! میرے لیے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت نصیب کرے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لے گئے اور بڑھیا نے حضورِ اکرم ﷺ کے الفاظ سنتے ہی زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ جب سے آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ یہ بڑھیا رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی' مگر جوان ہو کر۔ (شمائل ترمذی)

آنحضرت ﷺ کے ایک دیہاتی زاہر نامی دوست تھے جو اکثر آپ ﷺ کو ہدیے بھیجا

کرتے تھے۔ ایک روز بازار میں وہ اپنی کوئی چیز بیچ رہے تھے۔ اتفاق سے حضور اکرم ﷺ ادھر سے گزرے ان کو دیکھا تو بطور خوش طبعی چپکے سے پیچھے سے جا کر ان کو گود میں اُٹھالیا اور بطور ظرافت آواز لگائی کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ زاہر نے کہا مجھے چھوڑ دو کون ہے؟ مڑ کر دیکھا تو حضور سرور عالم ﷺ تھے' حضرت زاہر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مجھ جیسے غلام کو جو خریدے گا نقصان اُٹھائے گا۔ (شمائل ترمذی)

بچوں سے خوش طبعی: حضور نبی کریم ﷺ بچوں پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ ان سے محبت کرتے' ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے' ان کو پیار کرتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ بچے قریب آتے تو ان کو گود میں لے لیتے' ان کو بڑی محبت سے کھلاتے۔ کبھی بچہ کے سامنے اپنی زبانِ مبارک نکالتے۔ بچہ خوش ہوتا اور بہلتا' کبھی لیٹے ہوتے تو اپنے قدموں کے تلووں پر بچہ کو بٹھالیتے اور کبھی سینہ اطہر پر بچہ کو بٹھالیتے۔

اگر کئی بچے ایک جگہ جمع ہوتے تو آپ ﷺ ان کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتے اور آپ ﷺ اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے' بھئی تم سب دوڑ کر ہمارے پاس آؤ جو بچہ سب سے پہلے ہم کو چھولے گا ہم اس کو یہ اور یہ دیں گے۔ بچے بھاگ کر آپ ﷺ کے پاس آتے' کوئی آپ ﷺ کے پیٹ پر گرتا' کوئی سینہ اطہر پر۔ آپ ﷺ ان کو سینہ مبارک پر لگاتے اور پیار کرتے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

حضور اکرم ﷺ جب بچوں کے قریب سے ہو کر گزرتے تو ان کو خود السلام علیکم فرماتے اور ان کے سر پر ہاتھ رکھتے اور چھوٹے بچوں کو گود میں اُٹھالیتے۔ حضور ﷺ کسی کی ماں کو دیکھتے کہ اپنے بچے سے پیار کر رہی ہے تو بہت متاثر ہوتے۔ کبھی ماؤں کی بچوں سے محبت کا ذکر آتا تو فرماتے اللہ تعالیٰ جس شخص کو اولاد دے اور وہ اس سے محبت کرے اور اس کا حق بجالائے تو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

جب حضور ﷺ سفر سے تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے انہیں نہایت شفقت سے اپنے آگے یا پیچھے سواری پر بٹھالیتے تھے' بچے بھی آپ ﷺ سے بڑی محبت کرتے تھے' جہاں آپ ﷺ کو دیکھا لپک کر آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ ﷺ ایک ایک کو گود میں اُٹھاتے' پیار کرتے اور کوئی کھانے کی چیز عنایت فرماتے' کبھی کھجوریں کبھی تازہ پھل اور کبھی

کوئی اور چیز۔

نماز کے وقت مقتدی عورتوں میں سے کسی کا بچہ روتا تو آپ ﷺ نماز مختصر کر دیتے تاکہ بچے کی ماں بے چین نہ ہو۔ (خصائل نبوی ﷺ)

اشعار سے دلچسپی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں سو مجلسوں سے زیادہ بیٹھا ہوں، جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم اشعار پڑھتے تھے اور جاہلیت کے زمانے کے قصے نقل فرماتے تھے۔ حضور ﷺ ان کو روکتے نہ تھے، خاموشی سے سنتے تھے، بلکہ کبھی ان کے ساتھ ہنسنے میں شرکت فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت شرید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے ساتھ سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا۔ اس وقت میں نے آپ ﷺ کو اُمیہ کے سو اشعار سنائے۔ ہر شعر پر حضور ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ اور سناؤ۔ اخیر میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا اسلام لے آنا بہت قریب تھا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھا کرتے تھے، تاکہ اس پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی طرف سے مفاخرہ کریں، یعنی آپ ﷺ کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کریں، یعنی کفار کے الزامات کا جواب دیں اور آپ ﷺ یہ بھی دُعا فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ روح القدس سے حسانؓ کی امداد فرمائے جب تک وہ دین کی امداد کرتے ہیں۔ (شمائل ترمذی)

خواب پوچھنے کا معمول: آپ ﷺ کی عادتِ طیبہ تھی کہ صبح کی نماز کے بعد چار زانو بیٹھ جاتے اور لوگوں سے ان کے خواب پوچھتے، جس نے خواب دیکھا ہوتا وہ کہتا، خواب سننے والے سے پہلے یہ الفاظ ارشاد فرماتے:

خَيْرٌ تَلَقَّاهُ وَشَرٌّ تَوَقَّاهُ خَيْرٌ لَنَا وَشَرٌّ لِاَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

"خیر کا سامنا کرو اور شر سے بچو اور (یہ خواب) ہمارے واسطے بہتر ہو اور ہمارے دشمنوں کے لیے شر ہو اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں"۔

بعد میں آپ ﷺ نے یہ معمول ترک فرما دیا۔ (زاد المعاد شمائل ترمذی)

سیدھے اور اُلٹے ہاتھ سے کام لینا: علاوہ ایسے کاموں کے جن میں غلاظت کی صفائی کو

دخل ہوتا اور ہاتھ میں نجاست لگنے کا خوف ہوتا' مثلاً ناک صاف کرنا' آبِ دست لینا' جوتا اُٹھانا وغیرہ وغیرہ باقی تمام کام داہنے ہاتھ سے انجام دینا پسند فرماتے' اسی طرح جب آپ کسی کو کوئی چیز دیتے تو سیدھے ہاتھ سے دیتے اور اگر کوئی چیز لیتے تو سیدھے ہاتھ سے لیتے۔

(زادُ المعاد شمائل ترمذی)

پیغام پر سلام کا جواب: جب کسی کا سلام آپ ﷺ کو پہنچتا تو سلام پہنچانے والے کے ساتھ سلام لانے والے کو بھی سلام کا جواب دیتے اور اس طرح فرماتے:

عَلَيْكَ وَعَلٰى فُلَانٍ سَلَامٌ

''تجھ پر اور اس فلاں پر بھی سلام''۔ (شمائل ترمذی)

خط لکھوانے کا انداز: حضور نبی اکرم ﷺ کی عادت طیبہ خط لکھوانے کے متعلق یہ تھی کہ بسم اللہ کے بعد مرسل کا نام لکھواتے' اور پھر مرسل الیہ کا نام لکھواتے اس کے بعد خط کا مضمون لکھواتے۔

تفریح: آنحضرت ﷺ باغات کی تفریح کو پسند فرماتے اور کبھی کبھی تفریح کے لیے باغات میں تشریف لے جاتے۔

تیرنے کا شوق: آنحضرت ﷺ کبھی کبھی تیرنے کا بھی شوق فرماتے۔ (شمائل نبوی ﷺ)

معمولاتِ سفر: آنحضرت ﷺ سفر کے لیے خود روانہ ہوتے یا کسی اور کو روانہ فرماتے تو جمعرات کے روز کو روانگی کے لیے مناسب خیال فرماتے۔

آپ ﷺ سفر میں سواری کو زیادہ تیز رفتاری سے چلانا پسند فرماتے اور جب دیکھتے کہ راستہ لمبا ہے تو رفتار اور تیز کر دیتے۔

سفر میں کہیں پڑاؤ کر کے روانہ ہوتے تو عادت طیبہ تھی کہ صبح کے وقت کوچ فرماتے۔ سفر میں کتنی ہی کم مدت کیلئے ٹھہرتے' جب تک نماز دوگانہ ادا نہ فرماتے وہاں سے روانہ نہ ہوتے۔

جب کوئی مسافر سفر سے واپس آتا اور خدمت اقدس میں حاضری دیتا تو اس سے معانقہ کرتے اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیتے۔ (زاد المعاد)

سفر میں آپ ﷺ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ہوتے اور کوئی کام سب کو کرنا ہوتا (مثلاً کھانا وغیرہ پکانا) تو آپ ﷺ کام کاج میں ضرور حصہ لیتے' مثلاً ایک پڑاؤ پر سب اصحاب نے

کھانا پکانے کا ارادہ کیا اور ہر ایک نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا تو حضور ﷺ نے لکڑیاں چن لانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ (زاد المعاد)

سفر سے واپسی پر آپ ﷺ سیدھے مکان کے اندر تشریف نہیں لے جاتے تھے' بلکہ پہلے مسجد میں جا کر نماز دوگانہ ادا فرماتے اور پھر گھر میں تشریف لے جاتے۔ سفر سے تشریف لاتے وقت شہر میں آ کر بچے راستے میں ملتے تو ان کو آپ ﷺ اپنی سواری پر بٹھا لیتے' چھوٹے بچے کو اپنے آگے بٹھاتے اور بڑے کو پیچھے۔ (زاد المعاد)

آپ ﷺ جب سفر میں جاتے یا جہاد کے لیے تو اصحاب میں سے کسی ایک صحابی کو اپنے ہمراہ سواری پر بٹھاتے۔ (زاد المعاد)

جب آنحضرت ﷺ سفر کے لیے روانہ ہوتے اور سواری پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور پھر یہ الفاظ دُعا کے زبانِ مبارک پر ہوتے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ۔ [زاد المعاد]

"اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضہ میں دے دیا اور اس کی قدرت کے بغیر ہم اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے' اور بلا شبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے' اے اللہ! ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا سوال کرتے ہیں اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں جس سے آپ راضی ہوں' اے اللہ ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان فرما اور زمین کی مسافت کو ہم پر آسان فرما' اے اللہ آپ ہی رفیق ہیں سفر میں اور خبر گیری کرنے والے ہیں گھر بار اور مال میں"۔

اور جب آنحضرت ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہی دُعا پڑھتے' مگر اس کے ساتھ یہ الفاظ اور بڑھا دیتے:

اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

"ہم سفر سے لوٹنے والے ہیں' توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے ہیں"۔ (زاد المعاد)

جب کسی بلندی پر سواری چڑھتی تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور یہ فرماتے:

((اَللّٰھُمَّ لَکَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ))

''اے اللہ اس بلندی پر شرف آپ ہی کے لیے ہے اور آپ کے لیے ہر حال میں تعریف ہے''۔ (زادالمعاد)

جب کسی پستی میں سواری اُترتی تو تین مرتبہ فرماتے سبحان اللہ! رکاب میں پاؤں رکھتے وقت فرماتے بسم اللہ!۔

جب شہر یا گاؤں میں آپ ﷺ کا قیام کا ارادہ ہوتا اور آپ ﷺ اس کو دور سے دیکھ لیتے زبانِ مبارک پر یہ الفاظ ہوتے: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا (تین مرتبہ کہتے) اور جب اس میں داخل ہونے لگتے تو فرماتے:

((اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا))

''اے اللہ نصیب کیجیے ہمیں ثمرات اس کے اور ہمیں عزیز کر دیجیے اہل شہر کے نزدیک اور ہمیں اہل شہر کے نیک لوگوں کی محبت دیجیے''۔ (زادالمعاد)

جب آپ ﷺ کسی شخص کو سفر کے لیے رخصت فرماتے تو یہ الفاظ زبانِ مبارک پر ہوتے:

((اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکَ))

''اللہ کے سپرد کرتا ہوں میں تیرے دین کو اور تیری قابل حفاظت چیزوں کو اور تیرے اعمال کے انجاموں کو''۔ (زادالمعاد)

آنحضرت ﷺ جب کسی سفر سے واپس ہوتے اور اپنے گھر والوں میں تشریف لے جاتے تو فرماتے:

تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا

''بہت بہت توبہ کرتے ہیں ہم اپنے ربّ کی طرف رجوع کرتے ہیں ہم کہ نہ چھوڑے ہم میں کوئی گناہ''۔ (زادالمعاد)

جب آپ ﷺ سفر کرتے تو ابتدائی دن میں نکلتے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا فرماتے کہ آپ ﷺ کی اُمت کو سویرے سویرے سفر کو جانے میں برکت دے اگر مسافر تین ہوتے تو ان کو حکم فرماتے کہ ایک کو امیر بنالیں۔ (زادالمعاد)

سفر کے متعلق ہدایات: بہتر اور مسنون یہ ہے کہ سفر میں کم از کم دو آدمی جائیں تنہا آدمی سفر نہ

کرے البتہ ضرورت اور مجبوری میں کوئی حرج نہیں۔ (محدثین' فقہاء کا بھی یہی ارشاد ہے)

جمعرات کے دن سفر میں جانا مسنون ہے' شنبہ کے دن بھی مستحب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب سفر کی ضرورت پوری ہو جائے تو اپنے گھر لوٹ آئے' باہر سفر میں بلا ضرورت ٹھہرنا اچھا نہیں۔

دور دراز کے سفر سے بہت دنوں کے بعد لوٹے تو سنت یہ ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ اپنے آنے کی خبر کرے اور کچھ دیر بعد گھر میں داخل ہو۔ البتہ اہل خانہ تمہارے آنے کے وقت سے پہلے باخبر ہوں اور ان کو تمہارا انتظار بھی ہو تو اس وقت گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں' ان مسنون طریقوں پر عمل کرنے سے دین و دنیا کی بھلائی حاصل ہوگی۔

سفر سے لوٹ کر آنے والے کے لیے یہ مسنون ہے کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے۔ (زاد المعاد)

معلم اوّلین وآخرین ﷺ کی تعلیمات...... دین اکمل واتم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۞ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [الجمعة : ١ ـ ٢]

ترجمہ: ''سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہیں (قالاً وحالاً) اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو کہ بادشاہ ہے (عیبوں سے) پاک ہے۔ زبردست ہے حکمت والا ہے وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں انہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد باطلہ واخلاق ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی کی باتیں سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ ﷺ کی بعثت کے پہلے کھلے گمراہی میں تھے''۔

(بیان القرآن)

باب: ۱

ایمانیات

اسلام ایمان اور احسان: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے (اس وقت حضور اکرم ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہ کے ایک بڑے مجمع سے خطاب فرما رہے تھے) کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا' جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت ہی زیادہ سیاہ تھے اور اس شخص پر سفر کا کوئی اثر بھی معلوم نہ ہوتا تھا (جس سے خیال ہوتا کہ یہ کوئی بیرونی شخص نہیں ہے) اور اسی کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی شخص اس نووارد کو پہچانتا نہ تھا جس سے خیال ہوتا کہ یہ کوئی باہر کا آدمی ہے' تو یہ شخص حاضرین کے حلقہ میں سے ہوتا ہوا آیا' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر دوزانو اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آنحضرت ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ حضور ﷺ کے زانوؤں پر رکھ دیئے اور کہا:

اے محمد (ﷺ) مجھے بتلایئے کہ اسلام کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اسلام یہ ہے (یعنی اس کے ارکان یہ ہیں کہ دِل و زبان سے) تم یہ شہادت ادا کرو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (کوئی ذات عبادت و بندگی کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور ماہِ رمضان کے روزے رکھو اور حج بیت اللہ کی تم استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو''۔

اس نووارد سائل نے آپ ﷺ کا یہ جواب سن کر کہا' آپ ﷺ نے سچ کہا۔

راوی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کو اس پر تعجب ہوا کہ یہ شخص پوچھتا بھی ہے اور پھر خود تصدیق و تصویب بھی کرتا جاتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا' اب مجھے یہ بتلایئے کہ ایمان کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کو اور یوم آخر یعنی روزِ قیامت کو حق جانو اور ہر خیر و شر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور

حق مانو"۔ (یہ سن کر بھی) اس نے کہا آپ ﷺ نے سچ کہا۔

اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا کہ مجھے بتلایئے احسان کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا "احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت و بندگی تم اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر چہ تم اس کو نہیں دیکھتے ہو لیکن وہ تو تم کو دیکھتا ہی ہے"۔

پھر اس شخص نے عرض کیا مجھے قیامت کی بابت بتلایئے (کہ کب واقع ہوگی؟)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس سے یہ سوال کیا جا رہا ہے وہ اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

پھر اس نے عرض کیا تو پھر مجھے اس کی کچھ نشانیاں ہی بتلا دیجیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا (اس کی ایک نشانی تو یہ ہے کہ) لونڈی اپنے آقا اور ملکہ کو جنے گی اور (دوسری نشانی یہ ہے کہ) تم دیکھو گے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے اور جو تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور اس میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں کر کے وہ نو وارد شخص چلا گیا پھر مجھے کچھ عرصہ گزر گیا تو مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! تمہیں پتہ ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبریل (علیہ السلام) تھے تمہاری اس مجلس میں اس لیے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھائیں۔ (صحیحین، معارف الحدیث)

ایمان دین کی تمام باتوں کی تصدیق کرنے کا نام ہے: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا دین پانچ چیزوں کا مجموعہ ہے (جو سب کی سب ضروری ہیں (ان میں سے کوئی بھی چیز دوسرے کے بغیر بایں معنی مقبول نہیں (کہ دوزخ سے کامل نجات دلا سکے) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور (حضرت) محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں، کتابوں، اس کے رسولوں اور جنت و دوزخ پر یقین رکھنا اور اس پر کہ مرنے کے بعد پھر (حساب و کتاب کے لیے) جی اٹھنا ہے، یہ ایک بات ہوئی، اور پانچ نمازیں اسلام کا ستون ہیں، اللہ تعالیٰ نماز کے بغیر ایمان بھی قبول نہیں کرے گا۔

زکوٰۃ گناہوں کا کفارہ ہے' زکوٰۃ کے بغیر اللہ تعالیٰ ایمان اور نماز بھی قبول نہیں کرے گا'
پھر جس نے یہ ارکان ادا کر لیے اور رمضان شریف کا مہینہ آ گیا اور کسی عذر کے بغیر جان بوجھ کر
اس میں روزے نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ نہ اس کا ایمان قبول کرے گا اور نہ نماز و زکوٰۃ' اور جس شخص
نے یہ چاروں رکن ادا کر لیے اس کے بعد حج کرنے کی بھی وسعت ہوئی پھر اس نے نہ خود حج
کیا اور نہ اس کے بعد کسی دوسرے عزیز نے اس کی طرف سے حج کیا تو اس کا ایمان' نماز' زکوٰۃ
اور روزے کچھ قبول نہیں' قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی رکن اسلام میں کوتاہی ہونے
سے بقیہ اعمال دوزخ سے فوری نجات دلانے کے لیے کافی نہ ہوں گے۔ (الحلیہ' ترجمان السنہ)

اسلامِ کامل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے
کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو' کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ' باضابطہ نماز پڑھو' زکوٰۃ ادا کرو'
رمضان کے روزے رکھا کرو' بیت اللہ کا حج کرو' بھلی بات بتایا کرو' بری بات سے روکا کرو (گھر
میں آ کر) گھر والوں کو سلام کیا کرو' جو شخص ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں کرتا وہ اسلام کا
ایک جزو ناقص کرتا ہے اور جو ان سب ہی کو چھوڑ دے اس نے تو اسلام سے پشت ہی پھیر لی۔

(حاکم' ترجمان السنہ)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص جو علاقہ نجد کا رہنے والا تھا
اور اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے (کچھ کہتا ہوا) رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا' ہم اس کی
بھنبھناہٹ کو تو سنتے تھے مگر آواز صاف نہ ہونے کی وجہ سے (اور شاید فاصلہ کی زیادتی بھی اس
کی وجہ ہو) ہم اس کی بات کو سمجھ نہیں رہے تھے' یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آ گیا۔
اب وہ سوال کرتا ہے اسلام کے بارے میں (یعنی اس نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ
"مجھے اسلام کے وہ خاص احکام بتلایئے جن پر عمل کرنا بحیثیت مسلمان میرے لیے اور ہر
مسلمان کے لیے ضروری ہے)۔
آپ ﷺ نے فرمایا پانچ تو نمازیں ہیں دن رات میں (جو فرض کی گئی ہیں اور اسلام میں
یہ سب سے اہم فریضہ ہے)۔
اس نے عرض کیا کہ کیا ان کے علاوہ اور کوئی نماز بھی میرے لیے لازم ہو گی؟
آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں" (فرض تو بس یہی پانچ نمازیں ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنی طرف

سے اور اپنے دِل کی خوشی سے (ان پانچ فرض نمازوں کے علاوہ) اور بھی زائد نمازیں پڑھو (اور مزید ثواب حاصل کرو)۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا اور سال میں پورے ماہِ رمضان کے روزے فرض کیے گئے ہیں (اور یہ اسلام کا دوسرا عمومی فریضہ ہے)۔

اس نے عرض کیا کیا رمضان کے علاوہ اور کوئی روزے بھی میرے لیے لازم ہوں گے؟
آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (فرض تو بس رمضان ہی کے روزے ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دِل کی خوشی سے تم اور نفلی روزے رکھو (اور اللہ تعالیٰ کا مزید قرب اور ثواب حاصل کرو)

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فریضہ زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا' اس پر بھی اس نے یہی کہا کہ:

''کیا اس زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور صدقہ ادا کرنا بھی میرے لیے ضروری ہوگا؟'' آپ نے فرمایا نہیں (فرض تو بس زکوٰۃ ہی ہے) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دِل کی خوشی سے تم نفلی صدقے دو۔

راویٔ حدیث طلحہ بن عبیداللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ سوال کرنے والا شخص لوٹ گیا' اور وہ کہتا جا رہا تھا کہ (مجھے جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے بتلایا ہے) میں اس میں (اپنی طرف سے) کوئی زیادتی یا کمی نہیں کروں گا' رسول اللہ ﷺ نے (اس کی یہ بات سن کر) فرمایا۔

''فلاح پالی اس نے اگر یہ سچا ہے''۔ (بخاری' مسلم' معارف الحدیث)

اللہ تعالیٰ سے حسن ظن: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ منجملہ بہترین عبادات کے ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن بھی عبادت میں داخل ہے)۔ (مسند احمد' ابوداؤد' مشکوٰۃ)

علامت ایمان: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ' اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔ (معارف الحدیث' بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے بھی کچھ اوپر شاخیں ہیں ان میں سب سے اعلیٰ وافضل تو لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہونا یعنی توحید کی شہادت دینا ہے اور ان میں ادنیٰ درجہ کی چیز' اذیت اور تکلیف دینے والی چیزوں کا راستہ سے

ہٹاتا ہے اور حیاء ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔ (معارف الحدیث' بخاری و مسلم)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کو اپنے اچھے عمل سے مسرت ہو' اور بُرے کام سے رنج اور قلق ہو تو تم مؤمن ہو۔ (معارف الحدیث' مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء اور شرم ایمان سے پیدا ہوتی ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے اور بے حیائی اور فحش کلامی درشتی فطرت سے پیدا ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ دوزخ ہے۔ (مسند احمد' ترمذی)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حیاء اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں' جب ان میں سے ایک اُٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اُٹھا لیا جاتا ہے۔ (معارف الحدیث)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ مضمون اس طرح ہے کہ جب ان میں سے ایک چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے روانہ ہو جاتا ہے۔ (شعب الایمان' ترجمان السنہ)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ہے ایسا شخص جو ان باتوں پر خود عمل کرے یا کم از کم ان لوگوں ہی کو بتا دے جو ان پر عمل کریں' میں بولا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ باتیں شمار فرمائیں:

① فرمایا' حرام باتوں سے دور رہنا' بڑے عبادت گزار بندوں میں شمار ہو گا۔

② اللہ تعالیٰ جو تمہاری تقدیر میں لکھ چکا ہے اس پر راضی رہنا' بڑے بے نیاز بندوں میں ہو جاؤ گے۔

③ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرتے رہنا' مؤمن بن جاؤ گے۔

④ جو بات اپنے لیے چاہتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرنا' کامل مسلمان بن جاؤ گے۔

⑤ اور بہت قہقہے نہ لگانا کیونکہ یہ دِل کو مردہ بنا دیتا ہے۔ (مسند احمد' ترمذی' ترجمان السنہ)

ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ مؤمن نہیں' قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ مؤمن نہیں' قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ مؤمن نہیں''۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کون مؤمن نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں

اور آفتوں سے خائف رہتے ہوں"۔ (بخاری، معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ صاحب ایمان نہ ہو جاؤ اور تم پورے مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم میں باہمی محبت نہ ہو، کیا میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتلا دوں کہ اگر تم اس پر عمل کرنے لگو تو تم میں باہمی محبت پیدا ہو جائے اور وہ بات یہ ہے کہ تم اپنے درمیان سلام کا رواج پھیلاؤ اور اس کو عام کرو"۔ (مسلم، معارف الحدیث)

ایمان اور اسلام کا خلاصہ: حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین نام ہے "خلوص اور وفاداری کا"۔ ہم نے عرض کیا کہ کس کے ساتھ خلوص اور وفاداری؟ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کے ساتھ، مسلمانوں کے سرداروں اور پیشواؤں کے ساتھ اور ان کے عوام کے ساتھ۔

(معارف الحدیث، مسلم)

ایمان کا آخری درجہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کوئی تم میں سے کوئی بری اور خلاف شرع بات دیکھے تو لازم ہے کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ سے (یعنی زور قوت سے) اس کو بدلنے کی (یعنی درست کرنے کی) کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان ہی سے اس کو بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دِل ہی سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔

(مسلم، معارف الحدیث)

اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں گی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی۔

1. ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول ﷺ سب ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں، یعنی جتنی محبت اس کو اللہ اور رسول سے ہو اتنی کسی سے نہ ہو۔
2. اور ایک وہ شخص جس کو کسی بندے سے دنیوی محبت ہو اور محض اللہ ہی کے لیے ہو (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو محض اس وجہ سے محبت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے)

③ اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچالیا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچا رکھا ہو خواہ کفر سے توبہ کرلی اور بچ گیا) اور اس (بچا لینے) کے بعد وہ کفر کی طرف آنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے (روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے)۔ (حیاۃ المسلمین)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے افضل ایمان کے متعلق سوال کیا (یعنی پوچھا کہ ایمان کا اعلیٰ اور افضل درجہ کیا ہے؟ اور وہ کونسے اعمال و اخلاق ہیں جن کے ذریعہ اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے)۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کہ بس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کسی سے تمہاری محبت ہو اور اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے بغض و عداوت ہو (یعنی دوستی اور دشمنی جس سے بھی ہو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہو) اور دوسرے یہ کہ اپنی زبان کو تم اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگائے رکھو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا اور یہ کہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی وہی چاہو اور وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے اور چاہتے ہو اور ان کے لیے ان چیزوں کو بھی ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔ (بخاری و مسلم، مسند احمد، معارف الحدیث)

محبت ذریعہ قرب و معیت: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، حضور ﷺ کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس کو ایک جماعت سے محبت ہے لیکن وہ ان کے ساتھ نہیں ہو سکا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی جس سے محبت رکھتا ہے اس کے ساتھ ہے (یا یہ کہ آخرت میں اس کے ساتھ کر دیا جائے گا)۔ (صحیح بخاری، مسلم، معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت ﷺ! قیامت کب آئے گی! آپ ﷺ نے فرمایا: وائے بر حال تو' (قیامت کے وقت اور اس کے آنے کی خاص گھڑی دریافت کرنا چاہتا ہے، بتلا) تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے اس کے لیے کوئی خاص تیاری تو نہیں کی (جو آپ ﷺ کے سامنے ذکر کرنے کے لائق اور بھروسہ کے قابل ہو) البتہ (توفیق الٰہی سے مجھے یہ ضرور نصیب ہے کہ) مجھے محبت ہے اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے، آپ ﷺ نے فرمایا تجھ کو جس سے

محبت ہے تو انہی کے ساتھ ہے اور تجھ کو ان کی معیت نصیب ہوگی۔

حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ مسلمانوں کو (یعنی حضور ﷺ کے صحابہ کو) کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کو کسی چیز سے اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی کہ حضور ﷺ کی اس بشارت سے ہوئی۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث)

ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی بیوی، اپنی اولاد اور اپنی جان سے بھی زیادہ حضور ﷺ سے محبت ہے اور میرا حال یہ ہے کہ میں اپنے گھر پر ہوتا ہوں اور حضور مجھے یاد آ جاتے ہیں تو اس وقت تک مجھے صبر اور قرار نہیں آتا، جب تک حاضر خدمت ہو کر ایک نظر دیکھ نہ لوں، اور جب میں اپنے مرنے کا اور حضور ﷺ کی وفات کا خیال کرتا ہوں تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ وفات کے بعد تو حضور ﷺ جنت میں پہنچ کر انبیاء علیہم السلام کے بلند مقام پر پہنچا دیئے جائیں گے اور میں اگر اللہ کی رحمت سے جنت میں بھی گیا تو میری رسائی اس مقامِ عالی تک نہ ہو سکے گی۔ اس لیے آخرت میں حضور ﷺ کے دیدار سے بظاہر محرومی ہی رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی اس بات کا کوئی جواب اپنی طرف سے نہیں دیا، یہاں تک کہ سورۂ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾ [سورۃ نساء]

ترجمہ: ''اور جو لوگ فرمانبرداری کریں اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی پس وہ اللہ کے ان خاص بندوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا خاص انعام ہے یعنی انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ سب بڑے ہی اچھے رفیق ہیں''۔ (طبرانی، معارف الحدیث)

اللہ کیلئے آپس میں میل محبت کرنے والے اللہ کے محبوب ہو جاتے ہیں:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لیے جو باہم میری وجہ سے محبت کریں اور میری وجہ سے اور میرے تعلق سے کہیں جڑ کر بیٹھیں اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔ (موطا امام مالک، معارف الحدیث)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو نبی یا شہید تو نہیں ہیں' لیکن قیامت کے دن بہت سے انبیاء اور شہداء ان کے خاص مقامِ مقرب کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہمیں بتلا دیجیے وہ کون بندے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بغیر کسی رشتہ اور قرابت کے اور بغیر کسی مالی لین کے محض خوشنودیٔ خداوندی کی وجہ سے باہم محبت کی۔ پس قسم ہے خدا کی ان کے چہرے قیامت کے دن نورانی ہوں گے' بلکہ سراسر نور ہوں گے اور وہ نور کے ممبروں پر ہوں گے اور عام انسانوں کو جس وقت خوف و ہراس ہوگا اس وقت وہ بے خوف اور مطمئن ہوں گے اور جس وقت عام انسان مبتلائے غم ہوں گے وہ اس وقت بے غم ہوں گے اور اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ [یونس]

ترجمہ: ''معلوم ہونا چاہیے کہ جو اللہ کے دوست ہیں اور اس سے خاص تعلق رکھنے والے ہیں ان کو خوف اور غم نہ ہوگا''۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر واجب ہے کہ میں ان لوگوں سے محبت کروں جو لوگ میری خاطر آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور میرے ذکر کے لیے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اور میری محبت کے سبب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری خوشنودی چاہنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔ (احمد' ترمذی)

ایک بار آپ ﷺ کے سامنے سے ایک شخص گزرا۔ کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے اس شخص سے محض خدا کی خاطر محبت ہے یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے پوچھا تو کیا تم نے اس شخص کو یہ بات بتادی ہے وہ شخص بولا نہیں۔ تو نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جاؤ اس پر ظاہر کردو کہ تم خدا کے لیے اس سے محبت کرتے ہو۔ وہ شخص فوراً اُٹھا اور جا کر اس جانے والے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا اس کے جواب میں اس نے کہا تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا: حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر اس دین کا (بڑا) مدار ہے جس سے دُنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو' ایک تو اہل ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑ لو (اور دوسرے جب تنہا ہوا کرو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو (اور تیسرے) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت رکھو اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے بغض رکھو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

فائدہ: یہ بات تجربہ سے بھی معلوم ہوتی ہے' صحبت نیک جڑ ہے تمام دین کی۔ دین کی حقیقت' دین کی حلاوت' دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں' سب سے بڑھ کر ان چیزوں کا صحبت نیک ہے۔ (حیاۃ المسلمین)

وسوسے ایمان کے منافی نہیں اور ان پر مواخذہ بھی نہیں ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کبھی کبھی میرے دِل میں ایسے برے خیالات آتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس کو زبان سے نکالوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ہے جس نے اس کے معاملہ کو وسوسے کی طرف لوٹا دیا"۔ (یعنی وہ خیالات صرف وسوسے کی حد تک ہیں۔ تشکیک اور بدعملی کا موجب نہیں ہیں)۔ (ابوداؤد' معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں ہمیشہ فضول سوالات اور چون و چرا کا سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ یہ احمقانہ سوال بھی کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق کو پیدا کیا ہے' تو پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پس جس کو اس سے سابقہ پڑے وہ یہ کہہ کر بات ختم کر دے کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر میرا ایمان ہے۔ (معارف الحدیث' صحیحین)

تقدیر کا ماننا بھی شرط ایمان ہے: حضرت ابوخزامہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کیا ارشاد ہے اس بارے میں کہ جھاڑ پھونک کے وہ طریقے جن کو ہم دکھ درد میں استعمال کرتے ہیں یا دوائیں' جن سے ہم اپنا علاج کرتے ہیں یا مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچنے کی وہ تدبیریں جن کو ہم اپنے بچاؤ کے لیے استعمال کرتے ہیں' کیا یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کو لوٹا دیتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ یہ سب چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں۔

(مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ' معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ (مسجد نبوی میں بیٹھے) قضاء و قدر کے مسئلہ میں بحث و مباحثہ کر رہے تھے کہ اسی حال میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے آئے (اور ہم کو یہ بحث کرتے دیکھا) تو آپ ﷺ بہت برافروختہ اور غضبناک ہوئے یہاں تک کہ چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور اس قدر سرخ ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے رخساروں پر انار نچوڑ دیا گیا ہے' پھر آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا "کیا تم کو یہی حکم کیا گیا ہے کیا میں تمہارے لیے یہی پیغام لایا ہوں (کہ تم قضاء و قدر کے جیسے اہم اور نازک مسئلوں میں بحث کرو) خبردار! تم سے پہلی امتیں اس وقت ہلاک ہوئیں جب کہ انہوں نے اس مسئلہ میں حجت اور بحث کو اپنا طریقہ بنا لیا' میں تم کو قسم دیتا ہوں' میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ہرگز حجت اور بحث نہ کیا کرو۔" (ترمذی' معارف الحدیث)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانا دوزخ اور جنت کا لکھا جا چکا ہے (مطلب یہ ہے کہ جو شخص دوزخ میں یا جنت میں جہاں بھی جائے گا اس کی وہ جگہ پہلے سے مقدر اور مقرر ہو چکی ہے) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تو ہم اپنے اس نوشتۂ تقدیر پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں اور سعی و عمل نہ چھوڑ دیں (مطلب یہ ہے کہ جب سب کچھ پہلے ہی سے طے شدہ اور لکھا ہوا ہے تو پھر ہم سعی و عمل کی دردسری کیوں مول لیں) آپ ﷺ نے فرمایا نہیں عمل کیے جاؤ کیونکہ ہر ایک کو اسی کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے' پس جو شخص نیک بختوں میں سے ہے اس کو سعادت اور نیک بختی کے کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو کوئی بدبختوں میں سے ہے اس کو شقاوت اور بدبختی والے اعمال بد ہی کی توفیق ملتی ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی﴾ [واللیل]

ترجمہ: "سو جس نے دیا اور ڈرتا رہا اور سچ جانا بھلی بات کو تو ہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچا دیں گے آسانی میں اور جس نے نہ دیا اور بے پرواہ رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو' سو ہم اس کو

آہستہ آہستہ پہنچادیں گے تختی میں"۔ (معارف الحدیث)

کسی کام کے ہو جانے کے بعد اس قول کی ممانعت ہے کہ کاش میں یوں نہ کرتا' یوں کرتا' فرمایا کہ اس طرح شیطان کے اثر کا دروازہ کھلتا ہے' بلکہ ارشاد فرمایا کہ اس سے زیادہ نفع مند یہ کلمہ ہے:

جو کچھ اللہ کی تقدیر تھی وہ ہوا اور جو اللہ چاہے گا وہ ہوگا۔ (زادالمعاد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے تھا' آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے میں تجھ کو چند باتیں بتلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ وہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ تو اس کو اپنے سامنے (یعنی قریب) پائے گا' جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ' اور جب تجھ کو مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہا کر اور یہ یقین کر لے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہو جائیں کہ تجھ کو کسی بات سے نفع پہنچائیں تو تجھ کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی تھی' اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی ہے۔ (ترمذی' حیاۃ المسلمین)

تقویٰ: آپ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا' میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی' کیونکہ یہ تقویٰ بہت زیادہ آراستہ کرنے والا اور سنوارنے والا ہے تمہارے سارے کاموں کو' ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت! اور وصیت فرمایئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم قرآنِ مجید کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑ لو۔ کیونکہ یہ تلاوت اور ذکر ذریعہ ہوگا آسمان میں تمہارے ذکر کا اور اس زمین میں نور ہوگا تمہارے لئے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پھر عرض کیا کہ حضرت مجھے کچھ اور نصیحت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا زیادہ خاموش رہنے اور کم بولنے کی عادت اختیار کرو' کیونکہ یہ عادت شیطان کو دفع کرنے والی ہے اور دین کے معاملہ میں تم کو مدد دینے والی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا مجھے اور نصیحت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ ہنسنا چھوڑ دو' کیونکہ یہ عادت دِل کو مردہ کر دیتی ہے اور آدمی کے چہرہ کا نور اس کی وجہ سے جاتا رہتا ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت ﷺ! مجھے اور نصیحت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمیشہ حق اور سچی بات کہو اگرچہ (لوگوں کے

لیے) ناخوشگوار اور کڑوی ہو۔ میں نے عرض کیا مجھے اور نصیحت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے اور نصیحت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم جو کچھ اپنے نفس کے اور اپنی ذات کے بارے میں جانتے ہو' چاہیے کہ وہ تم کو باز رکھے دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے۔

(شعب الایمان للبیہقی' معارف الحدیث)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپ مجھے کچھ نصیحت اور وصیت فرمائیں' لیکن بات مختصر اور جامع ہو' بہت زیادہ نہ ہو' تو حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ان کو یہ مختصر خط لکھا:

''سلام ہو تم پر' امابعد! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے جو کوئی اللہ کو راضی کرنا چاہے لوگوں کو اپنے سے خفا کر کے تو اللہ مستغنی کر دے گا اس کو لوگوں کی فکر اور بار برداری سے اور خود اس کے لیے کافی ہوگا اور جو کوئی بندوں کو راضی کرنا چاہے گا اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ اس کو سپرد کر دے گا لوگوں کے' والسلام۔ (جامع ترمذی' معارف الحدیث)

اعمالِ صالحہ کی وجہ سے لوگوں میں اچھی شہرت اللہ کی ایک نعمت ہے:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ اور ایک روایت میں ہے کہ پوچھنے والے نے یوں عرض کیا کہ کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ تو مؤمن بندے کی نقد بشارت ہے۔ (صحیح مسلم)

اسی طرح اگر کوئی شخص نیک عمل اس لیے لوگوں کے سامنے کرتا ہے کہ وہ اس کی اقتداء کریں اور اس کو سیکھیں تو یہ بھی ریا نہ ہوگا' بلکہ اس صورت میں اللہ کے اس بندے کو تعلیم و تبلیغ کا بھی ثواب ملے گا' بہت سی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کے بہت سے اعمال میں یہ مقصد بھی ملحوظ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقت اخلاص نصیب فرمائے' اپنا مخلص بندہ بنائے اور ریا' سمعہ جیسے مہلکات سے ہمارے قلوب کی حفاظت فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ آمین (معارف الحدیث)

اسلام کی خوبی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے

اسلام کی خوبی اور اس کے کمال میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ فضول اور غیر مفید کاموں اور باتوں کا تارک ہو۔ (معارف الحدیث' ابن ماجہ' ترمذی)

دولتِ دُنیا کا مصرف: حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور ان کے علاوہ ایک اور بات ہے جس کو میں تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں' پس تم اس کو یاد کرلو' جن تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں:

① ان میں ایک تو یہ ہے کہ کسی بندہ کا مال صدقہ کی وجہ سے کم نہیں ہوتا۔

② اور دوسری بات یہ کہ ظلم نہیں کیا جائے گا کسی بندہ پر ایسا ظلم جس پر وہ مظلوم بندہ صبر کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کی عزت کو بڑھا دے گا۔

③ اور تیسری بات یہ ہے کہ نہیں کھولے گا کوئی بندہ سوال کا دروازہ مگر اللہ تعالیٰ کھول دے گا اس پر فقر کا دروازہ۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا وہ جو بات ان کے علاوہ میں تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں جس کو تمہیں یاد کرلینا اور یاد رکھنا چاہیے' وہ یہ ہے کہ دُنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے:

① ایک وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور صحیح طریق زندگی کا علم بھی اس کو دیا ہے' پس وہ اس مال کے صرف و استعمال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اسکے ذریعہ صلہ رحمی (یعنی اعزہ و اقارب کے ساتھ سلوک) کرتا ہے اور اس میں جو عمل اور تصرف کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہی کرتا ہے۔ پس ایسا بندہ سب سے اعلیٰ و افضل مرتبہ پر فائز ہے اور

② دوسری قسم وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صحیح علم تو عطا فرمایا ہے لیکن اس کو مال نہیں دیا' پس اسکی نیت صحیح و سچی ہے اور وہ اپنے دِل و زبان سے کہتا ہے کہ مجھے مال مل جائے تو میں بھی فلاں (نیک بندہ) کی طرح اس کو کام میں لاؤں' پس ان دونوں کا اجر برابر ہے۔

③ تیسری قسم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کے صرف و استعمال کا صحیح علم (اور صحیح جذبہ) نہیں دیا وہ نادانی کے ساتھ اور خدا سے بے خوف ہو کر اس مال کو اندھا دھند غلط راہوں میں خرچ کرتے ہیں' اس کے ذریعہ صلہ رحمی نہیں کرتے اور جس طرح اس کو صرف و استعمال کرنا چاہیے اس طرح نہیں کرتے' پس یہ لوگ سب سے برے

مقام پر ہیں اور

۴۔ چوتھی قسم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی نہیں دیا اور صحیح علم (اور صحیح جذبہ) بھی نہیں دیا۔ پس ان کا حال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم کو مال مل جائے تو ہم بھی فلاں (عیاش اور فضول خرچ) شخص کی طرح اور اسی طریقے پر صرف کریں۔ پس یہی ان کی نیت ہے اور ان دونوں گروہوں کا گناہ برابر ہے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

دُنیا و آخرت کی حقیقت: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا، اس میں ارشاد فرمایا "سن لو اور یاد رکھو کہ دُنیا ایک عارضی اور وقتی سودا ہے جو فی الوقت حاضر اور نقد ہے (اور اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں اسی لیے) اس میں ہر نیک و بد کا حصہ ہے اور سب اس سے کھاتے ہیں اور یقین کرو کہ آخرت وقت مقررہ پر آنے والی ہے، یہ ایک سچی اٹل حقیقت ہے اور سب کچھ قدرت رکھنے والا شہنشاہ اسی میں (لوگوں کے اعمال کے مطابق جزا و سزا کا فیصلہ کرے گا) یاد رکھو کہ ساری خیر اور خوشگواری اور اس کی تمام قسمیں جنت میں ہیں اور سارا دکھ اور شر اور اس کی تمام قسمیں دوزخ میں ہیں۔ پس خبردار (جو کچھ کرو) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کرو (اور ہر عمل کے وقت آخرت کے انجام کو پیش نظر رکھو) اور یقین کرو کہ تم اپنے اپنے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیے جاؤ گے، جس نے ذرہ برابر کوئی نیکی کی ہوگی وہ اس کو بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اس کو پالے گا۔" (مسند امام شافعی، معارف الحدیث)

خدا کا خوف اور تقویٰ ہی فضیلت و قرب کا باعث ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کے لیے قاضی یا عامل بنا کر روانہ فرمایا تو ان کو رخصت کرتے وقت (ایک طویل حدیث میں) آپ ﷺ نے چند نصیحتیں اور وصیتیں ان کو فرمائیں اور ارشاد فرمایا اے معاذ! شاید میری زندگی کے اس سال کے بعد میری تمہاری ملاقات اب نہ ہو۔

یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے فراق کے صدمہ سے رونے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر کر اور مدینہ کی طرف رخ کر کے فرمایا (غالباً آپ ﷺ خود بھی آبدیدہ ہو گئے تھے اور بہت متاثر تھے) مجھ سے بہت زیادہ قریب اور مجھ سے تعلق رکھنے والے وہ سب بندے ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں (اور تقویٰ والی زندگی گزارتے ہیں) وہ جو بھی

ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

دُنیا سے دِل نہ لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک کان کٹے ہوئے مرے ہوئے بکری کے بچے پر گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کون پسند کرتا ہے کہ (مردہ بچہ) اس کو ایک درہم کے بدلے مل جائے۔ لوگوں نے عرض کیا (درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو اس کو پسند نہیں کرتے کہ وہ ہم کو کسی ادنیٰ سی چیز کے بدلے میں بھی ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قسم اللہ کی دُنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر یہ تمہارے نزدیک۔ (مسلم، حیاۃ المسلمین)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سوئے، پھر اُٹھے تو آپ ﷺ کے بدن مبارک پر چٹائی کا نشان ہو گیا تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ ہم کو اجازت دیجیے کہ ہم آپ ﷺ کے لیے بستر بچھادیں، اور (بستر) بنادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو دُنیا سے کیا واسطہ، میری اور دُنیا کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جائے، پھر اس کو چھوڑ کر (آگے) چل دے۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کثرت سے یاد کیا کرو لذتوں کو قطع کرنے والی چیز یعنی موت کو۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حیاۃ المسلمین)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا موت تحفہ ہے مؤمن کا۔ (بیہقی)

فائدہ: سو تحفہ سے خوش ہونا چاہیے اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کو بجالائے کوتاہی پر توبہ کرے۔ (حیاۃ المسلمین)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مؤمن دُنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اس کے پاس سفید چہرے والے فرشتے آتے ہیں ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے جانِ پاک! اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل، پھر جب اس کو لے لیتے ہیں تو وہ فرشتے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اس کو اس کفن اور اس خوشبو میں رکھ لیتے ہیں اور اس سے مشک کی سی جو خوشبو مہکتی ہے اور اس کو لے کر (اوپر) چڑھتے ہیں اور

(زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گزر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے؟ یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے اس کا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلاں ہے اور فلاں کا بیٹا ہے۔ پھر آسمانِ دُنیا تک اس کو پہنچاتے ہیں اور اس کے لیے دروازے کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک لے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں رکھ دو اور اس کو سوال و جواب کے لیے زمین کی طرف لے جاؤ' سو اس کی روح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے مگر اس طرح نہیں جیسے دُنیا میں تھی بلکہ اس عالم کے مناسب جس کی حقیقت مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گی' پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ کون شخص ہیں جو تمہارے پاس بھیجے گئے تھے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنے والا اللہ کی طرف سے آسمان سے پکارتا ہے میرے بندے نے صحیح جواب دیا۔ اس کے لیے جنت کا فرش کر دو اور اس کو جنت کی پوشاک پہنا دو اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ سو اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے (اس کے بعد اس حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا ہے جو بالکل اس کی ضد ہے)۔

(مسند احمد' حیات المسلمین)

موت کی یاد: ایک طویل حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن گھر سے مسجد میں نماز کے لیے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ گویا (وہاں مسجد میں) وہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں (اور یہ علامت تھی غفلت کی زیادتی کی) اس لیے حضور ﷺ نے (ان کی اس حالت کی اصلاح کے لیے) ارشاد فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم لوگ لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو زیادہ یاد کیا کرو تو وہ تمہیں اس غفلت میں مبتلا نہ ہونے دے۔ لہٰذا موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔ (جامع ترمذی' معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جوان کے پاس اس کے آخری وقت میں' جبکہ وہ اس دُنیا سے رخصت ہو رہا تھا' تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم اس وقت اپنے کو کس حال میں پاتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ!

میرا یہ حال ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی اُمید بھی رکھتا ہوں اور اسی کے ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا بھی ڈر ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقین کرو کہ جس دِل میں اُمید و خوف کی یہ دونوں کیفیتیں ایسے عالم میں (یعنی موت کے وقت میں) جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرما دیں گے' جس کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے اور اس عذاب سے اس کو ضرور محفوظ رکھیں گے' جس کا اس کے دِل میں خوف اور ڈر ہے۔

(جامع ترمذی' معارف الحدیث)

خشیتِ الٰہی کے آنسو: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف و ہیبت سے جس بندۂ مؤمن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلے اگر چہ وہ مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے سر کے برابر (یعنی بقدر ایک قطرہ) ہوں پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرے پر پہنچ جائیں' تو اللہ تعالیٰ اس چہرے کو آتش دوزخ کے لیے حرام فرما دیں گے۔ (سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

تبلیغ: نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی' پھر فرمایا کہ ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور انہیں دین نہیں سکھاتے اور انہیں دین سے ناواقف رہنے کے عبرتناک نتائج نہیں بتاتے' اور انہیں برے کاموں سے نہیں روکتے اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل نہیں کرتے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور دین سے جاہل رہنے کے عبرتناک نتائج معلوم نہیں کرتے۔ خدا کی قسم لوگ لازماً اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں' ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں' انہیں نصیحت کریں' ان کو اچھی باتیں بتائیں اور ان کو بری باتوں سے روکیں۔ نیز لوگوں کو چاہیے کہ لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں' دین کی سمجھ پیدا کریں اور ان کی نصیحتوں کو قبول کریں۔ (طبرانی' معارف الحدیث)

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں تبلیغ دین کا کام کرنا چاہتا ہوں۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام کرنا چاہتا ہوں' انہوں نے کہا کہ کیا تم اس مرتبہ پر پہنچ چکے ہو؟ اس نے کہا ہاں توقع تو ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تمہیں یہ اندیشہ نہ ہو کہ قرآن کی تین آیتیں رسوا کر دیں گی تو ضرور تبلیغ دین کا کام کرو' اس نے کہا کہ وہ کونسی تین آیتیں ہیں؟

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا' پہلی آیت یہ ہے:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ﴾ [بقرہ: ٤٤]

ترجمہ: ''کیا تم لوگوں کو نیکی کا وعظ کہتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے اس نے کہا نہیں۔ اور

دوسری آیت:

﴿لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (الصف)

ترجمہ: ''تم کیوں کہتے ہو وہ بات جس کو کرتے نہیں''۔

تو اس پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں اور تیسری آیت:

﴿مَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهٰكُمْ عَنْهُ﴾ (ھود)

ترجمہ: ''(شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا) جن بری باتوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں ان کو بڑھ کر خود کرنے لگوں' میری نیت یہ نہیں بلکہ میں تو ان سے بہت دور رہوں گا (تم میرے قول اور عمل میں تضاد نہ دیکھو گے)''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں' تو فرمایا جاؤ' پہلے اپنے کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو' یہ مبلغ کی پہلی منزل ہے۔

(معارف الحدیث' الدعوۃ)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' تم لوگ لازماً نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو' ورنہ خدا عنقریب تم پر ایسا عذاب بھیج دے گا کہ پھر تم پکارتے رہو گے اور کوئی شنوائی نہ ہو گی۔ (ترمذی)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر ہفتہ ایک مرتبہ وعظ کہا کرو اور دو دفعہ کر سکتے ہو اور تین مرتبہ سے زیادہ وعظ مت کہنا اور اس قرآن سے لوگوں کو متنفر نہ کرنا اور ایسا کبھی نہ ہو کہ تم لوگوں کے پاس پہنچو اور وہ اپنی کسی بات میں مشغول ہوں اور تم اپنا وعظ شروع کر دو اور ان کی بات کاٹ دو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ان کو وعظ و نصیحت سے متنفر کر دو گے بلکہ ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرو اور جب ان کے اندر خواہش دیکھو اور وہ تم سے مطالبہ کریں تو پھر وعظ کہو اور دیکھو مسجع و مقفی عبارتیں بولنے سے بچو' کیونکہ میں نے نبی کریم

اوران کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ تکلف کے ساتھ عبارت آرائی نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

دنیا کی محبت اور موت سے بھاگنا: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری اُمت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری قومیں لقمہ تر سمجھ کر تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اس زمانے میں ہماری تعداد اس قدر کم ہو جائے گی کہ ہمیں نگل لینے کے لیے قومیں متحد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی؟ ارشاد فرمایا نہیں اس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہوگی البتہ تم سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہو گے اور تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رُعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں بزدلی اور پست ہمتی پیدا ہو جائے گی اس پر ایک آدمی نے پوچھا یہ بزدلی کیوں پیدا ہو جائیگی؟ فرمایا: اس وجہ سے کہ تم دُنیا سے محبت کرنے لگو گے اور موت سے بھاگنے اور نفرت کرنے لگو گے۔

(ابوداؤد معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا، جس میں دین پر صبر کرنے والا شخص اس آدمی کے مانند ہوگا جس نے اپنی مٹھی میں انگارہ لے لیا ہو (یعنی جس طرح انگارہ کو ہاتھ میں رکھنا دشوار ہے اسی طرح دین پر قائم رہنا بھی دشوار ہو گا)۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

جامع اور اہم نصیحتیں اور وصیتیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میرے ربّ نے ان نو باتوں کا خاص طور پر حکم فرمایا ہے:

① اللہ سے ڈرنا خلوت میں اور جلوت میں۔

② عدل وانصاف کی بات کہنا غصہ میں اور رضا مندی میں (یعنی ایسا نہ ہو کہ جب کسی سے ناراض اور اس پر غصہ ہو تو اس کی حق تلفی اور اس کے ساتھ بے انصافی کی جائے اور جب کسی سے دوستی اور رضامندی ہو تو اس کی بے جا حمایت اور طرفداری کی جائے' بلکہ ہر حال میں عدل وانصاف اور اعتدال کی راہ پر چلا جائے۔

③ اور حکم فرمایا میانہ روی پر قائم رہنے کا' غریبی و ناداری اور فراخ دستی اور دولت مندی' دونوں حالتوں میں (یعنی جب اللہ تعالیٰ ناداری اور غریبی میں مبتلا کرے تو بے صبری اور پریشان حالی کا اظہار نہ ہو' اور جب وہ فراخ دستی اور خوشحالی نصیب فرمائے تو بندہ اپنی

حقیقت کو بھول کر غرور اور سرکشی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ الغرض ان دونوں امتحانی حالتوں میں افراط اور تفریط سے بچا جائے اور اپنی روش درمیانی رکھی جائے' یہی وہ میانہ روی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا)

④ اور مجھے حکم فرمایا کہ میں ان اہل قرابت کے ساتھ رشتہ جوڑوں اور ان کے حقوق قرابت اچھی طرح ادا کروں جو مجھ سے رشتہ قرابت توڑیں اور میرے ساتھ بدسلوکی کریں۔

⑤ اور یہ کہ میں ان لوگوں کو بھی دوں جنہوں نے مجھے محروم رکھا ہو اور میرا حق مجھے نہ دیا ہو۔

⑥ اور یہ کہ میں ان لوگوں کو معاف کردوں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہو اور مجھے ستایا ہو۔

⑦ مجھے حکم دیا ہے کہ میری خاموشی میں تفکر ہو (یعنی جس وقت میں خاموش ہوں تو اس وقت سوچنے کی چیزوں کو سوچوں اور جو چیزیں قابل تفکر ہیں ان میں غور وفکر کروں' مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی آیات اور مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ معاملہ کیا ہے اور اس کا مجھے کیا حکم ہے اور میرا معاملہ اللہ کے ساتھ کیا ہے اور کیا ہونا چاہیے اور میرا انجام کیا ہونے والا ہے' اور مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے غافل بندوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کس طرح جوڑا جائے' الغرض خاموشی میں اسی طرح کا تفکر ہو)

⑧ اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میری گفتگو ذکر ہو (یعنی میں جب بھی بولوں اور جو کچھ بھی بولوں اس کا اللہ سے تعلق ہو خواہ اس طرح کہ وہ اللہ کی ثناء وصفت ہو یا اس کے احکام کی تعلیم و تبلیغ ہو یا اس طرح کہ اس میں اللہ کے احکام اور حدود کی رعایت اور نگہداشت ہو' ان سب صورتوں میں جو گفتگو ہوگی وہ ''ذکر'' کے قبیل سے ہوگی)

⑨ اور مجھے حکم ہے کہ میری نظر عبرت والی نظر ہو (یعنی میں جس چیز کو دیکھوں' اس سے سبق اور عبرت حاصل کروں) اور لوگوں کو حکم کروں اچھی باتوں کا۔ (معارف الحدیث' رزین)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) مجھے دس باتوں کی نصیحت فرمائی' فرمایا:

① اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' اگرچہ تم کو قتل کر دیا جائے اور

② اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو' اگرچہ وہ تم کو حکم دیں کہ اپنے اہل وعیال اور مال ومنال چھوڑ کے نکل جاؤ۔

③ کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو' کیونکہ جس نے ایک فرض نماز قصداً چھوڑی اس کے لیے اللہ کا عہد اور ذمہ نہیں رہا۔

④ ہرگز کبھی شراب نہ پیو' کیونکہ شراب نوشی سارے فواحش کی جڑ اور بنیاد ہے (اسی لیے اس کو اُمّ الخبائث کہا گیا ہے)

⑤ ہر گناہ سے بچو' کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ نازل ہوتا ہے۔

⑥ جہاد کے معرکے سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو اگرچہ کشتوں کے پشتے لگ رہے ہوں۔

⑦ اور جب تم کسی جگہ لوگوں کے ساتھ رہتے ہو اور وہاں کسی وبائی مرض کی وجہ سے موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم وہیں جمے رہو (جان بچانے کے خیال سے وہاں سے مت بھاگو)

⑧ اور اپنے اہل و عیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو۔ (نہ بخل سے کام لو کہ پیسہ پاس ہوتے ہوئے انکو تکلیف ہو اور نہ خرچ کرنے میں اپنی حیثیت سے آگے بڑھو)

⑨ اور ادب دینے کے لیے ان پر (حسبِ ضرورت و موقع) سختی بھی کیا کرو۔

⑩ اور ان کو اللہ سے ڈرایا بھی کرو۔ (مسند احمد' معارف الحدیث)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیے اور مختصر فرمائیے (تا کہ یاد رکھنا آسان ہو) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (ایک بات تو یہ یاد رکھو) جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اس شخص کی سی نماز پڑھو جو سب کو الوداع کہنے والا اور سب سے رخصت ہونے والا ہو (یعنی دُنیا سے جانے والے آدمی کی نماز جیسی ہونی چاہیے تم ہر نماز ویسی ہی پڑھنے کی کوشش کرو) اور (دوسری بات یہ یاد رکھو) ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکالو جس کی کل تم کو معذرت اور جوابدہی کرنی پڑے (یعنی بات کرتے وقت ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ ایسی بات منہ سے نہ نکلے جس کی جوابدہی کسی کے سامنے اس دُنیا میں یا قیامت کے دن خدا کے حضور کرنی پڑے) اور (تیسری بات یہ یاد رکھو) آدمیوں کے پاس اور ان کے ہاتھ میں جو کچھ نظر آتا ہے اس سے اپنے آپ کو قطعاً مایوس کر لو (یعنی تمہاری اُمیدوں اور توجہ کا مرکز صرف رب العالمین ہو اور مخلوق کی طرف سے اپنی اُمیدوں کو بالکل منقطع کر لو) ۔ (مسند احمد' معارف الحدیث)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور امیرِ وقت کا حکم سننے

اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگر چہ وہ حاکم غلام حبشی کیوں نہ ہو تم میں جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا عنقریب وہ اختلاف کثیر کو دیکھے گا پس ایسے وقت تم لوگ میرے اور میرے رشد و ہدایت یافتہ خلفاء کے طریقے کو لازم پکڑنا اور ان طریقوں کو خوب مضبوط پکڑنا بلکہ دانتوں سے پکڑنا اور بدعات سے بچتے رہنا' کیونکہ ہر جدید امر (دین میں جس کی کوئی سند شرعی نہیں) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مشکوٰۃ' معارف الحدیث)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت ﷺ! مجھے ایسا عمل بتا دیجیے جس کی وجہ سے میں جنت میں پہنچ جاؤں اور دوزخ سے دور کر دیا جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بہت بڑی بات پوچھی ہے لیکن (بڑی اور بھاری ہونے کے باوجود) وہ اس بندے کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ اس کو آسان کر دے (اور توفیق دے دے) لو سنو!

سب سے مقدم بات تو یہ ہے کہ دین کے ان بنیادی مطالبوں کو فکر اور اہتمام سے ادا کرو' اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اچھے طریقے اور دل کی توجہ کے ساتھ نماز ادا کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رمضان کے روزے رکھا کرو اور بیت اللہ کا حج کرو۔

پھر فرمایا کیا میں تمہیں خیر کے دروازے بھی بتا دوں؟ گویا جو کچھ آپ ﷺ نے بتلایا یہ تو اسلام کے ارکان اور فرائض تھے' اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تم چاہو تو میں تمہیں خیر کے اور دروازے بتلاؤں؟ (غالباً اس سے آپ ﷺ کی مراد نفل عبادات تھیں۔ چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طلب دیکھ کر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا) روزہ (گناہوں سے اور دوزخ کی آگ سے بچانے والی) سپر اور ڈھال ہے' اور صدقہ گناہ کو (اور گناہ سے پیدا ہونے والی آگ کو) اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور رات کے درمیانی حصہ کی نماز (یعنی تہجد کی نماز کا بھی یہی حال ہے اور ابواب خیر میں اس کا خاص الخاص مقام ہے)

اسکے بعد آپؐ نے (تہجد اور صدقہ کی فضیلت کے سلسلہ میں) سورۂ سجدہ کی یہ آیت پڑھی:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

(سجدہ)

ترجمہ: ''شب کو ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں (نماز یا دیگر اذکار کے لیے) اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے ربّ کو (ثواب کی) اُمید اور (عذاب کے) خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں سو کسی شخص کو خبر نہیں کہ کیا کیا آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانہ غیب میں موجود ہے' یہ ان کو ان کے اعمال (نیک) کا صلہ ملا ہے''۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں معاملہ کا (یعنی دین کا) سر اور اس کا عمود یعنی ستون اور اس کی بلند چوٹی بتا دوں؟ (معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت ﷺ! ضرور بتا دیں' آپ ﷺ نے فرمایا دین کا سر اسلام (یعنی ایمان) ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی بلند چوٹی جہاد ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز بھی بتا دوں جس پر گویا ان سب کا دارومدار ہے (اور جس کے بغیر یہ سب ہیچ اور بے وزن ہیں' معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت ﷺ! وہ چیز بھی ضرور بتلا دیجیے! پس آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس کو روکو (یعنی اپنی زبان قابو میں رکھو' یہ چلنے میں بے باک اور بے احتیاط نہ ہو' معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت ﷺ! ہم جو باتیں کرتے ہیں کیا ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! تجھے تیری ماں نہ جنتی (عربی محاورہ کے مطابق یہاں یہ پیار کا کلمہ ہے) آدمیوں کو دوزخ میں ان کے منہ کے بل یا فرمایا کہ ان کی ناکوں کے بل (زیادہ تر) ان کی زبانوں کی بے باکانہ باتیں ہی ڈلوائیں گی۔

(مسند امام احمد' جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی دو خصلتیں بتا دوں جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں (ان کے اختیار کرنے میں آدمی پر کچھ زیادہ بوجھ نہیں پڑتا) اور اللہ کی میزان میں وہ بہت بھاری ہوں گی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ دونوں خصلتیں ضرور بتلا دیجیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ خاموش رہنے کی عادت اور دوسرے حسن اخلاق' قسم اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے' مخلوقات کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں بے

مثل ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

عمران بن خطان تابعیؒ سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے ان کو مسجد میں اس حالت میں دیکھا کہ ایک کالی کملی لپیٹے ہوئے بالکل اکیلے بیٹھے ہیں، میں نے عرض کیا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! یہ تنہائی اور یکسوئی کیسی ہے؟ (یعنی آپ نے اس طرح اکیلے اور سب سے الگ تھلگ رہنا کیوں اختیار فرمایا ہے؟) انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ''برے ساتھیوں کی ہم نشینی سے اکیلے رہنا اچھا ہے اور اچھے ساتھی کے ساتھ بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے اور کسی کو اچھی باتیں بتانا خاموش رہنے سے بہتر ہے اور بری باتیں بتانے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے محبوب دوست ﷺ نے سات باتوں کا خاص طور سے حکم فرمایا:

① مساکین اور غرباء سے محبت رکھنے اور ان سے قریب رہنے کا۔

② اور آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ دُنیا میں ان لوگوں پر نظر رکھوں جو مجھ سے نیچے درجہ کے ہیں (یعنی جن کے پاس دنیوی زندگی کا سامان مجھ سے بھی کم ہے) اور ان پر نظر نہ کروں جو مجھ سے اوپر کے درجہ کے ہیں (یعنی جن کو دنیوی زندگی کا سامان مجھ سے زیادہ دیا گیا ہے) اور بعض دوسری احادیث میں ہے کہ ایسا کرنے سے بندے میں صبر و شکر کی صفت پیدا ہوتی ہے اور یہ ظاہر بھی ہے، آگے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور مجھے آپ ﷺ نے حکم دیا:

③ کہ میں اپنے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور قرابتی رشتہ کو جوڑوں (یعنی ان کے ساتھ وہ معاملہ اور سلوک کرتا رہوں جو اپنے عزیزوں اور قریبیوں کے ساتھ کرنا چاہیے) اگرچہ وہ میرے ساتھ نہ کریں، اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ:

④ کسی آدمی سے کوئی چیز نہ مانگوں (یعنی اپنی ہر حالت کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں اور اس کے سوا کسی کے دَر کا بھی سائل نہ بنوں۔

⑤ میں ہر موقع پر حق بات کہوں، اگرچہ وہ لوگوں کے لیے کڑوی ہو۔ اور ان کے اغراض و خواہشات کے خلاف ہونے کی وجہ سے انہیں بری لگے) اور آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا:

⑥ کہ میں اللہ کے راستہ میں کبھی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں (یعنی دُنیا والے اگر چہ مجھے برا کہیں لیکن میں وہی کہوں اور وہی کروں جو اللہ کا حکم ہو اور جس سے اللہ راضی ہو اور کسی کے برا کہنے کی ہرگز پرواہ نہ کروں اور آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ:

⑦ میں کلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کثرت سے پڑھا کروں' کیونکہ یہ سب باتیں اس خزانے سے ہیں جو عرش کے نیچے ہے (یعنی یہ اس خزانہ کے قیمتی جواہرات ہیں جو عرشِ الٰہی کے نیچے ہیں اور جن کو اللہ ہی جن بندوں کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے' کسی اور کی وہاں دسترس نہیں ہے۔ (مسند احمد' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن حساب کے لیے بارگاہِ الٰہی میں جب پیشی ہوگی تو آدمی کے پاؤں اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ کرلیا جائے گا۔

① اوّل یہ کہ اس کی پوری زندگی اور عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں گزاری؟

② دوسرے اس کی جوانی (اور جوانی کی قوتوں) کے بارے میں کہ کن مشاغل میں جوانی اور اس کی قوتوں کو بوسیدہ اور پرانا کیا؟

③ تیسرے مال و دولت کے بارے میں کہ کہاں سے اور کن طریقوں اور کن راستوں سے اس کو حاصل کیا؟

④ اور اس دولت کو کن کاموں اور کن راہوں میں صرف کیا؟

⑤ پانچواں سوال یہ ہوگا کہ جو کچھ معلوم تھا اس کے بارے میں کیا عمل کیا؟

(جامع ترمذی' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ چار باتیں اور خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر تم کو وہ نصیب ہو جائیں تو پھر دُنیا (اور اس کی نعمتوں) کے فوت ہو جانے اور ہاتھ نہ آنے میں کوئی مضائقہ ہے اور نہ گھاٹا:۱) امانت کی حفاظت' ۲) باتوں کی سچائی' ۳) حسن اخلاق' ۴) کھانے میں احتیاط اور پرہیزگاری۔ (مسند احمد' بیہقی' معارف الحدیث)

عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا' پانچ حالتوں کو دوسری پانچ حالتوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو اور ان سے جو

فائدہ اُٹھانا چاہو وہ اُٹھالو: ۱) غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے کے آنے سے پہلے' ۲) غنیمت جانو تندرستی کو بیمار ہونے سے پہلے' ۳) غنیمت جانو خوشحالی اور فراخ دستی کو ناداری اور تنگ دستی سے پہلے' ۴) غنیمت جانو فرصت اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے' ۵) غنیمت جانو زندگی کو موت آنے سے پہلے۔ (جامع ترمذی' معارف الحدیث)

عورتوں کو نصیحت: ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے (ایک بار) فرمایا اے عورتوں کی جماعت تم (خاص طور پر) صدقہ دیا کرو اور زیادہ استغفار کیا کرو' کیونکہ دوزخیوں میں زیادہ تعداد میں نے عورتوں کی دیکھی ہے' ان میں ایک ہوشیار عورت بولی یارسول اللہ ہم نے کیا قصور کیا ہے کہ ہم دوزخ میں زیادہ جائیں گیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں (باہم گفتگو میں) لعنت کرنے کی زیادہ عادت ہوتی ہے اور تم اپنے شوہر کی بھی بہت ناشکری کرتی ہو' میں نے تم جیسا دین وعقل میں ناقص ہو کر پھر ایک دانشمند پر غالب آجانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (بخاری ومسلم' ترجمان السنہ)

نذر (منت): حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ نذر دو قسم کی ہے۔ ایک تو وہ نذر جو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کے لیے مانی جائے اس کا پورا کرنا ضروری ہے اس لیے کہ یہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور دوسری نذر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کے لیے کی جائے یہ نذر شیطان کے لیے ہے اور اس کا پورا کرنا جائز نہیں اور اس قسم کی نذر کا کفارہ دے جو قسم کا کفارہ دیا جاتا ہے۔ (نسائی' مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی غیر معین چیز کی نذر مانے تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص کسی گناہ کی نذر مانے اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص ایسی چیز کی نذر مانے جس کا پورا کرنا اس سے ممکن نہ ہو' اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص ایسی چیز کی نذر مانے جس کو پورا کر سکے اس کو پورا کرے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ' مشکوٰۃ)

قسم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے قسم کھائی اور اس کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ بھی کہا (تو قسم کے خلاف کرنے میں) اس پر گناہ نہیں۔

(ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے غیر اللہ

کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

فال: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے، بہترین چیز فال نیک ہے۔ لوگوں نے عرض کیا فال کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اچھا کلمہ جس کو تم میں سے کوئی شخص کسی سے یا کسی ذریعہ سے سنے۔

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شگونِ بد کا رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا بہترین چیز فال نیک ہے اور شگونِ بد کسی مسلمان کو اس کے مقصد اور ارادے سے نہ روکے۔ پھر جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی بات کو دیکھے جس کو وہ برا خیال کرتا ہے یعنی شگون تو کہے:

((اَللّٰھُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ)) [ابو داؤد، مشکوٰۃ]

''اے اللہ اچھائیوں کا لانے والا آپ کے سوا کوئی نہیں اور برائیوں کو دور کرنے والا بھی آپ کے سوا کوئی نہیں ہے اور اللہ کے سوا کوئی مدد ہے اور نہ کسی کی قوت''۔

خواب: حضرت ابو بدیل عقیلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور خواب جب تک اس کو بیان نہ کیا جائے پروں کے پاؤں پر ہوتا ہے (یعنی غیر مستقل اور غیر قائم) لیکن جب اس کو بیان کر دیا جائے (یعنی جب اس کی تعبیر بھی بیان کر دی جائے تو خواب واقع ہو جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ خواب کسی کے سامنے بیان نہ کرو، مگر دوست یا عقلمند آدمی کے سامنے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

علم دین کے شروع کرنے کے دن کی فضیلت: حدیث میں آیا ہے کہ علم دوشنبہ کے روز طلب کرو، اس سے علم حاصل کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ یہی مضمون جمعرات کے متعلق بھی آیا ہے۔ بعض احادیث میں بدھ کے دن کے متعلق بھی وارد ہے۔ صاحبِ ہدایہ سے منقول ہے کہ وہ کتاب کے شروع کرنے کا بدھ کے دن اہتمام کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اختتام کو پہنچتی ہے۔ (شرح تعلیم المتعلم، بہشتی زیور)

کسی سنت کا احیاء (سو شہیدوں کا اجر): حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی چالیس حدیثیں میری اُمت کو پہنچا دے تو میں خاص طور پر اس کی سفارش کروں گا۔ (جامع خبر)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس وقت میری اُمت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے گا۔ اس وقت جو شخص میرے طریقے تھامے رہے گا اُس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (بہشتی زیور)

وصیت نبی الرحمۃ ﷺ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہو تو کبھی نہ بھٹکو گے' ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآنِ مجید) دوسرے نبی ﷺ کی سنت' یعنی حدیث۔ (بہشتی زیور)

باب: ۲

عبادات

نماز و متعلقاتِ نماز

طہارت جزوِ ایمان ہے: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طہارت اور پاکیزگی جزوِ ایمان ہے اور کلمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میزانِ عمل کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ بھر دیتے ہیں۔ آسمانوں کو اور زمین کو' نماز نور ہے اور صدقہ دلیل و برہان ہے اور صبر اُجالا ہے اور قرآن یا تو حجت ہے تمہارے حق میں یا حجت ہے تمہارے خلاف' ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر وہ اپنی جان کا سودا کرتا ہے' پھر یا تو اسے نجات دلا دیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس چیزیں ہیں جو اُمورِ فطرت میں سے ہیں: ۱) مونچھوں کا ترشوانا' ۲) داڑھی کا چھوڑنا' ۳) مسواک کرنا' ۴) ناک میں پانی لے کر صفائی کرنا' ۵) ناخن ترشوانا' ۶) اُنگلیوں کے جوڑوں کو (جن میں اکثر میل کچیل رہ جاتا ہے) اہتمام سے دھونا' ۷) بغل کے بال لینا' ۸) موئے زیرناف کی صفائی کرنا' ۹) پانی سے استنجا کرنا۔

حدیث کے راوی زکریا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ مصعب رضی اللہ عنہ نے بس یہی نو چیزیں ذکر کیں اور فرمایا دسویں چیز بھول گیا ہوں اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ کلی کرنا ہے۔

(صحیح مسلم، معارف الحدیث)

آنحضرت ﷺ کے عاداتِ ستودہ قضائے حاجت کے بارے میں

استنجاء:

① آنحضرت ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو بایاں قدم پہلے اندر رکھتے اور جب باہر نکلتے تو دایاں قدم پہلے باہر رکھتے۔ (ترمذی)

② جب بیت الخلاء میں جاتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت''۔

③ جب آپ ﷺ باہر آتے تو یہ دُعا پڑھتے:

غُفْرَانَكَ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

یا دونوں۔

''سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھ سے ایذا دینے والی چیزوں کو دور کیا اور مجھے چین دیا''۔ (زاد المعاد، ترمذی، ابن ماجہ)

④ جب آپ ﷺ رفع حاجت کو بیٹھتے تو جب تک آپ ﷺ زمین سے بالکل قریب نہ ہو جاتے اپنا ستر نہ کھولتے۔ (زاد المعاد)

⑤ آپ پیشاب کرنا چاہتے تو نرم زمین کی تلاش رہتی، اگر آپ کو نرم زمین نہ ملتی تو لکڑی یا کسی اور چیز سے سخت زمین کو کھود کر نرم کر لیتے، پھر پیشاب کرنے بیٹھتے۔ (زاد المعاد)

⑥ حبیب بن صالح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب مقامِ فراغت میں داخل ہوتے تو اپنا جوتا پہن لیتے تھے اور اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔ (ابن سعد)

⑦ کبھی آپ ﷺ پانی سے استنجا فرماتے کبھی ڈھیلے سے کبھی دونوں کا استعمال فرماتے، ڈھیلوں کی تعداد طاق ہوتی، کم سے کم تین ہوتی، آپ ﷺ استنجا کرنے میں بایاں

ہاتھ استعمال کرتے' جب آپ ﷺ پانی سے استنجاء فرماتے تو اس کے بعد زمین پر ہاتھ رگڑ کر دھوتے۔ (زاد المعاد)

⑧ پیشاب کرنے کے لیے اکڑوں بیٹھتے تو رانوں کے درمیان کافی فاصلہ چھوڑتے' قضائے حاجت کو بیٹھنے کے لیے ریت یا مٹی کے ٹیلے یا پتھروں کی ٹیکری یا کسی کھجور وغیرہ کی آڑ کو بہت پسند فرماتے۔ (ابن سعد)

⑨ جب آپ ﷺ رفع حاجت کے لیے بیٹھتے تو قبلہ کی طرف نہ مُنہ کرتے اور نہ پشت کرتے۔ (زاد المعاد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب استنجے کو جاتے تھے تو میں آپ ﷺ کو پانی لا کر دیتا تھا تو آپ ﷺ اس سے طہارت کرتے تھے' پھر اپنے ہاتھ کو مٹی پر ملتے تھے' پھر میں دوسرا برتن لاتا تو آپ ﷺ اس سے وضو کرتے تھے۔ (سنن ابو داؤد)

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے بھی طہارت فرماتے تھے اس کے بعد ہاتھ کو زمین پر مل کر دھوتے تھے' اس کے بعد وضو فرماتے تھے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی عادتِ مبارک یہی تھی کہ قضائے حاجت اور استنجے سے فارغ ہو کر وضو بھی فرماتے تھے' لیکن کبھی کبھی یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ وضو کرنا صرف اولیٰ اور افضل ہے' فرض یا واجب نہیں ہے اس کو ترک بھی کیا ہے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ پیشاب سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وضو کے لیے پانی لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! یہ کیا ہے کس لیے پانی لیے کھڑے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے وضو کے لیے پانی لایا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس کے لیے مامور نہیں ہوں کہ جب پیشاب کروں تو ضرور وضو کروں اور اگر میں ایسی پابندی اور مداومت کروں تو اُمت کے لیے ایک قانون اور دستور بن جائے گا۔ (معارف الحدیث)

قضائے حاجت اور استنجے سے متعلق ہدایات: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا' میں تم لوگوں کے لیے مثل ایک باپ کے ہوں' اپنی اولاد کے لیے (یعنی جس طرح اولاد کی خیر خواہی اور ان کی زندگی کے اصول و آداب سکھانا ہر باپ کی

ذمہ داری ہے اسی طرح تمہاری تعلیم و تربیت بھی میرا کام ہے اسی لیے) میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو نہ اس کی طرف پشت کر کے (بلکہ اس طرح بیٹھو کہ قبلہ کی جانب نہ تمہارا منہ ہو نہ تمہاری پیٹھ ہو)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے استنجے میں تین ڈھیلوں کے استعمال کرنے کا حکم دیا اور منع فرمایا استنجے میں لید اور ہڈی استعمال کرنے سے اور منع فرمایا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے۔ (معارف الحدیث، سنن ابن ماجہ و دارمی)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ تم میں سے کوئی ہرگز ایسا نہ کرے کہ اپنے غسل خانہ میں پہلے پیشاب کرے پھر اس میں غسل یا وضو کرے کیونکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (معارف الحدیث)

قضائے حاجت کے مقام پر جانے کی دُعا: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قضائے حاجت کے مقام میں خبیث مخلوق شیاطین وغیرہ رہتے ہیں۔ پس تم میں سے جب کوئی بیت الخلاء جائے تو چاہیے کہ پہلے یہ دُعا کرے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ [ابوداؤد، ابن ماجہ، معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا فرماتے تھے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو استنجے کا تقاضا ہو تو اس کو چاہیے کہ پہلے استنجے سے فارغ ہو۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

استنجے سے متعلق مسائل: جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اس سے استنجا کرنا ضروری ہے۔ (شامی)

اگر نجاست اِدھر اُدھر بالکل نہ لگے اور اس کے لیے پانی سے استنجا نہ کر سکے بلکہ پاک پتھر سے یا مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کر لے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات طبیعت کی صفائی کے خلاف ہے البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔ (تنویر و شامی)

ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست اِدھر اُدھر نہ پھیلنے پائے بدن خوب صاف ہو جائے۔ (فتوح ہندیہ)

ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ (ترمذی)

لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ (روپیہ کے برابر) سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے' بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر لے تو نماز پڑھ سکتا ہے' لیکن سنت کے خلاف ہے۔ (شرح التنویر)

جب بیت الخلاء میں جائے تو دروازے سے باہر بسم اللہ کہے اور دعائے مسنونہ پڑھے۔

جب اندر داخل ہو تو پہلے بایاں قدم اندر لے جائے۔

بیت الخلاء میں ننگے سر نہ جائے۔ (زاد المعاد)

اگر کسی انگوٹھی پر اللہ رسول کا نام لکھا ہو تو اس کو اُتار ڈالے۔

تعویذ جس پر موم جامہ کر لیا گیا ہو یا کپڑے میں سی لیا گیا ہو اس کو پہن کر جانا جائز ہے۔

بیت الخلاء کے اندر اگر چھینک آئے تو صرف دِل ہی دِل میں الحمد للہ کہہ لے زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے۔

اور جب تک اندر رہے کوئی بات کرے نہ بولے۔ (مشکوٰۃ)

پھر جب باہر نکلے تو پہلے داہنا قدم باہر نکالے اور دروازے سے نکل کر دعائے مسنونہ پڑھے۔

استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر یا مٹی سے مل کر دھوئے۔ (ردالمحتار)

بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا چاہیے اگر بایاں ہاتھ نہ ہو تو پھر ایسی مجبوری کے وقت دائیں ہاتھ سے جائز ہے۔

ایسی جگہ استنجا کرنا کہ کسی شخص کی نظر استنجا کرنے والے کے ستر پر پڑتی ہو گناہ ہے' کھڑے ہو کر پیشاب کرنا' نہر' کنوئیں یا حوض کے اندر یا ان کے کناروں پر پیشاب یا پاخانہ کرنا مکروہ تحریمی وممنوع ہے۔

مسجد کی دیوار کے پاس پاخانہ یا پیشاب کرنا' قبرستان میں پاخانہ یا پیشاب کرنا' چوہے کے بل یا کسی سوراخ میں پیشاب کرنا منع ہے۔

نیچی جگہ بیٹھ کر اُونچی جگہ پیشاب کرنا آدمیوں کے بیٹھنے یا راستہ چلنے کی جگہ پاخانہ یا پیشاب کرنا اور وضو یا غسل کرنے کی جگہ پاخانہ یا پیشاب کرنا یہ سب باتیں مکروہ ہیں اور منع ہیں۔

رفع حاجت کرتے ہوئے (بلا ضرورتِ شدیدہ) کلام نہ کرنا چاہیے۔ (مشکوٰۃ)

پیشاب کرتے وقت یا استنجا کرتے وقت عضو خاص کو داہنا ہاتھ نہ لگائیں بلکہ بایاں ہاتھ لگائیں۔ (بخاری و مسلم)

پیشاب' پاخانے کی چھینٹوں سے بہت بچنا چاہیے' کیونکہ اکثر عذابِ قبر پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے۔ (ترمذی)

جنگل یا شہر کے باہر میدان میں قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئے تو اتنی دور جانا چاہیے کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے۔ (معارف الحدیث' سنن ابی داوٗد' ترمذی)

یا کسی نشیبی زمین میں چلا جائے جہاں کوئی نہ دیکھ سکے۔

پیشاب کرنے کے لیے نرم زمین تلاش کرنا تا کہ پیشاب کی چھینٹ نہ اُڑے بلکہ زمین جذب کرتی چلی جائے۔ (ترمذی)

بیٹھ کر پیشاب کرنا چاہیے' کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں۔ (ترمذی)

اگر پیشاب کے بعد استنجا سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں کھڑا ہونا چاہیے۔ (بہشتی گوہر)

مسواک سے متعلق سنن: مسواک کی فضیلت و اہمیت میں بکثرت احادیث مروی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اُمت پر دشوار ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے لیے مسواک کو واجب قرار دیتا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور موجب رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ و تقدس ہے۔ (بخاری)

اور فرمایا جب بھی جبریل علیہ السلام آئے تو انہوں نے مجھے مسواک کرنے کے لیے ضرور کہا۔ خطرہ ہے کہ (جبرئیل علیہ السلام کی بار بار تاکید اور وصیت پر) میں اپنے منہ کے اگلے حصہ کو مسواک کرتے کرتے گھس نہ ڈالوں۔ (مسند احمد)

حضور ﷺ جب قراءت قرآن یا سونے کا ارادہ فرماتے تو مسواک کرتے اور گھر میں داخل ہوتے وقت بھی مسواک کرتے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ کا شانہ اقدس میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو کرتے وہ مسواک کرنا ہوتا تھا

اور وضو اور نماز کے وقت بھی مسواک کرتے تھے۔

اُنگلی سے مسواک کرنا بھی کافی ہے خواہ اپنی اُنگلی سے ہو یا دوسرے کی اُنگلی سے اور سخت و درشت کپڑے سے ہو تب بھی کافی ہے۔

ابو نعیم اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ دانتوں کے عرض پر مسواک کرتے تھے اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ سے کرنا چاہیے یہ مستحب ہے' بعض شراحِ حدیث نے کہا ہے کہ مسواک میں یمن سے مراد یہ ہے کہ ابتداء داہنی طرف سے کرے۔

حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رات کو رسول اللہ ﷺ کی مسواک رکھ دی جاتی' جب رات کو نماز کو اُٹھتے تو مسواک کرتے پھر وضو کرتے۔ (بخاری و مسلم' ابن سعد)

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ دن یا رات میں جب بھی آپ ﷺ سوتے تو اُٹھنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے مسواک ضرور فرماتے۔

(معارف الحدیث' مسند احمد' سنن ابی داؤد)

(مرض الوفات میں حضور ﷺ کا آخری عمل مسواک ہے)

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ نماز جس کے لیے مسواک کی جائے اس نماز کے مقابلے میں جو بلا مسواک پڑھی جائے ستر گنا فضیلت رکھتی ہے۔ (شعب الایمان' بیہقی' معارف الحدیث)

مسواک کے متعلق سنتیں: مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو اور اُنگلی سے زیادہ موٹی نہ ہو۔ (بحر الرائق)

کم از کم تین مرتبہ مسواک کرنی چاہیے اور ہر مرتبہ پانی میں بھگونی چاہیے۔

اگر اُنگلی سے مسواک کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کی دائیں جانب اوپر نیچے انگوٹھے سے صاف کرے اور اسی طرح بائیں جانب شہادت کی اُنگلی سے کرے۔

مسواک پکڑنے کا طریقہ: چھنگلی مسواک کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا مسواک کے سرے کے نیچے اور باقی اُنگلیاں مسواک کے اوپر ہونے چاہئیں۔ (شامی) مسواک دانتوں میں عرضاً اور زبان پر طولاً کرنی چاہیے۔ دانتوں کے ظاہر و باطن اور اطراف کو بھی مسواک سے صاف کیا جائے اور اسی طرح منہ کے اوپر اور نیچے کے حصے اور جبڑے وغیرہ میں بھی مسواک کرنی

چاہیے۔(طحاوی)

جن اوقات میں مسواک کرنا سنت یا مستحب ہے:

۱) سونے کے بعد اُٹھنے پر ۲) وضو کرتے وقت
۳) قرآنِ مجید کی تلاوت کے لیے ۴) حدیث شریف پڑھنے پڑھانے کیلئے
۵) منہ میں بدبو ہو جانے کے وقت یا دانتوں کے رنگ میں تغیر پیدا ہونے پر
۶) نماز میں کھڑے ہونے کے وقت اگر وضو اور نماز میں زیادہ فصل ہو گیا ہو۔
۷) ذکر الٰہی کرنے سے پہلے ۸) خانہ کعبہ یا حطیم میں داخل ہونے کے وقت
۹) اپنے گھر میں داخل ہونے کے بعد ۱۰) بیوی کے ساتھ مقاربت سے پہلے
۱۱) کسی بھی مجلس خیر میں جانے سے پہلے ۱۲) بھوک پیاس لگنے کے وقت۔
۱۳) موت کے آثار پیدا ہو جانے سے پہلے ۱۴) سحری کے وقت۔
۱۵) کھانا کھانے سے قبل۔ ۱۶) سفر میں جانے سے قبل۔
۱۷) سفر سے آنے کے بعد۔ ۱۸) سونے سے قبل۔(الترغیب والترہیب)

غسل جنابت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل فرماتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے تھے پھر بائیں ہاتھ سے مقامِ استنجا کو دھوتے اور داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے (یہ ہاتھ سے پانی ڈالنا ایسی حالت میں تھا کہ کوئی چھوٹا برتن پانی لینے کے لیے نہ تھا) پھر اسی طرح وضو کرتے جس طرح نماز کے لیے وضو فرمایا کرتے تھے۔ پھر پانی لیتے اور بالوں کی جڑوں میں اُنگلیاں ڈال کر وہاں پانی پہنچاتے۔ یہاں تک کہ جب آپ ﷺ یہ سمجھتے کہ آپ ﷺ نے سب میں پوری طرح پانی پہنچا لیا ہے تو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین دفعہ پانی اپنے سر کے اوپر ڈالتے اس کے بعد سارے بدن پر پانی بہاتے پھر دونوں پاؤں دھوتے۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اسی طرح کی حدیث حضرت میمونہؓ سے بھی روایت کرتے ہیں جس میں حضرت میمونہؓ یہ بھی اضافہ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ کو رومال دیا تو آپؐ نے اس کو واپس فرما دیا۔ صحیحین ہی کی دوسری روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رومال استعمال کرنے کی

بجائے آپ ﷺ نے جسم پر سے پانی سونت کر جھاڑ دیا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ان حدیثوں سے رسول اللہ ﷺ کے غسل کی پوری تفصیل معلوم ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ آپ ﷺ سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دو تین دفعہ دھوتے تھے (کیونکہ ان ہاتھوں کے ذریعے ہی پورے جسم کو غسل دیا جاتا ہے) اس کے بعد آپ ﷺ مقام استنجا کو بائیں ہاتھ سے دھوتے تھے اور داہنے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتے تھے۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ کو مٹی سے مل مل کر اور رگڑ رگڑ کے خوب مانجھتے اور دھوتے تھے' پھر اس کے بعد وضو فرماتے تھے (جس کے ضمن میں تین تین دفعہ کلی کرتے اور ناک میں پانی لے کر اس کی اچھی طرح صفائی کر کے منہ اور ناک کے اندرونی حصہ کو غسل دیتے تھے اور حسب عادت ریش مبارک میں خلال کر کے اس کے ایک ایک بال کو غسل دیتے تھے اور بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچاتے تھے۔ اس کے بعد اسی طرح سر کے بالوں کو اہتمام سے دھوتے تھے اور ہر بال کی جڑ تک پانی پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس کے بعد باقی سارے جسم کو غسل دیتے تھے پھر غسل کی اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں کو پھر دھوتے تھے (غالباً آپ ﷺ یہ اس لیے کرتے تھے کہ غسل کی وہ جگہ صاف اور پختہ نہیں ہوتی تھی)۔ (معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حائضہ عورت اور جنبی آدمی قرآن پاک میں سے کچھ بھی نہ پڑھے (یعنی قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے اس کی تلاوت ان دونوں کے لیے ممنوع ہے)۔ (معارف الحدیث' جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسم کے ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے اس لیے غسل جنابت میں بالوں کو اچھی طرح دھونا چاہیے (تاکہ جسم انسانی کا وہ حصہ جو بالوں سے چھپا رہتا ہے پاک صاف ہو جائے) اور جلد کا جو حصہ ظاہر ہے (جس پر بال نہیں ہیں) اس کو بھی اچھی طرح دھونا اور صاف کرنا چاہیے۔

(سنن ابی داؤد' جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

جن صورتوں میں غسل کرنا سنت ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان پر حق ہے (یعنی اس کے لیے ضروری ہے) کہ ہفتہ کے سات دنوں میں ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) غسل کر لے۔ اس میں اپنے سر کے بالوں کو اور

سارے جسم کو اچھی طرح دھوئے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم و معارف الحدیث)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن (نمازِ جمعہ کے لیے) وضو کرے تو بھی کافی ہے اور ٹھیک ہے اور جو غسل کرے تو غسل کرنا افضل ہے۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، معارف الحدیث)

① جمعہ کے دن نمازِ فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کے لیے غسل کرنا سنت ہے جن پر نمازِ جمعہ واجب ہو۔

② عیدین کے دن بعد فجر ان لوگوں کے لیے غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔

③ حج یا عمرے کے احرام کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

④ حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوالِ آفتاب غسل کرنا سنت ہے۔ (بہشتی گوہر)

وضو

قیامت میں اعضائے وضو کی نورانیت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں روشن اور منور ہوں گے۔ پس تم میں سے جو کوئی اپنی وہ روشنی اور نورانیت بڑھا سکے اور مکمل کر سکے تو ایسا ضرور کرے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

وضو کا طریقہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن اس طرح وضو فرمایا کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر تین تین دفعہ پانی ڈالا۔ پھر تین دفعہ کلی کی پھر تین دفعہ ناک میں پانی لے کر اس کو نکالا اور ناک کی صفائی کی پھر تین دفعہ اپنا پورا چہرہ دھویا۔ پھر اس کے بعد داہنا ہاتھ کہنی تک تین دفعہ دھویا پھر اسی طرح بایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا۔ اس کے بعد سر کا مسح کیا۔ پھر داہناں پاؤں تین دفعہ دھویا۔ پھر اسی طرح بایاں پاؤں تین دفعہ دھویا (اس طرح پورا وضو کرنے کے بعد) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے بالکل میرے اس وضو کی طرح وضو فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نماز پوری توجہ کے ساتھ ایسی پڑھی جو حدیث نفس سے خالی رہی

(یعنی دل میں اِدھر اُدھر کی باتیں نہیں سوچیں) تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو گئے۔
(صحیح بخاری و مسلم و معارف الحدیث)

وضو کے بعد حضور ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! تو مجھے خوب زیادہ توبہ کرنے والوں میں اور خوب زیادہ پاکی حاصل کرنے والوں میں شامل فرما اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما اور ان لوگوں میں شامل فرما جن کو (قیامت کے دن) نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔

سنن نسائی میں مروی ہے کہ وضو کے بعد آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

"اے اللہ تو پاک ہے اور میں تیری تعریف بیان کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں"۔ (زاد المعاد)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کے وقت حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ سے وضو کرتے وقت سنا کہ آپ ﷺ دعا کر رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذَنْبِىْ وَوَسِّعْ لِىْ فِىْ دَارِىْ وَبَارِكْ لِىْ فِىْ رِزْقِىْ

"اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر کو وسیع فرما اور میرے رزق میں برکت دے"۔ (زاد المعاد)

مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جب وضو فرماتے تو ہاتھ کی سب سے بڑی اُنگلی (چھنگلی) سے پاؤں کی اُنگلیوں کو (یعنی ان کی درمیانی جگہ کو) ملتے تھے (یعنی خلال فرماتے تھے)۔

(جامع ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب وضو فرماتے تو

ایک ہاتھ سے پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے ریش مبارک کے اندرونی حصہ میں پہنچاتے اور اس سے ریش مبارک میں خلال فرماتے (یعنی ہاتھ کی اُنگلیاں اس کے درمیان سے نکالتے) اور فرماتے کہ میرے ربّ نے مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ (معارف الحدیث، سنن ابوداؤد)

وضو میں حضور ﷺ پانی اچھی طرح استعمال فرماتے لیکن پھر بھی اُمت کو پانی کے استعمال میں اسراف سے پرہیز کی تلقین فرماتے۔ (زادالمعاد)

وضو کی سنتیں اور اس کے آداب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب تم وضو کرو تو بسم اللہ والحمد للہ کہہ لیا کرو (اس کا اثر یہ ہوگا) جب تک تمہارا یہ وضو باقی رہے گا اس وقت تک تمہارے محافظ فرشتے (یعنی کاتبین اعمال) تمہارے لیے برابر نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (معجم صغیر طبرانی، معارف الحدیث)

لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے وضو کی بابت بتایئے (یعنی یہ بتایئے کہ کن باتوں کا وضو میں مجھے خاص طور سے اہتمام کرنا چاہیے) آپ ﷺ نے فرمایا (ایک تو یہ کہ) پورا وضو خوب اچھی طرح اور کامل طریق سے کیا کرو (جس میں کوئی کمی کسر نہ رہے) اور (دوسرے یہ کہ) ہاتھ پاؤں دھوتے وقت اس کی اُنگلیوں میں خلال کیا کرو اور (تیسرے یہ کہ ناک کے نتھنوں میں پانی چڑھا کے اچھی طرح ان کی صفائی کیا کرو۔ اِلّا یہ کہ تم روزے سے ہو (یعنی روزے کی حالت میں ناک میں پانی زیادہ نہ چڑھاؤ)۔

(معارف الحدیث، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

حضور اکثر خود ہی وضو کر لیتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ دوسرا آدمی پانی ڈالدیتا۔ (زادالمعاد)

وضو پر وضو: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے طہارت کے باوجود (یعنی وضو ہونے کے باوجود تازہ) وضو کیا اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (جامع ترمذی)

آنحضرت ﷺ نماز میں اکثر نیا وضو فرماتے اور کبھی کبھی کئی نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھ لیتے۔ (زادالمعاد)

وضو کا مسنون طریقہ: وضو کرنے والے کو چاہیے کہ وضو سے پہلے نیت کرے کہ نماز کے لیے وضو کر رہا ہوں (اس سے ثواب بڑھ جاتا ہے) وضو کرتے وقت قبلہ رُخ کسی اُونچی جگہ بیٹھے

تاکہ پانی کی چھینٹ نہ پڑیں پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر وضو شروع کرے بعض روایات میں اس طرح ہے کہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْإِسْلَامِ

پھر دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین بار دھوئے۔

پھر مسواک کرے اگر مسواک نہ ہو تو اُنگلی سے دانتوں کو ملے اور تین بار کلی کرے اس طرح کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے (البتہ اگر روزہ ہو تو غرارہ نہ کرے کہ پانی حلق میں چلا جائے)

پھر تین بار ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ (اگر روزہ ہو تو جتنی دور نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جائے)۔

پھر تین بار منہ دھوئے۔ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک۔ سب جگہ پانی بہہ جائے دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے۔ کہیں سوکھا نہ رہے۔ چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرے۔ داڑھی کے نیچے سے اُنگلیوں کو ڈال کر خلال کرے۔

پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے' پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت دھوئے اور ایک ہاتھ کی اُنگلیوں میں ڈال کر خلال کرے عورت اگر انگوٹھی یا چوڑی جو کچھ پہنے ہو اس کو ہلا لے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جائے۔

پھر ایک بار سارے سر کا مسح کرے اور اس کے ساتھ دونوں کانوں کا مسح کرے کان کے اندر کی طرف کلمہ کی اُنگلی سے اور کان کے اوپر انگوٹھوں سے مسح کرے پھر اُنگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے (لیکن گلے کا مسح نہ کرے یہ ممنوع ہے) کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے۔

(ترمذی' مشکوٰۃ)

پھر داہنا پاؤں ٹخنہ سمیت تین بار دھوئے پھر تین بار بایاں پاؤں ٹخنہ سمیت دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی اُنگلیوں میں خلال کرے داہنے پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے (یہ وضو کا مسنون طریقہ ہے)۔ (بہشتی زیور)

وضو کے متعلق مسائل: اعضائے وضو کو خوب مل مل کر دھونا چاہیے۔

وضو مسلسل کرنا چاہیے یعنی ایک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں وقفہ/تاخیر نہ ہونا چاہیے۔

وضو ترتیب وار کرنا سنت ہے۔

وضو کے درمیان یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

جب وضو کر چکے تو یہ دُعا پڑھے:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(مسلم)

پھر یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ

(ترمذی، بہشتی زیور)

تیمم: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تیمم (کی حقیقت ہاتھ کا پاک زمین پر) دو مرتبہ مارنا ہے ایک بار چہرے کے لیے اور ایک بار کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لیے۔ (مستدرک)

حضور نبی کریم ﷺ ہر نماز کے لیے جداگانہ تیمم نہ فرماتے نہ کبھی آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا بلکہ تیمم کو بالکل وضو کا قائم مقام فرمایا ہے۔ (زاد المعاد)

تیمم کا طریقہ امام اعظمؒ، امام مالک اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ ہے کہ دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا، ایک بار چہرے کے لیے اور ایک بار کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کیلئے۔ (مدارج النبوۃ)

مسئلہ: جس عذر سے وضو کے لیے تیمم جائز ہے اسی طرح غسل کے لیے بھی تیمم جائز ہے (جو غسل جنابت سے فرض ہوتا ہے) غسل کے لیے تیمم کا بھی یہی طریقہ ہے۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ: پاک مٹی، ریت، پتھر اور چونا اور مٹی کے کچے اور پکے برتن جن پر روغن نہ ہو اور مٹی کی کچی اور پکی اینٹیں، مٹی یا اینٹوں، پتھر یا چونے کی دیوار، گیرو اور ملتانی مٹی پر تیمم کرنا جائز ہے۔

تیمم کے فرائض: ۱) نیت کرنا۔ ۲) دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر منہ پر پھیرنا۔ ۳) دونوں ہاتھ مٹی پر

مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنی سمیت ملنا۔ (بہشتی زیور)

تیمم کا مسنون طریقہ: تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل نیت کرے کہ میں ناپاکی دور کرنے کے لیے تیمم کرتا ہوں پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے۔ پھر دونوں ہاتھ مٹی کے بڑے ڈھیلے پر مار کر انہیں جھاڑ دے۔ زیادہ مٹی لگ جائے تو اسے پھونک مار کر اُڑا دے اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے۔ اگر ایک بال کے برابر بھی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمم نہ ہوگا۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مٹی پر مارے اور انہیں جھاڑ کر پہلے بائیں ہاتھ کی چاروں اُنگلیاں سیدھے ہاتھ کی اُنگلیوں کے سروں کے نیچے رکھ کر کھینچتا ہوا کہنی تک لے جائے۔ اس طرح لے جانے میں سیدھا ہاتھ نیچے کی جانب پھر جائے گا۔ پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سیدھے ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنیوں سے اُنگلیوں تک کھینچتا ہوا لائے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے اسی طرح سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھیرے پھر اُنگلیوں کا خلال کرے۔ اگر انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو اسے اُتارنا یا ہلانا ضروری ہے اُنگلیوں کو خلال کرنا بھی سنت ہے۔ وضو اور غسل دونوں کے تیمم کا یہی طریقہ ہے۔ (بہشتی زیور)

نماز کا اعادہ ضروری نہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے دو شخص سفر کو گئے۔ کسی موقع پر نماز کا وقت آ گیا اور ان کے ساتھ پانی نہ تھا اس لیے دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پانی بھی مل گیا تو ایک صاحب نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھی اور دوسرے صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا جب دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا ذکر کیا' تو جن صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا ان سے آپ ﷺ نے فرمایا' تم نے ٹھیک طریقہ اختیار کیا اور تم نے جو نماز تیمم کر کے پڑھی وہ تمہارے لیے کافی ہوگئی (شرعی مسئلہ یہی ہے کہ ایسے موقع پر تیمم کر کے نماز پڑھ لینا کافی ہے) بعد میں وقت کے اندر پانی مل جانے پر بھی اعادہ کی ضرورت نہیں اس لیے تم نے جو کیا ٹھیک مسئلہ کے مطابق کیا اور جن صاحب نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھی تھی ان سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں دوہرا ثواب ملے گا۔ کیونکہ تم نے دوبارہ جو نماز پڑھی وہ نفل ہوگئی اللہ تعالیٰ نیکیوں کو ضائع نہیں فرماتے۔ (سنن ابی داؤد' مسند دارمی' معارف الحدیث)

نماز: حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب

سے اوّل جس چیز کا سوال بندہ سے ہوگا وہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک اُتری تو اس کے سارے اعمال ٹھیک اُتریں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو اس کے سارے اعمال خراب نکلیں گے۔

(طبرانی اوسط' حیاۃ المسلمین)

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے ان کے لیے اچھی طرح وضو کیا اور ٹھیک وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع وسجود بھی جیسے کرنا چاہیے ویسے ہی کیے اور خشوع کی صفت کے ساتھ ان کو ادا کیا تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا اور جس نے ایسا نہیں کیا (اور نماز کے بارے میں اس نے کوتاہی کی) تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے گا تو اسکو بخش دے گا اور چاہے گا تو سزا دیگا۔ (معارف الحدیث' مسند احمد' سنن ابی داؤد)

پنجگانہ فرض نمازوں کے اوقات: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ ان دونوں دن (آج اور کل) تم ہمارے ساتھ نماز پڑھو۔ پھر (دوپہر کے بعد) جیسے ہی آفتاب ڈھلا۔ آپ ﷺ نے بلال کو حکم دیا اور انہوں نے اذان دی۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تو انہوں نے ظہر کی نماز کے لیے اقامت کہی (اور ظہر کی نماز پڑھی گئی) پھر (عصر کا وقت آنے پر) آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے قاعدہ کے مطابق پہلے اذان اور پھر) عصر کی نماز کے لیے اقامت کہی (اور عصر کی نماز ہوئی) یہ اذان اور پھر یہ نماز ایسے وقت ہوئی کہ آفتاب خوب اُونچا اور پوری طرح روشن تھا (یعنی اس کی روشنی میں وہ فرق نہیں پڑا جو شام کو ہو جاتا ہے) پھر آفتاب غروب ہوتے ہی آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے مغرب کی قاعدے کے مطابق اذان کہی پھر اقامت کہی ((اور مغرب کی نماز ہوئی) پھر جیسے ہی شفق غائب ہوتی تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی (قاعدے کے مطابق اذان کہی پھر) اقامت کہی (اور عشاء کی نماز پڑھی گئی) پھر رات کے ختم ہونے پر جیسے ہی صبح صادق نمودار ہوئی آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے فجر کی (قاعدے کے مطابق اذان کہی پھر) اقامت کہی (اور فجر کی نماز پڑھی گئی)۔

پھر جب دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز قائم کرنے

کا حکم دیا اور فرمایا ظہر آج (تاخیر کر کے) ٹھنڈے وقت پر پڑھی جائے تو آپ ﷺ کے حسب حکم انہوں نے ٹھنڈے وقت پر ظہر کی اذان پھر اقامت کہی اور خوب اچھی طرح ٹھنڈا وقت کر دیا (یعنی کافی تاخیر کر کے ظہر اس دن بالکل آخری وقت پڑھی گئی اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھی کہ آفتاب اگرچہ اُونچا ہی تھا لیکن گزشتہ روز کے مقابلہ میں زیادہ موٴخر کر کے پڑھی اور عشاء تہائی رات گزر جانے کے بعد پڑھی اور فجر کی نماز اسفار کے وقت میں (یعنی دن کا اُجالا پھیل جانے پر) پڑھی۔

پھر آپ نے فرمایا وہ صاحب کہاں ہیں جو نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کرتے تھے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری نمازوں کا مستحب وقت اس کے درمیان میں ہے جو تم نے دیکھا۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

نمازِ ظہر: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب گرمی سخت ہو تو ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھا کرو۔ (صحیح بخاری)

نمازِ عشاء: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بار حضورِ اکرم ﷺ عشاء کی نماز کے لیے اس وقت باہر تشریف لائے جب تہائی رات ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میری اُمت کے لیے یہ وقت بھاری اور مشکل ہو جائے گا تو میں یہ نماز (ہمیشہ دیر کر کے) اسی وقت پڑھا کرتا۔ کیونکہ اس نماز کے لیے ہمیشہ یہی وقت افضل ہے۔

(صحیح مسلم، معارف الحدیث)

نمازِ فجر: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نمازِ فجر اسفار میں ادا کرو (یعنی صبح کا اُجالا پھیل جانے پر فجر کی نماز پڑھو) کیونکہ اس میں زیادہ اَجر و ثواب ہے۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، مسند دارمی، معارف الحدیث)

نماز میں تاخیر کی ممانعت: حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ علی! تین کام وہ ہیں جن میں تاخیر نہ کرنا:

۱) نماز جب اس کا وقت آ جائے۔ ۲) اور جنازہ جب تیار ہو کر آ جائے۔ ۳) بے شوہر والی عورت جب اس کے لیے کوئی مناسب جوڑ مل جائے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

سونے یا بھول جانے کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے تو؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی نماز کو بھول گیا یا نماز کے وقت سوتا رہ گیا تو اس کا کفارہ
ہے کہ جب یاد آ جائے یا سو کر اُٹھے اسی وقت پڑھ لے۔ (معارف الحدیث' صحیح بخاری وصحیح مسلم)

نماز میں تساہل: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا
تمہارا کیا حال ہوگا اور کیا رویہ ہوگا جب ایسے غلط کار اور خدا نا ترس لوگ تم پر حکمران ہوں گے
نماز کو مردہ اور بے روح کریں گے (یعنی ان کی نمازیں خشوع وخضوع اور آداب کے اہتمام نہ
ہونے کی وجہ سے بے روح ہوں گی) یا وہ نمازوں کو ان کے صحیح وقت کے بعد پڑھیں گے؟ میں
نے عرض کیا تو آپ ﷺ کا میرے لیے کیا حکم ہے؟ یعنی ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے
آپ ﷺ نے فرمایا تم وقت آ جانے پر اپنی نماز پڑھ لو۔ اس کے بعد اگر ان کے ساتھ نماز
پڑھنے کا موقع آ جائے تو ان کے ساتھ پڑھو۔ یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔

(معارف الحدیث' صحیح مسلم)

دوسری نماز کا انتظار: ایک بار مغرب کی نماز کے بعد کچھ لوگ عشاء کی نماز کا انتظار کر رہے
تھے۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ اس قدر تیز تیز چل کر آئے کہ آپ ﷺ کی
سانس پھول گئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! خوش ہو جاؤ تمہارے ربّ نے آسمان کا ایک
دروازہ کھول کر تمہیں فرشتوں کے سامنے کیا اور فخر کے طور پر فرمایا دیکھو! یہ میرے بندے نماز ادا
کر چکے اور دوسری نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ (ابن ماجہ)

جمع بین الصلوٰتین: بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے
ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس کے غیر وقت میں کوئی نماز
پڑھی ہو مگر مغرب وعشاء کی نمازوں میں جن کو مزدلفہ میں جمع فرمایا اور احادیث میں عرفات میں
ظہر وعصر کی نمازیں بھی جمع فرمانا مروی ہے اور یہ جمع بر بنائے مناسک حج تھی' نہ کہ سفر کی وجہ سے
اور جامع الاصول میں بروایت ابوداؤد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ
نبی اکرم ﷺ نے کبھی سفر میں مغرب وعشاء کو نہیں پڑھا مگر ایک مرتبہ۔ جمع بین الصلوٰتین کے
معنی یہ ہیں کہ پہلی نماز کو اتنا مؤخر کیا جائے کہ اسے اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور
دوسری نماز میں اتنی تعجیل کی جائے کہ اسے اس کے شروع وقت میں پڑھا جائے اور بعض اسے
جمع صوری کا نام دیتے ہیں کیونکہ یہ ظاہر صورت میں تو جمع ہے مگر در حقیقت جمع نہیں ہے اور یہی

وہ صورت ہے جس پر احناف سفر میں جمع کا اطلاق کرتے ہیں۔(مدارج النبوۃ)

جامع الاصول میں ابوداؤد سے بروایت نافع اور عبداللہ بن واقدی مروی ہے کہ ایک بار سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مؤذن نے کہا ''الصلوٰۃ'' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا چلتے رہو یہاں تک کہ غروبِ شفق سے پہلے اُترے اور نمازِ مغرب ادا کی اس کے بعد انتظار کیا یہاں تک کہ شفق غائب ہوگئی اور عشاء کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو سفر میں جلدی ہوتی تو آپ ﷺ یہی فرماتے اور یہی حکم دیتے جیسا کہ میں نے کیا ہے۔(مدارج النبوۃ)

نماز کے اوقاتِ ممنوعہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین وقتوں میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور انہی اوقات میں مردوں کو دفن کرنے سے بھی یعنی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی منع فرمایا ہے:

۱) طلوعِ آفتاب کے وقت۔ ۲) زوال کے وقت۔ ۳) غروبِ آفتاب کے وقت۔

(مسلم)

حضور ﷺ کی نماز: احادیث میں روایات ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس تکبیر تحریمہ کے ساتھ دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے اور اس کے بعد ہاتھ باندھ لیتے۔ اس طرح کہ داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھتے' ہاتھ باندھنے کے بعد ثناء پڑھتے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ...... اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھتے۔ اس کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔

پھر اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھتے اور اس کے آخر میں آمین کہتے (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں آمین آہستہ کہنا ہے)۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام چار چیزوں میں اخفاء کرے یعنی آہستہ سے کہے۔ تعوذ' بسم اللہ' آمین اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ۔

پھر حضور ﷺ سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھتے پھر آپ ﷺ جب اس قرأت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے (جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہتے) اسی طرح جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فرماتے۔

رکوع میں دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر خوب جماتے اور اُنگلیوں کو کھول کر رکھتے (علا
فرماتے ہیں کہ نماز میں اُنگلیوں کی تین حالتیں ہیں ایک رکوع کی حالت میں کھول کر رکھ
چاہیے۔ دوسرے سجدے کی حالت میں اُنگلیوں کو ملا کر رکھنا چاہیے تیسرے تمام حالتوں میں
اُنگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑنا خواہ قیام کی حالت ہو خواہ تشہد کی ہو)۔

حضور ﷺ رکوع میں بازوؤں کو پہلو سے دور رکھتے اور اپنی پشت کو سیدھا رکھتے اور سر کو
اس کے برابر نہ نیچا کرتے اور نہ اُٹھاتے اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہتے (یہ کم از کم ہے
بسا اوقات آپ ﷺ اس سے بھی زیادہ کہتے تھے اور زیادہ بار کہنا طاق عدد میں افضل ہے) اور
جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو سجدہ میں اس وقت تک نہ جاتے جب تک کہ سیدھے کھڑے نہ ہو
جاتے اور حضور ﷺ سجدے اسی انداز سے کرتے آپ ﷺ جب سجدے میں جاتے تو ہاتھوں
سے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھتے اس کے بعد ہاتھوں کو رکھتے پھر پہلے بنی (ناک) زمین پر
رکھتے۔ پھر پیشانی مبارک رکھتے۔ سجدے میں بازوؤں اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھتے اتنا کہ
بکری کا بچہ اس کے درمیان سے گزر سکتا تھا۔ سجدے میں سر مبارک کو دونوں ہتھیلیوں کے
درمیان میں رکھتے۔ سجدے میں پاؤں کی اُنگلیوں کا رُخ قبلہ کی جانب ہوتا تھا۔ سجدے میں کم
از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتے اور جب سجدے سے سر اُٹھاتے تو جب تک بالکل
سیدھے نہ بیٹھ جاتے دوسرا سجدہ نہ فرماتے جب قیام طویل ہوتا تو رکوع و سجدہ اور جلسہ بھی طویل
ہوتا اور جب قیام مختصر ہوتا تو یہ سب مختصر ہوتے۔ (مدارج النبوۃ)

آپ ﷺ ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جب سجدے سے (قیام کے لیے
کھڑے ہوتے تو رانوں اور گھٹنوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں
کو گھٹنوں پر رکھے اور اسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کھڑا ہو جائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ نے کھڑے ہوتے وقت زمین پر ہاتھوں سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونے سے منع
فرمایا ہے (لیکن بحکم ضرورت زیادتی مشقت کبرسنی اور کمزوری کے وقت زمین پر ٹیک لگانا جائز
ہے)۔ (مدارج النبوۃ)

اور جب حضور ﷺ تشہد میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا

رکھتے اور جب آخری رکعت کے بعد تشہد کے لیے بیٹھتے تو قعدہ اولیٰ کی طرح بیٹھتے اور جب تشہد پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے (اس کی صورت یہ ہے کہ چھنگلی اور اس کے پاس کی اُنگلی کو ہتھیلی کے اندر جمع کرے اور بیچ کی اُنگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائے اور شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرے اور جب لا الٰہ کہے تو اُنگلی اُٹھائے اور الا اللہ کہنے پر نیچے کرے)۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں تعلیم فرمائی کہ ہم ان الفاظ میں التحیات پڑھیں:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ (رواہ مسلم' معارف الحدیث)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے کہا کیا میں تمہیں ایک تحفہ جسے میں نے حضور ﷺ سے سنا پیش کردوں؟ میں نے کہا ہاں ضرور تو انہوں نے کہا حضور ﷺ سے میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے ہمیں آپ ﷺ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو بتلا دیا لیکن ہم درود کس طرح بھیجیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ان الفاظ میں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

(بخاری و مسلم' معارف الحدیث)

ایک دوسرے صحابی حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ جب حضور ﷺ سے درود کے متعلق دریافت کیا گیا کہ حضرت ﷺ جب ہم نماز میں آپ ﷺ پر درود پڑھیں تو کس طرح پڑھیں؟ تو آپ ﷺ نے مذکورہ درود شریف کی تلقین فرمائی۔ (مدارج النبوۃ)

طبرانی ابن ماجہ اور دار قطنی حضرت سہیل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز ہی نہیں جس نے اپنے نبی پر درود نہ بھیجا۔ (مدارج النبوۃ)

درود شریف کے بعد اور سلام سے پہلے دعا: مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ نمازی تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور اس کے بعد دُعا کرے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تشہد کی تلقین والی حدیث کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے۔ یعنی نمازی جب تشہد پڑھ چکے تو جو دُعا اسے اچھی معلوم ہو اس کا انتخاب کرلے اور اللہ تعالیٰ سے وہی دُعا مانگے۔ (معارف الحدیث)

درود شریف کے بعد نماز میں دُعا آنحضرت ﷺ سے تعلیماً بھی ثابت ہے اور عملاً بھی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی آخری تشہد پڑھ کر فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ (مسلم)

حضور نبی کریم ﷺ درود شریف کے بعد یہ دُعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

''اے اللہ میں آپ سے قبر کے عذاب کی پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور موت وحیات کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور گناہ سے اور (بلاوجہ) تاوان بھگتنے سے پناہ چاہتا ہوں''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دُعا کی تعلیم اس طرح ہم کو دیتے تھے جس طرح قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ (مسلم وبخاری مدارج النبوۃ)

نبی کریم ﷺ تشہد کے بعد (نماز کے آخر میں) دائیں اور بائیں سلام پھیرتے اور اپنی چشم مبارک نماز میں کھلی رکھتے تھے بند نہ کرتے تھے۔ (صحیح مسلم مدارج النبوۃ)

سجدۂ سہو:

① نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کرلینے سے نماز درست ہو جاتی ہے اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو دوبارہ پڑھے۔ (بہشتی زیور)

② اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہو

گی۔ پھر سے پڑھے۔ (ردالمحتار)

۳ سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کے داہنی طرف ایک سلام پھیر کے دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دُعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔ (فتاویٰ ہندیہ و شرح البدایہ)

اگر بھولے سے سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدۂ سہو کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہو گئی۔ (شرح البدایہ طحاوی، بہشتی زیور)

نماز کے بعد کے معمولات: حضورِ اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ جب سلام پھیرتے تو تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، استغفر اللّٰہ کہتے اور پھر اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (یعنی اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ سے ہی سلامتی ہے اے بزرگی اور عزت والے تو برکت والا ہے) پڑھتے۔

صرف اتنا کہنے کی حد تک قبلہ رُخ رہتے اور مقتدیوں کی طرف تیزی سے منتقل ہو جاتے اور اپنے دائیں بائیں جانب (رخِ انور) پھیر لیتے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کئی بار بائیں رُخ ہو جاتے دیکھا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کثرت سے دائیں رُخ پر دیکھا۔ (زاد المعاد)

نمازوں کے بعد کی خاص دُعائیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھا کرتے تھے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو تیرے عذاب سے مالداری نہیں بچا سکتی“۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز میں سلام پھیرنے کے بعد تمام انواع ذکر پر روایت

کردہ استغفار کو مقدم رکھنا چاہیے۔ اس کے بعد اَللّٰھُمَّ اَنتَ السَّلَامُ ...... پڑھنا چاہیے پھر اس کے بعد مذکورہ بالا دُعا پڑھنا چاہیے۔ (مدارج النبوۃ)

حضور نبی کریم ﷺ دُعا کے شروع میں اور کبھی دُعا کے درمیان میں اکثر ان الفاظ کا اضافہ فرماتے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

''اے ہمارے ربّ دنیا میں ہمیں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا''۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہتے اور مذکورہ بالا دُعا پڑھتے۔ (مسلم، معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو اپنا داہنا ہاتھ سر پر پھیرتے اور فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ۔

(بزار، طبرانی، ابن سنی، حصن حصین)

''میں نے اللہ کے نام کے ساتھ نماز ختم کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) جو رحمٰن اور رحیم ہے اے اللہ تو مجھ سے فکر اور رنج کو دور فرما''۔

حضور اکرم ﷺ کا ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھنا بھی آیا ہے اور یہ حدیث حد درجہ صحیح ہے اور ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا بھی آیا ہے۔ اس میں فضل عظیم ہے۔

(مدارج النبوۃ)

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دُعا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور فقر و فاقہ سے اور قبر کے عذاب سے''۔

(جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب شام یا صبح ہوتی تو رسول اللہ ﷺ یہ دُعا ضرور فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَفِیْ اَهْلِیْ وَمَالِیْ

”اے میرے اللہ! میں اپنے دین و دنیا اور اپنے اہل و مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا طلبگار ہوں“۔ (معارف الحدیث)

حضور ﷺ کی نماز کی کیفیت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ اس درجہ نوافل پڑھا کرتے تھے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ کسی نے عرض کیا کہ جب آپ ﷺ پر اگلے پچھلے سب گناہوں کی معافی کی بشارت ہو چکی ہے تو پھر آپ ﷺ اس درجہ مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا (کہ جب حق تعالیٰ جل شانہٗ نے مجھ پر اتنا انعام فرمایا تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں) (شمائل ترمذی)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (خصائل نبویؐ)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا حضور خوابِ استراحت سے بیدار ہوئے' مسواک کی اور وضو کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو گئے تو میں بھی نماز کے لیے حضور ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع فرمائی تو کوئی رحمت والی آیت ایسی نہ گزری جس میں حضور ﷺ نے توقف کر کے خدا کے حضور رحمت کی درخواست نہ کی ہو اور ایسی کوئی عذاب والی آیت نہ گزری جس میں حضور ﷺ نے توقف کر کے خدا کے حضور اس کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو (نفلی نمازوں میں اس طرح رک کر دُعا کرنا جائز ہے' بشرطیکہ عربی میں ہو لیکن فرض نمازوں میں ایسا کرنا درست نہیں) پھر آپ ﷺ نے قیام کے برابر طویل رکوع فرمایا اور پڑھا: سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْعَظَمَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ پھر رکوع سے سر مبارک اُٹھا کر اتنا ہی قیام فرمایا اور اس میں بھی یہی کلمات پڑھے۔ اس کے بعد سجدہ کیا اور اس میں بھی یہی کلمات پڑھے پھر دونوں سجدوں کے درمیان جلوس فرمایا اس میں بھی اسی کے مانند کلمات ادا فرمائے۔ اس کے بعد بقیہ رکعتوں میں سورۂ آلِ عمران' سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ تلاوت فرمائی۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ایک رات تہجد میں ایک ہی آیت کی تکرار فرماتے رہے اور وہ یہ آیت تھی:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [المائدہ]

"اگر آپ ان کو عذاب دیں تو بے شک وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ انہیں معاف فرما دیں تو آپ ہی زبردست حکمت والے ہیں"۔ (خصائل نبوی ﷺ)

حضور ﷺ کی خاص نمازیں: حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ حضورِ اقدس ﷺ کی کوئی عجیب ترین بات سنائیں۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی کونسی بات ایسی تھی جو عجیب ترین نہ تھی اس کے بعد فرمانے لگیں۔ ایک رات کا قصہ ہے کہ سونے کے لیے مکان پر تشریف لائے اور میرے پاس میرے لحاف میں لیٹ گئے۔ لیٹتے ہی تھوڑی سی دیر میں فرمایا کہ چھوڑ تا کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ یہ فرما کر کھڑے ہو گئے۔ وضو کیا اور نماز کی نیت باندھ لی اور رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ سینہ مبارک تک آنسو بہہ کر آنے لگے۔ اس کے بعد رکوع کیا اس میں بھی روتے رہے۔ پھر سجدے سے اُٹھے اور روتے رہے۔ غرض صبح تک یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ بلال رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے لیے بلانے کے لیے آ گئے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ اس قدر کیوں روئے۔ اللہ جل شانہٗ نے تو آپ ﷺ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اس کے بعد ارشاد فرمایا میں ایسا کیوں نہ کرتا حالانکہ آج مجھ پر یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ سے ﴿لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ تک سورۂ آل عمران کے آخری رکوع کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ (خصائل نبوی ﷺ مدارج النبوۃ)

نمازِ تہجد و وتر: حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضورِ اقدس ﷺ کی رات کی نماز یعنی نمازِ تہجد و وتر کے متعلق دریافت کیا کہ حضور ﷺ کا کیا معمول تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ عشاء کی نماز کے بعد رات کے اوّل حصہ میں استراحت فرماتے تھے۔ اس کے بعد تہجد پڑھتے رہتے تھے یہاں تک کہ آخری شب ہو جاتی تھی تب وتر پڑھتے۔ اس کے بعد اپنے بستر پر تشریف لے آتے۔ اگر رغبت ہوتی تو اپنے اہل کے پاس تشریف لے جاتے۔ پھر صبح کی اذان کے بعد فوراً اُٹھ کر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر نماز کے لیے مسجد تشریف لے جاتے۔ (شمائل ترمذی)

شعبان کی پندرھویں شب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا

کہ میرے پاس اس وقت جبرائیل علیہ السلام آئے اور بتایا آج کی رات شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر مخلوق کو جہنم سے آزاد کریں گے البتہ مشرک اور کینہ پرور اور قطع رحمی کرنے والے اور ٹخنہ سے نیچی لنگی پہننے والے نیز والدین کی نافرمانی کرنے والے ہمیشہ شراب نوشی کرنے والے پر حق تعالیٰ نظر عنایت نہ فرمائے گا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے کپڑے اُتارے اور فرمایا اے عائشہ! کیا تم آج رات عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو؟ (اجازت حاصل کرنے کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ رات بھر عبادت کرنے کا معمول نہ تھا بلکہ کچھ حصہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی دلجوئی اور دلجمعی کے لیے بھی مخصوص تھا یہ اس رات نہ ہو سکا)۔

میں نے عرض کیا ہاں ہاں! میرے والدین آپ ﷺ پر قربان! چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز شروع فرما دی۔ پھر ایک لمبا سجدہ کیا حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں خدانخواستہ آپ ﷺ کی روح تو قبض نہیں ہو گئی۔ میں کھڑی ہو کر ٹٹولنے لگی اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے تلووں پر رکھا۔ آپ ﷺ میں کچھ حرکت ہوئی جس سے میں مسرور و مطمئن ہو گئی میں نے سنا کہ آپ ﷺ سجدے میں یہ پڑھ رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِعَفۡوِكَ مِنۡ عِقَابِكَ وَاَعُوۡذُ بِرِضَاكَ مِنۡ سَخَطِكَ وَاَعُوۡذُبِكَ مِنۡكَ جَلَّ وَجۡھُكَ لَا اُحۡصِیۡ ثَنَآءً عَلَیۡكَ اَنۡتَ كَمَا اَثۡنَیۡتَ عَلٰی نَفۡسِكَ ۔

"اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں آپ کے عفو و درگزر کے ذریعہ آپ کے عذاب سے اور پناہ چاہتا ہوں آپ کی رضا کے ذریعے آپ کی ناراضگی سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں آپ ہی سے آپ باعظمت ہیں اور میں آپ کی شایانِ شان تعریف نہیں کر سکتا آپ ویسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی ثنا فرمائی"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ صبح کو ان کلمات دُعائیہ کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا تم ان کو سیکھ لو اوروں کو سکھاؤ۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے یہ کلمات سکھائے ہیں اور کہا ہے کہ میں انہیں سجدے میں بار بار پڑھا کروں۔ (بیہقی، مشکوٰۃ، الترغیب والترہیب)

اورادِ مسنونہ صبح و شام: حضرت مسلم بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خصوصیت کے ساتھ تلقین فرمائی کہ جب تم مغرب کی نماز ختم کرو تو کسی سے بات کرنے

سے پہلے سات دفعہ یہ دُعا کرو:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ''اے اللہ مجھے دوزخ سے پناہ دے''۔

تم نے مغرب کے بعد اگر یہ دُعا کی اور اسی رات میں تم کو موت آ گئی تو دوزخ سے تمہارے بچاؤ کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

اور اسی طرح جب تم صبح کی نماز پڑھو تو کسی آدمی سے بات کرنے سے پہلے سات دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو: اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ اگر اس دن تمہاری موت مقدر ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو دوزخ سے بچانے کا حکم ہو جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، زاد المعاد)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین تین بار یہ دُعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

''اللہ کے نام سے (ہم نے صبح کی یا شام کی) جس کے نام کے ساتھ آسمان اور زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے''۔

وہ اس دن اور رات ہر بلا سے محفوظ و مامون رہے گا اور تین بار یہ دُعا مانگے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

''میں اللہ کے کلماتِ تامہ کی پناہ لیتا ہوں اس کی ہر مخلوق کے شر سے''۔ (ادب المفرد، ابن حبان، حاکم)

نمازِ فجر اور رات میں: (۱) سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ۔ آیت الکرسی ایک مرتبہ: ﴿اَشْهَدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ تک ایک مرتبہ۔

(۲) سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی اور اس کے ساتھ والی آیتیں پانچوں نمازوں کے بعد پڑھ لیا کرے تو جنت اس کا ٹھکانہ ہو اور حظیرۃ القدس میں رہے اللہ تعالیٰ روزانہ اس پر ستر مرتبہ نظر رحمت سے دیکھیں اور ستر حاجتیں اس کی پوری فرما دیں گے یعنی اس کی مغفرت ہے۔ (ابن سنی)

(۳) تین مرتبہ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّرَسُوْلًا

''میں اللہ تعالیٰ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر اور محمدؐ کو نبی ماننے پر راضی ہوں''۔

فضیلت: اس کے تین مرتبہ پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنا انعام دیں گے کہ اس

کا پڑھنے والا راضی ہو جائے گا۔ (حصن حصین)

۴) حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا' شام کو اور صبح کو (یعنی دن شروع ہونے پر اور رات شروع ہونے پر) تم قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین بار پڑھ لیا کرو۔ یہ ہر چیز کے لیے تمہارے لیے کافی ہے۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ۔ [از صحاح ستہ]

"سو تم اللہ کی پاکی بیان کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت اور تمام آسمانوں اور زمین میں اسی کے لیے حمد ہے اور زوال کے بعد بھی اور ظہر کے وقت بھی۔ وہ جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم اُٹھائے جاؤ گے"۔

فضیلت: رات کو پڑھے تو دن کے تمام اذکار و اوراد کی کمی پوری کر دی جاتی ہے اور صبح کو پڑھے تو رات کے اوراد و اذکار کی کمی پوری کر دی جاتی ہے۔ (صحاح ستہ)

عبداللہ بن غنام بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ صبح ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرے:

اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔ (معارف الحدیث)

"اے اللہ اس صبح کے وقت جو بھی کوئی نعمت مجھ پر یا کسی بھی دوسری مخلوق پر ہے وہ صرف تیری ہی طرف سے ہے تو تنہا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں تیرے ہی لیے حمد ہے اور تیرے ہی لیے شکر ہے"۔

تو اس نے اس دن کی ساری نعمتوں کا شکر ادا کر دیا اور جس نے شام ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اسی طرح عرض کیا' تو اس نے پوری رات کی نعمتوں کا شکر ادا کر دیا۔

(معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ

سے عرض کیا کہ مجھے ذکر و دُعا کے وہ کلمے تعلیم فرما دیجیے جن کو میں صبح و شام پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ

''اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے غائب اور حاضر کے جاننے والے (آپ) ہر شے کے پروردگار اور اس کے مالک ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں اور نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تم اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کیا کرو صبح کو اور شام کو اور سونے کے لیے بستر پر لیٹتے وقت۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، معارف الحدیث)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ مجھے تجھ سے محبت ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی آپ ﷺ سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو (اس محبت ہی کی بنا پر میں تجھ سے کہتا ہوں کہ) ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا ضرور کیا کرو اور کبھی اسے نہ چھوڑو۔

رَبِّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

''اے میرے پروردگار! میری مدد فرما، اور مجھے توفیق دے اپنے ذکر کی اپنے شکر کی اور اپنی اچھی عبادت کی''۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، زاد المعاد، معارف الحدیث)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دُعا تعلیم فرما دیجیے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یوں عرض کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

(بخاری و مسلم، مدارج النبوۃ)

''اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور اس میں شک نہیں کہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا۔ پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے

بیشک تو ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے"۔

تسبیحاتِ شام و سحر

تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا: مسند امام احمد میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ کلمات اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سکھائے جب وہ ایک غلام طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا سوتے وقت تم ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اور ایک بار کہو: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ (بخاری و مسلم ترمذی)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلیے ملک ہے اور اسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

افرادِ اُمت کے لیے مستحب ہے کہ ہر نماز کے بعد یہ کہا کریں اور سو کی گنتی پوری کرنے کے لیے ایک بار مذکورہ دعا پڑھ لیا کریں۔ (زاد المعاد)

جس نے نمازِ فجر و مغرب کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے کوئی بات کرنے سے پہلے دس مرتبہ پڑھا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے سب تعریف ہے اسی کے ہاتھ خیر ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس کے لیے یہ ورد نیکیوں کو قائم کرنے، بدیوں کو مٹانے اور درجات کی بلندی کے لیے عظیم تاثیر رکھتا ہے۔ (مدارج النبوت، زاد المعاد)

دیگر تسبیحات: ۱) سو مرتبہ صبح کے وقت اور سو مرتبہ شام کے وقت پڑھیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

۲) صبح اور شام سو سو مرتبہ پڑھیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

۳) سو مرتبہ روزانہ پڑھیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

۴) جب سونے کا ارادہ کرے تو یہ پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳بار' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳بار' اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴بار

۵) جب تہجد کے لیے اُٹھے تو یہ پڑھے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۱۰بار' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۱۰بار' سُبْحَانَ اللّٰہِ ۱۰بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۰بار

۶) ہر نماز کے بعد پڑھیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳بار'

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳بار' اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴بار' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۱۰بار

۷) بعد ہر نماز کے پڑھیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ سو بار' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سو بار' اَللّٰہُ اَکْبَرُ سو بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ایک بار۔

۸) سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ایک بار۔

۹) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

بکثرت (بلا تعداد بلا تعین وقت) پڑھیں۔ (حصن حصین)

تسبیحات کا شمار: ۱۰) چونکہ تسبیحات کے پڑھنے کے لیے بعض مخصوص اعداد بھی وارد ہیں۔ ان کے شمار کرنے کے لیے دو طریقے ہیں۔ تسبیح سے گننا اور عقد انامل سے گننا یہ دونوں طریقے مسنون ہیں اور عقد انامل (انگلیوں کے حساب کا ایک طریقہ) حضور ﷺ کی قولی و فعلی حدیث سے ثابت ہے اس لیے اس میں زیادہ فضیلت ہے۔ (از اوراد رحمانی)

عقد انامل: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ انگلیوں پر کلمہ طیبہ اور تسبیحات گنا کرو کہ قیامت کے دن ان انگلیوں سے بھی محاسبہ ہوگا کہ اپنے اپنے اعمال بتائیں اور ان کو قوت گویائی عطا کی

جائے گی اور حضور ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کہ آپ ﷺ کا نمونہ ہر چیز میں ہمارے سامنے ہے۔(شرح شمائل ترمذی)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ وہ تکبیر اللہ اکبر تقدیس سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ اور تہلیل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تعداد کا خیال رکھا کریں اور انہیں اُنگلیوں پر شمار کیا کریں۔ فرمایا اس لیے کہ قیامت کے دن اُنگلیوں سے دریافت کیا جائے گا اور وہ بتلائیں گی کہ کتنی تعداد میں تکبیر تقدیس اور تہلیل کی تھی۔(حصن حصین، شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سیدھے ہاتھ کی اُنگلیوں پر تسبیح پڑھتے دیکھا ہے۔(شمائل ترمذی، حصن حصین)

اَوراد بعد نماز: واضح رہنا چاہیے کہ نماز کے بعد دُعائیں اور اذکار جو متعدد حدیثوں میں آئے ہیں جیسے مذکورہ دُعائیں وغیرہ انہیں نماز کے متصل بعد، فصل کے بغیر پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ متصل بعد کا مطلب یہ ہے کہ نماز اور ان دعاؤں کے درمیان ایسی کسی چیز میں مشغول نہ ہو جو یادِ الٰہی کے منافی شمار ہوتی ہو اور اگر خاموش اتنی دیر رہے کہ اسے زیادہ نہ سمجھا جاتا ہو تو مضائقہ نہیں۔ لہٰذا نماز سے فارغ ہونے کے بعد جو کچھ بھی وجہ مذکور پر پڑھے اسے نماز کے بعد ہی کہا جائے گا۔

اب رہا یہ کہ سنت مؤکدہ کا فرض کے بعد پڑھنا کیا فرض اور اذکار و ادعیہ مذکورہ کے درمیان موجب فصل اور وجہ بعدیت ہے یا نہیں؟ یہ بھی اس جگہ محل نظر ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ فصل نہ ہوگا اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ بعض دُعائیں اور اذکار جو نمازوں کے فوراً بعد پڑھے یہ اس کا متقاضی نہیں ہے کہ ان کو فرض سے ملائے بلکہ ان کا مقام ان سنتوں کے بعد بغیر کسی مشغولیت کے ہے جو فرض کے تابع ہیں اور جو سنتیں فرض کے تابع نہیں ہیں وہاں فرض کے بعد متصل ہی پڑھنا کافی ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ فرض اور سنتوں کے درمیان بعض دُعاؤں اور اذکار سے فصل کرنا اختیاری ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ کسی مختصر دُعا اور ذکر سے فصل کرے اور جو دُعائیں اور اذکار طویل ہیں انہیں سنتوں کے بعد پڑھے۔

حضور ﷺ سے کسی ایسی دُعا و ذکر سے فصل جس کو مسجد میں ہمیشہ کرتے رہے ہوں جیسے

آیت الکرسی اور تسبیحات کا پڑھنا ثابت نہیں ہے (کبھی کبھی پڑھنا اور امر ہے یہ گفتگو مداومت اور دوام پر ہے)

خلاصہ یہ ہے کہ جب امام ظہر، مغرب اور عشاء میں سلام پھیرے تو چونکہ ان فرائض کے بعد سنتیں ہیں تو بیٹھے رہنا مکروہ ہے اسے لازم ہے کہ مختصر دعا کے بعد سنت کے لیے کھڑا ہو جائے اور وہ نمازیں جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں وہاں اپنی جگہ قبلہ رو دیر تک بیٹھے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مدارج النبوۃ)

اندازِ قراءت: حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تلاوت میں ترتیل کا تھا۔ تیزی اور سرعت کے ساتھ تلاوت نہ فرماتے بلکہ ایک ایک حرف ادا کر کے واضح طور پر تلاوت فرماتے۔ آپ ﷺ ایک ایک آیت کی تلاوت وقفہ کر کے کرتے اور مد کے حروف کو کھینچ کر پڑھتے مثلاً رَحْمٰن اور رَحِیْم کو مد سے پڑھتے اور تلاوت کے آغاز میں آپ ﷺ شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگتے اور پڑھتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

اور گاہے گاہے یوں پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ تلاوت میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پڑھتے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پر ٹھہرتے پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پر وقف کرتے پھر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پر وقف کرتے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضورِ اقدس قرآن مجید آہستہ پڑھتے تھے یا پکار کر؟ انہوں نے فرمایا کہ دونوں طرح معمول تھا۔ میں نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے جس نے ہر طرح سہولت عطا فرمائی (کہ بمقتضائے وقت جیسا مناسب ہو آواز سے یا آہستہ جس طرح پڑھ سکے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان سے ذکر کیا گیا کہ بعضے لوگ پورا قرآن ایک رات میں ایک دفعہ یا دو دفعہ پڑھ لیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ان لوگوں نے پڑھا بھی اور نہیں بھی پڑھا (یعنی الفاظ کی تو تلاوت کر لی مگر اس کا حق ادا نہیں کیا) میں رسول اللہ ﷺ کے

ساتھ تمام رات کھڑی رہتی تھی اور آپ ﷺ نماز میں سورۂ بقرہ' آل عمران اور سورۂ نساء پڑھتے تھے۔ سو آپ ﷺ کسی آیت پر جس میں خوف (کا مضمون) ہو نہیں گزرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے تھے' اور (امن) کا سوال کرتے تھے۔ (یعنی نفل نماز کے اندر ایسی آیتوں کے مضمون کے حق کو ادا کرنے میں اتنی دیر لگ جاتی تھی کہ تمام رات میں ایک منزل پڑھنے پاتے تھے)۔

(مسند امام احمد)

① حضورِ اکرم ﷺ نوافل میں کبھی اتنا قیام فرماتے کہ قدم مبارک ورم کر آتے اور سینہ مبارک میں سے ہانڈی کھولنے کی سی آواز آتی تھی (یہ خوفِ خدا کی وجہ سے ہوتا تھا)

② حضور ﷺ کو وہ عبادت زیادہ محبوب تھی جو ہمیشہ ادا ہو سکے۔ (بخاری)

③ جب آپ ﷺ امام ہوتے تو ایسی ہلکی پھلکی نماز پڑھاتے جو مقتدیوں پر بار نہ ہوتی۔

(نسائی)

④ اور جب تنہا نماز پڑھتے تو بہت طویل پڑھتے۔ (نسائی)

اگر نماز نفل میں مشغول ہوتے اس وقت اگر کوئی شخص پاس آ بیٹھتا تو آپ ﷺ نماز مختصر کر دیتے اور اس کی ضرورت پوری کر دینے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہو جاتے۔ اگرچہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ تام اور قربِ خصوصی حاصل تھا۔ کبھی آپ ﷺ نماز شروع کرتے تو طویل کر دیتے پھر کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتے تو اس خیال سے مختصر کر دیتے کہ کہیں ماں پر بار نہ گزرے۔ (زاد المعاد)

آپ ﷺ کھڑے کھڑے' بیٹھ کر' لیٹ کر' وضو اور بغیر وضو (جنابت کے علاوہ) ہر حالت میں قرآن پڑھ لیتے اور اس کی تلاوت سے منع نہ فرماتے اور آپ ﷺ بہترین انداز سے تلاوت فرماتے۔ (زاد المعاد)

حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے یاد نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سارا قرآن کسی ایک رات میں پڑھا ہو یا ساری رات یعنی عشاء سے لے کر فجر تک نماز پڑھی ہو یا سوائے رمضان کے کسی مہینہ میں پورے مہینہ کے روزے رکھے ہوں یعنی یہ باتیں آپ ﷺ نے کبھی نہیں کیں۔ (مسلم' مشکوٰۃ)

سواری پر نماز نوافل: نبی کریم ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نوافل سواری پر بھی پڑھ

لیتے تھے خواہ جس طرف بھی اس کا رخ ہوتا۔ رکوع و سجود اشاروں سے کرتے۔ آپ ﷺ کا سجدہ بہ نسبت رکوع کے قدرے نیچا ہوتا تھا۔

سجدۂ تلاوت: نبی کریم ﷺ تلاوت قرآن کے دوران جب کسی سجدہ کے مقام سے گزرتے (یعنی آیت سجدہ پڑھتے) تو تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے۔ (زاد المعاد)

سجدۂ تلاوت واجب ہے: سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اُٹھائے۔ سجدہ میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اُٹھائے۔

ھدایت: جو چیزیں نماز کے لیے مشروط ہیں وہی سجدہ تلاوت کے لیے بھی مشروط یعنی وضو کا ہونا' جگہ کا پاک ہونا' بدن اور کپڑوں کا پاک ہونا' قبلہ رخ ہونا۔ (بہشتی زیور)

سجدۂ شکر: آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے کہ جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو خوشی کی کوئی خبر ملتی یا کوئی خوشی کا واقعہ پیش آتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ میں گر پڑتے تھے۔

(ابوداؤد' ترمذی' ماخوذ از مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۳۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اپنے پروردگار کی طرف سے بشارت ملی کہ جس نے آپ ﷺ پر درود بھیجا میں اس پر رحم کروں گا اور جس نے آپ ﷺ پر سلام بھیجا میں اس پر سلام بھیجوں گا تو آپ ﷺ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ (زاد المعاد)

علامہ شامی فرماتے ہیں: ''جس شخص کو کوئی نئی نعمت حاصل ہو یا اللہ تعالیٰ اسے مال یا اولاد عطا فرمائے یا اس سے کوئی مصیبت دور ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر ادا کرے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد' تسبیح اور تکبیر پڑھے پھر اسی طرح سر اُٹھالے جس طرح سجدۂ تلاوت میں اُٹھایا جاتا ہے اس سلسلے میں بہت سی احادیث موجود ہیں اور حضرت ابو بکر' حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی سجدۂ شکر بجالانا ثابت ہے۔ (شامی ص ۲۵۴ ج ۱) یہ سجدۂ شکر سنت غیر مقصودہ ہے۔

قراءت مختلف نمازوں میں: رسول اللہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت ملا کر پڑھتے اور صبح کی نماز میں قراءت کو ساٹھ آیتوں سے سو تک دراز کرتے کبھی سورۃ ق پڑھتے اور کبھی

سورۂ روم پڑھتے اور کبھی قراءت میں تخفیف کرتے اور سفر میں معوذتین پڑھتے اور جمعہ کے دن فجر میں سورۂ "الم تنزیل سجدہ" پہلی رکعت میں اور "هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ" دوسری رکعت میں پڑھتے اور نماز جمعہ میں سورۂ منافقون اور کبھی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى یا سورۂ غاشیہ پڑھتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نماز میں باعتبارِ مصلحت وحکمت جو بھی وقت کا اقتضا ہوتا طویل یا قصیر سورتوں میں جو چاہتے پڑھتے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے اور جو یہ مشہور و معمول ہے اور جس پر اکثر فقہاء کا عمل ہے کہ فجر وظہر میں طوال مفصل پڑھتے اور عصر وعشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھتے تو حضور ﷺ کا معمول اکثر اصول میں اسی طرح پر تھا۔ اس باب میں اخبار و آثار بکثرت ہیں۔ تاہم احناف کے نزدیک اس امر میں حضورِ اقدس ﷺ کی مداومت ثابت نہیں ہے۔

احناف کے نزدیک کسی وقت کے ساتھ کسی سورت کو متعین کر لینا مکروہ ہے اور شیخ ابن الہمام نقل کرتے ہیں کہ یہ کراہت اس صورت میں ہے کہ اس کو لازم سمجھے اور ان کے سوا کو مکروہ جانے رسول اللہ ﷺ کی قراءت سے تبرک کی بنا پر تو کراہت نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کبھی کبھی ان کے علاوہ بھی پڑھا کرے تا کہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ جائز نہیں ہے۔ (مدارج النبوۃ)

فجر کی سنت میں قراءت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی سنت کی دو رکعتوں میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھیں۔ ایک حدیث میں حضورِ اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ یہ دونوں سورتیں کیسی اچھی ہیں کہ صبح کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

بعض احادیث میں دوسری سورتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

حضور ﷺ نماز فجر میں: ۱) سورۂ ق اور اس جیسی دوسری سورتیں پڑھا کرتے تھے اور بعد میں آپ ﷺ کی نماز ہلکی ہوتی تھی۔ (مسلم، معارف الحدیث)

۲) کبھی سورۃ التکویر وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ (مسلم)

۳) کبھی سورۂ مومنون (مسلم)

۴) اور سورۂ اِذَا زُلْزِلَتِ (سنن ابی داؤد)

۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سورۂ بقرہ کی آیات: قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا اور سورۂ آل عمران

کی یہ آیات: قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ ......(مذکورہ بالا سورتوں کا پڑھنا بھی احادیث میں وارد ہے)۔(صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں الم تنزیل (یعنی سورۃ السجدہ) اور دوسری رکعت میں ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ (یعنی سورۃ الدہر) پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

ظہر وعصر: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھتے تھے اور عصر کی نماز میں بھی قریب قریب اتنی ہی بڑی سورہ پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں اس سے کچھ طویل۔(مسلم، معارف الحدیث)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی ایک سورت پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے اور کبھی کبھی (سری نماز میں بھی ہماری تعلیم کی غرض سے) ایک آدھ آیت آپ اتنی آواز سے پڑھتے تھے کہ ہم سن لیتے تھے۔آپ ﷺ پہلی رکعت میں طویل قراءت فرماتے تھے اور دوسری رکعت میں اتنی طویل نہیں فرماتے تھے اور اسی طرح عصر میں اور اسی طرح فجر میں آپ ﷺ کا معمول تھا۔(صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث)

سنت ظہر: حضرت علی رضی اللہ عنہ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے (کہ حضور اقدس ﷺ بھی ان چار رکعتوں کو پڑھتے تھے اور ان میں طویل قراءت فرماتے تھے۔

فائدہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ان چار رکعتوں میں بھی یہ ہے کہ سورۂ بقرہ پڑھے ورنہ کوئی ایسی ہی صورت جو سو آیت سے زیادہ ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کا اتباع طویل قراءت میں ہو جائے۔

نمازِ عشاء: حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو عشاء کی نماز میں سورۂ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ پڑھتے سنا اور میں نے آپ ﷺ سے زیادہ اچھی آواز والا کسی کو نہیں سنا۔

(صحیح بخاری ومسلم، معارف الحدیث)

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا کہ عشاء کی نماز میں سورۂ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا سورۂ والضحیٰ، سورۂ واللیل اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھا کرو۔
(صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

جمعہ اور عیدین کی نماز میں قراءت: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھا کرتے تھے اور اگر عید و جمعہ دونوں ایک دن جمعہ ہو جاتے تو آپ ﷺ دونوں نمازوں میں یہی دو سورتیں پڑھتے۔ (صحیح مسلم) دوسری حدیث میں قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھنا بھی منقول ہے۔ (صحیح مسلم)

سورت کا تعین: حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بعض نمازوں میں کچھ مصالح اور فوائد کے پیش نظر بعض خاص سورتیں پڑھنا پسند فرمائی ہیں لیکن قطعی طور پر نہ ان کا تعین کیا اور نہ دوسروں کو تاکید فرمائی کہ وہ ایسا ہی کریں۔ پس اس بارے میں اگر کوئی آپ کا اتباع کرے اور ان نمازوں میں بھی وہی سورتیں اکثر و بیشتر پڑھے تو اچھا ہے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لیے بھی کوئی مضائقہ اور حرج نہیں۔

(معارف الحدیث)

نبی کریم ﷺ جمعہ اور عیدین کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں سورۂ معین کر کے نہیں پڑھا کرتے تھے۔ فرض نمازوں میں چھوٹی بڑی سورتوں میں کوئی ایسی سورت نہیں ہے جو آپؐ نے نہ پڑھی ہو اور نوافل میں ایک ایک رکعت میں دو سورتیں بھی آپ ﷺ پڑھ لیتے تھے لیکن فرض میں نہیں۔ معمولاً آپ ﷺ کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے بڑی ہوا کرتی تھی۔ قراءت ختم کرنے کے بعد ذرا دم لیتے پھر تکبیر کہتے اور رکوع میں چلے جاتے۔ (زاد المعاد)

حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ تابعی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے زمانے کے ایک امام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''میں نے کسی شخص کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو بہ نسبت فلاں امام کے''۔

حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان صاحب کے پیچھے میں نے بھی نماز پڑھی ہے ان کا معمول یہ تھا کہ ظہر کی دو رکعتیں لمبی پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتیں ہلکی پڑھتے تھے اور عصر کی ہلکی ہی پڑھتے تھے اور مغرب میں قصار مفصل اور عشاء میں اوساط مفصل پڑھتے تھے اور

فجر کی نماز میں طوالِ مفصل پڑھا کرتے تھے۔ (سنن نسائی)

تشریح ✿ مفصل قرآن مجید کی آخری منزل کی سورتوں کو کہا جاتا ہے یعنی سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک، پھر اس کے بھی تین حصے کیے گئے ہیں۔ حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک کی سورتوں کو طوالِ مفصل کہا جاتا ہے اور بروج سے لے کر سورۂ لم یکن تک کی سورتوں کو اوساط مفصل، اور لم یکن سے آخر تک کی سورتوں کو "قصار مفصل" کہا جاتا ہے۔ (معارف الحدیث)

اگر نماز کی پہلی رکعت میں کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھے اور دوسری رکعت میں اس سورت کا باقی حصہ پڑھے تو بلا کراہت درست ہے اور اسی طرح اگر اوّل رکعت میں کسی سورت کا درمیانی حصہ یا ابتدائی حصہ پھر دوسری رکعت میں کسی دوسری سورت کا درمیانی یا ابتدائی حصہ پڑھے یا کوئی پوری چھوٹی سورت پڑھے تو بلا کراہت درست ہے۔ (صغیری)

مگر اس کی عادت ڈالنا خلافِ اولیٰ ہے بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں مستقل سورۃ پڑھے۔

(بہشتی زیور)

- **سنتِ مؤکدہ:** اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات دن میں بارہ رکعتیں (علاوہ فرض نمازوں کے) پڑھے اس کے لیے جنت میں ایک گھر تیار کیا جائیگا (ان بارہ رکعتوں کی تفصیل یہ ہے) چار ظہر سے پہلے، دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث، شمائل ترمذی)

سنتِ فجر: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"فجر کی دو رکعتیں سنت، دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں"۔ (معارف الحدیث، صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اس کو چاہیے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے۔

(جامع ترمذی، معارف الحدیث)

سنتِ ظہر: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں جب آپ ﷺ نے نہیں پڑھی ہوتی تھیں تو آپ ﷺ ان کو ظہر سے فارغ ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔ (جامع ترمذی)

سنتِ مغرب و عشاء: دو رکعت سنت مغرب کے فرض کے بعد اور دو رکعت سنت عشاء کے

فرض کے بعد آپ ﷺ نے کبھی ترک نہیں فرمایا یہ سنت فرض سے فارغ ہوتے ہی مختصر دُعا کے فوراً بعد متصل پڑھی جاتی ہیں۔

وتر (نماز واجب): حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نماز تمہیں مزید عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے جن کو تم دنیا کی عزیز ترین دولت سمجھتے ہو وہ نماز وتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لیے نماز عشاء کے بعد سے طلوع صبح صادق تک مقرر کیا ہے (یعنی وہ اس وسیع وقت کے ہر حصہ میں پڑھی جاسکتی ہے)۔ (جامع ترمذی، سنن ابن داؤد، معارف الحدیث)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ آخری رات میں نہ اُٹھ سکے گا (یعنی سوتا رہ جائے گا) تو اس کو چاہیے کہ رات کے شروع ہی میں (یعنی عشاء کے ساتھ ہی) وتر پڑھ لے اور جس کو اس کی پوری اُمید ہو کہ (وہ تہجد کے لیے) آخر شب میں اُٹھ جائے گا تو اس کو چاہیے کہ وہ آخر شب ہی میں (یعنی تہجد کے بعد) وتر پڑھے اس لیے کہ اس وقت کی نماز میں ملائکہ رحمت حاضر ہوتے ہیں اور وہ وقت بڑی فضیلت کا ہے۔ (معارف الحدیث، صحیح مسلم)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وتر سے سوتا رہ جائے (یعنی نیند کی وجہ سے اس کی نماز وتر قضا ہو جائے) یا بھول جائے تو جب یاد آئے یا جب وہ جاگے تو اسی وقت پڑھ لے۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

حضور ﷺ کا معمول اکثر اوقات یہ تھا کہ آپ ﷺ وتر کو آخر شب میں طلوع صبح صادق سے پہلے ادا فرماتے اور بعض اوقات اوّل شب یا درمیان شب میں ادا فرماتے اور اس کے بعد تہجد کے لیے اُٹھتے تو وتر کا اعادہ نہ فرماتے۔ ترمذی میں حدیث ہے کہ فرمایا: لَا وِتْرَانِ فِیْ لَیْلَۃٍ ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

شیخ ابن الہمام شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ جس نے اوّل شب میں وتر پڑھ لیا اب اگر وہ تہجد کے لیے اُٹھے تو وتر کا اعادہ نہ کرے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں یعنی کبھی ابتدائی رات میں کبھی درمیان میں اور کبھی آخر رات میں اور آپ ﷺ کے

وتر کی انتہا رات کا آخری چھٹا حصہ تھا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ وتر پڑھتے تھے چار رکعتوں کے اور تین رکعتوں کے (یعنی سات رکعت) اور چھ اور تین (یعنی نو رکعت) اور آٹھ اور تین (یعنی گیارہ رکعت) اور دس اور تین (یعنی تیرہ رکعت) اور آپ نے کبھی سات رکعت سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ وتر نہیں پڑھے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

فائدہ: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تہجد اور وتر کے مجموعے کو بھی وتر ہی کہا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا طریقہ بھی یہی تھا کہ انہوں نے اس حدیث میں عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ کے سوال کا جواب بھی اسی اصول پر دیا ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی تین رکعتوں سے پہلے تہجد کبھی صرف چار رکعت پڑھتے تھے، کبھی چھ رکعت کبھی آٹھ رکعت اور کبھی دس رکعت، لیکن چار رکعت سے کم اور دس رکعت سے زیادہ تہجد پڑھنے کا آپ ﷺ کا معمول نہ تھا اور تہجد کی ان رکعتوں کے بعد آپ ﷺ وتر کی تین رکعت پڑھتے تھے۔ (معارف الحدیث)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل روایت میں ہے کہ ایک رات انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضور ﷺ نے دو رکعت پڑھی۔ معن رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ چھ مرتبہ حضورِ اکرم ﷺ نے دو، دو رکعت پڑھی گویا بارہ رکعت ہو گئی (ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تہجد کی بارہ رکعتیں ہیں) پھر وتر پڑھ کر لیٹ گئے۔ صبح کی نماز کے لیے جب بلال رضی اللہ عنہ بلانے آتے تو دو رکعت سنت مختصر قراءت سے پڑھ کر صبح کی نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ (شمائل ترمذی)

عبدالعزیز بن جریج تابعی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں کون کونسی سورتیں پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں آپؐ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور کبھی معوذتین بھی پڑھ لیتے تھے۔ یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

اور جب وتر کا سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ پڑھتے اور تیسری

مرتبہ آواز کو بلند فرماتے اور حروف کو کھینچ کر پڑھتے۔ (مدارج النبوۃ)

نماز وتر کی آخری تیسری رکعت میں بعد قراءت حنفیہ کے معمول میں یہ دعائے قنوت ہے۔

دُعائے قنوت:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِىْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّىْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِق۔ [بہشتی زیور]

''اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں۔ اور تیری ہی طرف دوڑتے اور جھپٹتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے''۔

جس کو دُعائے قنوت یاد نہ ہو وہ یہ دُعا پڑھ لیا کرے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

یا تین دفعہ یہ کہہ لے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ یا تین دفعہ یَارَبِّ یَارَبِّ کہہ لے تو نماز ہو جائے گی۔

(بہشتی زیور)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے چند کلمے تعلیم فرمائے جن کو میں قنوتِ وتر میں پڑھتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِىْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِىْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِىْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِىْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِىْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِىْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' دارمی)

''اے اللہ راہ دکھا مجھ کو ان لوگوں کی جن کو تو نے راہ دکھائی اور عافیت دے مجھ کو ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور کارسازی کر میری ان لوگوں میں جن کے آپ کارساز ہیں اور برکت دے اس چیز میں جو آپ نے مجھ کو عطا فرمائی اور بچا مجھ کو اس چیز کے شر سے جس کو

آپ نے مقدر فرمایا' کیونکہ فیصلہ کرنے والے آپ ہی ہیں آپ کے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور بے شک آپ کا دوست ذلیل نہیں ہو سکتا' برکت والے ہیں آپ اے ہمارے پروردگار اور بلند و بالا ہیں"۔

بعض روایات میں اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ کے بعد وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ بھی وارد ہوا ہے۔

اور بعض روایات میں تَعَالَيْتَ کے بعد اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ بھی روایت کیا گیا ہے اور اس کے بعد وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ کا بھی اضافہ ہے بعض علماء نے وتر میں پڑھنے کے لیے اسی قنوت کو اختیار فرمایا ہے۔

حنفیہ میں جو قنوت رائج ہے اس کو امام ابی شیبہ اور امام طحاویؒ وغیرہ نے حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ علامہ شامی نے بعض اکابر احناف سے نقل کیا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ دعائے قنوت: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ...... کے ساتھ حضرت حسن بن علیؓ والی قنوت بھی پڑھی جائے۔ (معارف الحدیث)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے وتر کے آخر میں یہ دعا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

"اے اللہ آپ کی رضا کے واسطے سے آپ کی ناراضگی سے اور آپ کی معافی کے واسطے سے آپ کی سزا میں پناہ چاہتا ہوں اور (آپ کی بھیجی ہوئی مصیبتوں اور عذابوں) سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں میں آپ کی ایسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی خود آپ نے اپنی تعریف فرمائی"۔

(سنن ابی داؤد' جامع ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

وتر کے بعد نفل: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں اور پڑھتے تھے (جامع ترمذی) یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (معارف الحدیث)

اور حضور ﷺ وتر کے بعد دو رکعت نماز ہلکی ادا فرماتے اور اس میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھتے۔ (ابن ماجہ' مدارج النبوۃ)

وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنا بعض علماء حدیثوں کی بنا پر افضل سمجھتے ہیں صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ مجھے تو کسی نے آپ ﷺ کے حوالے سے یہ بتایا تھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' ہاں مسئلہ تو وہی ہے یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ہوتا ہے۔ لیکن میں اس معاملے میں تمہاری طرح نہیں ہوں میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ جداگانہ ہے یعنی مجھے بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب بھی پورا ملتا ہے"۔

چنانچہ اکثر علماء اس کے قائل ہیں کہ اصول اور قاعدہ یہی ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ہوگا۔ واللہ اعلم۔ (معارف الحدیث)

قیام اللیل یا تہجد

فضیلت و اہمیت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا مالک اور ربّ تبارک وتعالیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دُعا کرے اور میں اس کی دُعا کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے میں اس کو بخش دوں۔ (صحیح بخاری و مسلم معارف الحدیث)

نمازِ تہجد: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب راتوں کو تہجد کی نماز کے لیے اُٹھتے تھے تو اپنی نماز کو دو ہلکی رکعتوں سے شروع فرماتے تھے۔ (مسلم) اس سے آپ کا شب کو عبادت میں مشغول ہونا اور اس کا ایک ادب معلوم ہوتا ہے۔ (معارف الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد (اس سے مراد آخر شب ہے) گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ یہ تہجد اور وتر کی نماز تھی پھر جب صبح ہو جاتی تھی دو رکعت خفیف پڑھتے تھے۔ یہ صبح کی سنتیں ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کی رکعتیں طویل ہوتی تھیں۔ پھر ذرا راحت لینے کے لیے اپنے داہنے کروٹ پر لیٹ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ مؤذن آ کر نماز کی اطلاع دیتے تھے۔ (معارف الحدیث)

حضرت عریب بن حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ بتلائیے کہ رسول اللہ ﷺ غسل جنابت اوّل شب میں فرماتے تھے یا آخر شب میں؟ فرمایا کبھی اوّل شب میں آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور کبھی آخر شب میں۔ میں نے کہا اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے جس نے عمل میں وسعت فرمائی۔

پھر میں نے پوچھا یہ بتلائیے کہ رسول اللہ ﷺ اوّل شب میں وتر پڑھتے تھے یا آخر شب میں؟ انہوں نے فرمایا کبھی اوّل شب میں آپ ﷺ نے وتر پڑھے ہیں اور کبھی آخر شب میں۔ میں نے کہا اللہ اکبر اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے جس نے عمل میں وسعت فرمائی۔

پھر میں نے کہا بتلائیے کہ رسول اللہ ﷺ تہجد میں قرآن مجید جہر سے پڑھتے تھے یا آہستہ پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کبھی جہر سے پڑھتے اور کبھی آہستہ۔ میں نے کہا اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے جس نے عمل میں وسعت عطا فرمائی۔ (شمائل)

نبی کریم ﷺ سے تہجد کی مختلف رکعات نقل کی گئی ہیں جو مختلف اوقات کے اعتبار سے ہیں کہ وقت میں گنجائش زیادہ ہوئی تو زیادہ پڑھ لیں ورنہ کم پڑھ لیں۔ کوئی خاص تعین تہجد کی رکعات میں ایسا نہیں ہے جس سے کم و بیش جائز نہ ہوں بسا اوقات نبی کریم ﷺ باوجود وسیع وقت ہونے کے بھی رکعات کم پڑھتے تھے۔ البتہ ان میں قرآنِ پاک کی تلاوت زیادہ مقدار میں فرماتے تھے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ (زمانہ ضعف میں) نوافل میں قرآن شریف (چونکہ زیادہ پڑھتے تھے اسی لیے) بیٹھ کر تلاوت فرماتے تھے اور جب رکوع کرنے میں تقریباً تیس چالیس آیتیں رہ جاتی تھیں تو کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے اور رکوع میں تشریف لے جاتے اور کھڑے ہونے کی حالت میں رکوع فرماتے' پھر سجدہ کرتے اور اسی طرح دوسری رکعت ادا فرماتے۔ (شمائل ترمذی)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کھڑے ہو کر قرآن مجید پڑھتے تو رکوع و سجود بھی کھڑے ہونے کی حالت میں ادا فرماتے۔ اور جب قرآن مجید بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع و سجود بھی بیٹھنے کی حالت میں ادا فرماتے۔ (شمائل)

تحقیق یہ ہے کہ رمضان المبارک میں حضورِ اکرم ﷺ کی نماز تہجد آپ ﷺ کی عادت

مبارکہ ہی کے مطابق تھی اور وہ گیارہ رکعتیں تھیں مع وتر۔ نمازِ تراویح اس کے علاوہ ہے۔

(مدارج النبوۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل روایت میں روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا تہجد بوجہ سو رہنے یا کسی درد یا مرض کے سبب ناغہ ہو جاتا تو آپ ﷺ دن میں (بطور اس کی قضا کے) بارہ رکعت پڑھ لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

نمازِ اشراق و چاشت اور دیگر نوافل: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبح کے وقت جب آفتاب آسمان پر اتنا اونچا چڑھ جاتا جتنا اوپر عصر کی نماز کے وقت ہوتا ہے۔ اس وقت حضور ﷺ دو رکعت نماز اشراق پڑھتے تھے اور جب مشرق کی طرف اس قدر اونچا ہو جاتا' جس قدر ظہر کی نماز کے وقت' مغرب کی طرف ہوتا ہے تو اس وقت چار رکعت چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔

(شمائل ترمذی)

اشراق: ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر سورج نکلنے تک (وہیں) بیٹھا رہا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا۔ پھر دو رکعتیں اشراق کی پڑھیں (پھر مسجد سے واپس آیا) تو اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کی مانند اجر ملے گا۔ پورے حج اور عمرہ کا' پورے حج اور عمرہ کا' پورے حج اور عمرہ کا۔ (حصن حصین)

نمازِ چاشت: اکثر علماء فرماتے ہیں کہ چاشت کی نماز مستحب ہے اسے کبھی پڑھ لیا جائے اور کبھی چھوڑ دیا جائے۔

حضور ﷺ کی عادتِ کریمہ اکثر نوافل و تطوعات میں ایسی ہی تھی (یعنی کبھی پڑھتے اور کبھی چھوڑ دیتے) اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کا اسی طرح عمل تھا۔

نماز چاشت کی تعداد اکثر علماء مختلف بیان کرتے ہیں۔ کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت۔ حضورِ اکرم ﷺ سے اسی قدر نقل کی گئی ہیں۔ اس نماز کی قراءت میں مشائخ کے اوراد میں سورۃ والشمس' سورۂ والضحیٰ' سورۃ اللیل اور سورۂ الم نشرح مرقوم ہے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ سو مرتبہ پڑھنا بھی ماثور ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ

(مدارج النبوۃ)

''اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور میری توبہ قبول فرما بے شک آپ بہت توبہ قبول کرنے والے بخشنے والے ہیں''۔

عصر سے قبل نوافل: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس بندہ پر جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔

(جامع ترمذی، مسند احمد)

بعد نماز مغرب اوّابین: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے اور بیان فرماتے تھے کہ میں نے اپنے حبیب ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو بندہ مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ کثرت میں سمندر کے کف (جھاگ) کے برابر ہوں۔ (معارف الحدیث، معجم طبرانی)

عشاء کی نفلیں: عشاء کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض، پھر دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھے، پھر اگر جی چاہے تو دو رکعت نفل بھی پڑھ لے۔ اس حساب سے عشاء کی چھ رکعت سنت ہوئیں۔ (بہشتی زیور)

نماز سے متعلق بعض ہدایتیں:

۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنا ورد اور معمول رات کا پورا نہ کر سکے۔ اس کو چاہیے کہ صبح کے بعد سے دوپہر تک کسی وقت پورا کر لے یہ ایسا ہی ہے گویا رات ہی کو پورا کر لیا۔ (مسلم، شمائل ترمذی)

۲) نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد جب کوئی سورت شروع کرے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا مندوب ہے۔ اگر کوئی رکوع پڑھے تو بسم اللہ نہ پڑھنا چاہیے۔ (بہشتی زیور)

۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب امام سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہے تو تم مقتدی بھی آمین کہو، جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوگی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

۴) فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونی چاہیے باقی اوقات

میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونا چاہئیں۔ ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ (بہشتی زیور)

۵) دُعا کے لیے دونوں ہاتھ سینہ تک اُٹھا کے پھیلائے۔ (بہشتی زیور)

۶) داہنی طرف سلام پھیرنے میں آواز بلند اور بائیں طرف نسبتاً آہستہ ہونا چاہیے۔
(امام احمد رح، مدارج النبوۃ)

۷) امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رکوع و سجود میں اطمینان (اعتدال) واجب ہے اور یہ وجوب دونوں سجدوں کے درمیان بھی شامل ہے۔ (مدارج النبوۃ)

نماز میں نگاہ کا مقام:

۸) نماز کے قیام کی صورت میں نگاہ سجدے کی جگہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر نگاہ رکھے۔ سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے۔ (بہشتی زیور)

۹) جب نبی کریم ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے تو سر جھکا لیتے (امام احمد نے اس کو نقل کیا ہے) اور تشہد میں آپ ﷺ کی نگاہ اشارے کی اُنگلی سے نہ بڑھتی (یعنی انگشت شہادت پر رہتی)۔ (زاد المعاد)

۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے انس رضی اللہ عنہ اپنی نگاہوں کو وہاں رکھو جہاں تم سجدہ کرتے ہو ساری نماز میں (یعنی حالت قیام میں)۔
(بیہقی، مشکوٰۃ)

۱۱) فرض نماز کے بعد سنتوں کو فرض کی جگہ کھڑے ہو کر نہ پڑھے بلکہ داہنے یا بائیں یا آگے یا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو اور اگر گھر پر جا کر سنتیں پڑھے تو یہ افضل ہے۔ (مدارج النبوۃ)

گھر میں نوافل کا پڑھنا:

۱۲) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ نوافل مسجد میں پڑھنا افضل ہے یا گھر میں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے جس کی وجہ سے مسجد کے آنے میں کسی قسم کی دقت یا رکاوٹ نہیں ہوتی (لیکن اس کے باوجود) فرائض کے علاوہ مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا

بہ نسبت مسجد کے زیادہ پسند ہے۔ (شمائل ترمذی)

۱۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں کچھ نمازیں (نوافل وغیرہ) پڑھا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بنالو (کہ جس طرح قبروں پر نماز نہیں پڑھی جاتی تو گھروں میں بھی نماز نہ پڑھو)۔ (مشکوٰۃ)

عورت کی نماز:

۱۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز گھر کے اندر (دالان) میں بہتر ہے صحن کی نماز سے اور عورت کی نماز کوٹھڑی میں بہتر ہے کھلے ہوئے مکان سے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

۱۵) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور ان کے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہوں اور جب وہ دس برس کے ہوں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

نمازی کے آگے سے نکلنا:

۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کے سامنے سے گزرنا جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو، کس قدر گناہ رکھتا ہے تو وہ اپنا سو برس کھڑا رہنا نمازی کے سامنے سے گزرنے سے زیادہ بہتر خیال کرے گا۔ (مشکوٰۃ، ابن ماجہ)

مرد وعورت کے طریقہ نماز میں فرق: عورتوں کی نماز کا طریقہ بھی وہی ہے جو مردوں کا ہے صرف چند چیزوں میں فرق ہے جو درج ذیل ہیں:

۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئیں اگر کوئی ضرورت مثل سردی وغیرہ کے اندر ہاتھ رکھنے کی نہ ہو اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک ہاتھ اُٹھانا چاہئیں۔

۲) بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں۔ اور عورتوں کو سینے پر۔

۳) مَردوں کو چھوٹی اُنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے اور داہنی تین اُنگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھنا دینا چاہیے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہیے۔

۴) مَردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہیے بلکہ صرف اسی قدر کہ جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۵) مردوں کو رکوع میں اُنگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کیے ہوئے بلکہ ملا کر رکھنا چاہیے۔

۶) مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہئیں اور عورتوں کو ملی ہوئی رکھنا چاہئیں۔

۷) مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہئیں اور عورتوں کو ملا کر رکھنا چاہئیں۔

۸) مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اُٹھی ہوئی رکھنی چاہئیں اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

۹) مردوں کو سجدے میں دونوں پیر اُنگلیوں کے بل کھڑے رکھنے چاہئیں اور عورتوں کو نہیں۔

۱۰) مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیے اور داہنے پیر کو اُنگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پیر دائیں طرف نکال کر بیٹھنا چاہیے۔ اسی طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آ جائے اور دائیں پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

۱۱) عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قراءت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہیے۔ (بہشتی گوہر)

صلوٰۃ التسبیح اور دیگر نمازیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا: اے عباس اے میرے

چچا! کیا میں آپ کی خدمت میں ایک گراں قدر عطیہ اور ایک قیمتی تحفہ پیش کروں؟ کیا میں آپ کو ایک خاص بات بتاؤں؟ کیا میں آپ کے دس کام اور دس خدمتیں کروں (یعنی آپ کو ایک ایسا عمل بتلاؤں جس سے آپ کو دس عظیم الشان منفعتیں حاصل ہوں۔ وہ ایسا عمل ہے کہ جب آپ اس کو کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ معاف فرمادے گا۔

۱) اگلے بھی اور '۲) پچھلے بھی '۳) پرانے بھی اور '۴) نئے بھی '۵) بھول چوک سے ہونے والے بھی اور '۶) دانستہ ہونے والے بھی '۷) صغیرہ بھی اور '۸) کبیرہ بھی '۹) ڈھکے چھپے اور ۱۰) اعلانیہ ہونے والے بھی (وہ عمل صلوٰۃ التسبیح ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ) آپ چار رکعت نماز پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھیں پھر جب آپ پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو جائیں تو قیام ہی کی حالت میں پندرہ دفعہ کہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پھر اس کے بعد رکوع کریں اور رکوع میں بھی رکوع کی تسبیحات کے بعد یہی کلمہ دس مرتبہ پڑھیں پھر رکوع سے اُٹھ کر قومہ میں بھی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کے بعد یہی کلمہ دس دفعہ کہیں پھر سجدہ میں چلے جائیں اور اس میں بھی سجدہ کی تسبیحات کے بعد یہ کلمہ دس دفعہ کہیں۔ پھر سجدہ سے اُٹھ کر جلسہ میں یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں پھر دوسرے سجدے میں بھی یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں۔ پھر سجدہ سے اُٹھ کر جلسہ میں قیام سے پہلے دس مرتبہ پڑھیں۔ پہلی اور دوسری رکعت میں بغیر تکبیر کہے قیام کے لیے کھڑا ہو جائیں چاروں رکعتیں اسی طرح پڑھیں اور اسی ترتیب سے ہر رکعت میں یہ کلمہ پچھتر دفعہ کہیں۔

(میرے چچا) اگر آپ سے ہو سکے تو روزانہ یہ نماز پڑھا کریں۔ اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو جمعہ کے دن پڑھ لیا کریں اور اگر آپ یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا کریں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم زندگی میں ایک دفعہ ہی پڑھ لیں۔

(سنن ابوداؤد' سنن ابن ماجہ' دعوات کبیر للبیہقی' معارف الحدیث)

نمازِ استخارہ:

مسئلہ: ① جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ سے صلاح لے لے' اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا بیاہ

کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بے استخارہ کیے نہ کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کیے پر پشیمانی نہ ہوگی۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۱۸)

مسئلہ: ⟨۲⟩ استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے اس کے بعد خوب دِل لگا کے یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ جفَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ جاَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ (ھٰذَا الْاَمْرَ) شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ۔

''اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعہ تجھ سے خیر مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے بڑے فضل کا تجھ سے سوال کرتا ہوں کیونکہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا یا اور تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے اے اللہ اگر تیرے علم میں میرے لیے یہ کام میری دنیا اور آخرت میں بہتر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر فرما اور پھر میرے لیے اس میں برکت فرما اور اگر تیرے علم میں میرے لیے یہ کام دنیا و آخرت میں شر (اور برا ہے) تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے دور فرما اور میرے لیے خیر مقدر فرما جہاں کہیں بھی ہو اس پر مجھے راضی فرما''۔

اور جب ھٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے (جو الفاظ بریکٹ میں ہیں) تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان کرے جس کا استخارہ کرنا چاہتا ہے اس کے بعد پاک صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے۔ جب سو کر اُٹھے اس وقت جو بات دِل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہیے۔ (الدرالمختار ج ۱ ص ۷۱۸)

مسئلہ: ⟨۳⟩ اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دِل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے۔ اسی طرح سات دن تک کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی برائی معلوم ہو جائے گی۔ (الدرالمختار ج ۱ ص ۷۱۸)

مسئلہ: ۴ اگر حج فرض کے لیے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں' بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلانے دن جاؤں یا نہ جاؤں۔

(صحیح بخاری' الدر المختار ج ا' ص ۷۱۸۔ معارف الحدیث

صلوٰۃ الحاجات: حضرت عبداللہ بن اُبی اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو اللہ تعالیٰ سے متعلق یا کسی آدمی سے متعلق (یعنی خواہ وہ حاجت ایسی ہو جس کا تعلق براہِ راست اللہ تعالیٰ ہی سے ہو کسی بندے سے واسطہ ہی نہ ہو یا ایسا معاملہ ہو کہ بظاہر اس کا تعلق کسی بندے سے ہو۔ بہر صورت) اسکو چاہیے کہ وہ وضو کرے اور خوب اچھا وضو کرے اسکے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ کی کچھ حمد و ثنا کرے اور اسکے بعد نبی (علیہ السلام) پر درود پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو حلیم و کریم ہے اللہ پاک ہے جو عرشِ عظیم کا مالک ہے اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت کی واجب کرنے والی چیزوں کا اور ان چیزوں کا سوال کرتا ہوں جو تیری مغفرت کو ضروری کردیں اور بھلائی میں اپنا حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں' اے ارحم الراحمین میرا کوئی گناہ بخشے بغیر اور کوئی رنج دور کیے بغیر اور کوئی حاجت جو تجھے پسند ہو پوری کیے بغیر نہ چھوڑ''۔

(معارف الحدیث' رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مستقل معمول اور دستور تھا کہ جب کوئی فکر آپ ﷺ کو لاحق ہوتی اور کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ ﷺ نماز میں مشغول ہو جاتے۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

نمازِ کسوف: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) سورج گہن میں آ گیا تو رسول اللہ ﷺ ایسے خوف زدہ اور گھبرائے ہوئے اُٹھے جیسے کہ آپ ﷺ کو ڈر ہو کہ اب

قیامت آجائے گی۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں آئے اور آپ ﷺ نے نہایت طویل قیام اور ایسے ہی طویل رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھائی کہ کسی نے کبھی آپ ﷺ کو ایسی طویل نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ کی) یہ نشانیاں جن کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ بندوں کے دلوں میں یہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے کے لیے ظاہر ہوتی ہیں۔ جب تم ایسی کوئی چیز دیکھو تو خوف اور فکر کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس کو یاد کرو اور اس سے دُعا کرو اور استغفار کرو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

نمازِ استسقاء: حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لیے لوگوں کو ساتھ لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے۔ آپؐ نے اس نماز میں دو رکعتیں پڑھیں اور قراءت بالجہر کی اور قبلہ رو ہو کر اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی اور جس وقت آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف اپنا رخ کیا اس وقت اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

تسبیحات: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام کلموں میں افضل چار کلمے ہیں: ۱ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۲ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، ۳ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ٤ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے پھلکے، میزانِ اعمال میں بڑے بھاری اور خداوند تعالیٰ مہربان کو بہت پیارے ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نمازِ فجر پڑھنے کے بعد ان کے پاس سے باہر نکلے وہ اس وقت اپنی نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھیں۔ پھر آپ ﷺ دیر کے بعد جب چاشت کا وقت آچکا تھا واپس تشریف لائے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اسی طرح بیٹھی اپنے وظیفہ میں مشغول تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ''میں جب سے تمہارے پاس سے گیا ہوں کیا تم اس وقت سے برابر اسی حال میں اور اسی طرح پڑھ رہی ہو؟'' انہوں نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس جانے کے بعد میں نے چار کلمے تین دفعہ کہے۔ اگر وہ تمہارے اس پورے وظیفہ کے ساتھ تولے جائیں جو تم نے آج صبح سے پڑھا ہے تو ان کا وزن بڑھ جائے گا۔ وہ کلمے یہ ہیں: ۱ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

عَدَدَ خَلْقِہٖ۲ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ۳ وَرِضٰی نَفْسِہٖ ٤ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ ـ

''اللہ کی تسبیح اور اس کی حمد ساری مخلوقات کی تعداد کے برابر اور اس کے عرشِ عظیم کے وزن کے برابر اور اس کی ذاتِ پاک کی رضا کے مطابق اور اس کے کلموں کی مقدار کے مطابق''۔

(صحیح مسلم، معارف الحدیث)

افضل الذکر: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے افضل ذکر: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے سو دفعہ کہا:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

''نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک ساجھی نہیں۔ فرماں روائی اسی کی ہے اور اسی کے لیے ہر قسم کی ستائش ہے اور ہر چیز پر اس کو قدرت ہے''۔

تو وہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو غلط کاریاں محو کر دی جائیں گی اور یہ عمل اس کے لیے اس دن شام تک شیطان کے حملے سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا اور کسی آدمی کا عمل اس کے عمل سے افضل نہ ہوگا سوائے اس آدمی کے جس نے اس سے بھی زیادہ عمل کیا ہو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میں تم کو وہ کلمہ بتاؤں جو عرش کے نیچے سے اُترا ہے اور خزانہ جنت میں سے ہے وہ ہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ جب بندہ دل سے یہ کلمہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بندہ اپنی (انانیت سے دستبردار ہو کر) میرا تابعدار اور بالکل فرمانبردار ہو گیا۔ (دعوات کبیر للبیہقی، معارف الحدیث)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جن میں سب سے کم درجہ کی بیماری فکر و غم ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ دعوات الکبیر للبیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر اور آخر میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھے تو اس کے لیے اجرِ عظیم کا وعدہ ہے۔

اور صحیح مسلم کی دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ تسبیحات پڑھتا ہے اسکے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگر چہ وہ اتنے زیادہ ہوں جیسے سمندر کی موجوں کی جھاگ۔ (مسلم)

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کو رات کی بیداری مشکل نظر آئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے اس کی طبیعت میں بخل اور تنگی ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی ہمت نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ کثرت کے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھا کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سونے کا ایک پہاڑ فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

(ترغیب وترہیب وفضائل)

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا: تم تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰهِ) تقدیس (سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسُ) اور تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) کو اپنے اوپر لازم کر لو اور کبھی ان سے غفلت نہ کرو ورنہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فراموش (محروم) کر دی جاؤ گی۔ (حصن حصین)

اسم اعظم: اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسم اعظم ان دو آیتوں میں موجود ہے۔

۱) ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (البقرة:۱۶۳)

اور دوسری آلِ عمران کی ابتدائی آیت۔

۲) ﴿الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾

(جامع ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، سنن دارمی، معارف الحدیث)

مختلف احادیث میں حسب ذیل کلمات کے متعلق بتایا گیا ہے کہ یہ اسم اعظم ہیں:

۱...... يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

۲...... يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

۳...... لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

٤...... لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

۵...... لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

٦...... وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (حصن حصین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک بندہ وہاں نماز پڑھ رہا تھا اس نے اپنی دُعا میں عرض کیا: ''اے اللہ میں تجھ سے اپنی حاجت مانگتا ہوں بوسیلہ اس کے کہ ساری حمد وستائش تیرے ہی لیے سزاوار ہے' کوئی معبود نہیں تیرے سوا' تو نہایت مہربان اور بڑا محسن ہے۔ زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا ہے میں تجھ ہی سے مانگتا ہوں اے ذوالجلال والاکرام اے حَیٌّ وَقَیُّوْمٌ!

تو رسول اللہؐ نے فرمایا: ''اس بندے نے اللہ کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دُعا کی ہے کہ اگر اس وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اسکے وسیلہ سے مانگا جائے تو عطا فرماتا ہے۔ (جامع ترمذی' سنن ابی داؤد' سنن نسائی' سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

ذِکرُ اللہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا معاملہ بندہ کے ساتھ اس کے یقین کے مطابق ہے اور میں اس کے بالکل ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اگر وہ اپنے دِل میں اس طرح یاد کرے کہ کسی اور کو خبر نہ ہو تو میں بھی اس کو اسی طرح یاد کروں گا اور اگر وہ دوسرے لوگوں کے سامنے یاد کرے تو میں ان سے بہتر بندوں کی جماعت میں اس کا ذکر کروں گا''۔ (یعنی ملائکہ کی جماعت میں اور ان کے سامنے)۔ (صحیح مسلم' صحیح بخاری' معارف الحدیث)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا کہ اے میرے رب مجھ کو کوئی کلمہ تعلیم فرما جس کے ذریعہ سے میں تیرا ذکر کروں (یا کہا کہ جس کے ذریعہ سے میں تجھے پکاروں) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے موسیٰ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا' اے میرے رب یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں میں تو وہ کلمہ چاہتا ہوں جو آپ خصوصیت سے مجھے ہی بتائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا سب کائنات جس سے آسمانوں کی آبادی ہے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھیں تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وزن ان سب سے زیادہ ہوگا۔ (شرح السنہ للبغوی' معارف الحدیث)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے مقرب کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جو عورتیں (اسی طرح کثرت سے) ذکر کرنے والی ہیں۔ (حیاۃ المسلمین، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن یسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر! نیکی کے ابواب (یعنی ثواب کے کام) بہت ہیں اور یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کہ میں ان سب کو بجالاؤں۔ لہٰذا آپ ﷺ مجھے کوئی چیز بتا دیجیے جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں اور اسی پر کاربند ہو جاؤں (اور بس وہی میرے لیے کافی ہو جائے) اسی کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ جو کچھ آپ ﷺ بتائیں وہ بہت زیادہ بھی نہ ہو کیونکہ خطرہ ہے کہ میں اس کو یاد بھی نہ رکھ سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (بس اس کا اہتمام کرو اور اس کی عادت ڈالو کہ) تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص کہیں بیٹھا اور اس نشست میں اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کیا تو یہ نشست اس کے لیے بڑی حسرت و خسران کا باعث ہوگی اور اسی طرح جو شخص کہیں لیٹا اور اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کیا تو یہ لیٹنا اس کے لیے بڑی حسرت وخسران کا باعث ہوگا۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آخری بات جس پر کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (وہ عمل یہ ہے) کہ:

''تمہیں اس حالت میں موت آئے کہ تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو''۔

(حصن حصین)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خدا کی قسم! دنیا میں کچھ لوگ نرم وگداز بستروں پر لیٹ کر بھی (سونے کی بجائے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ جنت کے اعلیٰ درجات میں داخل فرمائے گا (یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب تک اسبابِ تعیش نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوگا)۔ (حصن حصین، ابن حبان)

ہر نیک عمل ذکر اللہ میں داخل ہے: امام تفسیر وحدیث حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ ﷺ صرف تسبیح وتہلیل اور زبانی ذکر پر منحصر نہیں بلکہ ہر عمل جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت

میں کیا جائے وہ بھی ذکر اللہ میں داخل ہے بشرطیکہ نیت اطاعت کی ہو۔

اسی طرح دنیا کے تمام کاروبار داخل ہیں۔ اگر ان میں شرعی حدود کی پابندی کا دھیان رہے کہ جہاں تک جائز ہے کیا جائے اور جس حد پر پہنچ کر ممنوع ہے اس کو چھوڑ دیا جائے تو سارے اعمال جو بظاہر دنیوی کام ہیں وہ بھی ذکر اللہ میں شامل ہوں گے۔ (اذکار نووی۔ ص ۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اور فرمایا کہ بعض اوقات میں چارپائی پر لیٹے ہوئے اپنا وظیفہ پورا کر لیتی ہوں۔

(کتاب الاذکار للنووی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے ان کو آسمان والے ایسا چمکدار دیکھتے ہیں جیسے زمین والے ستاروں کو چمکدار دیکھتے ہیں۔

قرآن مجید کی عظمت وفضیلت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اُجاڑ گھر۔ (ترمذی ودارمی)

فائدہ: اس میں تاکید ہے کہ کسی مسلمان کے دِل کو قرآن پاک سے خالی نہ ہونا چاہیے۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کے لیے بھی کان لگائے اس کے لیے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے (اس بڑھنے کی کوئی حد نہیں بتائی) خدا تعالیٰ سے اُمید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی بے انتہا بڑھتی چلی جائے گی اور جو شخص جس آیت کو پڑھے وہ آیت اس شخص کے لیے قیامت کے دن ایک نور ہوگی جو اس نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے۔ (مسند احمد)

فائدہ: اللہ اکبر! قرآن کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آئے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے وہ بھی ثواب سے مالا مال ہو جائے گا۔ (حیاۃ المسلمین)

تلاوت: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ قرآن پڑھنے والے سے قیامت کے روز کہا جائے گا جس ٹھہراؤ اور خوش الحانی کے ساتھ تم دنیا میں بنا سنوار کر قرآن پاک پڑھا کرتے تھے اسی طرح قرآن پڑھو اور ہر آیت کے صلے میں ایک درجہ بلند ہوتے جاؤ تمہارا ٹھکانا تمہاری تلاوت کی آخری آیت پر ہے۔ (ترمذی)

یعنی جب تک پڑھتے رہو گے درجات بلند سے بلند ہوتے جائیں گے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے''۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو قرآن نے محفوظ رکھا میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال اور دُعا کرنے سے میں اس کو اس سے افضل عطا کروں گا جو سائلوں کو اور دُعا کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں اور دوسرے اور کلاموں کے مقابلے میں اللہ کے کلام کو ویسی ہی عظمت و فضیلت حاصل ہے جیسی اپنی مخلوق کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کو۔

(جامع ترمذی، سنن دارمی، شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے قرآن والو! قرآن کو اپنا تکیہ اور سہارا نہ بنالو بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو دلچسپی سے اور مزہ لے لے کر پڑھا کرو اور اس میں تدبر کرو امید رکھو کہ تم اس سے فلاح پاؤ گے اور اس کا عاجل معاوضہ لینے کی فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا ثواب اور معاوضہ (اپنے وقت پر) ملنے والا ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن میں مہارت حاصل کر لی ہو (اور اس کی وجہ سے وہ اس کو حفظ یا ناظرہ بہتر طریقے پر اور بے تکلف رواں پڑھتا ہو) وہ معزز اور فرمانبردار اور وفادار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو بندہ قرآن پاک (اچھا یاد اور رواں نہ ہونے کی وجہ سے زحمت اور مشقت کے ساتھ) اس طرح پڑھتا ہو کہ اس میں اٹکتا ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے (ایک تلاوت کا اور دوسرے زحمت و مشقت کا)۔

(صحیح مسلم و صحیح بخاری، معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے قرآن پاک کا ایک حرف پڑھا اس نے ایک نیکی کمالی اور یہ ایک نیکی اللہ تعالیٰ کے قانونِ کرم کے مطابق دس نیکیوں کے برابر ہے (مزید وضاحت کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا) میں یہ نہیں کہتا (یعنی میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ) الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام

ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (اس طرح الٓمٓ پڑھنے والا بندہ تیس نیکیوں کے برابر ثواب حاصل کرنے کا مستحق ہوگا)۔ (جامع ترمذی' سنن دارمی' معارف الحدیث)

ختم قرآن کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے: صحیح احادیث میں ہے کہ ختم قرآن کے وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے۔ امامِ تفسیر حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ ختم قرآن کے وقت جمع ہو کر دُعا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ختم قرآن کے وقت حق تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور اسناد صحیح کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب وہ قرآن مجید کی تلاوت ختم کرتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کر کے دُعا کیا کرتے تھے۔ (اذکار نووی ص ۴۹)

ایک حدیث میں رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے جو آدمی دن رات میں بیس آیتیں بھی پڑھ لے تو وہ غافل لوگوں میں نہ لکھا جائے گا۔ (اذکار نووی ص ۵۴)

سورۂ فاتحہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تمہاری خواہش ہے کہ میں تم کو قرآن کی وہ سورۃ سکھاؤں جس کے مرتبہ کی کوئی سورت نہ تو توریت میں نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن ہی میں ہے؟ اُبی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہاں حضور ﷺ! مجھے وہ سورت بتا دیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز میں قراءت کس طرح کرتے ہو؟ اُبی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی کہ نماز میں میں یہ سورۃ پڑھتا ہوں اور اس طرح پڑھتا ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے توریت' انجیل' زبور میں سے کسی میں اور خود قرآن میں بھی اس جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی یہی وہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِیْمِ ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ (جامع ترمذی' معارف الحدیث)

ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے یکا یک انہوں نے اوپر سے ایک آواز سنی اور سر اُٹھا کر فرمایا یہ ایک فرشتہ زمین پر اُترا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں اُترا تھا۔ پھر اس فرشتہ نے سلام کیا اور کہا یا رسول اللہ! ﷺ مبارک ہو۔ لیجیے یہ دو نور آپ ﷺ کو دیئے گئے ہیں ایک سورۂ فاتحہ اور دوسرے سورۂ بقرہ کی آخر آیتیں۔ ان میں سے جو بھی آپ ﷺ پڑھیں گے اس کا ثواب آپ ﷺ کو ملے گا۔ (حصن حصین)

سورۂ بقرہ و آلِ عمران: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ قرآن پڑھا کرو۔ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا شفیع بن کر آئے گا (خاص کر) ''زہراوین'' یعنی اس کی دو اہم نورانی سورتیں البقرہ اور آل عمران پڑھا کرو وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کو اپنے سایہ میں لیے اس طرح آئیں گے جیسے کہ وہ اَبر کے ٹکڑے ہیں یا سائبان ہیں یا صف باندھے پرندوں کے پرے ہیں۔ یہ دونوں سورتیں قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے مدافعت کریں گی۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) پڑھا کرو سورۂ بقرہ کیونکہ اس کو حاصل کرنا بہت بڑی برکت والی بات ہے اور اس کو چھوڑنا بڑی حسرت اور ندامت کی بات ہے اور اہل بطالت اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو مقبرے نہ بنالو (یعنی جس طرح قبرستانوں میں ذکر و تلاوت نہیں کرتے اور اور اس کی وجہ سے قبرستانوں کی فضا ذکر و تلاوت کے انوار و آثار سے خالی رہتی ہے۔ تم اس طرح اپنے گھروں کو نہ بنالو بلکہ گھروں کو ذکر و تلاوت سے منور رکھا کرو) اور جس گھر میں (خاص کر) سورۂ بقرہ پڑھی جائے اس گھر میں شیطان نہیں آسکتا۔ (معارف الحدیث، جامع ترمذی)

سورۂ کہف: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے لیے نور ہو جائے گا دو جمعوں کے درمیان۔

(دعوات الکبیر للبیہقی، معارف الحدیث)

سورۂ یٰسین: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی رضا کے لیے سورۂ یٰسین پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے لہٰذا یہ مبارک سورۃ مرنے والوں کے پاس پڑھا کرو۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

سورۂ واقعہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھا کرے اسے کبھی فقر و فاقہ کی نوبت نہ آئے گی۔ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی صاحبزادیوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے اور وہ ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھتی تھیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

سورۃ الملک: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن ایک سورۃ نے جو صرف تیس آیتوں کی ہے اس کے ایک بندے کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا اور وہ سورہ ہے تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ۔

(مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

الم تنزیل: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک الم تنزیل اور تبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ نہ پڑھ لیتے تھے یعنی رات کو سونے سے پہلے یہ دونوں سورتیں پڑھنے کا حضورؐ کا معمول تھا۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن دارمی، معارف الحدیث)

سورۃ التکاثر: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کرسکتا کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں قرآنِ پاک کی پڑھ لیا کرے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور ﷺ! کس میں یہ طاقت ہے کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھے (یعنی یہ بات ہماری استطاعت سے باہر ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم میں کوئی اتنا نہیں کرسکتا کہ سورۃ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ لیا کرے۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

سورۂ اخلاص: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس سے بھی عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ایک رات میں تہائی قرآن کیسے پڑھا جاسکتا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے (تو جس نے رات میں وہی پڑھی اس نے گویا تہائی قرآن پڑھ لیا)۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بستر پر سونے کا ارادہ کرے، پھر وہ سونے سے پہلے سو دفعہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے تو جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیگا اے میرے بندے اپنے داہنے ہاتھ پر جنت میں چلا جا۔

(جامع ترمذی، معارف الحدیث)

معوذتین: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں آج رات جو آیتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں (وہ ایسی بے مثال ہیں کہ) ان کی مثل نہ کبھی دیکھی گئیں نہ سنی گئیں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

(معارف الحدیث، صحیح مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ ہر رات کو جب آرام فرمانے کے لیے اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیتے تھے (جس طرح دُعا کے وقت دونوں ہاتھ ملائے جاتے ہیں) پھر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے اور ہاتھوں پر پھونکتے اور پھر جہاں تک ہو سکتا اپنے جسم مبارک پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرتے سر مبارک اور چہرے مبارک اور جسد اطہر کے سامنے کے حصے سے شروع فرماتے۔ (اس کے بعد باقی جسم پر جہاں تک آپ ﷺ کے ہاتھ جا سکتے تھے وہاں تک پھیرتے) یہ آپ ﷺ تین دفعہ کرتے۔

(صحیح بخاری، معارف الحدیث)

آیت الکرسی: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان کی کنیت ابومنذر سے مخاطب کرتے ہوئے) ان سے فرمایا۔ اے ابومنذر! تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ نے (مکرر) فرمایا۔ اے ابومنذر! تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾۔

تو آپ ﷺ نے میرا سینہ ٹھونکا (گویا اس جواب پر شاباش دی) اور فرمایا۔ اے ابومنذر! تجھے یہ علم موافق آئے اور مبارک ہو۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں: ایفع بن عبدالکلاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! قرآن کی کونسی سورت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اس نے عرض کیا اور آیتوں میں قرآن کی کونسی آیت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آیت الکرسی اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ اس نے عرض کیا اور قرآن کی کونسی آیت ہے جس کے بارے میں آپ کی خاص طور سے خواہش ہے کہ اس کا فائدہ اور اس کی برکات آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی اُمت کو پہنچیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورہ تک)۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ان خاص الخاص خزانوں میں سے ہیں جو اس کے عرشِ عظیم کے تحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات رحمت اس امت کو عطا فرمائی ہیں یہ دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی اور ہر چیز کو اپنے اندر لیے ہوئے ہیں۔

(مسند دارمی' معارف الحدیث)

سورۂ آلِ عمران کی آخری آیتیں: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی رات کو آل عمران کی آخری آیات پڑھے گا۔ اس کے لیے پوری رات کی نماز کا ثواب لکھا جائے گا۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تک۔

(مسند دارمی' معارف الحدیث)

سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں: رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح اس تعوذ کو سورۂ حشر کی ان تین آیتوں کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مقرر کرتا ہے جو شام تک اس کے واسطے دُعائے مغفرت کرتے ہیں اور اگر شام کو پڑھے تو صبح تک اس کے لیے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں اور اگر مر جاتا ہے تو شہید مرتا ہے۔ (ترمذی' دارمی' ابن سعد' حصن حصین)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
(تین مرتبہ پڑھ کر پھر پڑھے)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔

"وہ اللہ (ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غیب کا اور پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے وہ رحمٰن و رحیم ہے وہ اللہ (ایسا) ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے' پاک ہے' سلامتی والا ہے' امن دینے والا ہے' نگہبانی کرنے والا ہے' عزیز ہے' جبار ہے' خوب بڑائی والا ہے' اللہ اس شرک سے پاک ہے جو وہ کرتے ہیں وہ اللہ پیدا کرنے والا ہے ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے' اس کے اچھے اچھے نام ہیں جو بھی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے"۔

سورۃ الطلاق کی آیت: حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

ہے کہ مجھ کو ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اگر لوگ اس پر عمل کریں تو وہی ان کو کافی ہے اور وہ آیت یہ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق)

''جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مشکل اور مصیبت سے نجات کا راستہ نکال دیتا ہے اور اس جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا''۔

یعنی جو شخص اللہ سے ڈرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے خیال و گمان تک نہیں تھا۔ (مسند داری' ابن ماجہ' داری' مشکوٰۃ)

دُعا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (حدیث قدسی) اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ اَنَا مَعَهٗ اِذَا دَعَانِیْ میں اپنے بندے کے لیے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے متعلق خیال کرے اور جب وہ پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہے)۔ (بخاری' الادب المفرد)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ دُعا مانگنا بعینہٖ عبادت کرنا ہے۔ پھر آپؐ نے بطور دلیل قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (اور تمہارے ربّ نے فرمایا ہے مجھ سے دُعا مانگا کرو میں تمہاری دُعا قبول کروں گا)۔

(مسند احمد' ترمذی' ابوداؤد' حصن حصین' ابن ماجہ' النسائی)

دُعا کا طریقہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے اس طرح ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رخ سامنے ہو۔ ہاتھ اُلٹے کر کے نہ مانگا کرو اور جب دُعا کر چکو تو اُٹھے ہوئے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لو۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو یاد فرماتے اور اس کے لیے دُعا کرنا چاہتے تو پہلے اپنے لیے مانگتے پھر اس شخص کے لیے دُعا فرماتے۔ (جامع ترمذی' معارف الحدیث) فضالہ بن عبید راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا' اس نے نماز میں دُعا کی جس میں نہ اللہ کی حمد کی نہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی نے دُعا میں جلد بازی کی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو مخاطب کر کے آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (دُعا

کرنے سے پہلے) اس کو چاہیے کہ اللہ کی حمد وثنا کرے پھر اس کے رسول ﷺ پر درود بھیجے۔ اس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے۔ (جامع ترمذی' سنن ابی داؤد' سنن نسائی' معارف الحدیث)

دُعا میں ہاتھ اُٹھانا: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ سنا ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرماتے تھے اور (دُعا میں) یہ فرما رہے تھے (اے اللہ!) میں بھی بشر ہوں تو مجھ سے مواخذہ نہ فرما۔ میں نے اگر کسی مؤمن کو ستایا ہو یا برا کہا ہو تو اس کے بارے میں بھی مجھ سے مواخذہ نہ فرما۔ (الادب المفرد)

آمین......! ابوزہیر نمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلے۔ ہمارا گزر اللہ کے ایک نیک بندے پر ہوا' جو بڑے الحاح سے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر اس کی دُعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا گڑگڑانا سننے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا' اگر اس نے دُعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرا لیا۔ ہم میں سے ایک نے پوچھا کہ حضور ﷺ صحیح خاتمہ کا اور مہر ٹھیک لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آخر میں آمین کہہ کر دُعا ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ تعالیٰ سے طے کرا لیا)۔ (ابوداؤد' معارف الحدیث)

عافیت کی دُعا: حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں جس شخص کے لیے دُعا کا دروازہ کھول دیا گیا (یعنی دُعا مانگنے کی توفیق دے دی گئی) اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے جو دُعا مانگی جاتی ہے ان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس سے (دنیا و آخرت میں) عافیت کی دُعا مانگی جائے۔ (جامع ترمذی' حصن حصین)

دُعا دافع بلا: ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قضاء وقدر سے بچنے کی کوئی تدبیر فائدہ نہیں دیتی (ہاں) اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنا ان (آفت و مصیبت) میں بھی نفع پہنچاتا ہے جو نازل ہو چکی ہے اور اس (مصیبت) میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی اور بے شک بلا نازل ہونے کو ہوتی ہے۔ کہ اتنے میں دُعا اس سے جا ملتی ہے۔ پس قیامت تک ان دونوں میں کشمکش ہوتی رہتی ہے (اور انسان دُعا کی بدولت اس بلا سے بچ جاتا ہے)۔

(حصن حصین، جامع ترمذی)

دُعا یقین کے ساتھ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا اور جان لو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دُعا قبول نہیں کرے گا جس کا دِل (دُعا کے وقت) اللہ تعالیٰ سے غافل اور بے پرواہ ہو۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

دُعا میں عجلت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہاری دُعائیں اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں کہ جب تک جلد بازی سے کام نہ لیا جائے (جلد بازی یہ ہے) کہ بندہ کہنے لگے کہ میں نے دُعا کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوئی۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

دُعا میں قطعیت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دُعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ ''اے اللہ! تو چاہے تو مجھے بخش دے اور تو چاہے تو رحمت فرما اور تو چاہے تو مجھے روزی دے'' بلکہ اپنی طرف سے عزم اور قطعیت کے ساتھ اللہ کے حضور میں مانگے اور یقین کرے کہ بے شک وہ کرے گا وہی جو چاہے گا کوئی ایسا نہیں جو زور ڈال کر اس سے کرا سکے۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

موت کی دُعا کی ممانعت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ موت کی دُعا اور تمنا مت کرو۔ اگر کوئی آدمی ایسی دُعا کے لیے مضطر ہی ہو (اور کسی وجہ سے زندگی اس کے لیے دوبھر ہو) تو اللہ کے حضور میں یوں عرض کرے ''اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو دنیا سے مجھے اُٹھا لے''۔ (سنن نسائی، معارف الحدیث)

سجدہ میں دُعا: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت ہی قربت حاصل کر لیتا ہے پس تم اس حالت میں خوب خوب دُعا مانگا کرو''۔

دُعا کی قبولیت پر شکر: ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کونسی چیز تم میں سے کسی شخص کو اس سے عاجز کرتی ہے (روکتی ہے) کہ جب وہ اپنی کسی دُعا کے قبول ہونے کا مشاہدہ کرے، مثلاً کسی مرض سے شفاء نصیب ہو جائے یا سفر سے (بخیر و عافیت) واپس آ جائے

تو کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِعِزَّتِهٖ وَجَلَالِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ ۔ (حصن حصین، حاکم، ابن سنی)

مقبول دُعائیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بندۂ مؤمن کی کوئی دُعا ایسی نہ ہوگی جس بارے میں خدا یہ بیان نہ فرمادے کہ یہ میں نے دنیا میں قبول کی اور یہ تمہاری آخرت کے ذخیرہ کر کے رکھی۔ اس وقت بندۂ مؤمن سوچے گا کہ کاش میری کوئی دُعا بھی دنیا میں قبول ہوتی اس لیے بندے کو ہر حال میں دُعا مانگتے رہنا چاہیے۔ (حاکم)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے" دو چیزیں خدا کے دربار سے رد نہیں کی جاتیں ایک اذان وقت کی دُعا۔ دوسری جہاد (صف بندی) کے وقت کی دُعا۔ (ابوداؤد)

نبی کریم کا ارشاد ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیانی وقفے کی دُعا رد نہیں کی جاتی صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ اس وقفہ میں کیا دُعا مانگا کریں؟ فرمایا یہ دُعا مانگا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین دُعائیں ہیں خاص طور سے قبول ہوتی ہیں۔ ان کی قبولیت میں شک ہی نہیں:

① اولاد کے حق میں ماں باپ کی دُعا۔ ② مسافر اور پردیسی کی دُعا اور

③ مظلوم کی دُعا۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پانچ آدمیوں کی دُعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں:

① مظلوم کی دُعا جب تک وہ بدلہ نہ لے لے۔

② حج کرنے والے کی دُعا جب تک وہ لوٹ کر اپنے گھر واپس نہ آئے۔

③ راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کی دُعا جب تک وہ شہید ہو کے دنیا سے لاپتہ نہ ہو جائے۔

④ بیمار کی دُعا جب تک وہ شفایاب نہ ہو جائے۔

⑤ ایک بھائی کی دوسرے بھائی کے لیے غائبانہ دُعا۔

یہ سب بیان فرمانے کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا اور ان دُعاؤں میں سب سے جلدی قبول ہونے والی دُعا کسی بھائی کے لیے غائبانہ دُعا ہے۔ (دعوات الکبیر للبیہقی۔ معارف الحدیث)

بھائی کی دُعائے غائبانہ: حضور ﷺ فرماتے تھے کہ مردِ مسلمان کی وہ دُعا جو وہ اپنے بھائی

کے لیے غائبانہ کرتا ہے ضرور قبول ہوتی ہے اس پر ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لیے دعائے خیر کرتا ہے تو فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور یہ کہتا ہے: وَلَكَ مِثْلُ ذٰلِكَ۔

(الادب المفرد)

اپنے چھوٹوں سے دعا کرانا: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے عمرہ کرنے کے لیے مکہ معظمہ جانے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت فرمادی اور ارشاد فرمایا: بھیا! ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرنا اور ہم کو بھول نہ جانا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مخاطب فرما کر یہ بھیا! جو کلمہ کہا۔ اگر مجھے اس کے عوض ساری دنیا دے دی جائے تو (بھی) میں راضی نہ ہوں گا۔

(سنن ابی داؤد' جامع ترمذی' معارف الحدیث)

حضور ﷺ کی بعض دعائیں: صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے محمد! ﷺ کیا آپ کو تکلیف ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعا پڑھ کر دم کیا:

بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ۔

"اللہ کے نام سے میں آپ ﷺ پر دم کرتا ہوں۔ ہر مرض سے جو آپ ﷺ کو تکلیف دے ہر ذات کے یا نظر حاسد کے شر سے اللہ آپ ﷺ کو شفا دے گا۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ پر دم کرتا ہوں"۔ (زاد المعاد)

متفرق دعائیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو کسی بات کا صدمہ ہوتا تو آپ ﷺ آسمان کی جانب سر مبارک اٹھاتے اور سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ پڑھتے اور جب دعا میں خوب سعی فرماتے تو یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھتے۔ (زاد المعاد)

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی فکر اور پریشانی لاحق ہوتی تو آپ ﷺ کی یہ دعا ہوتی تھی:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

"اے حیی و قیوم! بس تیری ہی رحمت سے مدد چاہتا ہوں"۔ (زاد المعاد)

اور دوسروں سے فرماتے:

اَلِظُّوْا بِیَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

"یاذوالجلال والاکرام سے چمٹے رہو"۔ (یعنی اس کلمہ کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ سے استغاثہ اور فریاد کرتے رہو)۔ (جامع ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں جب میں کفار سے لڑتا ہوا آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ سردارِ دو جہاں ﷺ سجدہ میں سر رکھے ہوئے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھ رہے تھے۔ پھر میں چلا گیا اور لڑائی میں شریک ہو گیا۔ پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو بدستور اسی طرح سجدہ میں سر رکھے ہوئے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح کی خوشخبری سنا دی۔ (نسائی، حاکم، حصن حصین)

جب آنحضرت ﷺ کو کسی اَمر میں زیادہ پریشانی لاحق ہوتی تو چادر بچھا دیتے، کھڑے ہو جاتے اور دُعا کے لیے اپنے ہاتھ اتنے لمبے کر دیتے کہ آپ ﷺ کی بغل کی سفیدی تک دکھائی دیتی۔

جب آپ ﷺ دُعا ختم کرتے تو دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل لیا کرتے۔

دُعا و استغفار کے الفاظ تین تین مرتبہ دہراتے۔

آپ ﷺ دُعا میں سجع بندی و قافیہ بندی سے کام نہ لیتے اور نہ اس کو اچھا جانتے۔

آپ ﷺ جب کسی مجلس سے کھڑے ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

"اے اللہ میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ دِل سے اقرار کرتا ہوں میں کہ نہیں کوئی معبود سوائے آپ کے میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں"۔

جب آنحضرت ﷺ کو کوئی خوشی پیش آتی تھی تو اس طرح کہتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

"شکر ہے اللہ کا جس کے انعام سے اچھی چیزیں کمال کو پہنچتی ہیں"۔

اور جب ناگواری کی حالت پیش آتی تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ

''شکر ہے اللہ کا ہر حال میں''۔ (حاکم)

جب آپ ﷺ راستہ میں کسی کا ہاتھ پکڑتے اور پھر جدا ہوتے تو فرماتے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

کسی کا قرض ادا فرماتے تو یہ دُعا دیتے:

بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْاَدَاءُ

''اللہ تعالیٰ تیرے گھربار اور تیرے مال میں برکت دے' قرض کا بدلہ تعریف اور (بروقت) ادائیگی ہے۔''

جب کوئی شخص نیا لباس پہن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو آپ ﷺ اس کی تعریف کرتے حَسَنَةٌ حَسَنَةٌ یعنی ''بہت خوب بہت خوب'' اور پھر فرماتے: اَبْلِ وَاَخْلِقْ یعنی پرانا کرو اور بوسیدہ کرو''۔

جب آپ ﷺ کے پاس کوئی ہدیتاً پھل لاتا اور وہ فصل کے شروع ہی کا ہوتا' تو اس کو آپ ﷺ آنکھوں سے لگا لیتے پھر دونوں ہونٹوں سے لگاتے اور فرماتے:

اَللّٰهُمَّ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهٗ فَاَرِنَا اٰخِرَهٗ

''اے اللہ جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا شروع دکھایا پس اس کا آخر بھی دکھا''۔

پھر بچوں کو دے دیتے تھے جو بچے بھی اس وقت آپؐ کے پاس ہوتے تھے۔ (ابن السنی)

جب آپ ﷺ لشکر کو رخصت فرماتے تو یہ دُعا دیتے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ (ابوداؤد)

''میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تمہارے دین کو اور تمہاری قابل حفاظت چیزوں کو اور تمہارے اعمال کے انجام کو''۔

حضور نبی کریم ﷺ جب نیا لباس زیب تن فرماتے' تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے یعنی پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانَا هٰذَا

''تمام تعریفیں اللہ پاک کے لیے ہیں جس نے ہمیں یہ (لباس) پہنایا''۔

یا کوئی اور کلمہ شکر کا کہتے اور شکرانہ کی نماز دو رکت نفل پڑھتے اور پرانا کپڑا کسی محتاج کو

دے دیتے۔ (ابن عساکر)

جب کسی کے ہاں کھانا تناول فرماتے تو میزبان کے لیے حضور ﷺ دُعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ

"اے اللہ ان کے رزق میں برکت دے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما"۔
(صحیح مسلم، معارف الحدیث)

جب آپ ﷺ کسی مجلس میں بیٹھتے تو اور بات چیت فرماتے تو جس وقت وہاں سے اُٹھنے کا ارادہ فرماتے تو دس سے لے کر پندرہ مرتبہ تک استغفار فرماتے۔ (ابن السنی)

ایک روایت میں یہ استغفار آیا ہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

"میں بخشش چاہتا ہوں اللہ پاک سے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے عالم کو قائم رکھنے والا اور میں اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں"۔

جب آپ ﷺ کو کوئی دشواری پیش آتی تھی تو آپ ﷺ نماز نفل پڑھتے تھے اس عمل سے ظاہری و باطنی دنیوی و اخروی نفع ہوتا ہے اور پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

جب رسول اکرم ﷺ کسی کی عیادت فرماتے تو اس سے آپ ﷺ یہ فرماتے:

لَا بَأْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

"کچھ ڈر نہیں کفارۂ گناہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ"۔ (ترمذی، معارف الحدیث)

حضور ﷺ کی تعلیم کردہ بعض دُعائیں

دُعائے سحر گاہی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہر رات کو جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں جو مجھ کو پکارے گا اس کی سنوں گا جو مجھ سے مانگے گا عطا کروں گا۔ جو مجھ سے مغفرت و عفو طلب کرے گا اس کو بخش دوں گا۔ (الادب المفرد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دین آسان ہے اور ہرگز کوئی سختی (اور مبالغہ) کے ساتھ دین پر غالب ہونے کا ارادہ نہ کرے گا مگر دین ہی اس کو ہرا

دے گا۔ پس سیدھے چلو۔ قریب رہو اور خوشخبری حاصل کرو اور صبح و شام کے وقت اور کسی قدر رات کے آخری حصہ سے (کام میں) سہارا لو۔ (ذکر اللہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا جس میں اس سے بہت سی قابل مواخذہ فضول اور لایعنی باتیں سرزد ہوئیں، مگر اس نے اس مجلس سے اُٹھتے وقت کہا:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

''اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود برحق ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اپنے گناہوں کی تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں''۔

تو اللہ تعالیٰ اس کی ان سب لغزشوں کو معاف کر دے گا جو مجلس میں اس سے سرزد ہوئیں۔

(جامع ترمذی، معارف الحدیث)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سونے کے لیے بستر پر لیٹتے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح توبہ و استغفار کرے اور تین دفعہ عرض کرے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

''میں مغفرت اور بخشش چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ حی و قیوم ہے وہ ہمیشہ رہنے والا اور سب کا کارساز ہے، اور اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں''۔

تو اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اگرچہ وہ درختوں کے پتوں اور مشہور ریگستان عالج کے ذرّوں اور دنیا کے دنوں کی طرح بے شمار ہوں۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

بے خوابی کے لیے دُعا: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ مجھے رات کو نیند نہیں آتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم بستر پر لیٹو تو اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کر لیا کرو:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنَ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

''اے اللہ پروردگار ساتوں آسمانوں کے اور اس چیز کے جس پر ان کا سایہ ہے اور پروردگار زمینوں کے اور اس چیز کے جس کو کہ زمین اُٹھائے ہوئے ہے اور پروردگار شیطانوں کے اور اس چیز کے جس کو انہوں نے گمراہ کیا میرا نگہبان رہنا اپنی تمام ترمخلوق کی برائی سے (اور) اس سے کہ ظلم کرے ان میں سے کوئی مجھ پر یا کہ زیادتی کرے مجھ پر' محفوظ ہے پناہ دیا ہوا تیرا اور آپ کی تعریف بڑی ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (ترمذی' معارف الحدیث)

فکر اور پریشانی کے وقت کی دُعا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی کو پریشانی اور فکر زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِیْ قَبْضَتِكَ نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِیْ حُكْمِكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَائُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ وَجَلَاءَ هَمِّیْ وَغَمِّیْ۔

''اے اللہ بندہ ہوں تیرا اور بیٹا ہوں تیرے ایک بندے کا اور ایک تیری بندی کا اور بالکل تیرے قبضہ میں ہوں اور ہمہ تن تیرے دست قدرت میں ہوں نافذ ہے میرے بارے میں تیرا حکم اور عین عدل ہے میرے بارے میں تیرا ہر فیصلہ' میں تجھ سے تیرے ہر اس اسم پاک کے واسطہ سے جس سے تو نے اپنی مقدس ذات کو موسوم کیا ہے یا اپنی کسی کتاب میں اس کو نازل فرمایا ہے یا اپنے خاص مخفی خزانہ غیب ہی میں اس کو محفوظ رکھا ہے' استدعا کرتا ہوں کہ قرآنِ عظیم کو میرے دِل کی بہار بنادے اور میرے فکروں اور غموں کو اس کی برکت سے دور فرمادے''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی فکروں اور پریشانیوں کو دور فرما کر ضرور بالضرور اس کو کشادگی عطا فرمائے گا۔

(رزین' معارف الحدیث)

رنج وغم اور ادائے قرض کے لیے: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن کا ذکر ہے آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے وہاں ایک انصاری ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوامامہ تو بے وقت مسجد میں کیوں بیٹھا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ طرح طرح کے رنج و غم ہیں اور لوگوں کے قرض میرے پیچھے چمٹے ہوئے ہیں فرمایا میں تجھے ایسے چند کلمے بتائے دیتا ہوں کہ ان کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیرا رنج و غم دور کر دے گا اور قرض ادا کر دے گا تو صبح و شام یوں کہا کر:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

"یا اللہ! میں پناہ پکڑتا ہوں تیری فکر سے اور غم سے اور پناہ پکڑتا ہوں کم ہمتی اور سستی سے اور پناہ پکڑتا ہوں تیری بزدلی اور بخل سے اور پناہ پکڑتا ہوں تیری قرض کے گھیر لینے سے اور لوگوں کے دبا لینے سے"۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چند ہی روز ان کلمات کو پڑھنے پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا رنج و غم دور فرما دیا اور قرض بھی ادا کرا دیا۔ (حصن حصین)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو کسی نے آ کر خبر دی کہ آپ کا مکان جل گیا ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے (بڑی بے فکری سے) فرمایا کہ ہرگز نہیں جلا' اللہ تعالیٰ ہرگز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص یہ کلمات شروع دن میں پڑھ لے تو شام تک اس کو کوئی مصیبت نہ پہنچے گی اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک اس پر کوئی مصیبت نہ آئے گی اور بعض روایات میں ہے کہ اس کے نفس میں اور اہل و عیال میں اور مال میں کوئی آفت نہ آئے گی اور میں یہ کلمات صبح کو پڑھ چکا ہوں تو پھر میرا مکان کیسے جل سکتا ہے پھر لوگوں سے کہا چل کر دیکھو سب کے ساتھ چل کر مکان پر پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ محلے میں آگ لگی اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے مکان کے چاروں طرف مکانات جل گئے اور ان کا مکان بیچ میں محفوظ رہا وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔

"اے اللہ! آپ میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے آپ پر بھروسہ کیا اور آپ رب ہیں عرش عظیم کے جو اللہ پاک نے چاہا (وہ) ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا گناہوں

سے پھرنے اور عبادت کرنے کی طاقت اللہ ہی کی طرف سے ہو جو بلند (اور) عظیم ہے۔
میں جانتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے گھیر لیا ہے ہر چیز کو اپنے علم کے ذریعہ"۔

مصیبت اور غم کے موقع پر: مسند میں نبی ﷺ سے مروی ہے کہ کوئی شخص اگر مبتلائے مصیبت ہو جائے تو یوں دُعا کرے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا

"بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدلہ عنایت فرما"۔

(زاد المعاد)

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بے چینی کے وقت یہ دُعا پڑھا کرتے تھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ۔ (زاد المعاد)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) عظیم (اور) بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) رب ہے عرشِ عظیم کا' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) رب ہے ساتوں آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا اور رب ہے بزرگی والے عرش کا"۔

جب کوئی شخص کام کرنے سے عاجز ہو جائے یا زیادہ قوت و طاقت چاہے تو اس کو چاہیے کہ سوتے وقت سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار پڑھا کرے۔

(بخاری و مسلم' ترمذی' ابوداؤد' حصن حصین)

کسی کو مصیبت میں دیکھنے کے وقت کی دُعا: امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی کی نظر کسی مبتلائے مصیبت اور دکھی پر پڑے اور یہ کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔

"حمد اس کے لیے ہے جس نے مجھے عافیت دی اور محفوظ رکھا اس بلا اور مصیبت سے جس میں تجھ کو مبتلا کیا گیا اور اپنی بہت سی مخلوق پر اس نے مجھے فضیلت بخشی"۔

تو وہ اس بلا اور مصیبت سے محفوظ رہے گا خواہ وہ کوئی بھی مصیبت ہو۔

(جامع ترمذی' معارف الحدیث)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (بنت عمیس) سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں جنہیں تکلیف اور کرب کے وقت یا کرب کی حالت میں کہہ لیا کرو؟ وہ یہ ہیں:

اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا

"یعنی اللہ میرا پروردگار ہے میں اس کا کسی کو شریک نہیں بناتا"۔

ایک روایت میں ہے کہ اسے سات بار کہا جائے۔ (زاد المعاد)

سخت خطرے کے وقت کی دُعا: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس نازک وقت کے لیے کوئی خاص دُعا ہے جو ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کریں' حالت یہ ہے کہ ہمارے دِل مارے دہشت کے اچھل اچھل کر گلوں میں آرہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرو:

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِنَا

"اے اللہ ہماری پردہ داری فرما اور ہماری گھبراہٹ کو بے خوفی اور اطمینان سے بدل دے"۔

ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آندھی بھیج کر دشمنوں کے منہ پھیر دیئے اور اس آندھی ہی سے اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔ (معارف الحدیث' مسند احمد)

خواب میں ڈرنا: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی (ڈراؤنا خواب دیکھ کر) سوتے میں ڈر جائے تو اس طرح دُعا کرے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعَذَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔

"میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامات کے ذریعہ خود اس کے غضب اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانی وساوس واثرات سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور مجھے ستائیں"۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ پھر شیاطین اس بندے کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ (معارف الحدیث)

جامع دُعا: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی دُعائیں فرمائیں جو ہمیں یاد نہ رہیں تو ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے بہت سی دُعائیں تعلیم فرمائی تھیں ان کو ہم یاد نہ رکھ سکے (اور چاہتے یہ ہیں اللہ تعالیٰ سے وہ سب دُعائیں مانگیں، تو کیا کریں؟) آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ایسی دُعا بتائے دیتا ہوں جس میں وہ ساری دُعائیں آجائیں گی۔ اللہ کے حضور میں یوں عرض کرو کہ:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَاسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

''اے اللہ! ہم تجھ سے وہ سب خیر مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے مانگی اور ہم ان سب چیزوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے تیری پناہ چاہی بس تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جائے اور تیرے ہی کرم پر موقوف ہے مقاصد اور مرادوں تک پہنچنا اور کسی مقصد کے لیے سعی و حرکت اور اس کو حاصل کرنے کی قوت و طاقت بس اللہ ہی سے مل سکتی ہے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

قنوتِ نازلہ: کسی عام مصیبت مثلاً قحط، وباء، دشمنوں کے حملے وغیرہ کے وقت یہ قنوت نازلہ فجر کی نماز میں آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھے۔ اگر امام پڑھے تو مقتدی ہر فقرے پر آہستہ سے آمین کہیں:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِىْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِىْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِىْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِىْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِىْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِىْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ (حصن حصین)

''اے اللہ! مجھ کو راہ دکھا ان لوگوں کی جن کو تو نے راہ دکھائی اور مجھ کو عافیت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور میری کارسازی کر ان لوگوں میں جن کے آپ کارساز ہیں اور برکت دے اس چیز میں جو آپ نے مجھ کو عطا فرمائی اور بچا مجھ کو اس چیز کے شر سے جس کو آپ نے مقدر فرمایا ہے کیونکہ فیصلہ کرنے والے آپ ہی ہیں اور بے شک آپ کا دوست

ذلیل نہیں ہوسکتا اور آپ کا دشمن عزت نہیں پا سکتا آپ برکت والے ہیں اور بلند و بالا ہیں ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ کے سامنے توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر رحمت کاملہ نازل فرمائے"۔

بازار کی ظلماتی فضاؤں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا غیر معمولی ثواب: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ بازار گیا اور اس نے (بازار کی غفلت اور شور و شر سے بھرپور فضا میں دِل کے اخلاص سے کہا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی بھی موت نہیں بہتری اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے ہزار ہا نیکیاں لکھی جائیں گی اور ہزار ہا گناہ محو کر دیئے جائیں گے اور ہزار ہا درجے اس کے بلند کر دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے ایک شاندار محل تیار ہوگا۔ (معارف الحدیث، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

آیاتِ شفاء: امامِ طریقت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ ان کا ایک بچہ بیمار ہوگیا۔ اس کی بیماری اتنی سخت ہوگئی کہ وہ قریب المرگ ہوگیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا اور حضور ﷺ کی خدمت میں بچہ کا حال عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا تم آیاتِ شفاء سے کیوں دور رہتے ہو۔ کیوں ان سے تمسک نہیں کرتے اور شفاء نہیں مانگتے۔ میں بیدار ہوگیا اور اس پر غور کرنے لگا تو میں ان آیاتِ شفاء کو کتابِ الٰہی میں چھ جگہ پایا وہ یہ ہیں:

﴿وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ [التوبہ ۹:۱۴]

"اور اللہ تعالیٰ شفاء دیتا ہے مؤمنین کے سینوں کو"۔

﴿وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ﴾ [یونس ۱۰:۵۷]

"سینوں میں جو تکلیف ہے ان سے شفاء ہے"۔

﴿يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ [النحل ۱۶:۶۹]

''ان کے پیٹ سے نکلتی ہے پینے کی چیز جن کے رنگ مختلف ہیں' لوگوں کے لیے ان میں شفاء ہے''۔

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الشعرا۲۶:۸۰]

''اور قرآن میں ہم ایسی چیز نازل کرتے ہیں جو مؤمنین کے لیے شفاء اور رحمت ہے''۔

﴿وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾ [الشعرا۸۶:۸۰]

''اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو اللہ تعالیٰ شفاء دیتا ہے''۔

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ﴾ [حم السجدہ ۴۱:۴۴]

''فرما دیجیے آپ ﷺ کہ مؤمنین کے لیے یہ ہدایت اور شفاء ہے''۔

میں نے ان آیات کو لکھا اور پانی میں گھول کر بچے کو پلا دیا اور وہ بچہ اسی وقت شفاء پا گیا گویا کہ اس کے پاؤں سے گرہ کھول دی گئی ہو۔ (مدارج النبوۃ)

صلوٰۃ وسلام: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھو۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ سے فاصلے پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیتا ہے یعنی بذریعہ ملائکہ۔ (بیہقی' شعب الایمان' سنن نسائی' مسند دارمی' سنن ابی داؤد' زاد المعید)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجے کسی کتاب میں تو ہمیشہ فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے۔ جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔ (طبرانی' زاد السعید)

جمعہ کے خطبہ میں جب حضور اکرم ﷺ کا نامِ مبارک آئے اور خطیب یہ آیت پڑھے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

تو اپنے دل میں زبان کو حرکت دیئے بغیر ﷺ کہہ لے۔ (درمختار)

درمختار میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور آواز بلند کرنا جہل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت چلا چلا کر درود شریف پڑھتے ہیں یہ مناسب نہیں۔

جب اسم مبارک لکھے صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی ص پورا لکھے اس میں کوتاہی نہ کرے صرف ﷺ یا صلعم پر اکتفا نہ کرے۔

آپ ﷺ کے اسم گرامی سے پہلے سیدنا بڑھا دینا مستحب اور افضل ہے۔ (درمختار)

اگر ایک مجلس میں کئی بار آپ ﷺ کا نامِ مبارک ذکر کیا جائے۔ امام طحاوی کا مذہب یہ ہے کہ ہر بار میں ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب ہے مگر فتویٰ اس پر ہے کہ ایک بار درود پڑھنا واجب ہے اور پھر مستحب ہے۔

نماز میں بجز تشہد اخیر کے دوسرے ارکان میں درود پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

بے وضو درود شریف پڑھنا جائز اور باوضو پڑھنا نور علی نور ہے۔ (زاد السعید)

حدیث شریف میں ہے کہ جمعہ کے دن تم مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو اس درود شریف میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ' ابوداؤد' نسائی' زاد السعید)

ابو حفص ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ہزار بار درود پڑھے تو جب تک وہ اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے نہ مرے گا۔ (سعایہ۔ زاد السعید)

درود شریف دُعا کی قبولیت کی شرط: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا دُعا آسمان اور زمین کے درمیان ہی رکی رہتی ہے اوپر نہیں جا سکتی جب تک کہ نبی پاک ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔ (جامع ترمذی' معارف الحدیث)

یہی حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی مروی ہے۔ (معجم اوسط طبرانی)

احادیث میں درود وسلام کی ترغیبات اور فضائل و برکات: ابو بردہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میرا جو اُمتی خلوص دِل سے مجھ پر صلوٰۃ بھیجے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس صلوٰتیں بھیجتا ہے اور اس کے صلہ میں اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کے حساب میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ محو فرما دیتا ہے۔ (سنن نسائی' معارف الحدیث)

حضرت کعب بن عجرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا میرے پاس آ جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے (آپ ﷺ نے جو کچھ ارشاد فرمانا تھا

فرمایا، پھر آپ ﷺ منبر پر جانے لگے تو) جب منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا آمین پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا آمین۔ اسی طرح جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ پھر جو کچھ فرمانا تھا جب اس سے فارغ ہو کر آپ ﷺ منبر سے نیچے اُتر آئے تو ہم لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آج ہم نے آپ ﷺ سے ایک ایسی چیز سنی جو ہم پہلے نہیں سنتے تھے (یعنی منبر کے ہر درجے پر قدم رکھتے وقت آج آپ ﷺ آمین کہتے تھے یہ نئی بات تھی آپ ﷺ نے بتایا کہ جب میں منبر پر چڑھنے لگا تو جبرائیل امین آگئے تو انہوں نے کہا:

① برباد و ذلیل ہو وہ محروم جو رمضان المبارک پائے اور اس میں بھی اس کی مغفرت کا فیصلہ نہ ہو۔ تو میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں نے منبر کے دوسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا:

② برباد و ذلیل ہو وہ بے توفیق اور بے نصیب جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر آئے اور وہ اس وقت بھی آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے، تو میں نے اس پر بھی کہا آمین پھر جب میں نے منبر کے تیسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا:

③ برباد و ذلیل ہو وہ بدبخت آدمی جس کے ماں باپ یا ان دو میں سے ایک اس کے سامنے بوڑھے ہو جائیں اور وہ (ان کی خدمت کر کے اور ان کو راضی اور خوش کر کے) جنت کا مستحق نہ ہو جائے اس پر بھی میں نے کہا آمین۔ (جامع ترمذی، مستدرک حاکم، معارف الحدیث)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر درود بھیجتے ہوں گے۔ (بیہقی، ترمذی)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا گناہوں کے دھونے اور اس سے پاک کرنے میں آگ کو سرد پانی سے بجھانے سے زیادہ مؤثر و کارآمد ہے اور حضور ﷺ پر سلام پیش کرنا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے غرضیکہ نبی کریم ﷺ پر درود سلام بھیجنا منبع انوار و برکات اور مفتاح تمام ابوابِ خیرات و سعادت ہے، اور اہل سلوک اس باب میں بہت زیادہ شغف رکھنے کی بنا پر فتح عظیم کے مستوجب اور مواہب ربانیہ کے مستحق ہوئے ہیں۔

بعض مشائخ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ جب ایسا شیخ کامل اور مرشد کامل موجود ہو جو اس کی تربیت کر سکے تو اسے چاہیے کہ رسول کریم ﷺ پر درود بھیجنے کو لازم کر لے یہ ایسا طریقہ ہے جس سے طالب واصل بحق ہو جاتا ہے اور یہی درود و سلام اور حضور ﷺ کی طرف توجہ کرنا احسن طریقے سے آدابِ نبوی ﷺ اور اخلاقِ جمیلہ محمدیہ سے اس کی تربیت کر دیں گے اور کمالات کے بلند ترین مقامات اور قربِ الٰہی کے منازل پر اسے فائز کریں گے' اور سیّد الکائنات افضل الانبیاء والمرسلین ﷺ کے قرب سے سرفراز فرمائیں گے۔ (مدارج النبوۃ)

بعض مشائخ وصیت کرتے ہیں کہ سورۂ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے اور سیّد عالم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجے' اور فرماتے ہیں کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی قراءت خدائے واحد کی معرفت کراتی ہے اور سیّد عالم ﷺ پر درود کی کثرت حضور ﷺ کی محبت و معیت سے سرفراز کرتی ہے اور جو کوئی سیّد عالم ﷺ پر بکثرت درود بھیجے گا یقیناً اسے خواب و بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو گی۔

(منقول از شیخ احمد بن موسیٰ المشرع عن شیخ امام علی متقی' دعوات کبیر' جامع ترمذی' مدارج النبوۃ)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے خوشی و مسرت نمایاں تھی' اور آپ ﷺ کا چہرۂ منور پر مسرت تھا' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آج آپ ﷺ کے رخِ انور میں خوشی و مسرت کی لہر تاباں ہے' کیا سبب ہے' فرمایا جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا اے محمدؐ! کیا آپ ﷺ کو یہ اَمر مسرور نہیں کرتا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے' جو بندہ بھی آپؐ کی اُمت کا آپ ﷺ پر ایک مرتبہ بھی درود بھیجتا ہے' میں اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے۔ (سنن نسائی' مسند دارمی)

ترمذی شریف میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ پر درود بھیجوں۔ فرمایا جتنا چاہو' میں نے عرض کیا وظائف کا چوتھائی؟ فرمایا جتنا چاہو اور اگر زیادہ بھیجو تو تمہارے لیے اور بہتر ہے' عرض کیا نصف؟ فرمایا جتنا چاہو' اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے اور زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا دو تہائی؟ فرمایا جتنا چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے اور زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا پھر تو میں اپنی تمام دُعا کے بدلے میں آپ ﷺ پر درود ہی بھیجوں گا' فرمایا: تب تو تم نے اپنی ہمت پوری کر لی اور گناہوں کو

معاف کرالیا۔ (جامع ترمذی مدارج النبوۃ)

درود شریف کے برکات: سب سے زیادہ لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پر نور ﷺ کی دولت زیارت میسر ہوتی ہے بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ نے کتاب ''ترغیب السادات'' میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیت الکرسی اور گیارہ بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گزرنے پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی' وہ درود شریف یہ ہے۔ (زاد السعید)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ

دیگر: نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد پچیس بار قل ھو اللہ اور سلام کے بعد یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے اسے دولت زیارت نصیب ہو' صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ (زاد السعید)

نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدَ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرُوْسِ مَمْلُكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيْدِكَ اِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَائِكَ صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

''اے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر جو دریا ہیں تیرے نور کے اور کان ہیں تیرے بھیدوں کی اور زبان تیری وحدانیت کی حجت کے اور دولہا تیری سلطنت کے اور پیشوا تیری درگاہ کے اور نقش و آرائش تیرے ملک کے اور خزانے تیری رحمت کے اور راستہ تیرے دین کے' لذت پانے والے تیری توحید کے ساتھ آنکھ موجودات کی' اور واسطہ پیدا ہونے ہر موجود کے' آنکھ تیرے خواص بندگان مخلوقات کی' سب سے پہلے ظاہر ہوئے نور سے' تیرے تجلی ذات کی' ایسا درود کہ ہمیشہ رہے ساتھ ہمیشہ رہنے آپ کے اور باقی رہے آپ

کی بقاء کے ساتھ اس کی انتہا نہ ہو سوائے آپ کے علم کے (اور) ایسا درود جو خوش کرے آپ کو اور خوش کرے ان کو اور راضی ہو جائے تو اس درود سے ہم لوگوں سے اے پروردگار تمام عالم کے''۔

دیگر: شیخ نے لکھا ہے کہ سوتے وقت یہ درود شریف بھی چند بار پڑھنا زیارت کیلئے مؤثر ہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَمِ وَرَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِنَّا السَّلَامَ زاد السعید۔

''اے اللہ (مقام) حل وحرم کے رب اور بیت الحرام کے رب اور رکن و مقام کے رب ہمارے سردار اور ہمارے آقا جناب محمد ﷺ کی روح (مبارک) کو سلام پہنچا دیجیے ہماری جانب سے''۔

مناہج الحسنات میں ابن فاکہانی کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ شیخ صالح موسیٰ ضریر (نابینا) تھے انہوں نے اپنا گزرا ہوا قصہ مجھ سے نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی' اس حالت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو یہ درود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں' ہنوز تین سو بار پر نوبت نہ پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی۔ وہ درود یہ ہے اسے صلوٰۃ تنجینا کہتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

''اے اللہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد ﷺ پر درود بھیج' ایسا درود کہ اس کے ذریعے تو ہمیں تمام خوفوں اور تمام آفتوں سے نجات دے اور اس کے ذریعہ ہماری تمام حاجات پوری کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں تمام برائیوں سے پاک کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں اپنے نزدیک بلند درجوں پر بلند کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں تمام نیکیوں کا ملتہائے مقصود بہم پہنچائے زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے''۔

اس درود شریف کی برکات بے شمار ہیں اور ہر طرح کی وباؤں اور بیماریوں سے حفاظت

ہوتی ہے اور قلب کو عجیب و غریب اطمینان حاصل ہوتا ہے' بزرگوں کے مجربات میں ہے۔

(زاد السعید)

بزار و طبرانی نے صغیر اور اوسط میں رویفع سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو اس درود پڑھے اس کے لیے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری شفاعت واجب اور ضروری ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ

''اے اللہ سیّدنا محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر درود نازل فرما اور آپ ﷺ کو ایسے ٹھکانے پر پہنچا جو تیرے نزدیک مقرب ہو''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ ہمارے گھرانے والوں پر درود پڑھتے وقت ثواب کا پورا پیمانہ ملے تو یہ درود پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

''اے اللہ درود نازل فرما نبی اکرم سیّدنا محمد ﷺ اور آپ کی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) پر جو تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ ﷺ کی اولاد اور آپ ﷺ کے گھر والوں پر جیسا تو نے سیّدنا ابراہیم (علیہ السلام) پر درود نازل فرمایا ہے' بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے''۔

بخاریؒ نے القول البدیع میں بروایت ابن ابی عاصمؒ مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو کوئی سات جمعے تک ہر جمعہ کو سات بار اس درود شریف کو پڑھے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔

(حاشیہ دلائل' زاد السعید)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًی وَّلَهٗ جَزَآءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاَجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

''اے اللہ اپنے برگزیدہ بندے اور اپنے رسول نبی اُمّی سیّدنا محمد ﷺ پر اور سیّدنا محمد ﷺ کی

اولاد پر ایسا درود نازل فرما جو تیری رضا کا ذریعہ ہو اور حضور ﷺ کے لیے پورا بدلہ ہو اور آپ ﷺ کے حق میں ادائیگی ہو اور آپ ﷺ کو وسیلہ اور فضیلہ اور مقامِ محمود جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے' عطا فرما اور حضور ﷺ کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرما جو آپ ﷺ کی شانِ عالی کے لائق ہو اور آپ ﷺ کو ان سب سے افضل بدلہ عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی اُمت کی طرف سے عطا فرمایا اور حضور ﷺ کے تمام برادران انبیاء وصالحین پر اے ارحم الراحمین درود نازل فرما"۔ (از کتاب زاد السعید)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل امین علیہ السلام نے میرے ہاتھ کی اُنگلیوں پر گن کر درود شریف کے یہ کلمات تعلیم فرمائے اور بتایا کہ ربّ العزت جل جلالہٗ کی طرف سے یہ اسی طرح اُترے ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(مسند فردوس' شعب الایمان للبیہقی' معارف الحدیث)

"اے اللہ سیّدنا محمد ﷺ اور آلِ سیّدنا محمد ﷺ پر درود نازل فرما جس طرح تُو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد پر درود نازل فرمایا' بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اے اللہ! سیّدنا محمد (ﷺ) اور سیّدنا محمد (ﷺ) کی اولاد پر برکت نازل فرما' جس طرح تو نے سیّدنا ابراہیم اور سیّدنا ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے' اے اللہ سیّدنا محمد ﷺ اور سیّدنا محمد ﷺ کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرما' جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرمائی' بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے' اے اللہ سلام بھیج سیّدنا محمد ﷺ اور سیّدنا محمد ﷺ کی اولاد پر' جس طرح تو نے سیّدنا ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی اولاد پر

سلام بھیجا بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اس طرح کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷐النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ ﷐النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(مسند احمد' صحیح ابن حبان' معارف الحدیث)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ حضرت ﷺ! ہم آپ ﷺ پر صلوٰۃ (درود) کس طرح پڑھا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (رواہ البخاری)

"اے اللہ اپنی خاص نوازش اور عنایت و رحمت فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی (پاک بیبیوں پر اور آپ ﷺ کی نسل پر جیسے کہ آپ نے نوازش اور عنایت و رحمت فرمائی آلِ ابراہیم پر' اور خاص برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی پاک بیبیوں پر اور آپ ﷺ کی نسل پر جیسے کہ آپ نے برکتیں نازل فرمائیں آلِ ابراہیم پر' اے اللہ! تو ساری حمد و ستائش کا سزاوار ہے اور تیرے ہی لیے ساری عظمت و بڑائی ہے"۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ پر درود کس طرح بھیجی جائے' تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجا کرو اور خوب اہتمام اور دِل لگا کے دُعا کیا کرو اور یوں عرض کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

''اے اللہ! حضرت محمد (رسول اللہ ﷺ) اور آلِ محمد (ﷺ) پر اپنی خاص عنایت و رحمت اور برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر برکتیں نازل فرمائیں تو ہر حمد و ستائش کا سزاوار ہے اور عظمت و بزرگی تیری صفت ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر اس طرح درود بھیجا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ۔

''اے اللہ درود نازل فرما سیّدنا محمد (ﷺ) اور آلِ سیّدنا محمد (ﷺ) پر جس طرح تو نے درود نازل فرمایا سیّدنا ابراہیم اور آلِ سیّدنا ابراہیم (علیہ السلام) پر اور برکت نازل فرما سیّدنا محمد ﷺ پر اور آلِ سیّدنا محمد ﷺ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر اور رحمت بھیج سیّدنا محمد ﷺ اور آلِ سیّدنا محمد ﷺ جس طرح تو نے رحمت بھیجی سیّدنا ابراہیم (علیہ السلام) پر اور سیّدنا ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد پر''۔

تو میں کل قیامت کے دن اس کے لیے شہادت دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

(تہذیب الآثار طبری' معارف الحدیث)

استغفار: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم میں دن میں ستر دفعہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ و استغفار کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی ایک نشست میں شمار کر لیتے تھے کہ آپ ﷺ سو سو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔

(معارف الحدیث' مسند احمد' جامع ترمذی' سنن ابی داؤد' ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر آدمی خطا کار ہے (کوئی ایسا نہیں جس سے کبھی کوئی خطا یا لغزش سرزد نہ ہو) اور خطا کاروں میں وہ بہت اچھے

ہیں جو خطا و قصور کے بعد مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائیں۔

(معارف الحدیث' جامع ترمذی' ابن ماجہ' سنن دارمی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بندہ (گناہ کر کے) استغفار کرے (یعنی سچے دِل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے) پھر وہ اگر دن میں ستر دفعہ بھی پھر وہی گناہ کرے تو (اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے)۔ (جامع ترمذی' سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس بندے نے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ واستغفار کیا تو وہ بندہ ضرور بخش دیا جائے گا اگرچہ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو۔ وہ استغفار یہ ہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ۔

(معارف الحدیث' جامع ترمذی' ابوداود)

استغفار کی برکات: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ استغفار کو لازم پکڑ لے (یعنی اللہ تعالیٰ سے برابر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے تنگی اور مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنا دے گا' اور اس کی ہر فکر اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرما دے گا' اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا جن کا اس کو خیال وگمان بھی نہ ہوگا۔

(مسند احمد' سنن ابی داؤد' سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

بار بار گناہ اور بار بار استغفار کرنے والے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کسی بندہ نے گناہ کیا پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا' مجھے معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ بخش دیا اور اس کو معاف کر دیا' اسکے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا اور پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا میرے مالک مجھ سے گناہ ہو گیا تو اس کو بخش دے اور معاف فرما دے تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے

کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہ و قصور معاف بھی کر سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کر دیا اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے مالک و مولیٰ! مجھ سے اور گناہ ہو گیا تو مجھے معاف فرما دے اور میرے گناہ بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کہ کیا میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک و مولیٰ ہے جو گناہ معاف بھی کر سکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اب جو اس کا جی چاہے کرلے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

مرنے والوں کیلئے سب سے بہتر تحفہ استغفار (دُعائے مغفرت): حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبر میں مدفون مردے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لیے چیخ و پکار کر رہا ہو وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں باپ یا بہن بھائی یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دُعائے رحمت و مغفرت کا تحفہ پہنچے، جب کسی طرف سے اس کو دُعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز محبوب ہوتا ہے اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دُعاؤں کی وجہ سے قبر کے مردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جا سکتی ہے اور مردوں کے لیے زندوں کا خاص ہدیہ ان کے لیے دُعائے مغفرت ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی مردِ صالح کا درجہ ایک دَم بلند کر دیا جاتا ہے تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار! میرے درجہ اور مرتبہ میں یہ ترقی کس وجہ سے اور کہاں سے ہوئی؟ جواب ملتا ہے کہ تیرے واسطے تیری فلاں اولاد کے دُعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔

(شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ عام مؤمنین و مؤمنات کے لیے ہر روز (۲۵ یا ۲۷ دفعہ) اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی دُعا کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے ہو جائے گا جن کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن کی برکت

سے دنیا والوں کو رزق ملتا ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ.

''اے اللہ تمام مومنین اور تمام مومنات اور مسلمین و مسلمات کی بخشش فرما جو ان میں سے زندہ ہوں (انکی بھی) اور جو ان میں سے وفات پا گئے ہوں (ان کی بھی)۔ (حصن حصین)

سیّد الاستغفار: شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ الاستغفار (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَاَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۔

''اے اللہ تو میرا ربّ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا فرمایا اور مَیں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے، میں نے جو گناہ کیے ہیں انکے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مَیں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں، لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا''۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس بندے نے اخلاص اور دِل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا (یعنی ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا) اور اسی طرح دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آ گئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا اور اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے اسی رات میں وہ چل بسا تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا۔

تشریح ✿ اس استغفار کی اس غیر معمولی فضیلت کا راز بظاہر یہی ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ میں عبدیت کی روح بھری ہوئی ہے۔

صلوٰۃ استغفار: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا (جو بلاشبہ صادق و صدیق ہیں) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اُٹھ کر وضو کرے پھر نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتا ہے۔ اس

کے بعد آپ ﷺ نے قرآنِ مجید کی آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ﴾ الآية

(معارف الحدیث' جامع ترمذی)

استعاذہ

پناہ مانگنے کی بعض دُعائیں: دنیا اور آخرت کا کوئی شر' کوئی فساد' کوئی فتنہ' کوئی بلا اور آفت اس عالمِ وجود میں ایسی نہیں ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ مانگی ہو اور اُمت کو اس کی تلقین نہ فرمائی ہو ذیل میں بعض دُعائیں درج کی جاتی ہیں۔ بعض گزشتہ مضامین کے ذیل میں آچکی ہیں۔

حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی تعوذ تعلیم فرما دیجیے' جس کے ذریعہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ وحفاظت طلب کیا کروں' آپ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں تھام کر فرمایا کہو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِىْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِىْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِىْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِىْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّىْ۔

"اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کانوں کے شر سے اور اپنی نگاہ کے شر سے اور اپنی زبان کے شر سے اور اپنے قلب کے شر سے اور اپنے مادۂ شہوت کے شر سے"۔

(سنن ابی داؤد' جامع ترمذی' نسائی' معارف الحدیث)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ' اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَاىَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِىْ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِىْ وَبَيْنَ خَطَايَاىَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

''اے میرے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں سستی اور کاہلی سے اور انتہائی بڑھاپے سے (جو آدمی کو بالکل ہی ناکارہ کردے) اور قرض کے بوجھ سے اور ہر گناہ سے' اے میرے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور دوزخ کے فتنہ سے اور فتنۂ قبر سے اور عذابِ قبر سے اور دولت وثروت کے فتنہ اور شر اور مفلسی اور محتاجی کے فتنہ اور شر سے اور دجال کے شر سے۔ اے میرے اللہ میرے گناہوں کے اثرات دھودے برف اور اولے کے پانی سے اور میرے دِل کو گندے اعمال واخلاق کی گندگیوں سے اس طرح پاک اور صاف کردے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے نیز میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دُوری پیدا کردے جتنی دُوری تو نے مشرق ومغرب کے درمیان کردی ہے۔

(صحیحین' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دُعاؤں میں ایک دُعا یہ بھی تھی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ۔ (رواہ مسلم' معارف الحدیث)

جمعۃ المبارک: حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے اور واجب ہے' اس وجوب سے چار قسم کے آدمی مستثنیٰ ہیں: ۱) غلام جو بیچارہ کسی کا مملوک ہو۔ ۲) عورت۔ ۳) نابالغ لڑکا' ۴) بیمار۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگوں کو چاہیئے کہ نمازِ جمعہ ہرگز ترک نہ کریں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے اس گناہ کی سزا میں دِلوں پر مُہر لگادے گا (ہدایت سے محروم ہوکر) پھر وہ غافلوں میں ہو جائیں گے۔ (مسلم)

نمازِ جمعہ کا اہتمام اور اس کے آداب: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ہو سکے صفائی و پاکیزگی کا اہتمام کرے اور جو تیل خوشبو اس کے گھر میں ہو وہ لگائے (ایک حدیث میں ہے کہ مسواک ضرور کرنا چاہیے) (ابن ماجہ) پھر وہ گھر سے نماز کے لیے جائے اور مسجد میں پہنچ کر اس کی احتیاط کرے کہ جو دو آدمی پہلے سے ساتھ بیٹھے ہوں ان کے بیچ میں نہ بیٹھے (یعنی جگہ تنگ نہ

کرے) پھر جو نماز یعنی سنن و نوافل کی جتنی رکعتیں اس کے لیے مقدر ہیں وہ پڑھے' پھر جب امام خطبہ دے تو توجہ اور خاموشی کے ساتھ اس کو سنے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کی اس کی ساری خطائیں ضرور معاف کر دی جائیں گی۔

(معارف الحدیث' صحیح بخاری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا تو اس کے لیے دونوں جمعوں کے درمیان ایک نور چمکتا رہے گا۔

(نسائی)

حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے کوئی دُعا مانگے تو ضرور قبول ہوتی ہے ایک روایت میں ہے کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ ساعت اخیر دن میں عصر سے مغرب تک ہے۔ (از بہشتی گوہر' بخاری)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو' اس روز درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود میرے حضور میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

موت بروز جمعہ: روزِ جمعہ اور شب جمعہ میں موت آنے کی فضیلت میں احادیث و آثار مروی ہے کہ مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ))

"کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں جو جمعہ کے دن یا اس کی رات میں مرے مگر اللہ تعالیٰ اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا"۔ (مدارج النبوۃ)

جمعہ کے لیے اچھے کپڑوں کا اہتمام: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو وسعت ہو تو روزمرہ کے کام کاج کے وقت پہنے جانے والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لیے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا بنا کر رکھ لے۔ (سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

جمعہ کے دن خط بنوانا اور ناخن ترشوانا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ جمعہ کے دن نماز کے لیے جانے سے پہلے اپنے ناخن اور اپنی لبیں تراشا کرتے تھے
(مسند بزار و معجم اوسط للطبرانی' معارف الحدیث)

آپ ﷺ کا جمعہ کا لباس: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک خاص جوڑا تھا' جو آپ ﷺ جمعہ کے دن پہنا کرتے تھے اور جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لاتے تھے تو ہم اس کو تہہ کر کے رکھ دیتے تھے اور پھر وہ اگلے جمعہ ہی کو نکلتا تھا (حدیث ضعیف ہے)۔(طبرانی معجم صغیر اور اوسط)

صاحب ''سفر السعادت'' فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا لباس عادۃً چادر رومال اور سیاہ کپڑا تھا' لیکن مشکوۃ میں مسلم سے بروایت حضرت عمر بن حرث رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس حال میں خطبہ فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا اور آپ ﷺ اس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔(مدارج النبوۃ)

جمعہ کے دن اوّل وقت مسجد میں جانے کی فضیلت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں اور اوّل وقت میں دوپہر میں آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے پھر اس کے بعد دوم نمبر پر آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گائے کی قربانی پیش کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی ہے۔ پھر جب امام خطبہ کے لیے منبر کی طرف جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے لکھنے کے دفتر لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک ہو جاتے ہیں۔(معارف الحدیث' صحیح بخاری و صحیح مسلم)

نمازِ جمعہ کے بعد کی سنتیں: حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ وہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔(جامع ترمذی)

نمازِ جمعہ و خطبہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا معمول: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو خطبے دیا کرتے تھے۔(بخاری و مشکوۃ)

اور دونوں کے درمیان (تھوڑی دیر کے لیے) بیٹھتے تھے۔(بخاری و مشکوۃ)

اس اثنا میں آپ ﷺ کلام نہ فرماتے تھے۔(ابوداؤد' مشکوۃ)

آپ ﷺ ان خطبوں میں قرآن مجید کی آیات بھی پڑھتے تھے اور لوگوں کو نصیحت بھی فرماتے تھے' آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانہ ہوتی تھی اور اسی طرح آپ ﷺ کا خطبہ بھی (یعنی زیادہ طویل نہ ہوتا تھا)۔(معارف الحدیث' صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں الم تنزیل (یعنی سورۂ سجدہ) اور دوسری رکعت میں هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ (یعنی سورۃ الدھر) پڑھا کرتے تھے (ان سورتوں کو مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے اور کبھی ترک کردے)۔
(صحیح بخاری ومسلم' معارف الحدیث' بہشتی گوہر)

حضور ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے تھے۔(بہشتی گوہر)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سورۂ قٓ خطبہ میں اکثر پڑھا کرتے تھے اور کبھی سورۂ والعصر اور کبھی لَا يَسْتَوِيْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُوْنَ اور کبھی وَنَادَوْا يَا مٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰاكِثُوْنَ۔

آپ ﷺ مختصر سا خطبہ دیتے اور نماز طویل کرتے' ذکر الٰہی کثرت سے کرتے اور جامع کلام فرماتے' اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے' آدمی کی طویل نماز اور مختصر خطبہ اس کی فقاہت (سمجھ) کی علامت ہے۔(مسلم' مشکوٰۃ)

اور آپ ﷺ اپنے خطبات میں صحابہؓ کو قواعد اسلام اور شریعت سکھاتے۔(زاد المعاد)

خطبہ میں آپ ﷺ دعا یا ذکر اللہ کے موقع پر شہادت کی اُنگلی سے اشارہ فرماتے۔ جب بارش کم ہوتی تو خطبہ میں آپ ﷺ بارش کے لیے دُعا کرتے۔

جمعہ کے خطبہ میں آپ ﷺ تاخیر کرتے' یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے' جب سب جمع ہو جاتے تو آپ ﷺ تنہا بغیر کسی طرح کے اظہارِ نخوت کے تشریف لاتے' نہ آپ ﷺ کے آگے آگے کوئی صدا دے رہا ہوتا اور نہ پیچھے کوئی چلتا' آپ ﷺ طیلسان (سبز چادر خاص قسم کی) زیب تن کیے ہوتے' جب آپ ﷺ مسجد میں تشریف لاتے تو پیش قدمی کر کے خود صحابہ رضی اللہ عنہم کو سلام کرتے جب منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف چہرہ کر لیتے' پھر آپ ﷺ بیٹھ جاتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان شروع کر دیتے۔

جب (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) اذان سے فارغ ہوتے تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو جاتے
اذان و خطبہ کے درمیان بغیر کسی وقفہ اور بغیر کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوئے خطبہ شروع
دیتے۔ پھر ذرا دیر خطبہ دینے کے بعد کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو جاتے اور دوبارہ
خطبہ دیتے۔ جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو جاتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہتے اور
آپ ﷺ لوگوں کو خطبہ کے دوران قریب ہو جانے اور خاموش رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے
: ''اگر ایک آدمی اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ ''خاموش ہو جاؤ'' تو اس نے بھی لغو حرکت کی''۔

نبی کریم ﷺ نے زمین پر کھڑے ہو کر یا منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا ہے' جب تک منبر نہ
بنا تھا تو آپ کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون
سے جو منبر کے پاس تھا جہاں آپ ﷺ خطبہ پڑھتے تھے' تکیہ لگا لیتے تھے' بعد منبر بن جانے کے
پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا لینا منقول نہیں ہے۔ (زاد المعاد)

جب آپ ﷺ خطبہ فرماتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں' آواز بلند ہو جاتی
اور جلال بڑھ جاتا جیسے کہ کوئی کسی لشکر سے ڈرا رہا ہو کہ صبح یا شام آنے والا ہی ہے اور فرماتے
تھے مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا اور شہادت کی اُنگلی اور درمیانی اُنگلی کو ذرا فرق سے
دکھاتے اور فرماتے کہ اس کے بعد سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور
بہترین تحفہ محمد ﷺ کی سنت ہے۔ سب سے بدترین کلام بدعت (دین میں نئی ایجاد) ہے اور ہر
بدعت گمراہی ہے آپؐ جو بھی خطبہ دیتے اللہ کی تعریف سے اس کا آغاز فرماتے۔ (زاد المعاد)

خطبہ جمعہ:

پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پڑھ کر آپ ﷺ فرماتے:

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَکُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهٖ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضِیَاعًا فَعَلَیَّ۔

''بہر حال حمد و صلوٰۃ کے بعد پس سب کلاموں سے بہتر خدا کا کلام ہے اور سب طریقوں
سے اچھا طریقہ حضرت محمدؐ کا طریقہ ہے اور سب چیزوں سے بُری نئی باتیں ہیں ہر بدعت
گمراہی ہے۔ میں ہر مؤمن کا اسکی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں' جو شخص کچھ مال چھوڑے

تو وہ اسکے اعزہ کا ہے اور اگر کچھ قرض چھوڑے یا کچھ اہل وعیال تو وہ میرے ذمہ ہیں''۔

کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے:

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ قَبْلَ اَنْ تَشْغَلُوْا وَصِلُوا الَّذِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ بِکَثْرَةِ ذِکْرِکُمْ لَهٗ وَکَثْرَةِ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْجُمُعَةَ مَکْتُوْبَةً فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا فِیْ شَهْرِیْ هٰذَا فِیْ عَامِیْ هٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ مَنْ وَّجَدَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا فَمَنْ تَرَکَهَا فِیْ حَیَاتِیْ اَوْ بَعْدِیْ جُحُوْدًا بِهَا اَوِ اسْتِخْفَافًا بِهَا وَلَهٗ اِمَامٌ جَائِرٌ اَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهٗ وَلَا بَارَكَ لَهٗ فِیْ اَمْرِهٖ اَلَا وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَهٗ اَلَا وَلَا زَکٰوةَ لَهٗ اَلَا وَلَا حَجَّ لَهٗ اَلَا وَلَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰی یَتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ ' اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ اِمْرَاَةٌ رَجُلًا اَلَا وَلَا یَؤُمَّنَّ اَعْرَابِیٌّ مُهَاجِرًا' اَلَا وَلَا یَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ یَّقْهَرَهٗ سُلْطَانٌ یَخَافُ سَیْفَهٗ وَسَوْطَهٗ ۔ (ابن ماجه)

''اے لوگو توبہ کرو موت آنے سے پہلے اور جلدی کرو نیک کام کرنے میں اور پورا کرو عہد کو جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے اس کے ذکر کی کثرت اور صدقہ دینے سے ظاہر و باطن میں اس کا ثواب پاؤ گے اور اللہ کے نزدیک تعریف کیے جاؤ گے اور رزق پاؤ گے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر جمعہ کی نماز فرض کی ہے میرے اس مقام میں اس شہر میں اور اسی سال میں قیامت تک بشرط امکان جو شخص اس کو ترک کرے میری زندگی میں یا میرے بعد اس کی فرضیت کا انکار کر کے یا سہل انگاری سے بشرطیکہ اس کا کوئی بادشاہ ہو ظالم یا عادل تو اللہ اس کی پریشانیوں کو نہ دور کرے نہ اس کے کام میں برکت دے سنو! نہ اس کی نماز قبول ہوگی نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ کوئی نیکی' یہاں تک کہ توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرے گا۔ سنو! نہ امامت کرے کوئی عورت کسی مرد کی نہ کوئی اعرابی یعنی جاہل کسی مہاجر یعنی عالم کی' نہ کوئی فاسق کسی صالح کی' مگر یہ کہ کوئی بادشاہ جبراً ایسا کرائے' جس کی تلوار اور کوڑے کا خوف ہو''۔

اور کبھی یہ خطبہ پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ

اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا ۔

(ابوداؤد شریف' بہشتی گوہر)

''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور پیغمبر ہیں ان کو اللہ نے سچی باتوں کی بشارت دینے اور ان سے ڈرانے کے لیے قیامت کے قریب بھیجا ہے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا' اللہ کا کچھ نقصان نہیں''۔

خطبہ جمعہ کے مسائل:

خطبہ جمعہ میں بارہ چیزیں مسنون ہیں:

۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔
۲) دو خطبے پڑھنا۔
۳) دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھے رہنا کہ تین بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ سکیں۔
۴) ہر طرح کی ناپاکی سے پاک ہونا۔
۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔
۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہنا۔
۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں۔
۸) خطبہ میں ان آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا۔

۱) اللہ کا شکر اور اسکی تعریف

۲) خداوند عالم کی وحدت اور

۳) نبی علیہ السلام کی رسالت کی شہادت

۴) نبی کریم ﷺ پر درود

۵) وعظ و نصیحت

۶) قرآن مجید کی آیتوں یا کسی سورت کا پڑھنا۔

۷) دوسرے خطبہ میں پھر ان چیزوں کا اعادہ کرنا۔

۸) دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کیلئے دُعا کرنا۔

۹) خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔

۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا' اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دے کر کھڑا ہونا (اور منبر کے ہوتے ہوئے بھی کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے' منقول نہیں)

۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ اور کسی زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا' جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے' یہ خلاف سنت اور مکروہِ تحریمی ہے۔

۱۲) دوسرے خطبہ میں نبی کریم ﷺ کی آل واصحابِ کرام وازواج مطہرات رضی اللہ عنہن' خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ عنہم کے لیے دُعا کرنا مستحب ہے۔

(بہشتی گوہر)

مسجد و متعلقاتِ مسجد:

سنن ہدیٰ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لیے "سنن ہدیٰ" مقرر فرمائی ہے (یعنی ایسے اعمال کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقامِ قرب و رضا تک پہنچانے والے ہیں) اور یہ پانچوں نمازیں جماعت سے ادا کرنا انہیں "سنن ہدیٰ" میں سے ہے اور اگر تم اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ یہ ایک جماعت سے الگ اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے (یہ اس زمانہ کے کسی خاص شخص

کے کی طرف اشارہ تھا) تو تم اپنے نبی ﷺ کا طریقہ چھوڑ دو گے اور جب تم اپنے پیغمبر ﷺ (نبی) کا طریقہ چھوڑ دو گے تو یقین جانو کہ تم راہِ ہدایت سے ہٹ جاؤ گے اور گمراہی کے غار میں جا گرو گے۔ (صحیح مسلم و معارف الحدیث)

مسجد کی فضیلت: ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا فرمائیے سب سے بہتر جگہ کونسی ہے؟ آپ ﷺ یہ کہہ کر خاموش ہو رہے کہ میں ذرا جبرائیل علیہ السلام کے آنے تک خاموش رہتا ہوں۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام آ گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے یہ سوال کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ جس سے آپ ﷺ پوچھ رہے ہیں اس کو بھی سائل سے زیادہ اس کا علم نہیں۔ لیکن دیکھئے میں اپنے پروردگار سے جا کر پوچھتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے عرض کیا اے محمد ﷺ آج مجھے اللہ تعالیٰ سے اتنا قرب نصیب ہوا کہ اس سے قبل کبھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام آخر کتنا قرب نصیب ہو گیا؟ عرض کیا کہ میرے اور اس کے درمیان نور کے ستر ہزار حجاب قائم تھے (ان حجابات کے اندر سے ارشاد فرمایا) "سب سے بدتر مقامات بازار ہیں اور سب سے بہتر مسجدیں ہیں"۔ (ابن حبان، ترجمان السنہ)

شاندار مساجد: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہیں دیا گیا ہے مسجدوں کو بلند اور شاندار بنانے کا' یہ حدیث بیان فرمانے کے بعد حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (بطور پیشین گوئی) فرمایا: یقیناً تم لوگ اپنی مسجدوں کی آرائش و زیبائش اسی طرح کرنے لگو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں میں کی ہے"۔ (سنن ابی داؤد)

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے:

((اَرَاكُمْ سَتُشَرِّفُوْنَ مَسَاجِدَكُمْ بَعْدِيْ كَمَا شَرَّفَتِ الْيَهُوْدُ كَنَائِسَهُمْ وَكَمَا شَرَّفَتِ النَّصَارٰى بِيَعَهَا))

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ بھی ایک وقت جب میں تم میں نہ ہوں گا' اپنی مسجدوں کو اس طرح شاندار بناؤ گے' جس طرح یہود نے اپنے کنیسے بنائے ہیں اور نصاریٰ نے اپنے

گر ہے"۔ (کنز العمال بحوالہ ابن ماجہ معارف الحدیث)

آدابِ مسجد:

مسجد بنانا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہو (اور کوئی غرض نہ ہو) اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسی کی مثل (اس کا) گھر جنت میں بنا دیگا۔ (بخاری و مسلم)

فائدہ: اس حدیث سے نیت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بنائے بلکہ بنی ہوئی مسجد کی مرمت کر دے تو اس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی ﷺ کی مرمت کر کے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ (حیاۃ المسلمین)

مسجد میں صفائی: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کر دی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کرکٹ، فرش پر کنکر پتھر) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ (ابن ماجہ، حیاۃ المسلمین)

مسجد جانے کا ثواب: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص جماعت کیلئے مسجد کی طرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اس کے لیے نیکی لکھتا ہے، جاتے میں بھی اور لوٹتے میں بھی۔ (احمد و طبرانی و ابن حبان، حیاۃ المسلمین)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص رات کی اندھیری میں مسجد کی طرف چلے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے روز نور کے ساتھ ملے گا۔ (طبرانی، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، حیاۃ المسلمین)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نماز اپنے گھر میں ایک ہی نماز کے برابر اور قبیلہ یا محلّہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کے برابر اور اس مسجد میں جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے سو نمازوں کے برابر اور میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور مسجدِ حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

مسجد میں چھوٹے بچوں کو لانے اور شور و شغب کی ممانعت: واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنی مسجدوں سے دور اور الگ رکھو اپنے چھوٹے

بچوں کو اور دیوانوں کو (ان کو مسجد میں نہ آنے دو) اور اسی طرح مسجدوں سے الگ اور دور رکھو اپنی خرید و فروخت کو اور اپنے باہمی جھگڑوں اور قصوں کو اور اپنے شور و شغب کو اور حدوں کے قائم کرنے کو اور تلواروں کو نیام سے نکالنے کو (یعنی ان میں کوئی بات بھی مسجد کی حدود میں نہ ہو) یہ سب باتیں مسجد کے تقدس اور احترام کے خلاف ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

مسجد میں قدم رکھنے کا ادب: جب مسجد میں داخل ہوں تو باہر پہلے بایاں پاؤں جوتے سے نکالیں، پھر داہنا پاؤں اور مسجد میں پہلے داہنا قدم رکھیں پھر بایاں قدم، اسی طرح مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر نکالیں پھر داہنا قدم، پھر جوتا پہننے میں پہلے داہنے پاؤں میں پہنیں پھر بائیں پاؤں میں۔ (بہشتی گوہر)

نمازِ فجر کے لیے جاتے وقت کی دُعا: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو انہوں نے دیکھا کہ نمازِ فجر کے لیے مسجد جاتے وقت یہ دُعا پڑھ رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِىْ قَلْبِىْ نُوْرًا وَّفِىْ بَصَرِىْ نُوْرًا وَّفِىْ سَمْعِىْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّمِيْنِىْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِىْ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِىْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِىْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّىْ نُوْرًا وَّفِىْ عَصَبِىْ نُوْرًا وَّفِىْ لَحْمِىْ نُوْرًا وَّفِىْ دَمِىْ نُوْرًا وَّفِىْ شَعْرِىْ نُوْرًا وَّفِىْ بَشَرِىْ نُوْرًا وَّفِىْ لِسَانِىْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِىْ نَفْسِىْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِىْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِىْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِىْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِىْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِىْ نُوْرًا۔

(بخاری و مسلم، ابوداؤد، نسائی، معارف الحدیث)

''اے اللہ کر دیجیے میرے دِل میں نور اور میری بینائی میں نور اور میری سماعت میں نور اور میرے داہنے نور اور میرے بائیں نور اور میرے پیچھے نور اور میرے آگے نور اور کر دیجیے میرے لیے ایک خاص نور اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بال میں نور اور میری کھال میں نور اور میری زبان میں نور اور میری جان میں نور اور بڑا دیجیے مجھ کو نور اور کر دیجیے مجھ کو سراپا نور اور کر دیجیے میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور یا اللہ دیجیے مجھ کو خاص نور''۔

مسجد میں داخل ہونے اور باہر آنے کی دُعا: ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہونے لگے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ

سے دُعا کرے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

"اے اللہ تعالیٰ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے"۔

بعض روایات میں یہ زیادہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ (ابن ماجه)

مسجد میں داخل ہو جانے کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (الترغیب)

اور جب مسجد سے باہر جانے لگے تو دُعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

"اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں"۔ (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

نماز تحیۃ الوضوء: حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کامل طریقے سے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ خود سے خیالات نہ لائے تو اس کے تمام گناہوں (صغیرہ) کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (ترمذی)

وضو کے بعد ان دو نفلوں کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ علاوہ اوقاتِ مکروہہ کے' جب بھی وضو کریں' یہ دو رکعت نفل پڑھ لیا کریں۔

نماز تحیۃ المسجد: یہ نماز اس شخص کے لیے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو' اس نماز سے مسجد کی تعظیم مقصود ہے۔ دو رکعت نماز پڑھے بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو یعنی ظہر' عصر اور عشاء میں پڑھے۔ (بخاری' موطا امام مالک' درمختار' بہشتی گوہر)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ (صحیح بخاری' صحیح مسلم' معارف الحدیث)

اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ یہ کلمات کہہ لیے جائیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے۔ (بہشتی گوہر)

مسجد میں تسبیحات پڑھنا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم بہشت کے باغوں میں جاؤ تو وہاں میوے کھاؤ۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا یارسول اللہ! جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسجدیں۔ پوچھا گیا یارسول اللہ ان کا میوہ کیا ہے؟ فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہو جاتے تو یہ دُعا مانگتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

''میں پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے اس اللہ کی جو عظیم ہے اور اس کی ذاتِ کریم کی اور اس کی ازلی سلطنت کی''۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

مسجد سے بلا عذر باہر جانا: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے اور وہ اس کے بعد بھی بلا کسی خاص ضرورت کے مسجد سے باہر چلا جائے اور نماز میں شرکت کے لیے واپسی کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے۔ (ابن ماجہ، معارف الحدیث)

بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس بدبودار درخت (پیاز یا لہسن) سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے، کیونکہ جس چیز سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

اذان و اقامت

اذان کا طریقہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مؤذن بلال (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ جب تم اذان دو تو آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر دیا کرو (یعنی ہر کلمہ پر سانس توڑ دو اور وقفہ کیا کرو) اور جب اقامت کہا کرو تو رواں کہا کرو اور اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فصل کیا کرو کہ جو شخص کھانے پینے میں مشغول ہے وہ فارغ ہو جائے اور جس کو استنجاء کا تقاضا ہے وہ جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو لے اور کھڑے نہ ہوا کرو جب تک مجھے نہ

دیکھ لو۔ (جامع ترمذی٬ معارف الحدیث)

حضرت سعد قرظ رضی اللہ عنہ جو مسجد قبا میں رسول اللہ ﷺ کے مقرر کیے ہوئے مؤذن تھے۔ ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا کہ اذان دیتے وقت اپنی دونوں اُنگلیاں کانوں میں دے لیا کریں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ایسا کرنے سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہو جائے گی۔ (معارف الحدیث٬ سنن ابن ماجہ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا ابطح کی طرف سے نکلے اور اذان دی٬ پھر جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے تو اپنی گردن کو دائیں اور بائیں طرف موڑا اور سینہ کو گھمایا نہیں۔ (صحیح بخاری٬ معارف الحدیث)

اذان اور اقامت کا حق: حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ فجر کی نماز کے وقت آنحضرت ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ تم اذان کہو٬ میں نے اذان کہی۔ اس کے بعد جب اقامت کہنے کا وقت آیا تو بلال (رضی اللہ عنہ) نے ارادہ کیا کہ اقامت وہ کہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔ (جامع ترمذی٬ سنن ابی داؤد٬ معارف الحدیث)

اذان کا جواب اور دُعا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مؤذن کہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اس کے جواب میں) تم میں سے کوئی کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ٬ پھر مؤذن کہے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ تو وہ جواب دینے والا بھی (اس کے جواب میں) کہے: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پھر مؤذن کہے: اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو جواب دینے والا بھی (اس کے جواب میں) کہے: اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پھر مؤذن کہے: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ تو جواب دینے والا کہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ پھر مؤذن کہے: حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ تو جواب دینے والا بھی یہی کہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پھر مؤذن کہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ جواب دینے والا بھی یہی کہے یہی کہے۔ جب مؤذن آخری کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے تو جواب دینے والا بھی یہی کہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور یہ کہنا دِل سے ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ (صحیح مسلم)

یعنی مؤذن کے الفاظ کو دہرانا چاہیے لیکن صرف حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہا جائے اور فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ

مِنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہا جائے۔

ان مواقع پر مؤذن کے الفاظ نہ دہرائے جائیں بلکہ ان کی جگہ مذکورہ بالا الفاظ کہے جائیں دونوں کو جمع کرنے کے لیے کوئی روایت نہیں ہے اور نہ محض حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہنا کہیں مروی ہے اور بلکہ سنت یہ ہے کہ اس موقع پر صرف لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہا جائے۔ (زاد المعاد)۔

اقامت میں بھی مذکورہ بالا طریقہ پر وہی الفاظ دہرائے جائیں اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا کہا جائے۔ اذان ختم ہونے پر درود شریف پڑھے پھر حسب ذیل مسنونہ دُعا پڑھے۔ پھر اس کے بعد اپنے لیے دُعا کرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا طلبگار ہو اس کی دُعا قبول ہوگی۔ (زاد المعاد)

اذان کے بعد کی دُعا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی بندہ اذان ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ سے یوں دُعا کرے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ [بخاری]

''اے اللہ اس دعوتِ تامہ کاملہ اور اس صلوٰۃِ قائمہ دائمہ کے رب! (یعنی اے وہ اللہ جس کے لیے اور جس کے حکم سے یہ اذان اور یہ نماز ہے اپنے رسولِ پاک) محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت کا خاص درجہ عطا فرما اور آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر سرفراز فرما' جس کا تو نے ان کے لیے وعدہ فرمایا ہے' بیشک آپ وعدے کے خلاف نہیں کرتے''۔

تو وہ بندہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حق دار ہو گیا۔ (معارف الحدیث' صحیح بخاری)

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا کی فلاح مانگو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَفِیْ اَھْلِیْ وَمَالِیْ

(زاد المعاد)

''اے اللہ! میں آپ سے آپ کی خوشنودی اور درگزر کرنا مانگتا ہوں اور دنیا و آخرت میں اور مال میں اور گھر بار میں عافیت (مانگتا ہوں)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص

موذن کی اذان سننے کے وقت (یعنی جب وہ اذان کہہ کر فارغ ہو جائے) کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا۔

تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں اللہ تعالیٰ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر راضی ہوں''۔

سفر میں اذان واقامت وامامت: مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ایک چچا زاد بھائی بھی ساتھ تھے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سفر کرو تو نماز کے لیے اذان اور اقامت کہو اور تم میں جو بڑا ہو وہ امامت کرے اور نماز پڑھائے۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

اذان کے متعلق مسائل

۱) موذن کو بلند آواز ہونا چاہیے۔

۲) اذان مسجد سے باہر (علیحدہ) کسی اُونچے مقام پر کہنا چاہیے۔

۳) اقامت مسجد کے اندر ہونا چاہیے۔

۴) مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے (البتہ جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا جائز ہے)۔

۵) اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو اُنگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔

۶) اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنے چاہئیں اور اقامت کا جلد جلد ادا کرنا سنت ہے۔

۷) اذان اور اقامت قبلہ رو کہنا سنت ہے۔

۸) اذان میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت دائیں اور بائیں طرف منہ پھیرنا سنت ہے، خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی (مثلاً نومولود کے کان میں اذان کہنا) لیکن سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں۔

۹) اذان کے الفاظ ترتیب وار کہنا ضروری ہیں۔

۱۰) اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا فوراً جواب نہ دے اور بعد ختم اذان کے خیال آئے یا جواب دینے کا ارادہ کرے تو ایسی صورت میں اگر وقت نہ گزرا ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔

۱۱) جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔ (بہشتی گوہر)

جماعت

کفارات و درجات: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو نہایت ہی عمدہ صورت میں (خواب میں) دیکھا' اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ یہ مقرب فرشتے کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا آپ کو خوب معلوم ہے' پھر بیان فرمایا اور اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان (سینہ پر) رکھا تو اس کی ٹھنڈک (یعنی راحت) میں نے اپنے سینہ پر محسوس کی' پس زمین و آسمان کی تمام اشیاء کا (بوجہ اس فیض کے) مجھ کو علم ہو گیا' پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب تم کو معلوم ہوا کہ مقرب فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں کفارات کے بارے میں اور وہ کفارات یہ ہیں:

نماز کے بعد مسجدوں میں ٹھہرنا اور جماعتوں کی نماز کے لیے جانا اور مشکل وقتوں میں (مثلاً سردی کے وقت) کامل وضو کرنا' پس جس نے ایسا کیا اس کی زندگی بھی اچھی ہوئی اور موت بھی اچھی ہوئی اور گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو گیا جیسا وہ اس روز گناہوں سے پاک وصاف تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب تم نماز پڑھ چکا کرو تو یہ دُعا پڑھ لیا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ فَاِذَا اَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ۔

''اے اللہ! میں آپ سے مانگتا ہوں بھلائی کے کام اور برائیوں سے پرہیز اور مسکینوں کی محبت' پس جب آپ اپنے بندوں کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس حالت میں اپنی طرف اُٹھا لیجئے کہ میں فتنہ میں مبتلا نہ ہوا ہوں''۔

اور فرمایا درجات میں ترقی کا باعث یہ چیزیں ہیں خوب باہم سلام کرنا' کھانا کھلانا اور

شب کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

جماعت کی اہمیت: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز باجماعت کے لیے مؤذن کی پکار سنے اور اس کی تابعداری کرنے سے (یعنی جماعت میں شریک ہونے سے) کوئی واقعی عذر اس کے لیے مانع نہ ہو اور اس کے باوجود وہ جماعت میں نہ آئے (بلکہ الگ ہی اپنی نماز پڑھ لے) تو اس کی وہ نماز اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں ہوگی''۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! واقعی عذر کیا ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جان و مال کا خوف یا مرض۔ (سنن ابی داوٗد، دارقطنی، معارف الحدیث)

جماعت کی نیت پر ثواب: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح (یعنی پورے آداب کے ساتھ) وضو کیا پھر وہ جماعت کے ارادے سے مسجد کی طرف گیا، وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ چکے ہیں اور جماعت ہو چکی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو بھی ان لوگوں کے برابر ثواب دے گا، جو جماعت میں شریک ہوئے اور جماعت سے نماز پڑھی اور یہ چیز ان لوگوں کے اجر و ثواب میں کمی کا باعث نہ ہوگی۔ (سنن ابی داوٗد، نسائی، معارف الحدیث)

صف اوّل: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! پہلے اگلی صف پوری کرو، پھر اس کے قریب والی تاکہ جو کمی و کسر رہے وہ آخری ہی صف میں رہے۔

(سنن ابی داوٗد، معارف الحدیث)

نماز باجماعت کی فضیلت و برکت: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (ابوداوٗد، نسائی، بہشتی گوہر)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدتِ نشاط تک نفل نماز پڑھو اور جب سست پڑ جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔ (مشکوٰۃ)

تکبیر اولیٰ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چالیس دن تک ہر نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اس طرح کہ اس کی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہو تو اس کے لیے دو براءتیں (نجات) لکھ دی جاتی ہیں ایک آتش دوزخ سے براءت اور دوسرے نفاق سے براءت۔ (جامع ترمذی)

جماعت سے عذر: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک رات میں جو بہت سردی اور تیز ہوا والی رات تھی' اذان دی۔ پھر خود ہی اذان کے بعد پکار کر فرمایا لوگو! اپنے گھروں ہی پر نماز پڑھ لو۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب سردی اور بارش والی رات ہوتی تو آپ ﷺ موذن کو حکم فرما دیتے کہ وہ یہ بھی اعلان کر دے کہ آپ لوگ اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لیں۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم' معارف الحدیث)

امامت

امامت کا حق اور فرض: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو اچھے اور بہتر ہوں ان کو اپنا امام بناؤ' کیونکہ تمہارے مالک اور رب کے حضور میں وہ تمہارے نمائندے ہوتے ہیں۔ (دار قطنی' بیہقی' معارف الحدیث)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہو (یعنی جو شخص کتاب اللہ کا علم اور اس سے تعلق سب سے زیادہ رکھتا ہو) اور اگر اس میں سب یکساں ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرے جو شریعت و سنت کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرے جو سن (عمر) کے لحاظ سے مقدم ہو اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے حلقہ سیادت و حکومت میں اس کا امام نہ بنے (یعنی اس حلقہ کے امام کے پیچھے مقتدی بن کر نماز پڑھے۔ ہاں اگر وہ خود ہی اصرار کرے تو دوسری بات ہے)۔ (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جماعت کی امامت کرے اس کو چاہیے کہ خدا سے ڈرے اور یقین رکھے کہ وہ مقتدیوں کی نماز کا

بھی ضامن یعنی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں بھی سوال ہوگا۔ اگر اس نے اچھی نماز پڑھائی تو پیچھے نماز پڑھنے والے سب مقتدیوں کے مجموعی ثواب کے برابر اس کو ثواب ملے گا' بغیر اس کے کہ مقتدیوں کے ثواب میں کمی کی جائے اور نماز میں جو نقص اور قصور ہوگا' اس کا بوجھ تنہا امام پر ہوگا۔ (معجم اوسط للطبرانی' معارف الحدیث)

مقتدیوں کی رعایت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی لوگوں کا امام بن کر نماز پڑھائے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھائے (یعنی زیادہ طول نہ دے) کیونکہ مقتدیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور کمزور بھی اور بوڑھے بھی (جن کے لیے طویل نماز باعث زحمت ہو سکتی ہے) اور جب تم میں سے کسی کو اکیلے نماز پڑھنی ہو تو جتنی چاہے طویل پڑھے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم' معارف الحدیث)

دُعا میں اخفا: بعض علماء فرماتے ہیں کہ ذکر اور دُعا کے تمام اقسام میں افضل اخفا ہے' یعنی آہستہ پڑھنا ہے' خواہ امام ہو یا منفرد' اور حضور ﷺ کا جہر فرمان تعلیم امت کے لیے تھا۔

اور اگر کسی جگہ امام جہر و اعلان میں مصلحت دیکھے اور تعلیم و اعلام مقصود ہو تو درست ہے بلکہ مستحسن ہے۔ (مدارج النبوۃ)

مقتدی کو ہدایت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز کو آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم سجدے میں شریک ہو جاؤ اور اس کو کچھ شمار نہ کرو اور جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا اس نے نماز (یعنی نماز کی وہ رکعت پالی)۔

(سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ مقتدی لوگ اس کی اتباع و اقتداء کریں' لہٰذا جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموشی سے کان لگا کر سنو۔

(سنن ابی داؤد' نسائی' سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! امام پر سبقت نہ کرو (بلکہ اس کی اتباع اور پیروی کرو) جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو اور جب

وہ قراءت کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔ (صحیحین، معارف الحدیث)

جماعت میں شرکت: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو اچانک آپ ﷺ نے لوگوں کے دوڑنے کی آواز سنی تو جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا کیا بات تھی؟ انہوں نے کہا ہم نے نماز کی طرف آنے میں جلدی کی، فرمایا (ایسا) مت کرو، جب تم نماز کو آؤ تو اطمینان اختیار کرو، پس جتنی پاؤ پڑھ لو اور جتنی تم سے چھوٹ جائے اسے پورا کرلو۔ (بخاری شریف)

نماز میں حدث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تم میں سے جب کسی کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو وہ اپنی ناک کو پکڑ لے (تاکہ لوگ سمجھیں کہ نکسیر پھوٹی ہے) اور وضو کو چلا جائے۔ (مشکوٰۃ)

امام سے پہلے سجدہ سے سر اُٹھانا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا نہیں ڈرتا وہ شخص جو امام سے پہلے (سجدہ سے) اپنا سر اُٹھا لیتا ہے اس سے کہ خداوند تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔ (مشکوٰۃ، بخاری و مسلم)

استنجاء کی حاجت: حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے جب جماعت کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو استنجے کا تقاضا ہو تو اس کو چاہیے کہ پہلے استنجا سے فارغ ہو۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

صف بندی

صف کی درستی کا اہتمام: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر کرتے تھے کہ گویا ان کے ذریعے تیروں کو سیدھا کریں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو خیال ہو گیا کہ اب ہم لوگ سمجھ گئے (کہ ہم کو کس طرح برابر کھڑا ہونا چاہیے) اس کے بعد ایک دن ایسا ہوا کہ آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھانے کے لیے اپنی جگہ پر کھڑے بھی ہو گئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ آپ ﷺ تکبیر کہہ کے نماز شروع فرما دیں کہ آپ ﷺ کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جس کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا اور بالکل برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے رخ ایک دوسرے کے مخالف کر دے گا"۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (یعنی نماز کے لیے جماعت کھڑے ہونے کے وقت) ہمیں برابر کرنے کے لیے ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے برابر برابر ہو جاؤ اور مختلف (یعنی آگے پیچھے) نہ ہو کہ خدانہ کردہ اس کی سزا کی پاداش میں تمہارے قلوب مختلف ہو جائیں (اور فرماتے تھے کہ) تم میں سے جو دانشمند اور سمجھدار ہیں وہ میرے قریب ہوں، ان کے بعد وہ لوگ ہوں جن کا درجہ اس صفت میں انکے قریب ہو اور انکے بعد وہ لوگ ہیں جن کا درجہ ان کے قریب ہو۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

صف کی ترتیب: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا حال بیان کروں؟ پھر بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز قائم فرمائی۔ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو صف بستہ کیا، ان کے پیچھے بچوں کی صف بنائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہی طریقہ ہے میری امت کی نماز کا۔

(سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

امام کا وسط میں ہونا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لوگو! امام کو اپنے وسط میں لو (یعنی اس طرح صف بناؤ کہ امام وسط میں ہو) اور صفوں میں جو خلا ہو اس کو پر کرو"۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

ایک یا دو مقتدیوں کی جگہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی) اتنے میں میں آ گیا اور (نیت کر کے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے کی جانب سے مجھے گھما کر اپنی داہنی جانب کھڑا کر لیا پھر اتنے میں جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آ گئے وہ نیت کر کے آپ کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کے پیچھے کی جانب کر دیا اور پیچھے کھڑا کر لیا۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

مسجد کے متعلق احکام: مسجد جاتے وقت مندرجہ ذیل سنتوں کا خیال رکھیں اور یہ پانچوں وقت خیال رکھنا ہوگا۔

۱) ہر نماز کے لیے باوضو ہو کر گھر سے چلنا۔ (بخاری)

۲) گھر سے چلتے وقت نماز پڑھنے کی نیت سے چلنا یعنی اصل اور مقدم نیت نماز پڑھنے کی کرنی چاہیے۔ (بخاری)

۳) اذان سن کر نماز کے لیے اس طرح دنیوی مشاغل کو ترک کر دینا' گویا ان کاموں سے کوئی سروکار ہی نہیں ہے۔ (نشر الطیب' ترمذی)

۴) گھر سے باہر آ کر یہ دُعا پڑھتے ہوئے چلے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ترمذی)

۵) راستہ میں چلتے ہوئے یہ دُعا پڑھنا بھی احادیث میں ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے پڑھنے والے کے لیے دُعا کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَّخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ وَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنِّیْ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

''اے اللہ اس حق سے جو سوال کرنے والوں کو تیری جناب میں حاصل ہے اور اس حق سے کہ جو تیری عبادت کرنے والوں کو تیری جناب سے ہے عرض کرتا ہوں کہ میں نے کسی تکبر یا تمکنت کے جذبے یا دکھاوے کی غرض سے قدم باہر نہیں نکالا بلکہ تیری ناراضگی کے خوف سے اور تیری رضا کی جستجو میں چلا ہوں اور تجھ ہی سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے آگ کے عذاب سے پناہ دے دے میرے گناہ معاف فرما دے تیرے سوا اب کوئی نہیں جو گناہ معاف کر سکے''۔ (ابن ماجہ)

۶) نماز پڑھنے کے لیے چلے تو باوقار ہو کر قدرے چھوٹے قدم رکھتا ہوا چلے کہ یہ نشان قدم لکھے جاتے ہیں اور ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔ (الترغیب)

۷) مسجد میں داخل ہونے لگے تو پہلے بایاں پاؤں جوتے میں سے نکال کر بائیں جوتے رکھ لے اور داہنا پاؤں جوتے سے نکال کر اوّل دایاں پاؤں مسجد میں رکھے۔

۸) بلا ضرورتِ شدیدہ دنیوی باتیں نہ کریں۔ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تلاوت اور ذکر

آہستہ کریں' قبلہ رو نہ تھوکیں' نہ قبلہ رو پاؤں پھیلائیں' نہ گانا گائیں' نہ باہر گم ہو جانے والی چیزوں کو مسجد میں تلاش کریں' نہ اس کا اعلان کریں' بدن کپڑے یا اور کسی چیز سے کھیل نہ کریں' اُنگلیوں میں اُنگلیاں نہ ڈالیں' الغرض مسجد کے احترام کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔ (طبرانی' مسند امام احمد)

۹) تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام رکھیں' ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اہتمام رکھیں۔ (مسلم)

۱۰) جب جماعت کھڑی ہونے لگے تو تکبیر ہونے سے پہلے صفوں کو سیدھا کریں' اس کے بعد تکبیر کہی جائے۔

۱۱) ہمیشہ جہاں تک ممکن ہو اگلی صف میں جا کر بیٹھیں' امام کے بالکل پیچھے یا دائیں طرف ورنہ بائیں طرف' اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو اسی ترتیب سے دوسری اور پھر تیسری صف بنا کر بیٹھیں' الغرض جب تک اگلی کسی صف میں جگہ ملتی ہو تو پیچھے نہ بیٹھیں۔ (مسلم' ابوداؤد)

۱۲) صفوں کو بالکل سیدھا رکھیں' مل کر کھڑے ہوں' درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑیں کندھے اور ٹخنے ایک دوسرے کے بالمقابل ہوں۔ (صحاح)

۱۳) ہر نماز کو اس طرح خشوع و خضوع سے ادا کریں گویا یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ (الترغیب)

۱۴) نماز میں دِل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا ہوا ہو اور اعضاء بدن بھی سکون میں ہوں۔ (ابوداؤد' نسائی)

۱۵) آنکھیں کھول کر نماز ادا کریں آنکھیں بند کرنا خلاف سنت ہے۔ (مدارج النبوۃ)

۱۶) فجر کے فرضوں کے بعد تھوڑی دیر ذکر الٰہی میں مشغول ہونا۔ (الترغیب)

۱۷) پانچوں وقت میں نماز سے فارغ ہو کر جب تک نمازی اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے اس کے لیے فرشتے برابر دُعائے مغفرت و دُعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ (الترغیب)

۱۸) نمازِ فجر سے فارغ ہو کر اشراق کے وقت تک ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔ (ترمذی)

۱۹) جب تک نمازی جماعت کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں ان کو برابر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ (بخاری شریف)

۲۰) سنتوں اور فرضوں کے درمیان کوئی ذکر تسبیح یا درود وغیرہ جاری رکھیں تو مزید ثواب کے مستحق ہوں گے۔ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کی پڑھ لیں تو بہت ثواب ہوتا ہے۔

ماہِ صیام

رمضان المبارک کا خطبہ

روزے کی فضیلت:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خطبہ دیا اس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے اس مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے' اس مہینہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہِ الٰہی میں کھڑے ہونے (یعنی نمازِ تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانہ کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مؤمن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا تو اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور آتشِ دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا' بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی

لسی پر یا پانی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے (رسول اللہ ﷺ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوضِ کوثر سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے۔

(اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اس ماہِ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتشِ دوزخ سے آزادی ہے' (اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اور جو آدمی اس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف و کمی کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اسے دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔

(شعب الایمان للبیہقی' معارف الحدیث)

روزہ میں احتساب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ رمضان کے روزے' ایمان واحتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور ایسے ہی جو لوگ ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح و تہجد) پڑھیں گے ان کے بھی پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اسی طرح جو لوگ شب قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سارے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم' معارف الحدیث)

روزہ کی برکت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ رکھا کرو تندرست رہا کرو گے (طبرانی) اور روزہ سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسی طرح اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

روزہ کی اہمیت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا عشرۂ اخیرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے۔ (یعنی پوری رات عبادت اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں (یعنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور دوسرے متعلقین) کو بھی جگا دیتے (تاکہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں میں حصہ لیں۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم' معارف الحدیث)

روزہ چھوڑنے کا نقصان: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا جو آدمی سفر وغیرہ کی شرعی رخصت کے بغیر اور بیماری جیسے کسی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑے گا وہ اگر اس کے بجائے عمر بھر بھی روزہ رکھے تو جو چیز فوت ہو گئی وہ پوری ادا نہیں ہو سکتی۔ (مسند احمد' معارف الحدیث)

رؤیت ہلال

رؤیت ہلال کی تحقیق اور شاہد کی شہادت: آنحضرت ﷺ کی سنت یہ تھی کہ جب تک رؤیت ہلال کا ثبوت نہ ہو جائے یا کوئی عینی گواہ نہ مل جائے' آپ ﷺ روزے شروع نہ کرتے' جیسا کہ آپ ﷺ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت قبول کر کے روزہ رکھا۔ (زاد المعاد)

اور آپ ﷺ بادل کے دن کا روزہ نہیں رکھتے تھے' نہ آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا بلکہ فرمایا جب بادل ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کیے جائیں۔ (زاد المعاد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو' اور اگر (۲۹ تاریخ کو) چاند دکھائی نہ دے تو شعبان کی تیس کی گنتی پوری کرو۔ (صحیحین' معارف الحدیث)

سحری: حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ سحری میں برکت ہے اسے ہرگز نہ چھوڑو' اگر کچھ نہیں تو اس وقت پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا جائے' کیونکہ سحر میں کھانے پینے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دُعائے خیر کرتے ہیں۔ (مسند احمد' معارف الحدیث)

افطار: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو روزہ کے افطار میں جلدی کرے (یعنی غروبِ آفتاب کے بعد بالکل دیر نہ کرے)۔ (معارف الحدیث' جامع ترمذی)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کھجور سے افطار کرے اور اگر کھجور نہ پائے تو پھر پانی ہی سے افطار کرے اس لیے کہ پانی کو اللہ تعالیٰ نے طہور بنایا ہے۔

(مسند احمد' ابی داؤد' جامع ترمذی' ابن ماجہ' معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے اور اگر تر کھجوریں بروقت موجود نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں

سے افطار فرماتے تھے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔

(جامع ترمذی' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے: ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔

(سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

معاذ بن زہیرہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔

(سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزے دار کی ایک بھی دعا افطار کے وقت مسترد نہیں ہوتی۔ (ابن ماجہ' معارف الحدیث)

تراویح: اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح کے مسنون ہونے پر اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے۔ ائمہ اربعہ میں سے یعنی امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ ان سب حضرات کی فقہ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ تراویح کی بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں۔ (خصائل نبوی)

قرآنِ مجید کا پڑھنا: رمضان شریف میں قرآنِ مجید کا ایک مرتبہ ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر کسی عذر سے اس کا اندیشہ ہو کہ مقتدی تحمل نہ کر سکیں گے تو پر اَلَم تَرَ کَیۡفَ سے اخیر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں' ہر رکعت میں ایک سورۃ ہو' پھر دس رکعت پوری ہونے پر پھر انہی سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ (بہشتی گوہر)

تراویح کا پورا مہینہ پڑھنا: تراویح کا رمضان المبارک کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے۔ مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ لیا جائے تو باقی دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

تراویح میں جماعت: تراویح میں جماعت سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے اگرچہ ایک قرآنِ مجید جماعت کے ساتھ ختم ہو چکا ہو۔

تراویح دو' دو رکعت کر کے پڑھنا: تراویح دو' دو رکعت کر کے پڑھنا چاہیے۔ چار رکعت

کے بعد اس قدر توقف کرنا چاہیے جس قدر وقت نماز میں صرف ہوا ہے لیکن مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے وقت کم بھی کیا جا سکتا ہے۔ (بہشتی گوہر)

تراویح کی اہمیت: رمضان المبارک میں تراویح کی نماز بھی سنت مؤکدہ ہے اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے (عورتیں اکثر تراویح کی نماز کو چھوڑ دیتی ہیں) ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعت نماز تراویح پڑھے جب بیس رکعت تراویح پڑھ چکے تو اس کے بعد وتر پڑھے۔ (بہشتی زیور)

تراویح کی بیس رکعتوں پر حدیث:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّہٗ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرَ۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے''۔ (مجمع الزوائد ص ۱۷۲، ج ۳ بحوالہ طبرانی)

(اگرچہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ضعیف ہے لیکن چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا مسلسل تعامل اس پر رہا ہے اس لیے محدثین اور فقہاء کے اصول کے مطابق یہ حدیث مقبول ہے)۔

حضرت سائب بن یزید اور یزید بن رومان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔

(آثار السنن ص ۲۰۴ بحوالہ موطا امام مالک و بیہقی)

تراویح کے درمیان ذکر: تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد جو ذکر مشہور ہے وہ کسی روایت حدیث میں نہیں ملتا۔ البتہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے قہستانی اور منہج العباد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ہر ترویحہ کے بعد یہ ذکر کیا جائے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ۔ (شامی ص ٦٦١، ج ١)

''میں پاکی بیان کرتا ہوں عالمِ اجسام اور عالمِ ارواح والے کی پاک ہے عزت وعظمت والا اور قدرت اور بڑائی اور غلبہ والا' پاک ہے وہ بادشاہ جو زندہ ہے مرتا نہیں ہے۔ بڑا پاک ہے نہایت پاک ہے فرشتوں اور روحوں کا رب ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے ہیں اور (اے اللہ) ہم آپ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں''۔

رمضان المبارک کی راتوں میں قیام: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمادیا اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح تلاوت قرآن پڑھنے سننے کے لیے تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا (کہ مؤکدہ ہونے کے سبب وہ بھی ضروری ہے) جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (نسائی' حیاۃ المسلمین)

اعتکاف: احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریمؐ کے لیے مسجد میں ایک جگہ مخصوص کردی جاتی اور وہاں کوئی پردہ چٹائی وغیرہ کا ڈال دیا جاتا یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہوتا۔ رمضان کی بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے لیے آپ مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے۔ (معارف الحدیث)

جس نے رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن کا اعتکاف کیا تو وہ اعتکاف مثل دو حج اور دو عمروں کے ہوگا (یعنی اتنا ثواب ملے گا)۔ (بیہقی معارف الحدیث)

مستحباتِ اعتکاف: نیک اور اچھی باتیں کرنا۔ قرآن شریف کی تلاوت کرنا۔ درود شریف کا ورد رکھنا۔ علومِ دینیہ کا پڑھنا' پڑھانا۔ وعظ ونصیحت کرنا۔ نماز پنج گانہ والی مسجد میں اعتکاف کرنا۔ (بہشتی زیور)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ معتکف کے لیے شرعی دستور اور ضابطہ یہ ہے کہ وہ نہ مریض کی عیادت کو جائے اور نہ نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے باہر نکلے' نہ عورت سے مقاربت کرے اور اپنی ضرورتوں کے لیے بھی مسجد سے باہر نہ جائے۔ سوائے ان حوائج کے جو بالکل ناگزیر ہیں (جیسے رفع حاجت' پیشاب' پاخانہ وغیرہ) اور اعتکاف (روزہ کے ساتھ ہونا

چاہیے) بغیر روزے کے نہیں۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

اعتکافِ مسنون: حضور اقدس ﷺ سے بالالتزام رمضان المبارک کے آخری عشرے اعتکاف کرنا احادیثِ صحیحہ میں منقول ہے اور یہی سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ بعض کے اعتکاف کر لینے سے سب کی طرف سے کفایت ہو جاتی ہے۔

اعتکاف اور معتکف کے مسنونہ اعمال: دس دن کا اعتکاف سنت ہے۔ اس سے کم نفل ہے۔

عورت کے لیے اپنے مکان میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔

حالت اعتکاف میں قرآن شریف کی تلاوت یا دوسری دینی کتب کا مطالعہ کرنا بھی پسندیدہ ہے۔ (بہشتی زیور)

شب قدر: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں۔

(صحیح بخاری' معارف الحدیث)

شب قدر کی دُعا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے عرض کیا کہ مجھے بتائیے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کونسی رات شب قدر ہے تو میں اس رات میں اللہ تعالیٰ سے کیا عرض کروں اور کیا دُعا مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عرض کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

''اے اللہ! آپ معاف کرنے والے ہیں (اور) کریم ہیں' عفو کو پسند کرتے ہیں لہٰذا مجھ سے درگزر کر دیجیے''۔ (معارف الحدیث)

رمضان کی آخری رات: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں آپ ﷺ کی امت کے لیے مغفرت و بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا شب قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کر دے تو اس کو پوری اجرت مل جاتی ہے۔ (مسند احمد' معارف الحدیث)

صدقہ فطر: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک

شخص کو بھیجا کہ مکۃ المکرمہ کے گلی کوچوں میں منادی کر دے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت' آزاد ہو یا غلام' چھوٹا ہو یا بڑا' دو مد (تقریباً دو سیر) گیہوں کے یا اس کے سوا ایک صاع (ساڑھے تین سیر سے کچھ زائد) کسی دوسرے غلّہ یا کھجور وغیرہ کا اور یہ صدقہ نمازِ عید کو جانے سے قبل دے دینا چاہیے۔ (ترمذی)

خوشی منانا: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم سال میں دو دن خوشی منایا کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر تم کو دو دن عطا فرمائے ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور ارشاد فرمایا کہ یہ ایام کھانے پینے اور باہم خوشی کا لطف اُٹھانے اور خدا کو یاد کرنے کے ہیں۔ (شرح معانی الآثار)

رمضان المبارک کے علاوہ دوسرے ایام کے روزے: حضور ﷺ کی عادت شریفہ روزے بہت رکھنے کی تھی' کبھی کبھی آپ ﷺ مسلسل کئی کئی دن روزے رکھتے تھے' حضور ﷺ کا معمول (روزے کے معاملہ میں) بھی عجیب نرالا تھا کہ مصالح وقتیہ کے تحت میں خاص خاص ایام کے روزے رکھتے تھے۔ اور بسا اوقات افطار فرماتے۔ (شرح شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم ﷺ کے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کبھی متواتر روزے رکھتے تھے اور ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اس ماہ میں افطار ہی نہیں فرمائیں گے اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہمارا خیال ہوتا کہ اس ماہ میں روزہ ہی نہ رکھیں گے۔ لیکن مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی ماہ تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے (ایسے ہی کسی ماہ کو کامل افطار میں گزار دیا ہو یہ بھی نہیں کیا)۔ (ابوداؤد' شمائل ترمذی)

ہر ماہ تین روزے: حضرت معاذۃ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضورِ اقدس ﷺ ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا رکھتے تھے۔ میں نے مکرر پوچھا کہ مہینہ کے کن ایام میں رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کا اہتمام نہ تھا' جن ایام میں موقع ہوتا رکھ لیتے۔ (شمائل ترمذی)

دوشنبہ پنج شنبہ کے روزے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کے دن حق تعالیٰ شانہٗ کی عالی بارگاہ میں اعمال پیش ہوتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں۔ (شمائل ترمذی)

مسلسل روزہ رکھنے کی ممانعت: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے (میری کثرت عبادات' نماز و روزہ کے متعلق علم ہونے پر) مجھ سے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو بلکہ کبھی روزہ رکھا کرو اور کبھی افطار' اسی طرح رات کو نماز بھی پڑھا کرو اور سویا بھی کرو' تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے' تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے (کہ رات بھر جاگنے سے ضعیف ہو جاتی ہیں) تمہاری بیوی کا بھی حق ہے' اولاد کا بھی حق ہے' ملنے والوں کا بھی حق ہے۔ (شمائل ترمذی)

شوال کے چھ روزے: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہِ شوال میں چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔ (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

خاص روزے: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چار چیزیں وہ ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے: ۱) عاشورہ کا روزہ' ۲) عشرہ ذی الحجہ یعنی یکم ذی الحجہ سے یوم عرفہ نویں ذی الحجہ تک کے روزے' ۳) ہر مہینہ کے تین روزے اور ۴) قبل فجر کی دو رکعتیں۔

(سنن نسائی' معارف الحدیث)

ایام بیض کے روزے: حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہم ایام بیض یعنی مہینہ کی تیرھویں' چودھویں' پندرھویں کو روزے رکھا کریں اور فرماتے تھے کہ مہینہ کے ان تین دنوں کے روزے رکھنا اجر و ثواب کے لحاظ سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ (سنن ابی داؤد' نسائی' معارف الحدیث)

عشرۂ ذی الحجہ کے روزے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب دنوں میں سے کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا کہ عشرۂ ذی الحجہ میں محبوب ہے (یعنی ان دنوں کی عبادت اللہ تعالیٰ کو دوسرے تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے) اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہیں۔ (جامع ترمذی' معارف الحدیث)

پندرھویں شعبان کا روزہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات آئے تو اس رات میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں نوافل پڑھو اور اس دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں آفتاب غروب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی

اور رحمت پہلے آسمان پر اُترتی ہے اور وہ ارشاد فرماتا ہے' کوئی بندہ ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش طلب کرے اور میں اس کی مغفرت کا فیصلہ کروں۔ کوئی بندہ ہے جو روزی مانگے اور میں اس کو روزی دینے کا فیصلہ کروں۔ کوئی مبتلائے مصیبت بندہ ہے جو مجھ سے صحت و عافیت کا سوال کرے اور میں اس کو عافیت عطا کروں' اسی طرح مختلف قسم کے حاجت مندوں کو اللہ تعالیٰ پکارتے ہیں کہ وہ اس وقت مجھ سے اپنی حاجتیں مانگیں اور میں عطا کروں' غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی طرح اپنے بندوں کو اس رات میں پکارتی رہتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

پیر و جمعرات کا روزہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کے روزے رکھا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی' نسائی' معارف الحدیث)

یوم عاشورہ کا روزہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یومِ عاشورہ میں روزے رکھنا اپنا معمول بنا لیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا تو بعض اصحابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس دن کو یہود و نصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں (اور خاص اس دن ہمارے روزہ رکھنے سے ان کے ساتھ اشتراک و تشابہ والی صورت پیدا ہو جاتی ہے) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو بھی روزہ رکھیں گے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگلے سال کا محرم آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی وفات واقع ہوگئی۔ (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

صوم وصال:

صومِ وصال پر آپ ﷺ کا عمل لیکن صحابہؓ کو ممانعت: آپ ﷺ رمضان شریف میں کثرت سے کئی اقسام کی عبادتیں کرتے' چنانچہ رمضان المبارک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے آپ ﷺ قرآن مجید کی منزلوں کی تکرار کرتے۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تو آپ ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ سخاوت کرتے۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے بہت زیادہ سخی تھے' لیکن رمضان میں تو صدقات اور احسان' تلاوتِ قرآنِ مجید' نماز' ذکر اور اعتکاف میں از حد اضافہ ہو جاتا اور دوسرے مہینوں کی نسبت رمضان المبارک کے مہینہ کو عبادت کے لیے مخصوص فرما لیتے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات آپ ﷺ صومِ وصال (مسلسل

روزہ) رکھتے تا کہ آپ ﷺ ہر وقت اپنے پروردگار کی عبادت میں معروف رہ سکیں، لیکن آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صومِ وصال سے منع فرماتے۔ (زاد المعاد)

حضور اکرم ﷺ رمضان المبارک کی بعض راتوں میں پے در پے روزے رکھتے، بغیر اس کے کہ کھائیں یا پئیں اور افطار کریں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رحمت و شفقت اور دور اندیشی کے لحاظ سے اس امر سے منع فرماتے اور ناپسند کرتے، جیسا کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے صومِ وصال سے منع فرمایا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ((لَا تُوَاصِلُوْا)) "صومِ وصال نہ رکھو"۔ (مدارج النبوۃ)

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ ﷺ صومِ وصال رکھتے ہیں تو ہمیں کیوں منع فرماتے ہیں؟ باوجودیکہ ہم حضور ﷺ کی متابعت کی تمنا رکھتے ہیں تو فرمایا: لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ میں تم میں سے کسی کے مانند نہیں، اور ایک روایت میں آیا ہے کہ: اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں سے کون میری مثل ہے۔ انی ابیت عند ربی میں اپنے ربّ کے حضور شب باشی کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرا پالنے والا اور تربیت فرمانے والا ہے۔ یطعمنی ویسقین وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے وہ کھلانے والا اور پلانے والا ہے جو کھلاتا اور پلاتا ہے (اور محققین کے نزدیک اس سے مراد مختار غذائے روحانی ہے) واللہ اعلم بحقیقۃ الحال امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی صومِ وصال کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

عیدین کے اعمالِ مسنونہ

۱) حضورِ اکرم ﷺ کا دونوں عیدوں میں غسل کرنا ثابت ہے۔ حضرت خالد بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی عادتِ کریمہ تھی کہ عید الفطر، یوم النحر، یومِ عرفہ میں غسل فرمایا کرتے تھے۔

۲) حضور اکرم ﷺ عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے حضور ﷺ کبھی سبز و سرخ دھاری دار چادر شریف اوڑھتے تھے، یہ چادر یمن کی ہوتی جسے بردیمانی کہا جاتا ہے وہ یہی چادر ہے، عید کے لیے زیب و زینت کرنا مستحب ہے مگر لباسِ مشروع ہے۔

(مدارج النبوۃ)

۳) حضور اکرمؐ کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ روز عید الفطر' عید گاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے' ان کی تعداد طاق ہوتی' یعنی تین' پانچ' سات وغیرہ۔ (بخاری' طبرانی)

۴) عید الاضحیٰ کے دن نماز سے واپس آنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے' چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ عید الفطر کو بغیر کچھ کھائے نہ نکلتے اور عید الاضحیٰ کو بغیر کچھ کھائے نکلتے' جب تک کہ نمازِ عید نہ پڑھ لیتے' اور قربانی نہ کر لیتے' نہ کھاتے' پھر اپنی قربانی کے گوشت میں سے کچھ تناول فرماتے۔ (جامع ترمذی' ابن ماجہ' مدارج النبوۃ)

عید گاہ:

۵) حضور ﷺ کی عادتِ کریمہ تھی کہ نمازِ عید' عید گاہ (میدان) میں ادا فرماتے تھے۔

(مسلم و بخاری)

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ عید کے لیے میدان میں نکلنا مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ باوجود اس فضل و شرف کے جو آپ ﷺ کی مسجد شریف کو حاصل ہے' نمازِ عید کے لیے عید گاہ (میدان) میں باہر تشریف لے جاتے تھے' لیکن اگر کوئی عذر لاحق ہو تو نمازِ عید مسجد میں بھی جائز ہے۔ (ابوداؤد' مدارج النبوۃ)

۶) عیدین میں بکثرت تکبیر کہنا سنت ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنی عیدوں کو بکثرت تکبیر سے مزین کرو۔

(طبرانی)

۷) حضور اکرم ﷺ عید گاہ تک پا پیادہ تشریف لے جاتے۔ (سنن ابن ماجہ) اور اس پر عمل کرنا سنت ہے بعض علماء نے مستحب کہا ہے۔

۸) حضور ﷺ نمازِ عید الفطر میں تاخیر فرماتے اور نمازِ عید الاضحیٰ کو جلد تر پڑھتے۔

(مدارج النبوۃ)

۹) حضور اکرم ﷺ جب عید گاہ میں پہنچ جاتے تو فوراً نماز شروع فرماتے نہ اذان' نہ اقامت اور نہ الصلوٰۃ جامعہ وغیرہ کی ندا' کچھ نہ ہوتا۔

۱۰) تکبیراتِ عیدین میں حضور ﷺ کے عمل میں اختلاف ہے اور مذہب حنفیہ میں مختار یہ

ہے کہ تین تکبیریں رکعت اوّل میں قراءت سے پہلے اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قراءت کے بعد ہیں۔

۱۱) حضور اکرم ﷺ نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کھڑے ہو کر خطبہ فرماتے۔

۱۲) حضورِ اکرم ﷺ جس راہ سے عیدگاہ تشریف لے جاتے اس راہ سے واپس تشریف نہ لاتے بلکہ دوسرے راستہ سے تشریف لاتے۔(بخاری' ترمذی' مدارج النبوۃ)

۱۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اتباع سنت کی شدت کے باعث طلوعِ شمس سے قبل گھر سے نہ نکلتے اور گھر سے نکلتے ہی عیدگاہ تک تکبیر کہتے رہتے۔(ابوداؤد' زادالمعاد)

۱۴) آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ جب عیدگاہ میں پہنچتے تو نماز عیدؑ سے قبل کوئی (نفل وغیرہ) نہ پڑھتے اور نہ بعد میں پڑھتے اور خطبہ سے پہلے نماز شروع کرتے' اس طرح آپ عیدگاہ میں صرف دو رکعتیں ادا کرتے۔(زادالمعاد) پہلی رکعت میں تکبیریں ختم فرما لیتے تو قراءت شروع فرماتےؒ' سورۂ فاتحہ پھر اس کے بعد سورۂ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ایک رکعت میں پڑھتے اور دوسری رکعت میں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ پڑھتے' بسا اوقات آپ ﷺ دو رکعتوں میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے (زادالمعاد) لیکن یہ سورتیں متعین نہیں' دوسری بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

تذکیر و موعظت:

۱۵) نبی اکرم ﷺ جب نماز مکمل فرما لیتے تو فارغ ہونے کے بعد لوگوں کے مقابل کھڑے ہو جاتے' لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ ﷺ ان کے سامنے وعظ کہتے' وصیت کرتے اور امر و نہی فرماتے اور اگر لشکر بھیجنا چاہتے تو اسی وقت بھیجتے یا کسی بات کا حکم کرنا ہوتا تو حکم فرماتے' عیدگاہ میں کوئی منبر نہ تھا (جس پر چڑھ کر وعظ فرماتے ہوں) نہ مدینہ کا منبر یہاں لایا جاتا' بلکہ آپ ﷺ زمین پر کھڑے ہو کر تقریر فرماتے۔(زادالمعاد)

۱۶) نیز مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ عرفہ کے دن نویں تاریخ فجر کی نماز سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن (تیرھویں تاریخ) کی نماز عصر تک اس طرح تکبیریں کہتے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ

اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ (زادُالمعاد)

نمازِ عید کی ترکیب:

۱۷) نماز اس طرح شروع کرے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے امام کی اقتداء میں اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع یدین کرے اور ہاتھ باندھ لے' پہلی رکعت میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنے کے بعد قراءت سے پہلے ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے' دوسری بار پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے تیسری بار بھی اسی طرح ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہے اور پھر ہاتھ باندھ لے اور قراءت شروع کرے۔ باقی پوری رکعت تمام نمازوں کی طرح ادا کرے دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قراءت کے بعد امام کی اقتداء میں تین تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرے اور ہاتھ چھوڑ دے' چوتھی بار جب امام اللہ اکبر کہے تو تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔ اس کے بعد باقی نماز عام نمازوں کی طرح پوری کرے۔ (بہشتی گوہر)

۱۸) عید کی نماز بغیر اذان واقامت کے صرف دو رکعت ہے۔ (مسلم)

۱۹) عیدگاہ میں نماز سے پہلے یا بعد میں نفلوں کا پڑھنا منع ہے اور نمازِ عید سے پہلے گھر پر بھی۔

۲۰) جس کی نماز باجماعت فوت ہو جائے وہ اکیلا نمازِ عید نہیں پڑھ سکتا اس کے لیے جماعت شرط ہے البتہ اگر کئی آدمی ہوں تو دوسری جماعت کر لینا واجب ہے۔ (بہشتی گوہر)

عید کا خطبہ:

۲۱) بعد نماز دو خطبے پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبہ میں بیٹھا جاتا ہے۔

خطبہ میں تکبیر:

۲۲) عیدین کے خطبہ میں پہلے تکبیر سے شروع کرے' اوّل خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے دوسرے میں سات مرتبہ۔ (بہشتی گوہر)

۲۳) عید الفطر میں راستہ میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور عید الاضحیٰ میں بآوازِ بلند

کہنا چاہیے۔ (بہشتی گوہر)

صدقہ فطر کا وجوب:

۲۴) ہر مسلمان عاقل آزاد (ہر مرد و عورت پر واجب ہے جبکہ وہ مالک نصاب ہو یا مساوی مالک نصاب کے ہو' خواہ نقدی کی شکل میں یا ضرورت سے زیادہ سامان کی شکل میں ہو یا مالِ تجارت ہو' رہائش کے مکان سے زائد مکان ہو' اپنی طرف سے اور اپنے ان نابالغ بچوں کی طرف سے جو اسکی زیر کفالت ہوں' نصف صاع (یعنی پونے دو سیر گیہوں) یا اسکی قیمت ادا کریں۔ صدقہ عید الفطر نمازِ عید الفطر سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ (بہشتی گوہر)

مسنون اعمالِ عید الاضحیٰ:

۱) عید الاضحیٰ کی رات میں طلب ثواب کیلئے بیدار رہنا اور عبادت میں مشغول رہنا سنت ہے۔

۲) ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد جو باجماعت ہو اور مقیم ہونے کی حالت میں ادا کی جائے۔ ایک مرتبہ تکبیراتِ تشریق بلند آواز سے ادا کرنا واجب ہے۔ مسافر' عورت اور منفرد کے لیے بھی بعض علماء کا قول ہے اس لیے اگر کہہ لیں تو بہتر ہے لیکن عورت اگر تکبیر کہے تو آہستہ کہے۔

۳) نمازِ عید الفطر سے پہلے کچھ کھجوریں کھانا اور عید الاضحیٰ میں اگر قربانی کریں تو نمازِ عید الاضحیٰ سے پہلے کچھ نہ کھانا' نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا۔

۴) جس کا قربانی کا ارادہ ہو اس کو بقر عید کا چاند دیکھنے کے بعد جب تک قربانی نہ کر لے اس وقت تک خط نہ بنوانا اور نہ ناخن کتروانا مستحب ہے۔ (بہشتی گوہر)

قربانی پر ثواب: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ! یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس میں کیا ملتا ہے یارسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی' انہوں نے عرض کیا کہ اگر اون (والا جانور) ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر اون کے بدلے بھی ایک نیکی۔ (حاکم)

اُمت کی طرف سے قربانی: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(ایک دُنبہ کی اپنی طرف سے قربانی کی اور) دوسرے دُنبہ کے ذبح میں فرمایا کہ یہ (قربانی) اس کی طرف سے ہے جو میری اُمت میں مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی۔

(موصلی و طبرانی کبیر و اوسط' یہ حدیثیں مجمع الفوائد میں ہیں)

فائدہ: مطلب حضور ﷺ کا اپنی امت کو ثواب میں شامل کرنا تھا' نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے اس طرح ہو گئی کہ اب کسی کے ذمہ قربانی باقی نہ رہی۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضور ﷺ نے قربانی میں امت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ اُمتی حضور ﷺ کو یاد نہ رکھیں اور ایک حصہ بھی آپ ﷺ کی طرف سے نہ کریں۔ (حیاۃ المسلمین)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو' اس سے محبت بڑھتی ہے۔ (ابوداؤد)

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے (یعنی ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا جائے) اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو اس کو چاہیے کہ اب قربانی کرنے تک اپنے بال یا ناخن بالکل نہ تراشے۔ یہ مستحب ہے ضروری نہیں)۔ (معارف الحدیث' صحیح مسلم)

<u>قربانی کا طریقہ</u>: جب آپ ﷺ قربانی کے لیے بکری کو ذبح کرتے تو اپنا پاؤں اس کے ونڈھے پر رکھتے پھر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور ذبح کرتے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جب ذبح کریں تو اچھے انداز سے کریں' یعنی چھری تیز ہو اور جلدی ذبح کریں۔ (زاد المعاد)

ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عید گاہ میں عید الاضحیٰ کے دن آپ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے جب آپ ﷺ نے خطبہ مکمل کر لیا تو ایک مینڈھا لایا گیا آپ ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا اور فرمایا کہ یہ میری طرف سے اور میری امت کے ہر اس آدمی کی جانب سے ہے جس نے ذبح نہیں کیا اور صحیحین میں مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ عید گاہ میں نحر اور ذبح کیا کرتے تھے۔ (زاد المعاد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قربانی کے دن یعنی عید قربان کے دن رسول اللہ ﷺ نے سیاہ سفیدی مائل سینگوں والے دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی' جب آپ ﷺ نے ان کا رخ صحیح یعنی قبلہ کی طرف کر لیا تو یہ دُعا پڑھی:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَطاِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ طلَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ طاَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ پھر ذبح کیا

''میں نے اس ذات کی طرف اپنا رخ موڑا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اس حال میں کہ میں ابراہیم (علیہ السلام) حنیف کے دین پر ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا مرنا اور میرا جینا سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو رب العالمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اے اللہ یہ قربانی تیری توفیق سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے محمد ﷺ اور انکی امت کی طرف سے' شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے''۔

(احمد وابوداؤد' ابن ماجہ' والدارمی)

ذبح کرنے کے بعد یہ دُعا ماثور ہے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرٰهِیْمَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ

''اے اللہ اسے میری جانب سے قبول فرمالیجیے جیسے کہ آپ ﷺ نے اپنے حبیب سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور اپنے خلیل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانیاں قبول فرما چکے ہیں''۔

اگر یہی دُعا دوسرے کی طرف سے پڑھی جائے تو دُعائے مذکور میں مِنِّیْ کے بجائے مِنْ کہے اور پھر اس کا نام لے۔
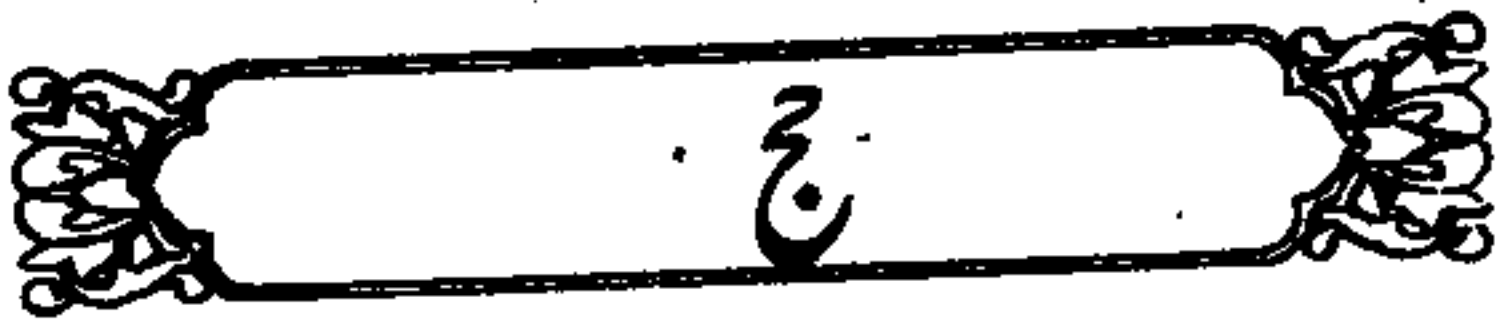
حج وعمرہ:

حج کی فرضیت: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت

رکھتے ہوں۔ (جامع ترمذی' معارف الحدیث)

عمرہ کی حقیقت: حج کے طرز کی ایک دوسری عبادت اور بھی ہے یعنی عمرہ جو کہ سنت مؤکدہ ہے جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں اس لیے اس کا لقب حج اصغر ہے۔

(حیاۃ المسلمین)

حج اور عمرہ کی برکت: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کرو' دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔ (جامع ترمذی' سنن نسائی' معارف الحدیث)

نبی ﷺ کا ارشاد ہے حج اور عمرے کے لیے جانے والے خدا کے خصوصی مہمان ہیں وہ خدا سے دُعا کریں تو خدا قبول فرماتا ہے اور مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔

(طبرانی' معارف الحدیث)

نبی کریم کا ارشاد ہے خدا ہر روز اپنے حاجی بندوں کے لیے ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے' جس میں ساٹھ رحمتیں ان کے لیے ہوتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں' چالیس انکے لیے جو وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس ان لوگوں کیلئے جو صرف کعبے کو دیکھتے رہتے ہیں۔ (بیہقی)

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا' جس نے پچاس بار بیت اللہ کا طواف کر لیا وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی جنم دیا۔ (ترمذی)

حاضری عرفات عین حج ہے: حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ دئلی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے (حج کا ایک خاص الخاص رکن جس پر حج کا دارومدار ہے) وقوفِ عرفہ ہے جو حاجی مزدلفہ والی رات میں (یعنی ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں) بھی صبح صادق سے پہلے عرفات میں پہنچ جائے تو اس نے حج پا لیا اور اس کا حج ہو گیا۔ یوم النحر (یعنی ۱۰ ذی الحجہ) کے بعد منیٰ میں قیام کے تین دن میں' جن میں تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے۔ ۱۱' ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ' اگر کوئی آدمی صرف دو دن رمی کر کے وہاں سے چلا جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ اور الزام نہیں ہے' دونوں باتیں جائز ہیں۔

(جامع ترمذی' سنن ابی داؤد' سنن نسائی' سنن ابن ماجہ' سنن دارمی' معارف الحدیث)

عرفات کی منزلت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک حدیث میں) فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں جمع ہوتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز راستے سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان بال ہیں اور غبار آلود بدن میں اور دھوپ میں جل رہے ہیں' میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔

(بیہقی و ابن خزیمہ' حیاۃ المسلمین)

حضرت ابن ابی حاتم نے اس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(کذا فی الروح و بیان القرآن)

عرفات کی دُعا: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا' عرفہ کے دن بہترین دُعا اور بہترین کلمہ جو میری زبان سے اور مجھ سے پہلے نبیوں کی زبان سے ادا ہوا وہ یہ کلمہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔ (جامع ترمذی' معارف الحدیث)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِىْ قَلْبِىْ نُوْرًا وَّفِىْ صَدْرِىْ نُوْرًا وَّفِىْ سَمْعِىْ نُوْرًا وَّفِىْ بَصَرِىْ نُوْرًا' اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِىْ صَدْرِىْ وَيَسِّرْ لِىْ اَمْرِىْ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ' اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِى اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِى النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ۔

''اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میرے سینہ میں نور کر دے اور کانوں میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور کر دے' اے اللہ میرا سینہ کھول دے اور میرے کاموں کو آسان فرما دے اور میں سینہ کے وسوسوں اور کاموں کی بدنظمی اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جسے ہوائیں لے کر چلتی ہیں اور زمانے کی مصیبتوں کے شر سے''۔

اور دُعا کرتے وقت آپ ﷺ نے سینہ تک دونوں ہاتھ اُٹھا رکھے تھے' دست طلب

بڑھاتے وقت آپؐ نے فرمایا کہ یومِ عرفہ کی دُعا تمام دُعاؤں سے بہتر ہوتی ہے۔ (زادُ المعاد)

میقات: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کو اہل مدینہ کا میقات مقرر کیا اور حجفہ کو اہل شام کا اور قرن المنازل کو اہل نجد کا اور یلملم کو اہل یمن کا' پس یہ چاروں مقامات خود ان کے رہنے والوں کے لیے میقات ہیں اور ان سب لوگوں کے لیے جو دوسرے علاقوں سے ان مقامات پر ہوتے ہوئے آئیں۔ جن کا ارادہ حج یا عمرہ کا ہو' پس جو لوگ ان مقامات کے رہنے والے ہوں (ان مقامات سے مکہ معظمہ کی طرف رہنے والے ہوں) تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے اور یہ قاعدہ اسی طرح چلے گا' یہاں تک کہ خاص مکے کے رہنے والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔ (صحیحین' معارف الحدیث)

احرام کا لباس: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ محرم (حج و عمرہ کا احرام باندھنے والا) کیا کیا کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (حالتِ احرام میں) نہ تو کرتا قمیص پہنو اور نہ (سر پر) عمامہ باندھو اور نہ شلوار و پاجامہ پہنو اور نہ بارانی پہنو اور نہ (پاؤں میں) موزے پہنو' اس کے سوا کہ کسی آدمی کے پاس پہننے کے لیے چپل یا جوتا نہ ہو (تو وہ مجبوراً پاؤں کی حفاظت کے لیے موزے پہن لے) اور ان کو ٹخنہ کے نیچے سے کاٹ کر جوتا سا بنالے (آگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ احرام میں) ایسا بھی کوئی کپڑا نہ پہنو' جس کو زعفران یا ورس لگا ہو۔ (صحیح بخاری و مسلم' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ منع فرماتے تھے عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانہ پہننے سے اور چہرہ پر نقاب ڈالنے اور ان کپڑوں کے استعمال سے جن کو زعفران یا ورس لگی ہو' اور ان کے علاوہ وہ جو رنگین کپڑے چاہیں تو پہن سکتی ہیں' کسمی کپڑا ہو یا ریشمی اور اسی طرح وہ چاہیں تو زیور بھی پہن سکتی ہیں' اور شلوار' قمیص اور موزے بھی پہن سکتی ہیں۔ (معارف الحدیث' سنن ابی داؤد)

احرام میں مردوں کے لیے صرف دو چادریں ہیں' ایک تہبند میں باندھ لی جاتی ہے دوسری بدن پر ڈال لی جاتی ہے' سر کھلا رہتا ہے پاؤں بھی کھلے رہتے ہیں' ایسا جوتا ہونا چاہیے کہ جس سے پاؤں کا اوپر کا حصہ نیچے تک کھلا رہے۔

عورتوں کے لیے منہ کھولے رہنے کا حکم ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اجنبی مردوں

کے سامنے بھی اپنے چہرے بالکل کھلے رکھیں' بلکہ جب اجنبی مردوں کا سامنا ہو تو اپنی چادر سے یا کسی اور چیز سے ان کو آڑ کر لینی چاہیے۔

سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم عورتیں حج میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں (تو احرام کی وجہ سے ہم چہروں پر نقاب نہیں ڈالتی تھیں۔ جب ہمارے سامنے سے مرد گزرتے تو ہم اپنی چادریں سر کے اوپر سے لٹکا لیتیں تھیں اور اس طرح پردہ کر لیتی تھیں۔ پھر جب مرد آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول دیتی تھیں۔ (معارف الحدیث)

احرام سے پہلے غسل: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے کپڑے اُتارے اور احرام باندھنے کیلئے غسل فرمایا۔ (جامع ترمذی' مسند دارمی)

اس حدیث کی بنا پر احرام سے پہلے غسل کو سنت کہا گیا ہے۔ (معارف الحدیث)

خوشبو قبل احرام: صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگایا کرتے تھے' چنانچہ آپ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی پر بھی خوشبو کے اثرات دیکھے جاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو سب سے بہترین خوشبو لگاتے جو مہیا ہو سکتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ حضور ﷺ کو احرام سے قبل اور احرام کھولنے کے بعد خوشبو لگایا کرتی تھیں' جس میں مشک ملا ہوتا تھا' گویا کہ میں آپ ﷺ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں درآنحالیکہ آپ ﷺ محرم تھے۔ (متفق علیہ' مشکوٰۃ)

لیکن جب محرم ہو جائے تو پھر خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے۔ احرام کی حالت میں خوشبو سونگھنے کے متعلق جوامع الفقہ لابی یوسف میں فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ محرم اس خوشبو کو سونگھ لے جو اس نے احرام سے قبل لگا رکھی ہے۔ (زاد المعاد)

تلبیہ: خلاد بن سائب تابعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سائب بن خلاد انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم پہنچایا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں۔

(موطا امام مالک' جامع ترمذی' سنن ابی داؤد' نسائی' ابن ماجہ' معارف الحدیث)

تلبیہ کے کلمات یہ ہیں:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

''میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں' بے شک سب تعریف اور نعمت آپ ہی کیلئے ہے اور سارا جہان آپ کا ہے' آپ کا کوئی شریک نہیں''۔

بس یہی کلمات تلبیہ میں آپ ﷺ پڑھتے تھے اور ان پر کسی اور کلمہ کا اضافہ نہیں فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری ومسلم)

دُعا بعد تلبیہ: عمارہ بن خزیمہ رضی اللہ عنہ بن ثابت انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تلبیہ سے فارغ ہوتے (یعنی تلبیہ پڑھ کر محرم ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا اور جنت کی دُعا کرتے' اور اس کی رحمت سے دوزخ سے خلاصی اور پناہ مانگتے۔

(رواہ الشافعی' معارف الحدیث)

طواف میں ذکر اور دُعا: حضرت عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو طواف کی حالت میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان (کی مسافت) میں یہ دُعا پڑھتے ہوئے سنا:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو ہر اس بندے کی دُعا پر آمین کہتے ہیں جو اس کے پاس یہ دُعا کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ [معارف الحدیث' سنن ابن ماجہ]

''اے اللہ! میں آپ سے بخشش اور عافیت مانگتا ہوں' دنیا اور آخرت میں' اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا''۔

استلام: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا' آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک خمدار چھڑی تھی' اسی سے آپ ﷺ حجر اسود کا استلام فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

عابس بن ربیعہ تابعی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے (تیرے اندر کوئی خدائی صفت نہیں ہے) نہ تو کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث)

سنن ابی داؤد کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ملتزم سے اس طرح چمٹ گئے کہ اپنا سینہ اور چہرہ اس سے لگا دیا اور ہاتھ بھی پوری طرح پھیلا کر اس پر رکھ دیئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ (معارف الحدیث)

رمی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی چاشت کے وقت فرمائی اور اس کے بعد ایام تشریق میں جمرات کی رمی آپ ﷺ نے زوال آفتاب کے بعد کی۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

سالم بن عبداللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ رمی جمرات کے بارے میں ان کا معمول اور دستور یہ تھا کہ وہ پہلے جمرہ پر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے اس کے بعد آگے نشیب میں اُتر کے قبلہ رو کھڑے ہوتے اور ہاتھ اُٹھا کر دیر تک دُعا کرتے، پھر درمیان والے جمرہ پر بھی اسی طرح سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر تکبیر کہتے، پھر بائیں جانب نشیب میں اُتر کے قبلہ رو کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے پھر آخری جمرہ (جمرۃ العقبہ) پر بطن وادی سے سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے اور اس جمرہ کے پاس کھڑے نہ ہوتے، بلکہ واپس ہو جاتے اور بتاتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(صحیح بخاری، معارف الحدیث)

حلق کرانے (سر منڈوانے) والوں کے لیے دُعا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ان پر جنہوں نے یہاں اپنا سر منڈوایا۔ حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا یارسول اللہ! رحمت کی یہ دُعا بال ترشوانے والوں کے لیے بھی کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہو سر منڈوانے والوں پر۔ ان حضرات نے پھر وہی عرض کیا تو تیسری دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا اور ان

لوگوں پر بھی اللہ کی رحمت ہو جنہوں نے یہاں بال ترشوائے۔ (صحیح بخاری و مسلم' معارف الحدیث)

قربانی کے ایام: حضرت عبداللہ بن قرطؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا دن یوم النحر (قربانی کا دن یعنی ۱۰ ذی الحجہ کا دن) ہے اسکے بعد اس سے اگلے دن یوم القر' ۱۱ ذی الحجہ کا درجہ ہے' اس لیے قربانی جہاں تک ہو سکے ۱۰ ذی الحجہ کو کر لی جائے۔ اگر کسی وجہ سے ۱۰ تاریخ کو قربانی نہ ہو سکے تو ۱۱ ذی الحجہ کو۔ اگرچہ ۱۲ ذی الحجہ کو بھی جائز ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ ۱۰ یا ۱۱ ذی الحجہ کو قربانی کر لی جائے۔ (سنن ابی داؤد)

نبی اکرم ﷺ کی قربانی کا منظر: اسی حدیث کے راوی عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرنے کے بعد اپنا یہ عجیب و غریب مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پانچ' چھ اُونٹ قربانی کے لیے رسول اللہؐ کے قریب لائے گئے تو ان میں سے ہر ایک آپؐ کے قریب ہونے کی کوشش کرتا تھا تاکہ پہلے اسی کو آپ ﷺ ذبح کریں۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

طوافِ زیارت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طوافِ زیارت کو مؤخر کیا (یعنی اس کی تاخیر کی اجازت دی) بارھویں ذی الحجہ کی غروبِ آفتاب کے قبل تک۔ (جامع ترمذی' سنن ابی داؤد' ابن ماجہ' معارف الحدیث)

سواری پر طواف: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (حجۃ الوداع میں) مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا' مجھے بیماری کے (سبب) تکلیف ہے (میں طواف کیسے کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے پیچھے طواف کر لو' تو میں نے اسی طرح طواف کیا اور اس وقت رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پہلو میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور اس میں سورۂ طور تلاوت فرما رہے تھے۔ (صحیحین' معارف الحدیث)

عورتوں کا عذرِ شرعی: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ (حجۃ الوداع والے سفر میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے چلے' ہماری زبانوں پر بس حج ہی کا ذکر تھا۔ یہاں تک کہ جب (مکہ سے بالکل قریب) مقامِ سرف پر پہنچے (جہاں سے مکہ صرف ایک منزل رہ جاتا ہے) تو میرے وہ دن شروع ہو گئے جو عورتوں کو ہر مہینہ آتے ہیں' تو میں رونے لگی۔

رسول اللہ ﷺ خیمہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا شاید تمہارے ماہواری ایام شروع ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں یہی بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (رونے کی کیا

بات ہے) یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں (یعنی سب عورتوں) کے ساتھ لازم کردی ہے، تم وہ سارے عمل کرتی رہو جو حاجیوں نے کرنے ہوتے ہیں، سوائے اس کے کہ بیت اللہ کا طواف اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ اس سے پاک صاف نہ ہو جاؤ۔

(معارف الحدیث، صحیحین)

طوافِ وداع: حضرت حارث ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص حج یا عمرہ کرے تو چاہیے کہ اس کی آخری حاضری بیت اللہ پر ہو اور آخری عمل طواف ہو۔

(مسند احمد، معارف الحدیث)

زیارت روضۂ اقدس ﷺ: اگر گنجائش ہو تو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر جناب رسولِ مقبول ﷺ کے روضہ مبارک اور مسجدِ نبوی کی زیارت سے بھی سعادت و برکت حاصل کرے۔ اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ وَّجَدَ سِعَةً وَّلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ))

"جو شخص (مالی) وسعت رکھے اور پھر بھی میری زیارت کو نہ آئے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی"

((مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ))

"جس نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہوگئی"۔

((وَمَنْ زَارَنِيْ بَعْدَ مَمَاتِيْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ))

"جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے زیارت کی"۔ (مراقی الفلاح، بیہقی فی شعب الایمان، طبرانی فی الکبیر)

نیز آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے:

((وَصَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلٰوةٍ))

"جو شخص میری مسجد میں نماز پڑھے گا اس کو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا"۔

(احمد و ابن حبان)

حاجی کی دعا: حدیث شریف میں ہے کہ جب تو حاجی سے ملے تو اس کو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اس سے درخواست کر اس بات کی کہ وہ تیرے لیے مغفرت کی دعا کرے اس سے پہلے کہ وہ اپنے مکان میں داخل ہو اس لیے کہ اس کے گناہ بخش دیے گئے (پس وہ مقبول بارگاہ

الٰہی ہے) اس کی دعا مقبول ہونے کی خاص طور پر اُمید ہے اور جو دعا چاہے اس سے وہ دعا کرائے' دین کی یا دنیا کی مگر اس کے مکان میں پہنچنے سے پہلے) (بہشتی زیور)

حضور اکرم ﷺ کے حج وعمروں کی تعداد: روایات کے مطابق حضور ﷺ نے ہجرت سے قبل دو حج کیے بعض کہتے ہیں کہ تین حج کیے اور حضور ﷺ کے عمروں کی تعداد چار بتائی جاتی ہے۔ (بخاری' مدارج النبوۃ)

حجۃ الوداع میں آخری اعلان: حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد (جو ہجرت کا دسواں سال تھا) ایک حج کیا جس کو حجۃ الوداع اور حجۃ الاسلام کہتے ہیں۔ اس میں حضور ﷺ نے لوگوں کو احکام و مسائل کی تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ شاید آئندہ سال تم مجھ کو نہ پاؤ پھر آپ ﷺ نے ان سب کو سفر آخرت کی بنا پر رخصت فرمایا اور خطبہ دیا۔ (مدارج النبوۃ)

حجۃ الوداع کی تفصیل

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث کا اقتباس)

رسول اللہ ﷺ کی فریضہ حج ادا کرنے کی لیے مدینہ طیبہ سے روانگی: حضور خاتم المرسلین رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے ارادۂ حج کا اعلان فرمایا تو لوگ اطلاع پا کر چاروں طرف سے بہت بڑی تعداد میں آ کر جمع ہو گئے' ہر ایک کی خواہش اور آرزو یہ تھی کہ اس مبارک سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہ کر آپ ﷺ کی پوری پوری پیروی کرے اور آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلے۔

۲۴ ذیقعدہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا' اس دن آپ ﷺ نے خطبہ میں حج اور سفر حج کے متعلق خصوصیت سے ہدایات دیں اور اگلے دن ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ بروز شنبہ بعد نماز ظہر مدینہ طیبہ سے ایک عظیم الشان قافلہ کے ساتھ روانگی ہوئی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ جا کر پڑھی' جہاں آپ ﷺ کو پہلی منزل کرنا تھی اور یہیں سے احرام باندھنا تھا رات بھی وہیں گزاری اور اگلے دن یعنی یک شنبہ کو ظہر کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے احرام باندھا (نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے غسل فرمایا' سر میں تیل ڈالا' لباس بدلا اور چادر اوڑھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ میں

احرام کی دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد مصلا پہلا تلبیہ پڑھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ ناقہ پر سوار ہوئے اس وقت آپ ﷺ نے پھر تلبیہ پڑھا۔ اس کے بعد جب آپ ﷺ مقامِ بیداء پر پہنچے تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے تلبیہ پڑھا:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ۔

اس کے بعد آپ ﷺ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ نویں دن چار ذی الحجہ کو آپ ﷺ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اس سفر میں آپؐ کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد مختلف روایتوں میں چالیس ہزار سے لے کر ایک لاکھ تیس ہزار تک بیان کی گئی ہے۔ (معارف الحدیث)

بیت اللہ میں حاضری: طبرانی نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ باب بنی عبد مناف سے جو باب بنی شیبہ کے نام سے معروف ہے، داخل ہوئے۔ طبرانی کا بیان ہے کہ جب آپ ﷺ کی نظر مبارک کعبہ شریف پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمُهَابَةً

"یعنی اے اللہ! اپنے اس گھر کی عزت، حرمت، عظمت اور بزرگی اور زیادہ بڑھا دے"۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمُهَابَةً وَزِدْ مَنْ حجه اَوِ اعْتَمَره تَكْرِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا ۔

"اے اللہ جو تیرے اس گھر کا حج کرے یا عمرہ کرے اس کی بھی بزرگی، عزت، بڑائی اور عظمت میں اور زیادہ اضافہ فرما"۔

جب آپ ﷺ مسجد میں آئے تو کعبہ شریف کی طرف بڑھے، حجر اسود کی طرف کچھ رخ سا کیا داہنی طرف سے طواف شروع کیا۔ کعبہ آپ ﷺ کی بائیں جانب تھا۔

آپ ﷺ کا طواف فرمانا: بیت اللہ پر پہنچ کر آپ ﷺ نے سب سے پہلے حجر اسود کا استلام کیا۔ پھر آپ ﷺ نے طواف شروع کیا جس میں تین چکروں میں آپ ﷺ نے رمل کیا (یعنی وہ خاص چال چلے جس میں قوت و شجاعت کا اظہار ہوتا ہے اور باقی چار چکروں میں اپنی عادت

کے مطابق چلے)۔(زادُ المعاد)

طواف کرنے کی حالت میں آپ ﷺ چادر یوں اوڑھے تھے کہ اس کا ایک سرا بغل کے نیچے سے نکال کر شانے پر ڈال لیا تھا' جب حجر اسود کے سامنے آتے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے۔ ہاتھ میں ایک چھڑی تھی' اس سے اس کو چھوتے پھر لکڑی کو چوم کر آگے بڑھ جاتے' اس چھڑی کا سرا مڑا ہوا تھا۔

طبرانی نے اسنادِ جید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ جب رکن یمانی کو چھوتے تھے تو فرماتے تھے: بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور جب حجر اسود کے پاس آتے تو فرماتے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ پھر (طواف کے سات چکر پورے کر کے) آپ ﷺ مقام ابراہیم کی طرف بڑھے اور یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى﴾۔

''اور مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کرو''۔ پھر اس طرح کھڑے ہو کر کہ مقام ابراہیم آپ ﷺ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا۔ آپ ﷺ نے (دو رکعت) نماز پڑھی (یعنی دوگانہ طواف ادا کیا) حدیث کے راوی امام جعفر صادق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ذکر کرتے تھے کہ ان دو رکعتوں میں آپ ﷺ نے ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی قراءت کی۔

آپ ﷺ کی سعی: اس کے بعد آپ ﷺ پھر حجر اسود کی طرف واپس آئے اور پھر اس کا استلام کیا۔ پھر ایک دروازے سے (سعی کے لیے) صفا پہاڑی کی طرف چلے گئے اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''یہ استلام سعی کے لیے تھا' جس طرح بیت اللہ کا طواف حجر اسود کے استلام سے شروع کیا جاتا ہے' اسی طرح سعی سے پہلے بھی استلام مسنون ہے''۔

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾

''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں (جن کے درمیان سعی کا حکم ہے)''۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں اس صفا سے سعی شروع کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلے کیا ہے''۔

چنانچہ آپ ﷺ پہلے صفا پر آئے اور اس حد تک اس کی بلندی پر چڑھے کہ بیت اللہ

آپ ﷺ کی نظر کے سامنے آگیا۔ اس وقت آپ ﷺ قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو اور اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تحمید میں مصروف ہو گئے۔ آپ ﷺ نے کہا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

''اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پرستش کے لائق نہیں وہی تنہا معبود و مالک ہے کوئی اس کا شریک ساجھی نہیں، ساری کائنات پر اسی کی فرمانروائی ہے اور حمد و ستائش اسی کا حق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی تنہا معبود و مالک ہے اس نے (مکہ پر اور سارے عرب پر اقتدار بخشنے اور اپنے دین کو سربلند کرنے کا) اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔ اپنے بندے کی اس نے بھرپور مدد فرمائی اور کفر و شرک کے لشکروں کو تنہا اسی نے شکست دے دی''۔

آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ کلمات فرمائے اور ان کے درمیان دعا کی۔ اس کے بعد آپ اُتر کے مروہ کی جانب چلے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قدم وادی کے نشیب میں پہنچے تو آپ ﷺ کچھ دوڑ کر چلے، پھر آپ جب نشیب سے اوپر آگئے تو اپنی عام رفتار کے مطابق چلے یہاں تک کہ مروہ پہاڑی پر آگئے اور یہاں آپ نے بالکل وہی کیا جو صفا پر کیا تھا۔ (یعنی وہی سب کلمات ادا فرمائے) یہاں تک کہ آپ آخری (ساتواں) پھیرا پورا کر کے مروہ پر پہنچے''۔

منیٰ میں قیام: پھر جب یوم الترویہ (یعنی ۸ ذی الحجہ کا دن) ہوا تو رسول اللہ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر منیٰ کو چلے، پھر وہاں پہنچ کر آپ نے (اور صحابہ کرامؓ نے مسجد خیف میں) ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پانچوں نمازیں (اپنے اپنے وقت پر) پڑھیں، فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آپ منیٰ میں اور ٹھہرے یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا تو آپ عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔

عرفات میں آپ ﷺ کا خطبہ اور وقوف

خطبہ حجۃ الوداع: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک طویل حدیث میں حجۃ الوداع کی تفصیل بیان کی ہے، اس میں نو ذی الحجہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے ناقہ قصویٰ پر کجاوا کسنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس پر کجاوا کس دیا گیا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر وادیٔ عرفہ کے میدان میں آئے اور آپ ﷺ نے اُونٹنی کی پشت پر ہی سے لوگوں کو خطبہ دیا، جس میں فرمایا:

"لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں (یعنی ناحق کسی کا خون کرنا اور ناجائز طریقے پر کسی کا مال لینا تمہارے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے) بالکل اسی طرح کہ جس طرح آج یوم العرفہ کے دن ذی الحجہ کے اس مبارک مہینے میں اپنے اس مقدس شہر مکہ میں (تم ناحق کسی کا خون کرنا اور کسی کا مال لینا حرام جانتے ہو) خوب ذہن نشین کرلو کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (یعنی اسلام کی روشنی کے دور سے پہلے تاریکی اور گمراہی کے زمانہ کی ساری باتیں اور سارے قصے ختم ہیں) یہ سب میرے دونوں قدموں کے نیچے دفن اور پامال ہیں (میں ان کے خاتمہ اور منسوخی کا اعلان کرتا ہوں) اور زمانۂ جاہلیت کے کسی خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانے کے ایک خون ربیعہ ابن الحارث بن عبدالمطلب کے خون کے ختم اور معاف کیے جانے کا اعلان کرتا ہوں جو قبیلہ بنی سعد کے ایک گھر میں دودھ پینے کے لیے رہتے تھے' ان کو قبیلہ ہذیل کے آدمیوں نے قتل کردیا تھا (ہذیل سے اس خون کا بدلہ لینا ابھی باقی تھا' لیکن اب میں اپنے خاندان کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ اب یہ قصہ ختم ہے' بدلہ نہیں لیا جائے گا) اور زمانہ جاہلیت کے تمام سودی مطالبات (جو کسی کے ذمہ باقی ہیں وہ سب بھی) ختم اور سوختہ ہیں (اب کوئی مسلمان کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کرے گا) اور اس باب میں بھی میں سب سے پہلے اپنے خاندان کے سودی مطالبات میں سے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے سودی مطالبات کے ختم اور سوخت ہونے کا اعلان کرتا ہوں اب وہ کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کریں گے) ان کے سارے سودی مطالبات آج ختم کر دیئے گئے۔

اور اے لوگو! عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خدا سے ڈرو اس لیے کہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم اور اس کے قانون سے ان کے ساتھ تمتع تمہارے لیے حلال ہوا ہے اور تمہارا خاص حق ان پر یہ ہے کہ جس آدمی کا گھر میں آنا اور تمہاری جگہ اور تمہارے بستر پر بیٹھنا تم کو پسند نہ ہو وہ اس کو اس کا موقع نہ دیں' لیکن اگر وہ یہ غلطی کریں تو تم (تنبیہ اور آئندہ سدباب کے لیے اگر کچھ سزا دینا مناسب سمجھو) ان کو کوئی خفیف سی سزا دے سکتے ہو اور ان کا خاص حق تم پر یہ ہے کہ اپنے مقدور اور حیثیت کے مطابق ان کے کھانے پہننے کا بندوبست کرو اور میں تمہارے لیے وہ سامان ہدایت چھوڑ رہا ہوں کہ اگر

تم اس سے وابستہ رہے اور اس کی پیروی کرتے رہے تو پھر کبھی تم گمراہ نہ ہو گے وہ ہے "کتاب اللہ" اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا (کہ میں نے تم کو اللہ کی ہدایت اور اس کے احکام پہنچائے یا نہیں) تو بتاؤ وہاں تم کیا کہو گے اور کیا جواب دو گے؟"

حاضرین نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ قیامت کے دن بھی گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کے احکام ہم کو پہنچا دیئے اور رہنمائی اور تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور نصیحت اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

اس پر آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ

"یعنی اے اللہ! تو گواہ رہ کہ میں نے تیرا پیام اور تیرے احکام تیرے بندوں تک پہنچا دیئے اور تیرے یہ بندے اقرار کر رہے ہیں"۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

اس کے بعد (آپ ﷺ کے حکم سے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ پھر اقامت کہی اور آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔

عرفات میں آپ ﷺ کا وقوف: (جب ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ بلا فصل پڑھ چکے تو اپنی ناقہ پر سوار ہو کر آپ ﷺ میدانِ عرفات میں خاص وقوف کی جگہ پر تشریف لائے اور اپنی ناقہ قصویٰ کا رخ آپ ﷺ نے اس طرف کر دیا جدھر پتھر کی بڑی چٹانیں ہیں اور پیدل مجمع کو آپ ﷺ نے اپنے سامنے کر لیا اور آپ ﷺ قبلہ رو ہو گئے اور وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ غروبِ آفتاب کا وقت آ گیا اور (شام کے آخری وقت میں فضا میں جو زردی ہوتی ہے وہ زردی بھی ختم ہو گئی اور آفتاب بالکل ڈوب گیا تو آپ ﷺ (عرفات سے مزدلفہ کے لیے روانہ ہوئے۔

مزدلفہ میں قیام اور وقوف: یہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں اور ان دونوں نمازوں کے درمیان آپ ﷺ نے سنت یا نفل کی رکعتیں بالکل

نہیں پڑھیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ لیٹ گئے اور لیٹے رہے یہاں تک کہ صبح صادق کے ظاہر ہوتے ہی اذان اور اقامت کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ مشعر حرام کے پاس آئے (راجح قول کے مطابق یہ ایک بلند سا ٹیلہ تھا مزدلفہ کے حدود میں اب بھی یہی صورت ہے اور وہاں نشانی کے طور پر ایک عالی شان مسجد بنا دی گئی ہے) یہاں آ کر آپ ﷺ قبلہ رو کھڑے ہوئے اور دُعا اور اللہ کی تکبیر و تہلیل اور توحید و تمجید میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ خوب اجالا ہو گیا۔ اس راستہ میں آپ ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کے لیے سات عدد کنکریاں رمی جمار کے لیے چنیں۔ انہوں نے پتھر کے ڈھیر سے سات کنکریاں چن لیں۔ چنانچہ آپ ﷺ انہیں اپنے ہاتھ میں اُچھالنے لگے اور فرمانے لگے اس طرح رمی کرو اور دین میں غلو کرنے سے بچو کیونکہ تم سے پہلے جنہوں نے دین میں غلو کیا وہ ہلاک ہو گئے۔ (زاد المعاد)

آپ ﷺ کا رمی فرمانا: پھر طلوع آفتاب سے ذرا پہلے آپ ﷺ منیٰ کے لیے روانہ ہو گئے اور جمرہ عقبیٰ پر پہنچے۔ (زاد المعاد) آپ ﷺ سواری پر تھے، وادی کے نچلے جانب ٹھہرے (بائیں طرف کعبہ شریف، داہنی طرف منیٰ اور سامنے جمرہ تھا) سات سنگریزے اس پر پھینک کر مارے جن میں سے ہر ایک کے ساتھ آپ ﷺ تکبیر کہتے تھے۔ یہ سنگریزے خزف کے سنگریزوں کی طرح کے تھے (یعنی چھوٹے چھوٹے تھے جیسے کہ انگلیوں میں رکھ کر پھینکے جاتے ہیں جو قریباً چنے اور مٹر کے دانے کے برابر ہوتے ہیں) آپ ﷺ نے جمرہ پر یہ سنگریزے (جمرہ کے قریب والی) نشیبہ جگہ سے پھینک کر مارے۔

خطبہ منیٰ: پھر رمی سے فارغ ہو کر آپ ﷺ منیٰ واپس ہوئے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں لوگوں کو قربانی کے دن کی حرمت و عظمت اور اللہ کے نزدیک اس کی فضیلت سے آگاہ کیا اور تمام ممالک پر مکہ مکرمہ کی فضیلت بیان فرمائی اور کتاب اللہ کے مطابق حکمرانی کرنے والوں کی سمع و اطاعت کا حکم دیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ لوگ آپ ﷺ نے مناسک حج سیکھ لیں اور فرمایا کہ شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں اور لوگوں کو حکم دیا کہ آپ ﷺ کے بعد مبتلائے کفر نہ ہو جائیں اور ایک دوسرے کی گردنیں نہ ماریں پھر اپنی طرف سے تبلیغ کا حکم دیا اور فرمایا کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو مسئلہ پہنچایا جاتا ہے وہ سننے والے سے زیادہ محفوظ (فہم و فراست کے مالک) ہوتے ہیں۔

نیز آپ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ کوئی آدمی اپنی جان پر ظلم نہ کرے اللہ تعالیٰ نے (آپ ﷺ کے خطبہ کی خاطر) لوگوں کی قوتِ سماعت کھول دی یہاں تک کہ اہل منیٰ نے اپنے اپنے گھروں میں آپ ﷺ کا خطبہ سنا۔

آپ ﷺ کا قربانی فرمانا: پھر آپ ﷺ قربانی کے لیے تشریف لے گئے' قربان گاہ میں آپ ﷺ نے تریسٹھ اُونٹوں کی قربانی اپنے ہاتھ سے کی پھر جو باقی رہے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے فرما دیئے۔ ان سب کی قربانی انہوں نے کی اور آپ ﷺ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر اُونٹ میں سے ایک پارچہ لے لیا جائے۔ یہ سارے پارچے ایک دیگ میں ڈال کر پکائے گئے تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔

آپ ﷺ کا حلق کرانا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (۱۰ ذی الحجہ صبح کو مزدلفہ سے) منیٰ تشریف لائے تو پہلے جمرہ عقبیٰ پر پہنچ کر اس کی رمی کی پھر آپ ﷺ اپنے خیمہ پر تشریف لائے اور قربانی کے جانوروں کی قربانی کی۔ پھر آپ ﷺ نے حجام کو طلب فرمایا اور پہلے اپنے سر مبارک کی داہنی جانب اس کے سامنے کی اس نے اس جانب کے بال مونڈے۔ آپ ﷺ نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور وہ بال ان کے حوالے کر دیئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے سر کی بائیں جانب حجام کے سامنے کی اور فرمایا کہ اب اس کو بھی مونڈو۔ اس نے اس جانب کو بھی مونڈ دیا۔ تو آپ ﷺ نے وہ بال بھی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہی کے حوالے فرما دیئے اور ارشاد فرمایا کہ ان بالوں کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو۔

(صحیح بخاری و مسلم' معارف الحدیث)

طوافِ زیارت و زمزم: اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر طوافِ زیارت کے لیے بیت اللہ کی طرف چل دیئے اور ظہر کی نماز آپ ﷺ نے مکہ میں جا کر پڑھی۔ طواف سے فارغ ہو کے (اپنے اہل خاندان) بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زمزم سے پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ دوسرے لوگ غالب آ کر تم سے یہ خدمت چھین لیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا''۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ کو بھر کے ایک ڈول زمزم کا دیا تو آپ ﷺ نے اس میں سے نوش فرمایا۔

(صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضور ﷺ کا آخری خطبہ اور مدینہ کو واپسی: حضور ﷺ نے ایک خطبہ منیٰ میں نحر سے قبل فرمایا تھا' دوسرا خطبہ ایامِ تشریق کے وسط میں فرمایا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج ایامِ تشریق کا وسطی دن ہے اور یہ جگہ مشعرحرام ہے۔ پھر فرمایا کہ شاید اب دوبارہ تم سے نہ مل سکوں' یاد رکھو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری آبرو تم پر اسی طرح حرام ہے جیسے تمہارے اس شہر میں آج کے دن حرمت ہے یہاں تک کہ تم اپنے ربّ سے جاملو' پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پرسش کرے گا' خبردار تمہارا قریب والا دور والے کو یہ بات پہنچادے۔ خبردار! کیا میں نے پہنچادیا؟

طوافِ وداع: نبی کریم ﷺ نے (منیٰ میں) دو دن واپسی میں جلدی نہیں فرمائی بلکہ تیسرے دن تک تاخیر فرمائی اور ایامِ تشریق کے تین دن پورے کئے' یعنی ۱۳ ذی الحجہ (منگل) کو ظہر کی نماز پڑھ کر آپ ﷺ مقامِ محصب کی طرف روانہ ہوئے' یہ ایک ریگستانی میدان (یہ اب مکہ معظمہ کا ایک محلہ معابدہ ہے) تھا آپ نے یہاں ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز ادا فرمائی اور کچھ دیر سو گئے۔ پھر آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور رات کو سحری کے وقت طوافِ وداع کیا اس طواف میں آپؐ نے رمل نہیں کیا۔ پھر آپ ﷺ مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ (زادُ المعاد)

زکوٰۃ و صدقہ

زکوٰۃ کی حلاوت: حضرت عبداللہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا وہ ایمان کا ذائقہ چکھے گا' صرف اللہ کی عبادت کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اس پر خوش ہو اور اس پر آمادہ کرتا ہو (یعنی اس کو روکتا نہ ہو)۔

فائدہ: زکوٰۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس کو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔ (حیاۃ المسلمین)

زکوٰۃ نہ دینے پر وعید: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (ایسا سانپ

نیز آپ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ کوئی آدمی اپنی جان پر ظلم نہ کرے اللہ تعالیٰ نے (آپ ﷺ کے خطبہ کی خاطر) لوگوں کی قوتِ سماعت کھول دی یہاں تک کہ اہل منیٰ نے اپنے اپنے گھروں میں آپ ﷺ کا خطبہ سنا۔

آپ ﷺ کا قربانی فرمانا: پھر آپ ﷺ قربانی کے لیے تشریف لے گئے' قربان گاہ میں آپ ﷺ نے تریسٹھ اُونٹوں کی قربانی اپنے ہاتھ سے کی پھر جو باقی رہے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے فرما دیئے۔ ان سب کی قربانی انہوں نے کی اور آپ ﷺ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر اُونٹ میں سے ایک پارچہ لے لیا جائے۔ یہ سارے پارچے ایک دیگ میں ڈال کر پکائے گئے تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔

آپ ﷺ کا حلق کرانا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ ﷺ (۱۰ ذی الحجہ صبح کو مزدلفہ سے) منیٰ تشریف لائے تو پہلے جمرہ عقبیٰ پر پہنچ کر اس کی رمی کی پھر آپ ﷺ اپنے خیمہ پر تشریف لائے اور قربانی کے جانوروں کی قربانی کی۔ پھر آپ ﷺ نے حجام کو طلب فرمایا اور پہلے اپنے سر مبارک کی داہنی جانب اس کے سامنے کی اس نے اس جانب کے بال مونڈے۔ آپ ﷺ نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور وہ بال ان کے حوالے کر دیئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے سر کی بائیں جانب حجام کے سامنے کی اور فرمایا کہ اب اس کو بھی مونڈو۔ اس نے اس جانب کو بھی مونڈ دیا۔ تو آپ ﷺ نے وہ بال بھی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہی کے حوالے فرما دیئے اور ارشاد فرمایا کہ ان بالوں کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو۔

(صحیح بخاری و مسلم' معارف الحدیث)

طواف زیارت و زمزم: اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر طواف زیارت کے لیے بیت اللہ کی طرف چل دیئے اور ظہر کی نماز آپ ﷺ نے مکہ میں جا کر پڑھی۔ طواف سے فارغ ہو کے (اپنے اہل خاندان) بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زمزم سے پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ دوسرے لوگ غالب آ کر تم سے یہ خدمت چھین لیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا''۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ کو بھر کے ایک ڈول زمزم کا دیا تو آپ ﷺ نے اس میں سے نوش فرمایا۔

(صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضور ﷺ کا آخری خطبہ اور مدینہ کو واپسی: حضور ﷺ نے ایک خطبہ منیٰ میں نحر سے قبل فرمایا تھا' دوسرا خطبہ ایامِ تشریق کے وسط میں فرمایا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج ایامِ تشریق کا وسطی دن ہے اور یہ جگہ مشعر حرام ہے۔ پھر فرمایا کہ شاید اب دوبارہ تم سے نہ مل سکوں' یاد رکھو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری آبرو تم پر اسی طرح حرام ہے جیسے تمہارے اس شہر میں آج کے دن حرمت ہے یہاں تک کہ تم اپنے ربّ سے جا ملو' پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پرسش کرے گا' خبردار تمہارا قریب والا دور والے کو یہ بات پہنچا دے۔ خبردار! کیا میں نے پہنچا دیا؟

طوافِ وداع: نبی کریم ﷺ نے (منیٰ میں) دو دن واپسی میں جلدی نہیں فرمائی بلکہ تیسرے دن تک تاخیر فرمائی اور ایامِ تشریق کے تین دن پورے کئے' یعنی ۱۳ ذی الحجہ (منگل) کو ظہر کی نماز پڑھ کر آپ ﷺ مقامِ محصب کی طرف روانہ ہوئے' یہ ایک ریگستانی میدان (یہ اب مکہ معظمہ کا ایک محلہ معابدہ ہے) تھا آپ نے یہاں ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز ادا فرمائی اور کچھ دیر سو گئے۔ پھر آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور رات کو سحری کے وقت طواف وداع کیا اس طواف میں آپؐ نے رمل نہیں کیا۔ پھر آپ ﷺ مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ (زادُ المعاد)

زکوٰۃ وصدقہ

زکوٰۃ کی حلاوت: حضرت عبداللہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا وہ ایمان کا ذائقہ چکھے گا' صرف اللہ کی عبادت کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اس پر خوش ہو اور اس پر آمادہ کرتا ہو (یعنی اس کو روکتا نہ ہو)۔

فائدہ: زکوٰۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس کو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔ (حیاۃ المسلمین)

زکوٰۃ نہ دینے پر وعید: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (ایسا سانپ

بہت زہریلا ہوتا ہے) وہ سانپ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے بخیل کے گلے میں طوق (یعنی ہنسلی کی طرح ڈال دیا جائے گا (یعنی اس کے گلے میں لپٹ جائے گا) اور اس کی دونوں باچھیں پکڑ لے گا اور کاٹے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیری جمع کی ہوئی دولت ہوں، پھر آپ نے اس کی تصدیق میں سورۂ آلِ عمران کی یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ تا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانے کا ذکر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: "اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال و دولت میں جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو دیا ہے (اور اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ مال و دولت ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ ان کے لیے بدتر ہے اور شر ہے قیامت کے دن ان کے گلوں میں وہ دولت جس میں انہوں نے بخل کیا (اور جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی) طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔

(بخاری، نسائی، حیاۃ المسلمین)

صدقہ کی ترغیب: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں کشادہ دستی سے خرچ کرتی رہو اور گنو مت (یعنی اس فکر میں مت پڑو کہ میرے پاس کتنا ہے اور اس میں کتنا راہِ خدا میں دوں) اگر تم اس کی راہ میں اس طرح حساب کر کر کے دوگی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا اور اگر بے حساب دوگی تو وہ بھی اپنی نعمتیں تم پر بے حساب انڈیلے گا اور دولت جوڑ جوڑ کے اور بند کر کے نہ رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا (کہ رحمت اور برکت کے دروازے تم پر خدانخواستہ بند ہو جائیں گے) لہٰذا تھوڑا بہت جو کچھ ہو سکے اور جس کی توفیق ملے راہِ خدا میں کشادہ دستی سے دیتی رہو۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث)

صدقے کی برکات: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

(جامع ترمذی، معارف الحدیث)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خیرات کرنے میں (حتی الامکان) جلدی کیا کرو کیونکہ بلا اس سے آگے بڑھنے نہیں پاتی۔ (رزین، حیاۃ المسلمین)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں

کمی نہیں آتی (بلکہ اضافہ ہوتا ہے) اور قصور معاف کر دینے سے آدمی نیچا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو سربلند کر دیتا ہے اور اس کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بالاتری بخشے گا۔

(صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات چیزیں ہیں جن کا ثواب بندہ کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور یہ قبر میں پڑا رہتا ہے' جس نے علم (دین) سکھلایا یا کوئی نہر کھودی یا کوئی کنواں کھدوایا یا کوئی درخت لگایا یا کوئی مسجد بنائی' یا قرآن ترکہ میں چھوڑ گیا' یا کوئی اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد بخشش کی دعا کرے۔

(ترغیب از بزار و ابو نعیم)

اور ابن ماجہ نے بجائے درخت لگانے اور کنواں کھدوانے کے صدقہ کا اور مسافر خانہ کا ذکر کیا (ترغیب) اس حدیث سے دینی مدرسہ کی اور رفاہِ عام کے کاموں کی فضیلت ثابت ہوئی۔

(حیاۃ المسلمین)

صدقہ کا مستحق: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا' اصلی مسکین (جس کی صدقہ سے مدد کرنی چاہیے) وہ آدمی نہیں ہے جو (مانگنے کے لیے) لوگوں کے پاس آتا جاتا ہے (در در پھرتا ہے اور سائلانہ چکر لگاتا ہے اور ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں (جب اسکے ہاتھ پر رکھ دی جاتی ہیں تو) لے کر واپس لوٹ جاتا ہے' بلکہ اصلی مسکین وہ بندہ ہے جس کے پاس اپنی ضرورتیں پوری کرنے کا سامان بھی نہیں ہے اور (چونکہ وہ اپنے اس حال کو لوگوں سے چھپاتا ہے اس لیے) کسی کو اس کی حاجت مندی کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ صدقہ سے اس کی مدد کی جائے۔ اور نہ وہ چل پھر کر لوگوں سے سوال کرتا ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم' معارف الحدیث)

اپنی حاجتوں کا اخفاء: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس آدمی کو کوئی سخت حاجت پیش آئی اور اس نے اس کو بندوں کے سامنے رکھا (اور ان سے مدد چاہی) تو اسے اس مصیبت سے مستقل نجات نہیں ملے گی اور جس آدمی نے اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھا اور اس سے دعا کی تو پوری اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی اس کی یہ

حاجت ختم کر دے گا' یا تو جلد ہی موت دے کر (اگر اس کی موت کا وقت مقرر آ گیا ہو) یا کچھ تاخیر سے خوشحالی کر کے۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی مجھے کچھ عطا فرماتے تھے تو میں عرض کرتا تھا کہ حضرت کسی ایسے آدمی کو دے دیجئے جس کو مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہو' تو آپ ﷺ فرماتے کہ عمر اس کو لے لو اور اپنی ملکیت بنا لو (پھر چاہو تو) صدقہ کے طور پر کسی حاجت مند کو دے دو (اور اپنا یہ اصول بنا لو کہ) جب کوئی مال تمہیں اس طرح ملے کہ نہ تو تم نے اس کے لیے سوال کیا ہو اور نہ تمہارے دِل میں اس کی چاہت اور طمع ہو تو (اس کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ سمجھ کر) لے لیا کرو اور جو اس طرح تمہارے پاس نہ آئے تو اس کی طرف توجہ بھی نہ کرو۔ (صحیحین' معارف الحدیث)

صدقہ کی حقیقت: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کی خوشی کی خاطر ذرا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے' کوئی نیک بات کہہ دینا بھی صدقہ ہے' تمہارا کسی کو بری بات سے روک دینا بھی صدقہ ہے' کسی بے نشان زمین کا کسی کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے' جس شخص کی نظر کمزور ہو اس کی مدد کر دینا بھی صدقہ ہے۔ راستہ سے پتھر' کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی تمہارے لیے ایک صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی ایک صدقہ ہے۔ (ترمذی شریف' ترجمان السنہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینا' لینے سے بہتر ہے) تو شروع کر اپنے اہل و عیال سے (یعنی پہلے انہی کو دے) عیال کون ہیں؟ تیری ماں' تیرا باپ' تیری بہن' تیرا بھائی' پھر جو زیادہ قریب تر ہو' پھر جو بعد اس کے قریب تر ہو۔ (معارف الحدیث' طبرانی' صحیحین)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردنے جو اپنے اوپر اور اپنی اولاد پر' اپنے اہل اور اپنے ذی رحم اور ذی قرابت پر خرچ کیا وہ سب اس کے لیے صدقہ ہے۔ (طبرانی' معارف الحدیث)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی تین لڑکیاں ہیں' یہ ان کو ادب سکھاتا' ان پر رحم کرتا ہے' ان کا کفیل ہے' تو اس کے لیے یقیناً جنت واجب کی گئی۔ کسی

نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بھلا اگر دو ہی لڑکیاں ہوں' فرمایا گو دو ہی ہوں۔ بعض نے سمجھا کہ اگر ایک لڑکی کے لیے سوال کیا جاتا تو ایک کو بھی آپ ﷺ فرما دیتے۔ طبرانی نے یہ زیادہ کیا ہے کہ اس نے ان کا نکاح بھی کر دیا۔ (احمد' بزار' طبرانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا' جو مسلمان بندہ کوئی درخت لگائے یا کھیتی کرے تو اس درخت یا اس کھیتی میں سے جو پھل یا جو دانہ کوئی انسان یا کوئی پرندہ یا کوئی چوپایہ کھائے گا وہ اس (درخت یا کھیتی والے) بندہ کے لیے صدقہ اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہوگا۔ (صحیحین' معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ صدقہ افضل ترین ہے جو غریب آدمی اپنی کمائی میں سے کرے اور پہلے ان پر خرچ کرے جن کا وہ ذمہ دار ہو (یعنی اپنی بیوی بچوں پر)۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنے انسان ہیں سب کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ بنائے گئے ہیں (ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے) تو جس نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہا ہر ایک ایک صدقہ شمار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس نے لوگوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا۔ (ترجمان السنہ' ادب المفرد)

حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے اگر تم سے کچھ اور نہ ہو سکے تو بے کس اور حاجت مند کی مدد ہی کیا کرو۔ (بخاری)

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بھولے بھٹکے ہوئے اور کسی اندھے کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے۔

(ترمذی)

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص راستہ چلنے میں کوئی کانٹا راستہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ اس کے کام کی قدر کرتا ہے اور اس کا گناہ معاف کرتا ہے۔ (ترمذی' سیرت النبی ﷺ)

ایصالِ ثواب صدقہ ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا حضرت! میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور انہوں

نے ترکہ میں کچھ مال چھوڑا ہے اور صدقہ وغیرہ کی کوئی وصیت نہیں کی ہے۔ تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میرا یہ صدقہ ان کے لیے کفارۂ سیئات اور مغفرت ونجات کا ذریعہ بن جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (اللہ تعالیٰ سے اسی کی اُمید ہے)۔

(تہذیب الآثار لابن جریر، معارف الحدیث)

ہجرت، جہاد وشہادت

ہجرت: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ سب اعمالِ انسانی کا دارومدار بس نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے تو جس شخص نے اللہ ورسول ﷺ کی طرف ہجرت کی (اور خدا اور رسول کی رضاجوئی واطاعت کے سوا اس کی ہجرت کا اور کوئی باعث نہ تھا) تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہوئی (اور بے شک وہ اللہ و رسول ﷺ کا سچا مہاجر ہے اور اس کو اس کی ہجرت الی اللہ والرسول کا مقرر اجر ملے گا) اور جو کسی دنیوی غرض کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر مہاجر بنا تو (اس کی) ہجرت اللہ و رسول ﷺ کے لیے نہ ہوگی بلکہ فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے ہجرت اختیار کی عنداللہ بس اسی کے لیے ہجرت مانی جائے گی۔ (بخاری ومسلم، معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا (حدیث قدسی) جو شخص میرے راستہ میں جہاد کرنے اور صرف مجھ پر ایمان رکھنے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے (اپنے گھر سے) نکلا ہے تو خدا اس کا ضامن ہے کہ یا اس کو جنت میں داخل کردے گا (اگر وہ شہید ہوگیا) یا اس کو مکان کی طرف جس سے وہ (جہاد کے لیے) نکلا ہے کامیاب واپس پہنچادے گا۔ ثواب کے ساتھ یا غنیمت کے ساتھ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ وہ کوئی زخم خدا کے راستہ میں نہیں کھائے گا مگر قیامت کے دن اس کو اسی حالت میں لے کر حاضر ہوگا، جیسا زخم کھانے کے وقت تھا، اس کا رنگ سرخ ہوگا اور بو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی اور قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر میں مسلمانوں پر گرانی محسوس نہ کرتا تو میں کسی لشکر سے جو جہاد کر رہا ہے، کبھی پیچھے نہ

بیٹھتا' نہ میں خود اتنی وسعت پاتا ہوں کہ سب کو سواری دوں اور نہ مسلمانوں ہی میں اتنی وسعت ہے اور یہ ان پر گراں ہے کہ میں (جہاد کے لیے) چلا جاؤں اور وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک میں تمنا رکھتا ہوں کہ خدا کے راستہ میں جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں' پھر جہاد کروں' پھر شہید ہو جاؤں' پھر جہاد کروں پھر شہید ہو جاؤں۔ (مسلم' معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے جی میں اس کی تجویزیں سوچیں اور نہ تمنا کی تو وہ نفاق کی ایک صفت پر مرا۔ (مسلم)

تشریح ❁ یعنی ایسی زندگی جس میں دعویٰ ایمان کے باوجود نہ کبھی راہِ خدا میں جہاد کرنے کی یا مدد کرنے کی نوبت آئے اور نہ دِل میں اس کا شوق اور اس کی تمنا ہو' یہ منافقوں کی زندگی ہے اور جو اسی حال میں اس دنیا سے جائے گا وہ نفاق کی ایک صفت کے ساتھ جائے گا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ (معارف الحدیث' جلد اول)

شہادت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو صدق دِل سے شہادت طلب کرتا ہے اس کو شہادت کا درجہ مل جاتا ہے اگر چہ وہ شہید نہ ہو۔ (مسلم)

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ شہادت کسے شمار کرتے ہو؟ عرض کیا گیا کہ خدا کے راستہ میں قتل ہو جانے کو' آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے راستہ میں قتل ہو جانے کے علاوہ سات اور شہادتیں ہیں: ۱) مرضِ ہیضہ میں مرنے والا۔ ۲) ڈوب کر مرنے والا۔ ۳) ذات الجنب (نمونیہ) سے مرنے والا۔ ۴) طاعون سے مرنے والا۔ ۵) جل کر مرنے والا۔ ۶) عمارت کے نیچے دب کر مرنے والا اور ۷) وہ عورت جو بچہ کے پیٹ ہی میں رہ جانے اور پیدا نہ ہونے کی وجہ سے مر جائے۔ یہ سب شہید ہیں۔ (ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' معارف الحدیث)

باب: ۵

معاملات

حقوق:

حقوق النفس: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل شب بیداری اور نفل روزے میں زیادتی کی ممانعت میں فرمایا کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری و مسلم، حیاۃ المسلمین)

فائدہ: مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے سے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہو جائے گی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنا لو: ۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے ۲) صحت کو بیماری سے پہلے ۳) مالداری کو افلاس سے پہلے ۴) بے فکری کو پریشانی سے پہلے ۵) زندگی کو موت سے پہلے۔
(ترمذی، حیاۃ المسلمین)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اتاریں اور ہر بیماری کے لیے دوا بھی بنائی۔ سو تم دوا (علاج) کیا کرو اور حرام چیزوں سے دوا مت کرو۔ (ابوداؤد)

فائدہ: اس میں صاف حکم ہے تحصیل صحت کا۔ (حیاۃ المسلمین)

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ یہ چیزیں فطرت سلیمہ کا مقتضاء ہیں ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال صاف کرنا، لبیں کاٹنا، بغل کے بال لینا۔ ان سب کے لیے چالیس دن سے زیادہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ (مسلم، الادب المفرد)

حقوق والدین:

۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اپنے

والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تاکہ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔(ابوالشیخ فی التوبیخ۔الادب المفرد)

۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے عرض کیا بہترین عمل کونسا ہے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہو؟ سرکار نے ارشاد فرمایا وقت پر نماز پڑھنا' میں نے عرض کیا اس کے بعد؟ آپؐ نے فرمایا ماں باپ سے اچھا برتاؤ کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا عمل؟ ارشاد فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔(بخاری و مسلم)

۳) حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص رزق کی کشادگی اور عمر کی زیادتی کا خواہش مند ہو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(مسند احمد' الادب المفرد)

۴) حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ماں باپ کی رضا میں اور اللہ کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔(الادب المفرد)

۵) کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔

۶) تین شخص ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ان میں سے ایک ماں باپ کا نافرمان بھی ہے۔(الادب المفرد' احمد)

۷) ہر گناہ کے بدلے میں عذاب اور ہر جرم کی گرفت کو مؤخر کیا جا سکتا ہے لیکن ماں باپ کی نافرمانی کا گناہ ایسا سخت ہے کہ اس کا مواخذہ مرنے سے پہلے ہی کر لیا جاتا ہے۔

(الادب المفرد' حاکم)

۸) باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا خود باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آنا ہے۔

(الادب المفرد)

۹) جو آدمی اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کا قرض ادا کر دیتا ہے اور ان کی مانی ہوئی بات پوری کر دیتا ہے وہ اگرچہ زندگی میں ان کا نافرمان رہا ہو پھر بھی وہ خدا کے نزدیک ان کا فرمانبردار سمجھا جائے گا اور جو آدمی اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد نہ ان کا قرض ادا کرتا ہے نہ مانی ہوئی منت کو پورا کرتا ہے وہ اگرچہ زندگی میں ان کا فرمانبردار رہا ہو پھر

بھی خدا کے نزدیک وہ نافرمان سمجھا جائے گا۔ (الادب المفرد)

ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا:

١٠) بہز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے یوں روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ میں احسان کا معاملہ کس کے ساتھ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے (پھر) پوچھا کس سے نیکی کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے تیسری مرتبہ پھر اپنا یہی سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا ماں کے ساتھ۔ میں نے (چوتھی مرتبہ پھر) پوچھا کس سے بھلائی کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا باپ کے ساتھ پھر جو قریبی رشتہ دار ہو وہ مقدم ہے۔

(الادب المفرد، مشکوٰۃ)

١١) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کے ماں باپ مسلمان ہیں اور وہ صبح و شام اجر و ثواب کی نیت سے ان کی خدمت میں (سلام و مزاج پرسی کے لیے) حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اگر والدین میں سے ایک ہے تو جنت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کو اس نے خفا کر دیا اور غصہ دلایا تو جب تک وہ راضی اور خوش نہ ہوں اللہ تعالیٰ بھی خوش نہیں ہوتا (حاضرین میں سے) کسی نے کہا: وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ یعنی اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں؟ (تو جواب میں کہا گیا) اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔

فائدہ: یہ امر دلیل ہے کہ ماں باپ کا حق بہت بڑا ہے حتیٰ کہ اگر ان سے اولاد کے حق میں کوئی ایسی کارروائی سرزد بھی ہو جائے جو انصاف کے خلاف ہو تب بھی ان کی اطاعت سے سرتابی نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور ناراضگی ماں باپ کی خوشی و ناخوشی پر موقوف ہے۔ (الادب المفرد)

١٢) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ''وہ آدمی ذلیل ہو پھر ذلیل ہو پھر ذلیل ہو! لوگوں نے پوچھا اے خدا کے رسول ﷺ! کون آدمی؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا۔ دونوں کو پایا یا کسی ایک کو اور پھر (ان کی خدمت کر

کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم، الادب المفرد)

۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں "جو نیک اولاد بھی ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے اس کے بدلے خدا اس کو ایک حج مقبول کا ثواب بخشتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا اے خدا کے رسول! اگر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت و محبت کی نظر ڈالے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی خدا (تمہارے تصور سے) بہت بڑا اور (تنگ دلی جیسے عیبوں سے) بالکل پاک ہے۔ (مسلم، معارف الحدیث)

۱۴) ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس مال ہے اور میرے باپ کو مال کی ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا مال اور تم اپنے والدین کے لیے ہو بیشک تمہاری اولاد تمہاری پاک کمائی ہے اس لیے تم اپنی اولاد کی کمائی سے بلا تکلف کھاؤ۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد)

والدین کا حق بعد موت:

۱۵) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا والدین کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ سلوک کرنے کی کوئی صورت باقی ہے؟ (یعنی کوئی صورت ہو سکتی ہے) فرمایا ان کے لیے دعا کرنا (جس میں نمازِ جنازہ بھی شامل ہے) اور ان کے لیے استغفار کرنا اور ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیت کو پورا کرنا (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو) ان کے قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنا جو محض ان کی قرابت کی وجہ سے کی جائے (اس نیت سے کہ رضائے والدین حاصل ہو اور رضائے والدین سے رضائے حق حاصل ہو) اور والدین کے دوستوں کی تعظیم کرنا۔ (مشکوٰۃ، ابوداؤد، الادب المفرد)

۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اگر کوئی بندۂ خدا زندگی میں ماں باپ کا نافرمان رہا اور والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا اسی حال میں انتقال ہو گیا تو اب اس کو چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے لیے برابر دعا کرتا رہے اور خدا سے ان کی بخشش کی درخواست کرتا رہے یہاں تک کہ خدا اس کو اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں

لکھ دے۔ (بیہقی)

۱۷) والدین کی خدمت کا یہ بھی تتمہ سمجھنا چاہیے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے ملنے والوں سے سلوک واحسان کیا جائے۔ (بخاری' الادب المفرد)

والدین کے دوست کا حق:

۱۸) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے اپنے باپ کے دوست کا خیال رکھو۔ اس سے قطع تعلق نہ کرو (ایسا نہ ہو کہ اسکی دوستی قطع کرنے کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ تمہارا نور بجھا دے۔

(الادب المفرد)

ماں باپ پر لعنت بھیجنا:

۱۹) رسول اللہؐ نے ایک حدیث میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ "سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجے۔" عرض کیا گیا' یا رسول اللہ (ﷺ) کوئی اپنے ماں باپ پر کیونکر لعنت بھیج سکتا ہے؟ فرمایا' "اس طرح کہ جب کوئی کسی کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا تو وہ بھی اس کے ماں باپ دونوں کو برا بھلا کہے گا"۔ (بخاری' سیرت النبی ﷺ)

شوہر و بیوی کے حقوق: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان حقوق کی تقسیم میں انصاف فرماتے تھے کہ اے اللہ یہ میری تقسیم ہے ان چیزوں میں جن پر میرا قابو ہے پس تو مجھے اس چیز میں ملامت نہ کر جو خالص تیرے قبضہ میں ہے اور میرے قبضہ میں نہیں (یعنی محبت)۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کونسی عورت سب سے اچھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کو دیکھے (دل) خوش ہو جائے اور جب اس کو حکم دے تو اس کو بجا لائے اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی ناگوار بات کر کے اس کے خلاف نہ کرے۔ (نسائی' حیاۃ المسلمین)

فائدہ: خوشی اور فرمانبرداری اور موافقت کے کتنے بڑے فائدے ہیں۔ (حیوۃ المسلمین)

اور ایک حدیث میں ہے کہ جب شوہر کہیں باہر جائے تو اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر بار اور ہر امانت کی حفاظت کرے۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہماری بی بی کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہے کہ جیسا تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جیسا کپڑا پہنو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو (یعنی قصور پر بھی مت مارو اور بے قصور مارنا تو سب جگہ برا ہے) اور نہ اس کو برا کوسنا دو اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دو مگر گھر کے اندر رہ کر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ)۔ (ابوداؤد حیاۃ المسلمین)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو عورت اس حال میں وفات پا جائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو وہ جنت میں داخل ہو گی۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں جس کو وہ مل جائیں تو دین و دنیا کی بھلائی اس کو نصیب ہو جائے: ۱) شکر گزار دل ۲) ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو خوش رکھنے والی زبان ۳) بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم اور ۴) وہ عورت جو اپنی ذات اور اپنے شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی ایک وہ آدمی جو لوگوں پر سرداری کرے اور وہ لوگ اس سے ناراض ہوں۔ دوسرے وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور وہ آرام سے پڑی سو رہی ہو اور تیسرے وہ آدمی جو اپنے بھائی سے قطع تعلق کرے۔ (بخاری شریف)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان رکھنے والی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناگوار گزرے اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلے جبکہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار گزرے اور عورت شوہر کے معاملہ میں کسی کی اطاعت نہ کرے۔ (الترغیب والترہیب)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جب کوئی مرد رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے

والیوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے ساتھ انصاف اور برابری کا سلوک نہ کیا تو قیامت کے روز وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گر گیا ہوگا۔ (ترمذی)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے اپنی آبرو کی حفاظت کرے اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت میں جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔
(الترغیب والترہیب)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی۔ حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔
(نسائی، الادب المفرد)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مؤمن کے لیے خوفِ خدا کے بعد سب سے زیادہ مفید اور باعث خیر ونعمت نیک بیوی ہے کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوش دلی سے انجام دے اور جب وہ اس پر نگاہ ڈالے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب وہ اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس کے پیچھے اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیر خواہ اور وفادار رہے۔
(ابن ماجہ، الادب المفرد)

اولاد کے حقوق: حضور ﷺ کے ارشادات ہیں کہ:

۱) مسلمانو! خدا چاہتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرنے میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ (طبرانی)

۲) جو مسلمان اپنی لڑکی کو عمدہ تربیت کرے اور اس کو عمدہ تعلیم دے اور اس کی پرورش کرنے میں اچھی طرح صرف کرے وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ (طبرانی)

۳) مسلمانو! اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کیا کرو۔ (طبرانی)

۴) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت ہے۔ (مشکوٰۃ)

۵) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز کے لیے سزا دو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کر دو۔ (مشکوٰۃ شریف)

۶) لوگو! تم قیامت میں اپنے اور باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے پس تم اپنا نام اچھا رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

۷) جس نام میں عبدیت اور خدا کی تعریف کا ظہور ہوتا ہے وہ نام اللہ کو بہت پیارا ہے۔ (بخاری)

۸) سب سے مقدم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا ضروری ہے پھر جو لوگ رشتے میں قریب ہوں ان پر خرچ کرنا چاہیے۔ (طبرانی)

۹) ایک دینار جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا جائے اور ایک دینار کسی غلام کو آزاد کرانے میں اور ایک دینار کسی مسکین کو دیا جائے اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے تو ان سب میں اجر وثواب کے لحاظ سے افضل وہ دینار ہے جو اہل وعیال کے نان ونفقہ پر خرچ کیا جائے۔ (یعنی بچوں پر خرچ کرنا بھی ثواب اور عبادت کے درجہ میں ہے اس لیے ان پر تنگی نہ کی جائے)۔

اولاد کا نام اور ادب:

۱۰) حضرت ابووہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم پیغمبروں کے نام پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن اور سب سے سچا نام حارث اور ہمام ہے۔ (ابوداؤد ونسائی)

۱۱) حضرت حبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن مسلمانوں کے تین بچے سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مر گئے ان کو قیامت کے دن لا کر جنت کے دروازے پر کھڑا کر کے کہا جائے گا بہشت میں داخل ہو وہ کہیں گے ہم جب بہشت میں داخل ہوں گے (جب) ہمارے ماں باپ بھی داخل ہوں۔ اس پر ان سے یہ کہا جائے گا اچھا تم بھی بہشت میں داخل ہو اور تمہارے ماں باپ بھی۔ (طبرانی۔کبیر)

لڑکیوں کی پرورش:

۱۲) حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے یہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں۔ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا قیامت تک خدا کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔ (طبرانی)

۱۳) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ لڑکیاں اس کے لیے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔ (طبرانی)

اولادِ صالح:

۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ ان کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے):۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے اور (۳) صالح اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا گو رہے۔ (الادب المفرد)

وصیت:

۱۵) حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان جس کے پاس وصیت کرنے کے قابل کوئی چیز ہو اس پر یہ حق ہے کہ دو راتیں اس پر نہ گزریں مگر یہ کہ وصیت اس کے پاس موجود ہو۔

۱۶) حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو تو دوسرے کو بھی ویسی ہی دو۔ ناانصافی بری بات ہے۔ (ترمذی)

ناجائز وصیت:

۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد اور اسی طرح کوئی عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں گزارتے ہیں پھر

ان کے مرنے کا وقت آتا ہے تو وصیت کے ذریعہ ورثاء کو نقصان پہنچا دیتے ہیں تو ان دونوں کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کے مضمون کی تائید میں قرآن مجید کی آیت پڑھی: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ تا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (مسند احمد)

بھائی اور بہنوں کے حقوق

بڑے بھائی، بہن اور بیٹیوں کے حقوق: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ویسا ہے جیسا باپ کا حق بیٹے پر۔ (مشکوٰۃ، حیات المسلمین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے پرورش کی دو یا تین بیٹیوں کی یا دو یا تین بہنوں کی تا آنکہ وہ اس سے جدا ہو جائیں (بیاہ شادی کے بعد) یا فوت ہو جائیں تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے (جس طرح یہ دو انگلیاں اور آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ ایک بیٹی یا ایک بہن کا بھی یہی حکم ہے۔ (الادب المفرد)

یتیم کا حق

یتیم پر رحم کرنا: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ نیکی یا بھلائی سے پیش آتا ہو میں اور وہ دونوں جنت میں پاس پاس ہوں گے جس طرح میرے ہاتھ کی یہ دو انگلیاں قریب قریب ہیں (دست مبارک کی دو انگلیاں ملا کر اشارہ فرمایا)۔

(حکیم عن انس۔ الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ (ابن ماجہ)

یتیم کا مال کھانے والے اس حال میں قبروں سے اُٹھائے جائیں گے کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔ (ابو یعلیٰ)

یتیم کی پرورش: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں اور سیاہ رخساروں والی عورت قیامت کے دن اس طرح ہوں گے (یزید بن زریع اس حدیث کے ایک روای نے درمیانی اور شہادت کی اُنگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح یہ اُنگلیاں قریب قریب ہیں۔ اس طرح آپ ﷺ اور وہ عورت قیامت کے دن قریب قریب ہوں گے) اور سیاہ رخساروں والی عورت کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جس کا شوہر مر گیا ہو یا اس نے طلاق دے دی ہو اور وہ عورت جاہ و جمال رکھتی ہو لیکن اس نے یتیم بچوں کی پرورش کے خیال سے دوسرا نکاح نہ کیا ہو اور اپنی خواہشات کو روکا ہو یہاں تک کہ اس کے بچے جوان ہو کر اس سے جدا ہو گئے ہوں یا مر گئے ہوں۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ، حیاۃ المسلمین)

یتیم سے محبت و شفقت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اور محض اللہ ہی کے لیے پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ آیا ہے اتنی ہی نیکیاں اس کو ملیں گی اور جو شخص یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ احسان کرے جو کہ اس کے پاس رہتا ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح رہیں گے جیسے شہادت کی اُنگلی اور بیچ کی اُنگلی پاس پاس ہیں۔ (بہشتی زیور)

صلہ رحمی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! تمہیں اپنے حسب نسب کے متعلق اس قدر علم حاصل کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکو (مثلاً باپ، دادا اور مائیں اور جدات اور ان کی اولاد۔ مرد اور عورت کہ انہیں پہچاننا اور ان کے نام یاد رکھنا ضروری ہیں کہ یہی ذوی الارحام کہلاتے ہیں اور ان ہی کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم ہے) کیونکہ صلہ رحمی کرنے سے قرابت داروں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ مال میں کثرت و برکت ہوتی ہے اور عمر میں زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے چند قرابت دار ہیں اور عجب طرح کی طبیعت کے واقع ہوئے ہیں میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر واقعی تو ایسا ہے جیسا کہتا ہے تو گویا تو ان کے مُنہ میں گرم گرم بھوبل ڈالتا ہے (یعنی تیری عطا ان کے حق میں حرام ہے اور ان کے شکم

میں آگ کا حکم رکھتی ہے) اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان پر تیری مدد کرتا رہے گا جب تک تو اس صفت پر قائم رہے گا۔ (مسلم' الادب المفرد)

رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ہر جمعرات کی شام یعنی جمعہ کی رات کو لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ رشتہ قرابت توڑنے والے کے اعمال قبول نہیں کرتا۔ (الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی شخص میں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اس کا حساب سہولت اور آسانی سے لے گا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو تم کو محروم کرے اس کو دو' جو تم سے رشتہ توڑے اس سے ناطہ جوڑ' جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کردو جب تو یہ کرلے گا اللہ تعالیٰ تم کو جنت میں لے جائے گا۔

(طبرانی والحاکم وقال صحیح الاسناد۔ الادب المفرد)

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات ہیں کہ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کرنا عمر کو دراز کرتا ہے اور چھپا کر خیرات کرنا خدا کے غصہ کو فرو کرتا ہے۔ (القضاعی عن ابن مسعودؓ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرا نام اللہ ہے میرا نام رحمان ہے میں نے اپنے نام کو رحم سے مشتق کیا ہے جو اس کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا جو قطع رحمی کرے گا میں اس کو قطع کروں گا۔ (ترمذی' ابوداؤد)

شعبان کی پندرہویں شب میں تقریباً سب لوگ آزاد کردیئے جاتے ہیں (یعنی ان کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں) مگر قاطع رحم' ماں باپ کا نافرمان اور شراب کا عادی یہ تینوں اس رات میں بھی آزاد نہیں کیے جاتے۔ (بیہقی' ترمذی' ابوداؤد)

پڑوسی کے حقوق: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی مسلمان' مسلمان نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے ہمسائے کے لیے وہ ہی بھلائی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔

(صحیح مسلم' الادب المفرد)

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہمسایہ کا

حق یہ ہے کہ وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کی جائے اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔ اگر وہ اُدھار مانگے تو اس کو قرض دے۔ اگر ننگا ہے تو اس کو کپڑے پہنائے۔ اگر کوئی خوشی اس کو حاصل ہو تو اس کو مبارک باد دے اگر کوئی مصیبت اس پر طاری ہو تو اس کو تسلی دے اور اپنے مکان کو اس کے مکان سے اُونچا نہ کرے تاکہ وہ ہوا سے محروم نہ رہے اور اپنے چولہے کے دھوئیں سے اس کو ایذا نہ پہنچائے۔ (طبرانی)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان بندہ مرتا ہے اور اس کے قریب تر پڑوسیوں میں سے تین آدمی اس پر خیر کی گواہی دیتے ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے بندوں کی شہادت ان کے علم کے مطابق قبول کر لی اور جو کچھ میں جانتا ہوں اس کو میں نے بخش دیا۔

(مسند احمد)

دوست کا حق: ابن عون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دوست کا اعزاز و اکرام اس طور پر نہ کرو جو اسے شاق گزرے۔

فائدہ: یعنی ہر شخص کے ساتھ اس کے مرتبہ کے شایانِ شان برتاؤ کرو۔ (الادب المفرد)

مسلمان کے حقوق

حفاظت مسلم: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے پورا مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی ایذا سے تمام مسلمان محفوظ رہیں اور پکا مہاجر وہ ہے جو ان تمام باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ترمذی و نسائی نے اس حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ کامل مؤمن وہ ہے جس کو لوگ اپنی جان و مال کے بارے میں امانت دار سمجھیں۔ (ترجمان السنہ)

دوستوں کو جدا کرنا: حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندگانِ خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں کھاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلوا دیتے ہیں۔ (احمد و بیہقی)

دوستوں کی دِل شکنی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی (مسلمان) سے (خواہ مخواہ) بحث نہ کیا کرو اور نہ اس سے (ایسی) دِل لگی کرو (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ

کرسکو۔ (ترمذی)

فائدہ: البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو معذور ہے چنانچہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت پورا کرنے کی نیت تھی مگر وعدہ پورا نہیں کرسکا اور (اگر آنے کا وعدہ تھا) وقت پر نہ آسکا (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہوگیا) تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔ (ابوداؤد' ترمذی' حیاۃ المسلمین)

مشورہ دینا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اس کو مشورہ دینا چاہیے۔

(ابن ماجہ' حیاۃ المسلمین)

لوگوں پر رحم کرنا: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

مسلمانوں کو حقیر سمجھنا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ آدمی کے لیے یہ شر کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اس کے مال کا نقصان کرنا اور نہ اس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا مثلاً اس کا عیب کھولنا' اس کی غیبت کرنا وغیرہ۔ (مسلم' حیاۃ المسلمین)

دوست سے ملاقات کرنا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کے لیے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی' تو نے جنت میں اپنا مقام بنالیا۔ (ترمذی)

حقوق مسلم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں (اس وقت انہی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ۱) جب اس سے ملنا ہو اس کو سلام کر۔ ۲) جب وہ دعوت دے تو قبول کر۔ ۳) جب تجھ سے خیر خواہی چاہے خیر خواہی کر۔ ۴) چھینک لے اور الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہو۔ ۵) جب بیمار ہو جائے اس کی عیادت کر اور ۶) جب مر جائے اس کے جنازے

کے ساتھ جا۔ (ترمذی۔حیاۃ المسلمین)

قطع تعلق: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ مؤمن کو تین دن تک چھوڑے رکھے جب تین دن گزر جائیں تو اسے چاہیے کہ وہ اس سے ملے اور سلام کرے۔ اگر دوسرے نے (سلام کا جواب دے دیا تو دونوں شریک اجر وثواب ہوں گے اور اگر سلام کا جواب نہ دیا تو سلام کرنے والا بری الذمہ ہو گیا) اس پر قطع تعلق کا گناہ نہیں رہا۔ (الادب المفرد، بخاری ومسلم)

مسلمانوں کی آبرو کا حق: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو ایسے موقع پر ذلیل کرے گا جہاں اس کی ہتک ہو یا اس کی عزت میں کچھ کمی آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے مقام پر ذلیل کرے گا جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلب گار ہو گا اور جو شخص کسی ایسی جگہ کسی مسلمان کی مدد کرے گا جہاں اس کی بے عزتی وہتک ہوتی تو اللہ تعالیٰ ایسے مقام پر اس کی مدد کرے گا جہاں اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد درکار ہو گی۔ (ابوداؤد)

حق طریق (راستہ): فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ راہوں پر بیٹھنے سے بچو اور اگر تم بیٹھنے سے باز نہ رہو تو راستہ میں بیٹھنے کا حق ادا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ راستہ کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آنکھوں کا بند کرنا (یعنی حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالے) اور ایذا سے باز رہنا (یعنی کوئی حرکت ایسی نہ ہو جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہو مثلاً راستہ تنگ کر دے) اور سلام کا جواب دینا اس لیے کہا کہ سنت یہ ہے کہ چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے) اور لوگوں کو مشروع باتوں کا حکم کرے اور نامشروع باتوں سے منع کرے۔ (مشکوٰۃ)

حقوقِ مریض۔ عیادت: مسلمانو! جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کو دیر تک زندہ رہنے کی خوشخبری دو کیونکہ تمہارے کہنے سے کسی انسان کی زندگی دراز نہیں ہو سکتی مگر بیمار کی طبیعت خوش ہو جائے گی۔ (ترمذی ابن ماجہ عن ابی سعید) بیمار کی مناسب بیمار پرسی یہ ہے کہ مزاج پرسی کرنے والا اس کے پاس سے جلد اُٹھ آئے۔ (مسند الفردوس للدیلمی)

مسکین کا حق: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس نے میری مخلوق میں سے کسی ایسے کمزور کے ساتھ بھلائی کی جس کا کوئی کفایت (کفالت) کرنے والا نہیں تھا تو ایسے بندہ کی کفایت وکفالت کا میں ذمہ دار ہوں۔ (خطیب)

جانور کا حق: حضور ﷺ نے فرمایا ہر حساس جانور جس کو بھوک پیاس کی تکلیف ہوتی ہو اس کے کھلانے پلانے میں ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

حقوقِ حاکم و محکوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بادشاہ روئے زمین پر (مخلوق پر رحمت و شفقت کرنے میں) خدا کا سایہ ہوتا ہے۔ خدا کے بندے جو مظلوم ہوں اس سایہ میں پناہ لیتے ہیں اگر وہ انصاف کرے تو اس کو ثواب دیا جاتا ہے اور رعیت پر اس کا شکر ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور اگر وہ ظلم کرے یا خدا کی امانت میں خیانت کرے تو بارِ گناہ اس پر ہے اور رعیت کو صبر کرنا لازم ہے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اپنے حکمرانوں کو برا نہ کہو اور خدا سے ان کی بھلائی کی دعا مانگا کرو، کیونکہ ان کی بھلائی میں تمہاری بھلائی ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے، مسلمانو! تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کی نسبت سوال کیا جائے گا جو آدمی لوگوں پر حکومت کرتا ہے وہ ان کا راعی ہے اور لوگ اس کی رعیت ہیں پس حاکم سے اس کی رعیت کی نسبت باز پرس کی جائے گی ہر آدمی اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور گھر والے اس کی رعیت ہیں۔ پس ہر آدمی سے اس کے گھر والوں کی نسبت باز پرس ہوگی۔ ہر عورت اپنے خاوند کے گھر پر راعی ہے اور خاوند کا گھر اس کی رعیت ہے۔ پس ہر عورت سے اس کے خاوند کے گھر کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔ ہر نوکر اپنے آقا کے مال و اسباب پر راعی ہے اور آقا کا مال و اسباب اس کی رعیت ہے پس ہر نوکر سے اس کے آقا کے مال و اسباب کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔

(مسند امام احمد، بخاری و مسلم، ابوداؤد و ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! جب تمہارے حاکم نیک دِل ہوں اور تمہارے امیر فیاض ہوں اور تمہارے معاملات کی بنیاد مشورہ پر ہو تو زمین کی سطح پر تمہارا رہنا زمین کے پیٹ میں جانے سے بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر ہوں اور تمہارے امیر بخیل ہوں اور تمہارے معاملات کا فیصلہ عورتوں کی رائے سے ہو تو زمین کے پیٹ میں تمہارا جانا زمین پر رہنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حاکم کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ حکم پسند نہ آئے۔ جب تک حاکم کسی گناہ کا حکم نہ دے اور جب وہ کسی گناہ کا حکم دے تو مسلمان پر اس کی اطاعت واجب نہیں۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت واجب نہیں۔ اطاعت صرف نیک کاموں میں واجب ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم پر ایسے حاکم مقرر کیے جائیں گے جو اچھے کام بھی کریں گے اور برے کام بھی کریں گے۔ پس جس شخص نے انکار کیا یعنی اس کے برے فعل کی نسبت اس کے مُنہ پر کہہ دیا کہ تمہارا یہ فعل شرع کے خلاف ہے وہ اپنے فرض سے بری ہو گیا اور جس شخص نے ایسا نہ کیا یعنی اس کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ زبان سے کہہ دے لیکن دِل سے اس فعل کو برا سمجھا وہ سالم رہا یعنی اس کے گناہ میں شریک ہونے سے سالم (محفوظ) رہا لیکن جو شخص اس کے فعل پر راضی ہوا اور ان کی پیروی کی وہ ان کے گناہ میں شریک ہوا۔ صحابہؓ نے عرض کیا' کیا ان سے لڑیں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز پڑھیں' نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھیں۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت وائل بن حجر سلمہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اے خدا کے نبی آپ ﷺ اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر ہم پر ایسے حاکم مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں اور ہمارے حقوق سے انکار کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے احکام کو سنو اور ان کی اطاعت کرو اس لیے کہ ان پر وہ بات فرض ہے جو انہوں نے اپنے ذمہ لی ہے اور تم پر وہ چیز فرض ہے جو تم نے اُٹھائی ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظالم امیر کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (حاکم)

دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تین شخصوں کا کلمہ بھی قبول نہیں ہوتا ایک ان میں سے وہ حاکم ہے جو اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہے۔ (طبرانی)

حضور معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ

جس بندہ کو اللہ تعالیٰ رعیت کی نگہبانی سپرد کرے اور وہ بھلائی اور خیر خواہی کے ساتھ نگہبانی نہ کرے وہ بہشت کی بُو نہ پائے گا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دعا کرتے سنا ہے کہ اے اللہ! جس شخص کو میری اُمت کا کسی کام کا والی اور متصرف بنایا گیا ہو اور وہ میری اُمت پر مشقت اور مصیبت ڈالے تو تُو بھی اس پر مشقت و مصیبت ڈال اور جو شخص (حاکم و والی) میری اُمت پر رحم و نرمی کرے تو تُو بھی اس پر رحم و نرمی کر۔ (مسلم و مشکوٰۃ)

فریقین کا فیصلہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب دو آدمی تمہاری طرف قضیہ پیش کریں (اور ان میں کا ایک شخص اظہارِ مدعا کر چکے) تو جب تک تم دوسرے کی بات نہ سن لو۔ اوّل شخص کے موافق فیصلہ نہ کرو کیونکہ یہ صورت اس بات کے لائق تر ہے کہ تمہارے لیے قضیہ کی پوری کیفیت ظاہر ہو جائے۔ (ترمذی)

خدمتگار کا حق: نبی کریم ﷺ نے فرمایا لونڈی و غلام تمہارے بھائی ہیں خدا نے ان کو تمہارے قبضہ میں دے رکھا ہے۔ بس تم میں سے جس کسی کے قبضہ و تصرف میں خدا نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے ویسا ہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے جو اس کے سہار سے زیادہ نہ ہو اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پا رہا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کرے۔ (بخاری و مسلم، الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کسی کا خادم کھانا لائے اور اس نے کھانا تیار کرنے میں دھوئیں کی تکلیف اُٹھائی ہو تو تم کو چاہیے کہ اگر اس خادم کو اپنے ساتھ کھانے میں پر بٹھاؤ تو ایک دو لقمے اس کو ضرور دے دو۔

(بخاری و مسلم۔ ابن ماجہ)

کسبِ معاش

مال کی قدر: حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی دولت کو پسند نہیں کرتا اس میں کوئی خوبی نہیں ہے کیونکہ اس کے وسیلہ سے رشتہ داروں کے حق پورے کیے جاتے ہیں اور امانت ادا کی جاتی ہے اور اس کی برکت سے آدمی دنیا کے لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ (بیہقی)

قناعت: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو جو کچھ دیتا ہے اس سے ان کی آزمائش کرتا ہے اگر وہ اپنی قسمت پر راضی ہو جائیں تو ان کی روزی میں برکت عطا فرماتا ہے اور اگر راضی نہ ہوں تو ان کی روزی کو وسیع نہیں کرتا۔ (مسند احمد)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جو آدمی تھوڑی سی روزی پر راضی ہو جاتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل سے راضی ہو جاتا ہے۔ (بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کام میں کامیاب ہو اس کو لازم ہے کہ اس کو نہ چھوڑے۔ (بیہقی)

معاملہ میں صداقت: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے عمدہ پیشہ ان سوداگروں کا ہے کہ جو بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں (جھوٹ نہیں بولتے) اور اگر ان کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت نہیں کرتے اور جب وعدہ کرتے ہیں تو اس وعدہ کے خلاف کبھی نہیں کرتے اور جب کوئی چیز فروخت کرتے ہیں تو اس کی بے حد تعریف نہیں کرتے اور جب کوئی چیز خریدتے ہیں تو اس کی قیمت ادا کرنے میں دیر نہیں کرتے اور اگر ان کا قرض کسی کے ذمہ ہو تو مقروض پر سختی نہیں کرتے۔ (بیہقی)

حلال روزی کی تلاش: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے کو حلال روزی کی تلاش میں محنت کرتا اور تکلیف اُٹھاتا دیکھے۔ (الدیلمی' ترمذی)

والدین اور اولاد کے لیے نان نفقہ مہیا کرنا: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی اپنے بوڑھے والدین کے لیے روزی کماتا اور دوڑ دھوپ میں رہتا ہے وہ خدا کے راستہ میں ہے اور جو آدمی اپنی ذات کے لیے محنت کرتا ہے تاکہ لوگوں سے سوال نہ کرنا پڑے وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

ناجائز آمدنی: حدیث شریف میں ہے کہ (انسان کا جسم) جس گوشت نے حرام آمدنی سے نشوونما پائی وہ جنت میں (سزا پائے بغیر) داخل نہیں ہوگا۔ (مشکوۃ بحوالہ احمد و داری)

اپنے ہاتھ کی کمائی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چیز تم

کھاتے ہو اس میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد کی کمائی بھی جائز ہے۔ (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' مشکوٰۃ)

حلال کمائی: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پاک و حلال کی کمائی فرض ہے۔ فرض کے بعد یعنی فرائض کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں حلال کمائی بھی فرض ہے۔ (بیہقی' مشکوٰۃ)

تلاشِ رزق کا وقت: نبی کریم ﷺ کے ارشاد ہے رزق کی تلاش اور حلال کمائی کے لیے صبح سویرے ہی چلے جایا کرو۔ اس وقت کاموں میں برکت اور کشادگی ہوتی ہے۔ (طبرانی)

معاملہ میں نرمی: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے۔ (بخاری)

(اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایسے شخص کے لیے دعا فرمائی ہے)

تاجر کی نیک خصلتیں: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تاجروں میں جب تین خصلتیں ہوں تو ان کی کمائی عمدہ اور حلال ہو گی:

۱) جب وہ (کسی سے کوئی چیز) خریدے تو (اس کی) برائی نہ کرے اور

۲) جب وہ (کسی کے ہاتھ کوئی چیز) فروخت کرے تو (اس کی بے جا) تعریف نہ کرے اور بیع میں تدلیس نہ کرے (یعنی خریدار سے مال کا عیب نہ چھپائے اور

۳) اس (معاملہ) کے درمیان (جھوٹی) قسم نہ کھائے۔ (اصبہانی)

مزدور کی اُجرت: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مزدور کو اس کی مزدوری قبل اس کے کہ اس کا پسینہ خشک ہو ادا کر دو۔ (ابن ماجہ)

رزق مقدر: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی بھیجی ہے کہ کوئی شخص نہیں مرتا جب تک وہ اپنا مقدر رزق پورا نہیں کر لیتا اگرچہ دیر سے اس کو پہنچے بس جب یہ بات ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور روزی تلاش کرنے میں حد اعتدال سے تجاوز مت کرو اور تاخیر رزق کی صورت میں گناہوں کے ساتھ رزق طلب نہ کرنے لگنا اور جو رزقِ حلال اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اطاعت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ (بزار)

رعایت باہمی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشک

اللہ تعالیٰ خرید و فروخت میں اور قرض کی ادائیگی میں رعایت و مروت کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔ (ترمذی)

تجارت میں صدق و امانت: عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت کی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اُٹھائے جائیں گے (یعنی عام تاجروں کا حشر بدکاروں کے ساتھ ہوگا) سوائے ان (خداترس اور خداپرست) تاجروں کے جنہوں نے اپنی تجارت میں تقویٰ، نیکی، حسن سلوک اور سچائی کو برتا ہوگا۔ (جامع ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

تاجر کی صداقت: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سچا اور امانت دار سوداگر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

(جامع ترمذی، معارف الحدیث)

کم ناپنا اور تولنا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ناپنے اور تولنے والوں سے ارشاد فرمایا "تمہارے ہاتھ میں دو ایسے کام ہیں جن کے سبب سے تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں (یعنی پورا نہ تولنے، ناپنے اور کم دینے کے سبب ہلاک ہوئیں، تم ایسا نہ کرنا)۔

(ترمذی)

ذخیرہ اندوزی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تاجر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق دیا جاتا ہے (قحط کے زمانے میں) غلّہ کو گرانی کے خیال سے روکنے اور بند رکھنے والا ملعون ہے۔ (ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ)

مال کا صدقہ: نبی کریم ﷺ نے تاجروں کو ہدایت فرمائی اے کاروبار کرنے والو! مال کے بیچنے میں لغویات کرنے اور جھوٹی قسم کھا جانے کا بہت امکان رہتا ہے تو تم لوگ اپنے مالوں میں سے صدقہ ضرور کیا کرو۔ (ابوداؤد)

قرض

قرضدار کی رعایت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت میں جو شخص قرض کے بار میں پڑ جائے۔ پھر اس کے ادا کرنے میں پوری کوشش کرے اور پھر ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو میں اس کا مددگار رہوں۔ (احمد طبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے غم اور کٹھن سے بچائے تو اس کو چاہیے کہ تنگ دست قرضدار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے سر سے اُتار دے۔ (مسلم)

قرض کی لعنت: حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض کے بارے میں فرمایا (یعنی کسی کا مال حق جو کسی کے ذمہ آتا ہو) قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جائے پھر زندہ ہو کر (دوبارہ) شہید ہو جائے۔ پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جائے اور اس کے ذمہ کسی کا قرض آتا ہو وہ جنت میں نہ جائے گا۔ جب تک اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے گا۔

(عین ترغیب از نسائی وطبرانی وحاکم مع لفظ وتصحیح حاکم، حیاۃ المسلمین)

قرض کی ادائیگی کی نیت: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی قرض لیتا ہے اور اس کو ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس کی طرف سے اس قرض کو ادا کر دے گا اور جو قرض لے کر ادا نہیں کرنا چاہتا اور اسی حالت میں مر جاتا ہے قیامت کے دن خدا اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے' تو نے شاید خیال کیا تھا کہ میں اپنے بندے کا حق تجھ سے نہیں لوں گا پھر مقروض کی کچھ نیکیاں قرض خواہ کو دی جائیں گی اور اگر مقروض نے نیکیاں نہ کی ہوں گی تو قرض خواہ کے کچھ گناہ لے کر مقروض کو دیئے جائیں گے۔ (طبرانی وحاکم)

قرض کا وبال: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! قرض لینے سے بچو کیونکہ وہ رات کے وقت رنج وفکر پیدا کرتا ہے اور دن کو ذلت وخواری میں مبتلا کرتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

قرض سے پناہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی آدمی پیوند پر پیوند لگائے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ قرض لے اور اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ (مسند امام احمد)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو محتاجی اور مفلسی اور ذلت وخواری سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ (نسائی' حاکم' ابن حبان)

دعا ادائے قرض: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تم کو کیا ایسی دعا نہ بتاؤں کہ اگر تمہارے سر پر پہاڑ کے برابر قرض ہو تو

اس کو بھی حق تعالیٰ ادا فرمادیں تم یوں کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ يَا رَحْمَانَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْهِمَا مَنْ تَشَآءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِی رَحْمَةً تُغْنِيْنِی بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ۔

''اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جس کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک لے لیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی۔ بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والے ہیں۔ اے دنیا وآخرت میں رحمان اور ان دونوں میں رحیم۔ آپ دیتے ہیں یہ دونوں جہان جس کو چاہتے ہیں اور روک دیتے ہیں ان دونوں سے جس کو چاہتے ہیں مجھ پر ایسی رحمت فرمائیے کہ اس کے سبب آپ مجھے اپنے غیر کی رحمت سے مستغنی فرمادیں۔

(طبرانی فی الصغیر۔ بہشتی زیور)

قرض دینے کا ثواب: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''میں نے شب معراج میں بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس حصہ ملتا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ حصے ملتا ہے''۔ (بہشتی زیور)۔

قرضدار کو مہلت دینا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تک قرض ادا کرنے کے وعدے کا وقت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے تو ہر روز اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات دے دیا اور جب اس کا وقت آجائے اور پھر مہلت دے تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنے روپیہ سے دوگنا روپیہ روزمرہ خیرات کر دیا۔ (بہشتی زیور)

حرمتِ سود

سود کا گناہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں ایک معمولی سا حصہ یہ ہے کہ اس کا گناہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنی ماں سے جماع کرے۔ (ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ)

مقروض کے ہدیہ سے احتیاط: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ جب کوئی کسی کو قرض دے تو پھر قرض لینے والے سے کوئی ہدیہ قبول نہ کرے۔

(بخاری و مشکوٰۃ)

سود کا وبال: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سوائے سود کھانے والوں کے کوئی باقی نہ رہے گا اور اگر کوئی شخص ہوگا بھی تو اس کو سود کا بخار (اثر) پہنچے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو سود کا غبار پہنچے گا۔

(مسند احمد' ابو داؤد' نسائی' ابن ماجہ' مشکوٰۃ)

سود کا معاملہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کے کھانے والے (یعنی لینے والے) پر اور اس کے کھلانے والے (یعنی دینے والے پر) اس کے لکھنے والے پر' اس کے گواہ پر' اور فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں (یعنی بعض باتوں میں)۔ (بخاری و مسلم)

حرمتِ رشوت

رشوت پر لعنت: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر۔ (ابوداؤد' مسلم)

ابن ماجہ و ترمذی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو ان دونوں کے درمیان میں معاملہ ٹھہرانے والا ہے۔ (مسند احمد' بیہقی)

رشوت پر دوزخ کا عذاب: حدیث شریف میں ہے کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں دوزخ کی آگ میں جھونکے جائیں گے۔ (طبرانی' المعجم الکبیر)

فائدہ: البتہ جہاں بغیر رشوت دیئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے وہاں (اکراہا) دینا جائز ہے مگر لینا وہاں بھی حرام ہے۔ (حیاۃ المسلمین)

باب: ۷

معاشرت

گھر میں داخل ہونے کے آداب

اِستیذان (اجازت چاہنا): عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ حضور ﷺ کیا میں اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت جب میری ماں وہاں ہو تو تب بھی اجازت طلب کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! تو اس شخص نے عرض کیا کہ حضور ﷺ میں تو اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں۔ ایسا نہیں کہ وہ علیحدہ گھر میں رہتی ہوں اور میں علیحدہ رہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر بھی تم اجازت مانگو۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ حضور خدمت کے لیے میرا بار بار گھر میں آنا جانا رہتا ہے اس پر بھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اجازت لے کر اندر جاؤ۔ کیا تم کو یہ پسند ہے کہ تم کسی موقع پر اپنی ماں کو کھلی حالت میں دیکھو؟ سائل نے عرض کیا کہ نہیں، تو آپ نے فرمایا پھر اجازت لو۔ (مشکوٰۃ شریف)

رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اذن چاہنا تین بار ہوتا ہے اس لیے اگر اجازت مل جائے تو اچھا ہے ورنہ لوٹ جاؤ۔ (زاد المعاد)

صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اذن چاہنے سے قبل سلام کرنا چاہیے اور اپنا نام ظاہر کرے یہ نہ کہے کہ میں ہوں۔ (زاد المعاد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کا ضامن ہے۔ زندگی میں اللہ تعالیٰ ان کو کافی ہے۔ مرنے کے بعد جنت ان کا مقام ہے:

۱) جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے۔

۲) جو مسجد کی طرف گیا (تاکہ نماز پڑھے) وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہے۔

۳) جو اللہ کے راستہ میں جہاد کے لیے نکلا وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہے۔ (الادب المفرد)

سوتے ہوئے کو سلام کرنا: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اگر رات کے وقت گھر میں تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ سونے والے کی نیند نہ اچٹے اور

جاگتا ہوا اسے سن لے۔ (الادب المفرد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ طیبہ: اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود کسی سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تو عادتِ طیبہ تھی کہ تین مرتبہ سلام کر کے اجازت داخلہ طلب فرماتے۔ اگر جواب نہ ملتا تو واپس تشریف لے جاتے۔ (زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت محمودہ تھی کہ کبھی دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اجازتِ داخلہ طلب نہ فرماتے بلکہ دروازے کی دائیں بائیں جانب کھڑے ہو کر سلام کرتے اور پھر اندر آنے کی اجازت چاہتے تاکہ اجازت سے قبل مکان کے اندر نظر نہ پہنچے۔ (زاد المعاد)

سلام کے آداب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، وہ آدمی خدا کے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

سلام کی ابتداء کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح سلام کرتے تھے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!
(زاد المعاد)

ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا اور فرمایا اس شخص کو تیس نیکیاں ملیں۔ (نسائی، ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ، سر یا انگلی کے اشارے سے سلام کا جواب نہ دیتے تھے۔ (زاد المعاد)

ابوعبداللہ (یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ بی بی قیلہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرد نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب فرمایا علیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ (الادب المفرد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا اے عائشہ! یہ جبرائیل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ دیکھتے ہیں میں نہیں دیکھ پاتی۔ یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ (بخاری، الادب المفرد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سلام کے جواب کی طرح خط کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔ (الادب المفرد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ مؤمن نہیں بنتے اور تم مؤمن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو میں تمہیں وہ تدبیر کیوں نہ بتا

دوں جس کو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب تم گھر سے باہر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کر کے رخصت ہو۔

(بیہقی۔ مشکوٰۃ)

جب کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور پھر جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے۔ اس لیے کہ پہلی مرتبہ سلام کرنا دوسری مرتبہ سلام کرنے سے بہتر نہیں۔ یعنی دونوں سلام حق اور مسنون ہیں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر مسلمان کو سلام کرو چاہے تمہاری اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تاکید فرمائی کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو پہلے گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے خیر و برکت کی بات ہے۔ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر درخت یا دیوار یا پتھر بیچ میں اوٹ بن جائے اور پھر اس کے سامنے آئے تو اس کو پھر سلام کرے۔ (ریاض الصالحین، زاد المعاد)

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہم مسلمانوں کے سوا دوسری قوموں کے ساتھ تشبیہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے (پھر آپ ﷺ نے دوسری قوموں کے ساتھ تشبیہ کرنے کی تصریح فرمائی کہ) یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو اور نہ نصاریٰ کی۔ کیونکہ یہودی اُنگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے کرتے ہیں۔ (ترمذی)

سلام کے حقوق:

۱) مسلمان، مسلمان کو ملے تو اس کو سلام کرنا چاہیے۔

۲) چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔

۳) سوار بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔

۴) کم تعداد بڑی تعداد کو سلام کرے۔

۵) چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

۶) اشارے سے سلام کرنا جب مخاطب دور ہو۔

۷) زور سے سلام کرنا تاکہ مخاطب سن لے۔ (الادب المفرد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے قبل کہ منجملہ اور علامات کے چند علامات یہ ہیں:

۱) اسلام کا رواج خاص خاص دائروں میں محدود ہونا۔

۲) تجارت کا اتنا عام طور پر رواج پانا کہ بیوی اپنے شوہر کی مدد کرنے لگے۔

۳) اہل اور نااہل سب کا قلم چل پڑے۔

۴) جھوٹی شہادت دینے میں بہادر بن جانا اور سچی شہادت کا اخفا کرنا۔ (الادب المفرد)

مصافحہ' معانقہ و دست بوسی: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص کو میں نے سنا وہ نبی اکرم ﷺ سے دریافت کر رہا تھا کہ آدمی جب اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اُس کے سامنے جھک جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس کے ساتھ معانقہ کرے اور اس کو بوسہ دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے اور اس سے مصافحہ کرے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ (ترمذی)

رزین رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے مگر یہ کہ وہ بھائی یا دوست سفر سے آیا ہو تو (معانقہ کر سکتا ہے)۔ (مشکوۃ) اور بطور تکریم ہاتھ کا بوسہ دے سکتا ہے۔ (ازالۃ غیب والترہیب للمنذری)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی پر یا ہاتھ پر رکھ کر اُس سے اس کا حال پوچھو اور پورا سلام کرنا یہ ہے کہ سلام کے بعد تم مصافحہ بھی کرو۔ (احمد' ترمذی' مشکوۃ)

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جعفر ابن علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان کو گلے لگا لیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (ابوداؤد' بیہقی' مشکوۃ)

حضرت زارع رضی اللہ عنہ' جو عبدالقیس کے وفد میں شامل تھے' کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں

آئے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اُترے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد و مشکوٰۃ)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ غایت درجہ فرحت و لذت کے ساتھ بیان فرمایا کہ میں نے اپنے ان ہاتھوں سے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مصافحہ کیا میں نے کبھی کسی قسم کی حریر یا ریشم حضور ﷺ کے ہاتھوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھی۔ ان کے شاگرد نے جس کے سامنے یہ بیان کیا گیا' اسی شوق سے عرض کیا کہ میں بھی ان ہاتھوں سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں جن ہاتھوں نے حضور اکرم ﷺ سے مصافحہ کیا ہے (اس کے بعد سے یہ سلسلہ ایسا جاری ہوا کہ آج تک جاری ہے اور مصافحہ کی حدیث کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس حدیث میں مسلسل مصافحہ ہوتا آیا ہے)۔ (خصائل نبوی)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ (ابن مالک) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب آپس میں ملاقات کیا کرتے تھے تو مصافحہ کیا کرتے تھے اور جب سفر سے واپس آتے تھے تو آپس میں معانقہ کیا کرتے تھے۔ (طبرانی' الترغیب والترہیب للمنذری)

حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ جب مدینہ آئے تو نبی کریم ﷺ کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا آپ ﷺ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے دروازے پر پہنچے ان سے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ (ترمذی)

<u>ہاتھ چومنا:</u> حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کبھی حضور اقدس ﷺ کو اپنے ہاتھ سے چھوا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو چوم لیا۔ (الادب المفرد)

<u>ہدیہ:</u> حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ((تہادوا تحابوا)) آپس میں ہدایہ اور تحائف کا تبادلہ کرتے رہو کہ باہمی محبت بڑھے۔ (بخاری' الادب المفرد)

حدیث شریف میں ہے کہ ہدیہ ایسے شخص کا قبول کرو جو ہدیہ کا طالب نہ ہو ورنہ باہمی رنج کی نوبت آئے گی۔ لیکن تم اپنی طرف سے کوشش کرو کہ اس کو کچھ بدلہ دیا جائے اور اگر بدلہ دینے کو میسر نہ ہو تو اس کی ثناء و صفت ہی بیان کرو اور لوگوں کے روبرو اس کے احسان کو ظاہر کرو اور ثناء و صفت کے لیے اتنا کہہ دینا کافی ہے: جزاک اللہ خیرا اور جب محسن کا شکریہ ادا نہ کیا تو

خدا تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہ ہوگا اور جس طرح ملی ہوئی نعمت کی ناشکری بری ہے اسی طرح ملی ہوئی چیز پر شیخی بگھارنا کہ ہمارے پاس اتنا اتنا آیا یہ بھی برا ہے۔ (مسند احمد)

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی تمہاری خاطر داری کو خوشبو' تیل' دودھ یا تکیہ پیش کرے کہ خوشبو سونگھ لو یا تیل لگا لو۔ دودھ پی لو یا تکیہ کمر سے لگا لو تو قبول کر لو انکار و عذر مت کرو کیونکہ ان چیزوں میں کوئی لمبا چوڑا احسان نہیں ہوتا جس کا بار تم سے نہیں اُٹھ سکتا ہو اور دوسرے کا دِل خوش ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ باہم تحفہ تحائف دیتے رہا کرو اس سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے۔ محبت بڑھتی ہے اور کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو بکری کے پائے کا کوئی ٹکڑا بھیجنے کو حقیر نہ سمجھے اور یہ خیال نہ کرے کہ تھوڑی چیز ہے کیا بھیجیں جو کچھ ہو بے تکلف دو اور لو۔

چھینک اور جمائی: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھینک لیتے تو الحمد للہ فرماتے ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے اور آواز کو پست فرماتے۔ اگر کوئی ہم جلیس جواب میں یرحمک اللہ کہتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یھدیکم اللہ ویصلح بالکم سے اس کا جواب دیتے۔ (ترمذی)

غیر مذاہب والوں کی چھینک کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یھدیکم اللہ ویصلح بالکم سے دیتے یرحمک اللہ سے ان کو جواب دینا ناپسند فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھینک بہت پست آواز سے لیتے اور اسی کو پسند فرماتے۔ (زاد المعاد)

• رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ چھینکنے کو دوست رکھتا ہے (کیونکہ چھینکنے سے دماغ میں خفت اور قوائے ادراکیہ میں صفائی آجاتی ہے جو باعث و معین ہو جاتی ہے طاعت میں نشاط اور حضورِ قلب کے لیے)۔ (مشکوٰۃ)

اور اللہ تعالیٰ جمائی کو ناپسند کرتا ہے (کیونکہ جمائی امتلاء و ثقل نفس سے پیدا ہوتی ہے اور جو کدورت حواس و غفلت و سستی و بدفہمی کا باعث ہو جاتی ہے اور طاعت میں نشاط نہیں ہونے دیتی پس اللہ تعالیٰ تو ناخوش ہوتا ہے لیکن شیطان خوش ہوتا ہے) بس اسی نتیجہ کے اعتبار سے فرمایا جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو حتی الوسع اس کو دفع کرے پس تحقیق کہ جس وقت تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے یعنی مُنہ کھولتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔ (مشکوٰۃ' الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ تم میں سے جس کسی شخص کو جمائی آئے تو اس کو چاہیے کہ امکان بھر اس کو روکے ورنہ بایاں ہاتھ مُنہ پر رکھ لے۔ (الادب المفرد)

سرنامہ پر بسم اللہ لکھنا: حضرت ابو مسعود جریریؒ کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کسی نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا یہ تو تحریر کا سرنامہ ہے۔

(الادب المفرد)

خط لکھنے کے آداب: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو مراسلہ لکھا اس کا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے معاویہ امیر المؤمنین کی خدمت میں زید بن ثابت کی طرف سے سلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ میں آپ کے سامنے اس معبود کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد (مضمون خط، آخر کے الفاظ یہ ہیں) اور ہم اللہ ہی سے سوال کرتے ہیں ہدایت و حفاظت (از خطا) اور اپنے کاموں میں معاملہ فہمی کا اور سلام ہو آپ پر اے امیر المؤمنین اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت اور اس کی مغفرت (یہ خط) واہب نے جمعرات کے دن کہ رمضان ۴۲ھ کے ۱۲ دن باقی تھے' لکھا۔ فقط۔

(الادب المفرد)

قلم کی عظمت: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا کہ حضور ﷺ نے ایک کاتب سے فرمایا کہ قلم کی تعظیم کرو اور اس کی تعظیم یہ ہے کہ اس کو اپنے کان پر رکھ لیا کرو کیونکہ قلم انجام کار کو خوب یاد دلاتا ہے۔ (ترمذی)

ہر تحریر کی ابتداء میں درود شریف: ابتدائے کتب و رسائل میں بسم اللہ اور حمد کے بعد درود و سلام کا لکھنا ابن حجر مکیؒ نے لکھا ہے کہ یہ رسم اوّل سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جاری ہوئی۔ خود انہوں نے اپنے خطوط میں اسی طرح لکھا (مثلاً بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ (زادالسعید)

امتیازِ قومی اور لباس: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے "اور شیطان نے یوں کہا کہ میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے" (جیسے داڑھی منڈانا بدن گودوانا وغیرہ)۔ (نسائی)

فَائِدَہ: بعض تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے اور حرام ہے جیسی اوپر مثالیں لکھی گئیں اور بعض

تبدیلیاں صورت کا سنوارنا ہے اور یہ واجب ہے جیسے لبیں ترشوانا' ناخن ترشوانا' بغل اور زیر ناف کے بال لینا اور بعض تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈا دینا یا کٹا دینا یا مٹھی سے زیادہ داڑھی کٹا دینا اور اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ رواج سے۔ کیونکہ اوّل تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں دوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف ہے۔ پھر وہ ہر زمانے میں بدلتا بھی رہتا ہے۔ (حیاۃ المسلمین)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں ہے۔ (مسند احمد' ابوداؤد)

فائدہ: یعنی جو کفار و فساق کی وضع بنائے گا وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔ (بخاری)

حضرت سوید بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی جاتی ہے جو شخص زینت کے لباس کو ترک کر دے اس حالت میں کہ وہ اس کے پہننے کی استطاعت وقوت رکھتا ہو اور کسی دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص زیب و زینت کے لباس کو کسر نفسی یا تواضع کے طور پر چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو عظمت و بزرگی کا لباس پہنائے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے نکاح کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھے گا۔ (ابوداؤد' مشکوٰۃ)

متکبرانہ لباس: حضرت سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا' لٹکانا' پاجامہ' تہبند' کرتے اور صافے میں بھی ہوسکتا ہے جو آدمی تکبر کے خیال سے پاجامہ' تہبند' کرتا یا صافہ کا شملہ زیادہ نیچا لٹکائے گا اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔

(ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ)

فائدہ: بلا تکبر کے لٹکانا بھی جائز نہیں ہے۔

لباس کے آداب: پاجامہ یا شلوار پہنیں تو اوّل دائیں پاؤں میں پائنچہ پہنے پھر بائیں پاؤں میں پہنے کرتہ پہنے تو پہلے داہنی آستین دائیں ہاتھ میں پہنے' پھر بائیں ہاتھ میں بائیں آستین پہنے۔ اسی طرح صدری' اچکن' شیروانی وغیرہ دائیں طرف سے پہننا شروع کرے ایسے ہی جوتا

پہلے دائیں قدم میں پھر بائیں قدم میں پہننا چاہیے اور جب اُتارے تو پہلے بائیں طرف کا اُتارے اور پھر دائیں طرف سے اُتارے۔ (ترمذی)

میزبانی و مہمانی کے حقوق: نبی کریم ﷺ کے پاس جب معزز مہمان آتے تو آپ ﷺ خود بنفس نفیس ان کی خاطر داری فرماتے۔ (مدارج النبوۃ)

جب آپ ﷺ مہمان کو اپنے دستر خوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے اور کھایئے اور کھایئے۔ جب مہمان خوب آسودہ ہو جاتا اور انکار کرتا تب آپ ﷺ اصرار سے باز آتے۔

(ترمذی' زاد المعاد)

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا اور ان دونوں کانوں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ ہدایت دے رہے تھے کہ جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے ہمسایہ کی عزت و اکرام کرنا چاہیے اور جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور اس کا جائزہ دے (حق ادا کرے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جائزہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک دن رات اس کی خدمت کرنا۔ ایسے مہمانداری تین دن رات کی ہے۔ اس پر مزید جو ہو وہ مہمان کے لیے صدقہ ہے اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ مُنہ سے اچھی بات ہی نکالے ورنہ چپ رہے۔ (بخاری و مسلم۔ الادب المفرد)

اور مہمان کے لیے یہ حلال (درست) نہیں کہ وہ کسی کے ہاں اتنا ٹھہرے کہ میزبان کو تنگ دِل کر دے۔ (بخاری' الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی اپنے مہمان کا استقبال دروازے سے باہر نکل کر کرے اور رخصت کے وقت گھر کے دروازے تک پہنچائے۔

(ابن ماجہ' بیہقی' مشکوٰۃ' بخاری)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دستر خوان بچھایا جائے تو اس پر سے کوئی شخص نہ اُٹھے یہاں تک کہ دستر خوان اُٹھا لیا جائے اور اپنا ہاتھ نہ اُٹھائے اگر وہ سیر ہو چکا ہو یہاں تک کہ لوگ بھی فارغ ہو جائیں (اور اگر مجبوراً اُٹھنا پڑے تو چاہیے کہ عذر کرے) اس لیے کہ اس کے اس طرح کرنے سے (یعنی ہاتھ اُٹھ جانے سے) اس کا ساتھی

شرمندہ ہو جاتا ہے تو وہ بھی اپنا ہاتھ روک لے گا اور شاید اس کو ابھی کھانے کی خواہش ہو۔

(بخاری ٗ زاد المعاد)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کو صلہ دو ٗ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیا صلہ دیں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا جب آدمی اپنے بھائی کے یہاں جائے اور وہاں کھائے پیئے تو اس کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرے یہ اس کا صلہ ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو کریمۃ السامی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ٗ رات کے آنے والے مہمان کی میزبانی ہر مسلمان پر (جس کے پاس مہمان آئے) واجب ہے۔

دعوتِ طعام: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ولیمہ کی دعوت کرے اس کو قبول کر لینا چاہیے اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ولیمہ کی دعوت کو قبول کرے یا اسی قسم کی کسی اور دعوت کو قبول کرے۔ (بخاری و مسلم مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کھانے پر (خواہ وہ شادی کا ہو یا غیر شادی کا) بلایا جائے اس کو چاہیے کہ دعوت کو قبول کرے اور وہاں جا کر پھر کھائے یا نہ کھائے۔ (مسلم ٗ مشکوٰۃ)

فاسق کی دعوت: عمران رضی اللہ عنہ (بن حصین) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فاسق لوگوں کی دعوت کو قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ)

کھانے میں تکلف: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھانا لایا گیا پھر ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم کو خواہش نہیں ہے (حالانکہ بھوکے تھے لیکن یہ الفاظ تکلفاً کہہ دیئے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔ (ابن ماجہ ٗ مشکوٰۃ)

ساتھ مل کر کھانا: حضرت وحشی بن الحرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کھانا کھاتے ہیں مگر پیٹ نہیں بھرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم مل کر کھاتے ہو یا علیحدہ علیحدہ۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم سب الگ الگ کھاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک دستر خوان پر مل کر کھایا کرو ٗ اور کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے متعلق:

مسلم خواتین کیلئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: کہ کسی مؤمن مرد اور مؤمن عورت کے لیے گنجائش نہیں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) کسی کام کا حکم دیں تو ان کو اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کہنا نہ مانے گا تو وہ صریحاً گمراہ ہو گیا۔

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [النور : ۳۰]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہہ دیجیے ایماندار مردوں سے کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں (یعنی ایسی عورتوں کو کھلے طور نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہوں اور ایسے موقع پر نگاہ کو پست رکھیں) اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح بھی ممکن ہو بچائیں (ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچائیں یعنی نامحرم کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں جیسا کہ دوسری نصوص میں ہے (یہ طریقہ (نظر اور دل کے پاک رہنے کے لیے) عمدہ ہے بے شک اللہ تعالیٰ کو خبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور ایسا ہی ایماندار عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں (نیز ان کی پرشہوت آوازیں نہ سنیں' جیسا کہ دوسری نصوص میں ہے) اور اپنی ستر کی جگہ کو پردے میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیرمحرم پر نہ کھولیں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آ جائے (یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں)

یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے اور (دوسرا طریق بچنے کے لیے یہ ہے کہ) اے مسلمانو! خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرو سب کے سب (اور اس سے دُعا کرو تا کہ ٹھوکر سے بچاوے اور لغزشوں سے نجات دے) اُمید ہے کہ تم فلاح پاؤ اور زنا کے قریب مت جاؤ (یعنی ایسی تقریبوں سے دُور رہو جن سے یہ خیال بھی دِل میں پیدا ہو سکتا ہے اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو) زنا نہایت درجہ کی بے حیائی ہے زنا کی راہ بہت بری ہے (یعنی منزلِ مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری اُخروی منزل کے لیے سخت خطرناک ہے)۔ (القرآن)

عورتوں کے حقوق کا تحفظ: حضرت عمرو بن احوص جیشمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا پہلے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر کچھ باتوں کی نصیحت کی پھر فرمایا لوگو سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔ تمہیں ان کے ساتھ سختی کرنے کا کوئی حق نہیں سوائے اس صورت کے کہ جب ان کی طرف سے کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے۔ اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو خوابگاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور انہیں مارو بھی لیکن ایسی مار ہو کہ کوئی شدید چوٹ نہ آئے پھر اگر وہ تمہارا کہنا ماننے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کی راہیں مت ڈھونڈو۔

دیکھو سنو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تم پر ہیں ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو تم پر ان کا یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ (ترمذی)

عنداللہ مسلم خواتین کا وقار و حیاء: ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اے پیغمبر (ﷺ) آپ ﷺ مسلمان مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو سب کی خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے (بھی) کہہ دیجیے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی آبرو کی حفاظت کیا کریں اور اپنا حسن و جمال نہ دکھایا کریں مگر جو چیز اس میں (غالباً کھلی ہی رہتی ہے جس کے ہر وقت چھپانے میں دشواری ہے) اور اپنی اوڑھنیاں

اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنے حسن و جمال کو (کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں سوائے
کے جو شرعاً محرم ہیں)۔ اور مسلمانوں (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہو گئی تو) تم سب
تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ ورنہ معصیت مانع فلاح کامل ہو جاتی ہے۔ (القرآن)

نابینا غیر محرم سے بھی پردہ: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے
پاس تھیں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کے پاس تھیں کہ اچانک حضرت عبداللہ بن اُم
مکتوم رضی اللہ عنہ (نابینا) آ گئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ سے پردہ
کرو۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں
وہ تو ہمیں دیکھ نہیں سکتے حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، حیاۃ المسلمین)

عورت کے باہر نکلنے کا ضابطہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ ﷺ سے
روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے لیے (گھر سے) باہر نکلنے
میں کوئی حصہ نہیں مگر بحالت اضطراری و مجبوری (اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ) عورتوں کے
لیے راستوں میں (چلنے کا) کوئی حق نہیں سوائے کناروں کے (یعنی بحالت مجبوری بھی نکلیں تو
راستہ کے بیچ میں نہ چلیں تا کہ مردوں سے اختلاط نہ ہو)۔ (طبرانی)

عورتوں کے ساتھ تنہائی: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
ﷺ نے ارشاد فرمایا نامحرم عورتوں کے پاس مت جاؤ۔ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ
ﷺ دیور کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دیور تو موت ہے یعنی اس سے
بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے غیر عورتوں کے ساتھ تنہائی میں رہنے سے بچو۔ قسم ہے
اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب بھی کوئی مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی
میں ہوتا ہے تو انکے درمیان تیسرا شیطان آ داخل ہوتا ہے (اور اپنے جال پھیلانے لگتا ہے)۔

ستر عورت: عورت کا سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ غیر محرم کے سامنے
بدن کھولنا درست نہیں (سر کے بال کھلے رکھنے پر فرشتوں کی لعنت آتی ہے) غیر محرم کے سامنے
ایک بال بھی نہ کھولنا چاہیے۔

عورت کی آواز: جس طرح عورت کو احتیاط ضروری ہے کہ غیر مرد کے کان میں اس کی آواز نہ پڑے اسی طرح مرد کو احتیاط واجب ہے کہ خوش آوازی سے غیر عورتوں کے روبرو اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب کرے کیونکہ عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں ان کی خرابی کا اندیشہ ہے۔
(متفق علیہ)

نامحرم عورت کو دیکھنا: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمان کسی عورت کے محاسن یعنی حسن و جمال کو دیکھ کر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک ایسی عبادت نکال دیتا ہے جس کی حلاوت وہ اپنے دِل میں پاتا ہے۔ طبرانی نے نظرِ اوّل کی قید لگائی ہے۔ (احمد و طبرانی)

نامحرم کے گھر میں جانا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت داخل ہو تم ایسی عورتوں کے پاس جن کے شوہر موجود نہیں ہیں کیونکہ شیطان تمہاری رگوں میں خون کے ساتھ چلتا ہے (یعنی غلبہ شہوت میں شیطانی وسوسوں سے بچنا نہایت ہی مشکل ہے)۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

جنت سے محرومی: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ ۱) دیوث۔ ۲) مردانی شکل بنانے والی عورتیں۔ ۳) ہمیشہ شراب پینے والا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: دیوث کون ہے؟ فرمایا جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کی گھر والیوں کے پاس کون آتا ہے کون جاتا ہے۔ (طبرانی)

نامحرم عورتوں سے سلام و مصافحہ: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے سر میں سوئی چبھو دی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں۔ (طبرانی)

(اجنبی) عورتوں کو سلام کرنا اسی طرح (اجنبی) مردوں کو سلام کرنا جائز نہیں ہے (اس کو نعیم نے حلیہ میں عطا خراسانی سے مرسلاً روایت کیا ہے) آدمی کا گارے میں اٹے ہوئے اور بودار سڑی ہوئی کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سور سے ٹکرا جانا گوارا ہے اس کے مقابلہ میں کہ اس کے شانے کسی ایسی عورت سے ٹکرا جائیں جو اس کے لیے حلال نہ ہو۔ (طبرانی، ابوداؤد)

عورت کی وضع قطع اور لباس: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کی وضع قطع کا لباس پہنے۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے۔ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مردانی وضع قطع بنانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(ابوداؤد، حیاۃ المسلمین)

عورتوں کو مصنوعی بالوں کا چونڈا باندھنے سے بھی نہایت زبردست وعید سے روکا ہے۔

(مسلم)

حدیث میں ہے کہ عورت کو ایسا باریک دوپٹہ نہ اوڑھنا چاہیے کہ سر کے بال اور جسم نظر آئے۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسا کپڑا پہنیں جس کی آستینیں پوری ہوں آدھی آستین کا کرتہ یا قمیص پہننا سخت گناہ ہے۔ اور ایسا باریک لباس پہننا بھی منع ہے جس سے بدن جھلکتا ہو ایسی عورتیں قیامت میں برہنہ اُٹھائی جائیں گی۔ (مشکوٰۃ، بہشتی زیور)

ممنوعاتِ شرعیہ

حرمتِ شراب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں جس چیز کو الٹا جائے گا جس طرح بھرے برتن کو اُلٹ دیا جاتا ہے وہ شراب ہوگی۔ یعنی اسلام میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے جس حکم کی خلاف ورزی کی جائے گی اور اس کے حکم کو اُلٹ دیا جائے گا وہ شراب کی ممانعت کا حکم ہوگا اور پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیونکر ہوگا؟ حالانکہ شراب کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکام بیان ہو چکے ہیں اور سب پر ظاہر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح ہوگا کہ شراب کا دوسرا نام رکھ لیں گے اور اس کو حلال قرار دیں گے۔ (دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سب ایسی چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لائیں (یعنی عقل میں فتور لائیں یا جو حواس میں فتور لائیں)۔

فائدہ: اس میں افیون بھی آ گئی اور بعض حقے بھی آ گئے جس سے دماغ یا ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائیں۔ (ابوداؤد، حیاۃ المسلمین)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر' اس کے پینے والے پر' اس کے نچوڑنے والے پر' اس کے بیچنے والے پر' اس کے خریدنے والے پر' اس کے پلانے والے پر' اس کے اُٹھانے والے پر اور اس شخص پر جس کے لیے اُٹھا کر لے جائی گئی۔ (ابن ماجہ' مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو چیز زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے نشہ لائے اس کا تھوڑی مقدار میں استعمال کرنا بھی حرام ہے۔

(ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ' مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار شخصوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان کو جنت میں نہ بھیجے گا اور نہ ان کو جنت کی نعمتوں سے کچھ حصہ ملے گا: ۱) شراب کا عادی۔ ۲) سود خوار۔ ۳) یتیم کا مال کھانے والا۔ ۴) ماں باپ کا نافرمان۔ (حاکم)

شراب' سود اور عیاشی: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس اُمت کے بعض افراد رات دن شراب' لہو ولعب میں گزاریں گے تو ایک دن صبح کو یہ لوگ بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دیئے جائیں گے ان میں خسف بھی ہوگا (یعنی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے) ان پر آسمان سے پتھر بھی برسیں گے لوگ کہیں گے آج کی رات فلاں محلہ دھنس گیا۔ ان پر قومِ لوط کی طرح پتھر برسیں گے اور قومِ عاد کی طرح آندھیوں سے تباہ کیے جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ لوگ شراب پئیں گے اور سود کھائیں گے ریشمی لباس استعمال کریں گے' گانے والیاں ان کے پاس جمع ہوں گی اور یہ لوگ قطع رحم کریں گے۔

(مسند احمد' ابن ابی الدنیا)

لغو کھیل شطرنج وغیرہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے' جوا کھیلنے سے منع فرمایا ہے اور نرد اور شطرنج' نقارہ اور بربط سے بھی منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر چیز نشہ والی حرام ہے۔ (ابوداؤد' مشکوٰۃ)

حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ شطرنج وہی شخص کھیلتا ہے جو خطاکار اور گنہگار ہے۔ (بیہقی' مشکوٰۃ)

شطرنج لغو اور باطل کھیل ہے اور اللہ تعالیٰ لغو اور باطل کو پسند نہیں فرماتا۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

تصاویر: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ کے لیے تشریف لے گئے تھے میں نے (آپ ﷺ کے پیچھے) ایک نقشین چادر لے کے دروازہ کے اوپر ڈال دی جب آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے وہ چادر پڑی ہوئی دیکھی تو اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھر اور گارے کو لباس پہنایا کریں۔ (متفق علیہ)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا۔ ان سے تصویروں کے متعلق سوال کیا جا رہا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواباً عرض کیا کہ میں نے حضرت رسالت پناہ ﷺ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا جو شخص دنیا میں تصویریں بنائے گا اسے قیامت کے دن ان میں رُوح ڈالنے کے لیے زور دیا جائے گا مگر وہ ان میں رُوح نہیں ڈال سکے گا۔ (بخاری شریف)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جنہوں نے خدا کے نبی سے قتال کیا ہو یا ان سے خدا کے نبی نے قتال کیا ہو یا وہ لڑکا جس نے اپنے والدین کو قتل کیا ہو۔ اسی طرح وہ مصور اور وہ عالم جن کے علم سے لوگوں نے نفع نہ حاصل کیا ہو یعنی علماء جو اپنے علم سے لوگوں کو نفع نہ پہنچائیں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے کہہ رہے تھے کہ رات حاضر ہوا تھا لیکن گھر کے دروازے پر کسی جاندار کا مجسمہ سا تھا۔ گھر کے ایک طاق کے پردے پر تصویریں تھیں اور گھر میں کتا بھی تھا۔ آپ ﷺ مجسمہ کا سر کٹوا دیں۔ پردے کے تکیے بنوالیں (تاکہ تصویریں چھپ جائیں) اور کتے کو نکلوا دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس گھر میں تصویر یا کتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان تین غرضوں کے علاوہ اگر کسی اور غرض سے کوئی

کتا پالے تو اس کے ثواب میں ہر روز ایک قیراط گھٹتا رہے گا (یعنی صرف مندرجہ ذیل اغراض کے لیے کتا پالا جا سکتا ہے: ۱) مواشی کی حفاظت کے لیے۔ ۲) کھیت کی حفاظت کے لیے۔ ۳) شکار کے لیے۔ (مشکوٰۃ شریف)

راگ راگنی: صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شراب اور گانے بجانے کو حلال سمجھنے لگیں گے۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے ساز اور باجوں کو مٹا دو۔ (ترمذی)

سنن ابن داؤد میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساز سنا تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور فرمایا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے ہی ایک موقع پر تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزامیر کی آواز سنی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی انگشت مبارک اپنے کانوں میں دے لی۔ (ابوداؤد ابن ماجہ مسند احمد)

سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعضے لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پئیں گے اور ان کے سروں پر معازف (باجہ ستار وغیرہ) اور گانے والیوں سے باجہ بجوایا اور گوایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔ جامع ترمذی میں ہے کہ ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اُمت میں خسف (زمین میں دھنسنا) اور مسخ (آدمی سے جانور بنا دینا) واقع ہوگا۔ جب علی الاعلان ہو جائیں گانے والیاں اور معازف (باجہ وستار) وغیرہ۔

مسند ابن ابی الدنیا میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک قوم اس اُمت سے آخر زمانہ میں بندر اور خنزیر بن جائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ لوگ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے قائل نہ ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیوں نہ ہوں گے۔ بلکہ صوم وصلوٰۃ وحج سب کچھ کرتے ہوں گے کسی نے عرض کیا پھر اس سزا کی کیا وجہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے معازف (باجہ وستار وغیرہ) اور گانے والیوں کا مشغلہ اختیار کیا ہوگا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعبیؒ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا

لعنت کرے گانے والیوں پر اور اس پر جس کی خاطر گایا جائے۔ (دُرِ منثور)

(بکھرے ہوئے موتی)

قرآن مجید کی برکت: حضرت انس و جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانو! اپنے گھروں میں اکثر قرآن مجید پڑھتے رہا کرو کیونکہ جس گھر میں قرآن مجید نہیں پڑھا جاتا اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔ (دار قطنی فی السنن)

صحبت نیکاں: مسلمانو! اپنے سے بڑوں کے پاس بیٹھا کرو۔ عالموں سے سوال کیا کرو اور دانش مندوں سے ملا کرو۔ (طبرانی)

ہر انسان اپنے دوست کے مشرب پر ہوتا ہے بس پہلے ہی سے دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ایک شخص کسی نیک آدمی سے اس کے نیک اعمال کے باعث محبت کرتا ہے مگر وہ خود نیک اعمال اتنے نہیں کرتا جیسے اس نیک آدمی کے اعمال ہیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ آدمی قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرتا ہے (یعنی اس نیک کی محبت کا اسے صلہ ملے گا۔) (بخاری)

عہد شکنی کا وبال: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس قوم میں عہد شکنی کی عادت پھیل جاتی ہے اس میں خون ریزی بڑھ جاتی ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اس میں موتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ (ابوداؤد، حاکم، نسائی)

ہم نشین کا اثر: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے برے ہم نشین کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے اور اچھے ہم نشین کے پاس بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے اور نیک بات زبان سے نکالنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات زبان سے نکالنے سے بہتر ہے۔

(حاکم، بیہقی فی شعب الایمان)

کسی کی زمین غصب کرنے کا وبال: حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی اپنی اور دوسرے آدمی کی زمین کی حد بدل ڈالے اس پر قیامت تک خدا کی لعنت ہے۔ (طبرانی)

ہمسایہ کا انتخاب: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! گھر بنانے یا لینے سے پہلے اچھے ہمسایہ کو تلاش کیا کرو اور راستہ چلنے سے پہلے اچھے ساتھی کو ڈھونڈ لیا کرو۔ (طبرانی)

پریشان حال کی مدد: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی پریشان حال انسان کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر مغفرت لکھے گا جن میں سے ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لیے کافی ہے اور بہتر مغفرت قیامت کے دن اس کے لیے درجات بن جائیں گی۔ (بیہقی، حیاۃ المسلمین)

اہل و عیال کا فتنہ: حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بی بی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی کہ یہ لوگ اس شخص کو ناداری سے عار دلائیں گے اور ایسی باتوں کی فرمائش کریں گی جن کو یہ اُٹھا نہ سکے گا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جاوے گا جن سے اس کا دین جاتا رہے گا پھر یہ برباد ہو جائے گا۔ (بیہقی، حیات المسلمین)

مسلمان بھائی سے بحث و دِل لگی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے (خواہ مخواہ) بحث نہ کیا کرو اور نہ اس سے ایسی دِل لگی کرو (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کر سکو۔ (ترمذی، حیاۃ المسلمین)

غیبت پر حمایت: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس کی حمایت پر قدرت رکھتا ہو اور اس کی حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت فرمائے گا اور اگر اس کی حمایت نہ کی حالانکہ وہ اس کی حمایت پر قادر تھا تو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرمائے گا۔

(شرح السنہ، حیاۃ المسلمین)

پاکی و صفائی: حضور ﷺ کا ارشاد ہے مسلمانو! اپنے گھروں کے صحنوں کو صاف رکھا کرو۔ کیونکہ وہ یہودیوں کے مشابہ ہیں جو اپنے گھروں کے صحنوں کو عموماً گندا رکھتے ہیں۔ (طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی بنیاد پاکیزگی اور صفائی پر رکھی ہے اور جنت میں وہی آدمی داخل ہوگا جو پاک اور صاف ہوگا جو پاک و صاف رہنے والا

ہے۔(ابوالصنعاء)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا! مسلمانو اپنے جسموں کو پاک صاف رکھا کرو۔(طبرانی)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے بندو! علاج کرایا کرو کیونکہ خدا تعالیٰ نے بڑھاپے کے سوا ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ برکت کھانے کے بیچ میں نازل کی جاتی ہے اس لیے تم برتن کے کنارے سے کھاؤ' بیچ سے مت کھاؤ' کیونکہ بیچ میں سے کھانا بے برکتی کا موجب ہوگا اور تہذیب کے بھی خلاف ہے۔(ترمذی)

جسمانی آرائش: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں حضور ﷺ ملاقات کی غرض سے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار سے اَٹا ہوا تھا اور بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں ہے جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا؟ اور آپ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز (صابن وغیرہ) نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑے دھولیتا۔(مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کے سر پر بال اور داڑھی کے بال ہوں اس کو چاہیے کہ ان کو اچھی طرح رکھے۔(ابوداؤد' مشکوٰۃ)

مدح میں مبالغہ: آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دوسرے شخص کی مبالغہ آمیز تعریف کرتے ہوئے سنا تو فرمایا ''تم نے اس کو برباد کر دیا''۔ ایک اور موقع پر کسی سے فرمایا ''تم نے تو اپنے ساتھی کی گردن ماردی''۔ اگر تم کو تعریف ہی کرنا ہو تو یوں کہو کہ میں گمان کرتا ہوں''۔ بشرطیکہ اس کے علم میں وہ واقعی ایسا ہو اور قطعیت کے ساتھ غیب پر حکم نہ لگانا چاہیے۔
(صحیح بخاری' سیرت النبی ﷺ)

قناعت: فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خوشخبری ہو جس کو اسلام کی ہدایت ملی اور اس کی روزی ضرورت کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کو قانع بنا دیا ہے۔(زوائد صحیح ابن حبان' سیرت النبی ﷺ)

بہتان: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اپنے غلام (نوکر) پر تہمت لگائے گا حالانکہ وہ بے گناہ ہو یعنی اس نے وہ گناہ نہیں کیا تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس مالک کی پیٹھ پر کوڑے لگائے گا۔ نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس میں جو برائی نہیں اس کی نسبت اس کی طرف بہتان ہے اس سے بچنا چاہیے۔

(سنن ابی داؤد' سیرت النبی ﷺ)

بوڑھے کی تعظیم: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس جوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم و تکریم کی اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے لیے ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو اس کی تعظیم و تکریم کرے گا۔ (ترمذی' مشکوٰۃ)

ظالم و مظلوم کی اعانت: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر بخشائش لکھ دیتا ہے' جن میں سے ایک بخشش وہ ہے جو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کی ضامن ہے اور بہتر بخشائش قیامت کے دن اس کے درجات بلند کرنے کا سبب ہوں گی۔ (بیہقی' مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم کی اعانت تو میں کرتا ہوں ظالم کی مدد کیونکر کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کو ظلم سے روک۔ تیرا اس کو ظلم سے باز رکھنا ہی مدد کرنا ہے۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ)

مصیبت زدہ کا مذاق: حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تو اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر' ورنہ اللہ اس پر رحم فرمائے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔ (ترمذی)

چند نصیحتیں

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سات چیزوں کے کرنے کا ہم کو حکم دیا ہے اور چند چیزوں سے ہم کو منع کیا ہے۔ ہم کو حکم دیا ہے: ۱) مریض کی عیادت کرنے کا۔ ۲) جنازے کے ساتھ جانے کا۔ ۳) چھینکنے والے کے لیے یرحمک اللہ

کہنے کا۔۴) قسم کے پورا کرنے کا۔۵) مظلوم کی مدد کرنے کا۔۶) سلام کو رواج دینے کا اور ۷) دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے کا اور ہم کو منع فرمایا ہے:

۱) سونے کی انگوٹھی رکھنے سے۔۲) چاندی کے برتنوں کے استعمال سے۔۳) سرخ کپڑے پہننے اور زیب پوش بنانے سے۔۴) اور قسی اور تافتہ اور دیبا اور حریر پہننے سے۔ (متفق علیہ)

دوست سے ملاقات: حضرت ابی رزین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا میں تجھ کو اس امر (دین) کی جڑ بتا دوں کہ تو اس کے ذریعہ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی کو حاصل کر سکے۔

۱) تو اہل ذکر کی مجلسوں میں بیٹھا کر (یعنی ان لوگوں کے پاس جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں)۔

۲) اور جب تنہا ہو تو جس قدر ممکن ہو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اپنی زبان کو حرکت میں رکھ۔

۳) محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے محبت کر اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے بغض رکھ۔

اے ابورزین کیا تو جانتا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی زیارت و ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ اس کے پیچھے ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں جو اس کے لیے دعا و استغفار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے پروردگار اس شخص نے محض تیری رضا کے لیے ملاقات کی تو اس کو اپنی رحمت و شفقت سے ملا دے۔ پس اگر تجھ سے یہ ممکن ہو یعنی اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات کے لیے جانا تو ایسا کر (یعنی اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کر)۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے جب کوئی اس میں عیب دیکھتا ہے تو اس کی اصلاح کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔

(بخاری، الادب المفرد)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کسی کے دل میں اپنے بھائی (مسلمان) کے لیے خلوص و محبت کے جذبات ہوں تو اسے چاہیے کہ اپنے دوست کو بھی ان جذبات سے آگاہ کر دے اور اسے جتا دے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ (الادب المفرد، مشکوٰۃ)

سوال کی مذمت: حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ لینا محمد و آلِ محمد ﷺ کے لیے حلال

نہیں ہے۔ (الخطیب)

جو آدمی بغیر ضرورت سوال کرتا ہے وہ گویا آگ کی چنگاریوں میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ (بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی رسّی لے کر جنگل کو چلا جائے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ لائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے پاس جا کر سوال کرے اور وہ دے یا نہ دے۔ (مالک)

حدیث شریف میں ہے کہ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو اور اگر تمہارا کوڑا گر پڑے تو اس کو بھی خود گھوڑے سے اتر کر اُٹھاؤ۔ (مسند احمد)

حدیث میں ہے مسلمانو! سوال بالکل نہ کرو اور اگر ضرورت مجبور کرے تو ایسے لوگوں سے سوال کرو جو نیک دِل ہوں۔ (مسند احمد)

مسلمان کو دیکھ کر مسکرانا صدقہ ہے: حدیث شریف میں ہے کہ اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی)

عذر قبول کرنا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان بھائی سے اپنی غلطی پر عذر کیا اور اس نے اس کو معذور نہ سمجھا اس کے عذر کو قبول نہ کیا اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا ایک ناجائز محصول وصول کرنے والے پر اس کی ظلم وزیادتی کا گناہ ہوتا ہے۔

ایمان کے ساتھ عمل: ایک دفعہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) ایمان کے ساتھ کوئی عمل بتایئے۔ فرمایا ''جو روزی اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس میں سے دوسروں کو دے''۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر وہ خود مفلس ہو؟ فرمایا اپنی زبان سے نیک کام کرے۔ عرض کیا اگر اس کی زبان معذور ہو؟ فرمایا مغلوب کی مدد کرے عرض کیا اگر وہ ضعیف ہو مدد کی قوت نہ رکھتا ہو؟ فرمایا جس کو کوئی کام کرنا نہ آتا ہو اس کا کام کردے''۔ عرض کیا اگر وہ خود بھی ایسا ہی ناکارہ ہو؟ فرمایا ''اپنی ایذا رسانی سے لوگوں کو بچائے رکھے''۔ (مستدرک حاکم' سیرت النبی ﷺ)

احسان کا شکریہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ (مسند احمد' ترمذی' مشکوٰۃ)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ احسان کیا جائے اور وہ اپنے محسن کے حق میں یہ الفاظ کہے: جَزَاکَ اللّٰهُ خَیْرًا (اللہ تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر دے) تو اس نے اپنے محسن کی پوری تعریف کی۔ (مسند احمد' ترمذی' مشکوٰۃ)

سفارش: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جب کوئی حاجت مند سائل سوال کرے تو اس کی سفارش کرو تم کو سفارش کا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی زبان سے جو حکم چاہتا ہے جاری فرماتا ہے۔

(بخاری' مسلم' مشکوٰۃ' حیاۃ المسلمین)

سرگوشی: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں کانا پھوسی نہ کریں۔ (الادب المفرد)

سونے چاندی کے برتن کا استعمال: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے' حریر و دیبا (ریشمی کپڑوں) کو نہ پہنو۔ چاندی اور سونے کے برتنوں میں نہ پیو اور سونے چاندی کی رکابیوں اور پیالوں میں نہ کھاؤ اس لیے کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور تمہارے لیے آخرت ہیں۔ (بخاری و مسلم' مشکوٰۃ)

فحش کلامی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا کی نظر میں بدترین آدمی قیامت کے روز وہ ہوگا جس کی بدزبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔ (بخاری و مسلم)

بے جا مدح: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت تم تعریف کرنے والے کو (بیجا تعریف کرتے ہوئے) دیکھو تو اس کے منہ میں مٹی جھونک دو (یعنی اس پر ناگواری کا اظہار کرو)۔ (مشکوٰۃ)

فاسق کی مدح: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوتا ہے اور اس کی تعریف کی وجہ سے عرش دہل اُٹھتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

صحت اور خوشبو: مسند بزار میں آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے' آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ طیب ہے' طیب کو محبوب رکھتا ہے' پاک ہے اور پاک کو پسند کرتا ہے کریم ہے کرم کو پسند فرماتا ہے' سخی ہے سخاوت کو پسند فرماتا ہے اس لیے اپنے مکان اور صحن کو صاف شفاف رکھو۔ (زاد المعاد)

صحیح روایت میں آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ ہر

سات دن میں کم از کم ایک بار غسل کرے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ بھی لگائے اور خوشبو میں یہ خاصیت ہے کہ ملائکہ اس آدمی سے جو معطر ہوتا ہے محبت کرتے ہیں اور شیاطین اس سے نفرت کرتے ہیں اور شیاطین کے لیے سب سے زیادہ دِل پسند اور مرغوب' مکروہ بدبودار چیز ہے۔ چنانچہ اَرواحِ طیبہ کو رائحہ طیبہ محبوب ہوتی ہے اور اَرواحِ خبیثہ کو رائحہ خبیثہ پسند ہوتی ہے یعنی ہر رُوح اپنی پسند کی طرف مائل ہوتی ہے۔ (زادُ المعاد)

زمین کا تبادلہ: اگر کوئی گھر یا زمین بے میل ہونے کی وجہ سے فروخت کرو تو مصلحت یہ ہے کہ جلدی سے اس کا دوسرا مکان یا زمین خرید کرلو ورنہ روپیہ رہنا مشکل ہے یوں ہی اُڑ جائے گا۔

(حیاۃ المسلمین' ابن ماجہ)

غیرت واحسان: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسروں کے مشوروں کے محتاج نہ بنو بلکہ خود صاحب الرائے اور پختہ ارادہ کرنے والے بنو اور بے بلائے ہوئے کسی کے گھر کھانا کھانے نہ جایا کرو۔ تم کہتے ہو کہ جو ہم سے نیکی کرے گا ہم بھی اس سے نیکی کریں گے اور جو برائی کرے گا ہم بھی اس سے برائی کریں گے لیکن تم کو چاہیے کہ تم اپنے آپ کو اس بات کا عادی بنالو کہ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تم بھی اس کے ساتھ احسان کرو اور جو تم سے بدی کرے تم اس سے بھی بدی نہ کرو بلکہ اس پر احسان کرو۔ (ترمذی' مشکوٰۃ)

عیش وعشرت: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا دیکھو! زیادہ چین اور مزے نہ کرنا اللہ کے نیک بندے چین نہیں کیا کرتے۔

(مسند احمد' بیہقی)

باہم دعوتیں کرنا: حضرت حمزہ بن صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! تم میں اچھے وہ ہیں جو باہم ایک دوسرے کی دعوتیں کرتے رہتے ہیں اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ (ابن سعد)

آدابِ دُعا: دُعا کے عمدہ ترین آداب یہ ہیں کہ حلال روزی کا ہونا' راست گوئی کی عادت اور دُعا میں گڑگڑانا' قبولیت کے لیے جلدی نہ کرنا' شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا' نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھنا' آپ ﷺ کے آل واصحاب پر بھی سلام بھیجنا وغیرہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب دُعا کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں

کو ملا کر ان کی ہتھیلیوں کو چہرے کے مقابل کرتے تھے اور ختم دُعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنا بھی آدابِ دُعا میں ہے جب کہ نماز کی حالت کے علاوہ ہو۔ (مدارج النبوۃ)

آرام طلبی کی عادت اچھی نہیں: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہم کو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تنگی سے گزر کرو اور موٹا چلن رکھو اور ننگے پاؤں چلا کرو۔ (جمع الفوائد' طبرانی' کبیر و اوسط)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر تھے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ کے شریک سوار تھے جب حضور اقدس ﷺ کے چلنے کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپ ﷺ کی طرف سے پیادہ چلیں گے آپ ﷺ فرماتے تو تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں۔ (یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب ہے اس کی مجھ کو بھی حاجت ہے)۔ (شرح السنہ)

کسب حلال: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ فرض عبادات کی بجا آوری کے بعد حلال طریقہ سے رزق حاصل کرنا سب سے اہم فرض ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کسی شخص کی حرام مال کی کمائی میں سے نہ صدقہ قبول کیا جاتا ہے نہ اس کے خرچ میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص حرام مال چھوڑ مرتا ہے وہ مال اس کے جہنم کا زادِ راہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو بھلائی کے ذریعہ مٹاتا ہے کیونکہ خبیث' خبیث کو نہیں مٹا سکتا ہے۔ (بخاری و مسلم و احمد)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا یہ مال خوشنما' خوش مزہ چیز ہے جو شخص اس کو حق کے ساتھ (یعنی شرع کے موافق) حاصل کرے اور حق میں (یعنی جائز موقع میں) خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا عہد یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا اور اپنے کُل مال کو اللہ و رسول اللہ کی نذر کر کے اس سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ مال تھام لینا چاہیے۔ یہ تمہارے لیے بہتر (اور مصلحت) ہے (وہ مصلحت یہی ہے کہ گزر کا سامان اپنے پاس ہونے سے پریشانی نہیں ہوتی) میں نے عرض کیا تو میں اپنا وہ حصہ تھامے لیتا ہوں جو خیبر میں مجھ کو ملا ہے۔ (ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اس کا سامنا کرے۔ (ترمذی)

سادگی: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سادہ زندگی گزارنا ایمان سے ہے۔ (ابوداؤد، حیاۃ المسلمین)

بدعت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی حمد کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے بہتر حدیث (بات) خدا کی کتاب ہے اور بہترین راہ (سنت) محمد ﷺ کی راہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ چیز ہے جس کو (دین میں) نیا نکالا گیا ہو اور ہر بدعت (نئی نکالی ہوئی چیز) گمراہی ہے۔ (مسلم)

بدعت کی ممانعت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہمارے کام (یعنی دین) میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (بخاری، مسلم، حیاۃ المسلمین)

طبِ نبوی ﷺ

دُعاؤں اور دواؤں سے علاج: نبی اکرم ﷺ کا جسموں کا علاج کروانا تین قسم کا تھا۔ ایک طبعی دواؤں سے جنہیں اجزائے جماداتی و حیوانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسرا روحانی اور الٰہی دُعاؤں سے جو کچھ ادعیۂ اذکار اور آیات قرآنیہ ہیں اور تیسرا دونوں کا مرکب ہے جو ان دونوں قسموں سے مرکب ہے یعنی دواؤں سے بھی اور دُعاؤں سے بھی۔

دُعاؤں سے علاج: جیسا کہ قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی شے اعم وانفع اور آ م نانا

نہیں ہوئی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

''اور ہم نے قرآن سے وہ نازل فرمایا جو مسلمانوں کے لیے شفاء و رحمت ہے''۔

اب رہا امراضِ جسمانیہ کے لیے قرآن کریم کا شفا ہونا تو یہ اسی وجہ سے ہے کہ اس کی تلاوت کے ذریعہ برکت و تیمن حاصل کرنا بہت سے امراض و علل میں نافع اور ان کا دافع ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو شفائے قرآن پڑھ کر بھی شفاء نہ ہو اسے حق تعالیٰ کبھی شفاء نہ دے گا۔ حدیث میں ہے کہ فاتحۃ الکتاب (سورۂ فاتحہ) ہر مرض کی دوا ہے۔ زہریلے جانور کے کاٹے کا' افسون اور مجنون و معتوہ کا فاتحۃ الکتاب سے علاج حدیثوں میں ثابت شدہ و مسلمہ ہے۔ امیر المؤمنین سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں ہے جو ابن ماجہ میں مرفوعاً مروی ہے کہ خَیْرُ الدَّوَاءِ والقرانِ (بہترین علاج قرآن ہے)۔

معوذتین وغیرہ سے جو کہ کلامِ الٰہی سے ہیں ان سے طلب شفاء تو یہ بھی از قسم طب روحانی ہے۔ اگر وہ نیکوں' متقیوں اور پرہیز گاروں کی زبان پر پوری ہمت و توجہ کے ساتھ جاری ہوں۔ لیکن چونکہ اس قسم کا وجود شاذ و نادر ہے اسی لیے لوگ طب جسمانی کی طرف دوڑتے ہیں اور اس سے غافل و بے پرواہ رہتے ہیں۔ معوذات سے مراد وہ ہے جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر اپنے اوپر دَم فرمایا کرتے تھے اور بعض قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ بھی مراد لیتے ہیں۔

علماء کرام نے تین شرطوں کے جمع ہونے کے وقت دعاءِ شفاء کے جائز ہونے پر اجماع کیا ہے۔ پہلی شرط یہ کہ وہ دُعا کلام اللہ اور اس کے اسماء و صفات کے ساتھ ہو خواہ عربی زبان میں یا کسی اور زبان میں مگر یہ کہ ان کے معنی جانے جاتے ہوں اور اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ مؤثر حقیقی حق تبارک و تعالیٰ ہی ہیں اور اس دُعا کی تاثیر اس کی مشیت و تقدیر پر موقوف ہے۔

تعویذ کی سند بھی حدیث سے ملتی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان بچوں کو جو عقل رکھتے ان کو سکھاتے اور وہ بچے جو عقل و سمجھ نہیں رکھتے انہیں کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر گردن میں لٹکاتے علماء اسے جائز رکھتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

نظر بد کے لیے جھاڑ پھونک: صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ

نے مجھے حکم دیا یا کسی کو حکم دیا کہ ہم نظر (کے مرض میں) جھاڑ پھونک کروالیا کریں۔ (زاد المعاد)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ابن جعفر کو نظر لگ جاتی ہے کیا میں ان کے لیے جھاڑ پھونک کروالوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں اگر کوئی چیز قضا پر سبقت کر جاتی تو وہ نظر ہو سکتی تھی''۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فرمایا اپنے مریضوں کا علاج صدقہ کے ذریعہ سے کرو۔ (الترغیب والترہیب)

اور جب عائن (نظر لگانے والے) کو اپنی نظر لگ جانے کا اندیشہ ہو تو اسے یہ دُعا پڑھ کر اس شر کو دُور کرنا چاہیے۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلَیْهِ

''یعنی اے اللہ اس پر برکت فرما''۔

جیسے نبی اکرم ﷺ نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے انہیں نظر لگائی' کیا تم نے دعائے برکت نہیں کی؟ یعنی اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلَیْهِ نہیں پڑھا نیز مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ سے بھی نظر دُور ہو جاتی ہے۔ (زاد المعاد)

بدنظری کا نبوی علاج: حضورِ اکرم ﷺ اس کا علاج معوذتین سے فرماتے یعنی ان آیات و کلمات سے جن میں شرور سے استعاذہ جیسے معوذتین' سورۂ فاتحہ' آیت الکرسی وغیرہ۔ علماء کہتے ہیں کہ سب سے اہم و اعظم دُعائے شفاء سورۂ فاتحہ' آیت الکرسی اور معوذتین کا پڑھنا ہے۔

اور نظر بد کے دفعیہ کے لیے یہ کہنا چاہیے مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور اگر دیکھنے والا اس سے خوفزدہ ہے کہ اپنی ہی نظر کا ضرر اسے نہ پہنچے تو وہ یہ کہے اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلَیْهِ یہ نظر بد کو دُور کر دے گا۔

حضورِ اکرم ﷺ تمام امراضِ جسمانی کے لیے رقیہ اور دُعا کرتے تھے مثلاً بخار' تپ ولرزہ' مرگی' صداع' خوف و وحشت' بے خوابی' سموم' ہموم' اَلم' مصائب' غم و اندوہ' شدت و سختی' بدن میں درد' تکلیف' فقر و فاقہ' قرض جلنا' دردِ دندان' حبس بول' اختلاج' نکسیر' وضع حمل کی تکلیف وغیرہ۔ ان سب کی دعائیں اور تعویذ حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں وہاں تلاش کرنا چاہیے۔

(مدارج النبوۃ)

حضور ﷺ کی خاص دُعا نظر اور تمام بلاؤں اور مرضوں اور آفتوں کے لیے یہ تھی:

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیُ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا۔

''اے لوگوں کے رب تکلیف کو دُور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفاء کے سوا کوئی شفاء نہیں ہے ایسی شفا دے جو ذرا (بھی) مرض نہ چھوڑے''۔ (مدارج النبوۃ)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ کا عمل: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جسے غم و افکار گھیر لیں اسے چاہیے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بکثرت پڑھا کرے۔ علماء عظام فرماتے ہیں کہ اس کلمہ کے عمل سے بڑھ کر کوئی مددگار نہیں ہے۔ (مدارج النبوۃ)

آیت الکرسی: حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مصیبت و سختی میں آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی فریادرسی کرے گا۔ (مدارج النبوۃ)

جامع دُعا: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اور یقیناً میں اس کلمہ کو جانتا ہوں کہ نہیں کہتا اسے ہر مصیبت زدہ مگر یہ کہ اس کلمہ کی بدولت حق تعالیٰ سبحانہٗ اس سے اس کو نجات عطا فرما دیتا ہے وہ کلمہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے کہ انہوں نے تاریکیوں میں ندا کی تھی:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

''(اے اللہ) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ کی ذات پاک ہے بے شک میں خطا کار ہوں''۔

اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

دُعائے فقر: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے اور مجھ کو دنیا نے چھوڑ دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، تجھ سے صلوٰۃ ملائکہ (یعنی فرشتوں کی دُعا) اور وہ تسبیح خلائق جس کی بدولت انہیں رزق دیا جاتا ہے کہاں گئی؟ پھر فرمایا طلوع فجر کے وقت اس دُعا کو سو مرتبہ پڑھو:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

تو دنیا تیرے پاس پست و ذلیل ہو کر آئے گی۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور عرصہ تک نہیں آیا پھر وہ آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس دنیا اتنی وافر آئی کہ میں نہیں جانتا کہ

اسے کہاں رکھوں؟

یہ نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان بزرگوں نے پڑھی ہے اور اس کے ساتھ ایک تسبیح لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کی بھی پڑھیں' جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تمام گناہوں کی مغفرت کا موجب ہوگا اور یہ وسعت رزق کا سبب بھی ہے۔ اس لیے کہ استغفار اس کا باعث ہے اور گناہوں کی وجہ ہی سے رزق میں تنگی اور ہر طرح کے غم اور پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ (مدارج النبوۃ)

دردِ سر کی دُعا: حمیدی بروایت یونس بن یعقوب عبداللہ سے دردِ سر کی دُعا نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دردِ سر میں اپنے اس ارشاد سے تعویذ فرماتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ كُلِّ عِرْقٍ نَّعَارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ

"خدا کے نام کے ساتھ جو بڑا ہے اور میں پناہ چاہتا ہوں اللہ بزرگ کی ہر رگ اچھلنے والی سے اور آگ کی گرمی کے نقصان سے"۔

ہر درد و بلا کی دُعا: حضرت ابان بن عثمان اپنے والد عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جو کوئی تین مرتبہ شام کے وقت:

بِسْمِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جس کے ساتھ نقصان نہیں پہنچا سکتی کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سنتا اور جانتا ہے"۔

پڑھے تو صبح تک کوئی ناگہانی بلا و مصیبت نہ پہنچے گی اور جو شخص اسے صبح کے وقت پڑھے تو شام تک اسے کوئی ناگہانی بلا و مصیبت نہ پہنچے گی۔ (مدارج النبوۃ)

دُعائے طعام: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کھانا سامنے آنے کے بعد پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَآءٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْهِ رَحْمَةً وَّشِفَآءً

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جو سب ناموں سے بہتر ہے زمین اور آسمان میں' نہیں نقصان دیتی ہے اسکے نام کے ساتھ کوئی بیماری اے اللہ کر دے اس میں شفاء اور رحمت"۔

اس کو کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔ (مدارج النبوۃ)

دانت کے درد کی دُعا: بیہقی عبداللہ بن رواحہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دردِ دانت کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے اس رخسار پر جس میں درد تھا رکھ کر سات مرتبہ پڑھا:

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُ مَا يَجِدُ وَفُحْشَهٗ بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ الْمِسْكِيْنِ الْمُبَارَكِ عِنْدَكَ

''اے اللہ جو تکلیف یہ شخص محسوس کر رہا ہے اس کو اور اس کی سختی کو دُور فرما دیجیے اپنے نبی مسکین کی دُعا سے جو آپ کے نزدیک بابرکت ہے''۔

دست مبارک اُٹھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کے درد کو دفع فرما دیا۔ (مدارج النبوۃ)

دواؤں سے علاج: حضور ﷺ طبّی دواؤں کے ذریعہ بھی اکثر مرضوں میں علاج کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی طب وحی کے ذریعہ سے حاصل ہوتی تھی اگرچہ بعض مواقع میں قیاس واجتہاد اور تجربہ بھی ہوگا' یہ کوئی بعید نہیں لیکن ادویائے روحانیہ پر انحصار کرنا اس بنا پر تھا کہ وہ اتم واعلیٰ اور اخص واکمل ہیں۔

امراض وعلاج: حضورِ اقدس ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ آپ ﷺ اپنا اور اپنے اہل وعیال اور صحابہ کرامؓ کا معالجہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی زیادہ تر ادویات مفردات پر مشتمل تھیں۔

پیٹ میں کھانے کا اندازہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ برتن کبھی پر نہیں کیا۔ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جن سے اس کی کمر سیدھی رہے۔ اگر ضروری (زیادہ) کھانا ہو تو تہائی حصہ کھانا کھانا چاہیے اور تہائی حصہ پانی کے لیے وقف ہے اور تیسرا حصہ سانس کیلئے۔ (مسند' زاد المعاد)

مریض کی غذا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو کیونکہ اللہ عزوجل انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (جامع ترمذی' ابن ماجہ' زاد المعاد)

حرام چیز میں شفاء نہیں ہے: اور سنن میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دوا میں شراب ڈالنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ مرض ہے علاج نہیں۔ (یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے)۔ (زاد المعاد)

نیز نبی کریم ﷺ سے منقول ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے شراب سے علاج کیا اسے

اللہ شفاء نہ دے گا۔ (زاد المعاد)

مرض میں دودھ کا استعمال: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دودھ کا ثرید (دودھ میں روٹی بھیگی ہوئی یا اور کوئی غذا) مریض کے قلب کو قوت دیتا ہے اور غم دُور کرتا ہے۔

جب کبھی آپ سے عرض کیا جاتا کہ فلاں کو درد ہے اور وہ کھانا نہیں کھاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تلبینہ (دودھ آمیز غذا) بنا کر اسے پلانا چاہیے اور فرماتے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ تمہارے پیٹ کو اس طرح دھو دیتا ہے کہ جیسے تم اپنے چہرے کو میل سے صاف کر دو۔ (زاد المعاد)

شہد کی تاثیر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لے پھر وہ کسی بڑی مصیبت و بلا میں مبتلا نہیں ہوتا۔

(ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ)

قرآن و شہد میں شفاء: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو شفاء دینے والی چیزوں کو اپنے اوپر لازم کر لو (یعنی ان کا استعمال ضرور کیا کرو) ایک تو شہد دوسرے قرآن (یعنی آیاتِ قرآن)۔ (ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ)

مرض لگنا اور فال بد: حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ہامہ، بیماری لگنا اور شگونِ بد کوئی چیز نہیں ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

کلونجی کی تاثیر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ کلونجی سے ہر بیماری سے شفاء ہے مگر موت سے نہیں۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

منتروں کا استعمال: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک منتروں میں شرک نہ ہو کوئی حرج نہیں۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

روغن زیتون: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب کی بیماری میں روغن زیتون اور ورس (ایک بوٹی) کی تعریف کی ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

دوا میں حرام چیز کی ممانعت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم دوا سے بیماری کا علاج کرو لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

ضعف قلب کا علاج: سنن ابی داؤد میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہیں حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی ہے فرمایا کہ میں بیمار ہو گیا تھا جناب رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دِل میں محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے دِل کا مرض ہے مدینہ کی سات عجوہ کھجوریں ان کی گٹھلیاں نکال کر استعمال کرو۔ (اس مرض میں کھجور ایک عجیب خاصیت رکھتی ہے خصوصاً مدینہ طیبہ کی عجوہ کھجور یہ وحی سے متعلق ہے) (زادُ المعاد)

صحیحین میں حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہیں اپنے والد سے روایت پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو ان میں سے سات کھجوریں کھالے اسے اس روز کوئی زہر یا جادو نقصان نہ دے گا۔ (زادُ المعاد)

مرگی: نبی کریم ﷺ اکثر اوقات آفت زدہ کے کان میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے:
﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ اور آیت الکرسی سے بھی اس کا علاج کیا جاتا تھا اور آفت زدہ کو بھی اس کا ورد رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور معوذتین پڑھنے کو بھی فرمایا کرتے تھے۔ (زادُ المعاد)

مکھی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے کر نکال دو کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء۔ (صحیحین، زادالمعاد)

باب ۵:

اخلاقیات

اَخلاقِ حمیدہ

حسن اخلاق: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ صاحب ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ اختیار کر لیتا ہے جو رات بھر نفل پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ''تم سب میں مجھ کو زیادہ محبوب اور آخرت میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں مجھ کو زیادہ برا لگنے والا اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ دور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق برے ہوں۔'' (بہشتی زیور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں۔

(ابوداؤد، دارمی، معارف الحدیث)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دُعا میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کرتے تھے ''اے میرے اللہ! تو نے اپنے کرم سے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔ (رواہ احمد۔ معارف الحدیث)

روایت ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے اس میں سب سے بہتر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اچھے اخلاق۔

(بیہقی، معارف الحدیث)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو آخری وصیت مجھے کی تھی جب کہ میں نے اپنا پاؤں اپنی سواری کی رکاب میں رکھ لیا تھا۔ وہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے لیے اپنا اخلاق کو بہتر بناؤ۔ یعنی بندگانِ خدا کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

(موطا امام مالک، معارف الحدیث)

عرشِ الٰہی کے مستحق: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس روز سایہ عرشِ الٰہی کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ سات شخص ہوں گے کہ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں رکھے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات قسم کے آدمی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا۔ قیامت کے اس دن میں جس دن کہ اس کے سایہ رحمت کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ ۱) عدل وانصاف سے حکمرانی کرنے والا فرمانروا۔ ۲) وہ جوان جس کی نشوونما اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوئی (یعنی جو بچپن سے عبادت گزار تھا اور جوانی میں بھی عبادت گزار رہا اور جوانی کی مستیوں نے اسے غافل نہیں کیا۔) ۳) وہ مرد جس کا حال یہ ہے کہ مسجد سے باہر جانے کے بعد بھی اس کا دِل مسجد ہی سے اٹکا رہتا ہے کہ جب تک پھر مسجد میں نہ آ جائے۔ ۴) وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے باہم محبت کی اسی پر جڑے رہے اور اسی پر الگ ہوئے (یعنی ان کی محبت صرف منہ دیکھے کی محبت نہیں جیسی کہ اہل دنیا کی محبتیں ہوتی ہیں بلکہ ان کا حال یہ ہے کہ جب یکجا اور ساتھ ہیں جب بھی محبت ہے اور جب ایک دوسرے سے الگ اور غائب ہوتے ہیں جب بھی ان کے دِل للّٰہی محبت سے لبریز ہوتے ہیں۔) ۵) خدا تعالیٰ کا وہ بندہ جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا ہو تنہائی میں تو اس کے آنسو بہہ پڑے۔ ۶) وہ مرد خدا جسے حرام کی دعوت دی کسی ایسی عورت نے جو خوبصورت بھی ہے اور صاحب وجاہت وعزت بھی، تو اس بندے نے کہا کہ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ (اس لیے حرام کی طرف قدم نہیں اُٹھا سکتا)۔ ۷) اور وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کیا اور اس قدر چھپا کر دیا کہ گویا اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں کہ اس کا داہنا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا خرچ کر رہا ہے اور کِس کو دے رہا ہے؟ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث)

نیک کام کا اجراء: حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ کا اِرشاد ہے جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ نکالتا ہے اس کو اس کا ثواب اور اس کے بعد جو اس طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کا ثواب بھی کم نہیں کیا جاتا اور جو شخص اسلام میں کسی برے طریقہ کی بنیاد ڈالتا ہے اس کی گردن پر اس کا گناہ اور ان تمام لوگوں کا گناہ ہوتا ہے جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کریں گے اور عمل کرنے والوں کے ذمہ جو گناہ ہیں ان میں بھی کچھ کمی نہیں آتی۔ (ابن ماجہ)

احسان: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا تم دوسروں کی دیکھا دیکھی کام کرنے والے مت بنو اور نہ یہ کہنے والے بنو کہ اگر اور لوگ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر دوسرے لوگ ظلم کا رویہ اختیار کریں گے تو ہم بھی ویسا ہی کریں گے بلکہ اپنے دِلوں کو اس پر پکا کرو کہ اگر اور لوگ احسان کریں تب بھی تم احسان کرو گے اور اگر اور لوگ برا سلوک کریں تب بھی تم ظلم اور برائی کا رویہ اختیار نہ کرو گے (بلکہ احسان ہی کرو گے)۔

(رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا جو بندہ بے شوہر والی اور بے سہارا کسی عورت اور کسی مسکین اور حاجت مند آدمی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتا ہو وہ اجر و ثواب میں اس مجاہد بندہ کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں دوڑ دھوپ کرتا ہو۔ راوی کہتے ہیں ''اور میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اور اس شب بیدار کی طرح ہے جو رات بھر نماز پڑھتا ہو اور تھکتا نہ ہو اور اس دائمی روزہ دار کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو کبھی بغیر روزہ کے رہتا ہی نہ ہو۔'' (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

توکل اور رضا بالقضاء: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ میری اُمت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ بندگانِ خدا ہوں گے جو منتر نہیں کراتے اور شگونِ بد نہیں لیتے اور نہ فالِ بد کے قائل ہیں اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی اور خوش نصیبی میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے جو فیصلہ ہو وہ اس پر راضی رہے اور آدمی کی بدبختی اور بدنصیبی میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے خیر اور بھلائی کا طالب نہ ہو اور اس کی بدنصیبی اور بدبختی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے ناخوش ہو۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، معارف الحدیث)

کام میں متانت اور وقار: حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھی سیرت اور اطمینان و وقار سے اپنے کام انجام دینے کی عادت اور میانہ روی ایک حصہ ہے نبوت کے چوبیس حصوں میں سے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

صدق مقالی اور انصاف: حضور ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں کہ میری اُمت اسی وقت تک سرسبز رہے گی جب کہ یہ تین خصلتیں اس میں باقی رہیں گی۔ ایک تو یہ کہ جب وہ بات کریں تو سچ بولیں، دوسرے یہ کہ جب وہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کریں تو انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ تیسرے یہ کہ جب ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو وہ کمزوروں پر رحم کریں۔

(متفق علیہ۔ ابویعلیٰ)

جذبات پر قابو: حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس آدمی میں یہ تین باتیں نہ ہوں اس کا کوئی عمل کام نہ آئے گا۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے جذباتِ نفسانی کی باگ ڈھیلی نہ ہونے دے۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی نادان آدمی اس پر حملہ کرے تو وہ تحمل سے خاموش ہو جائے۔ تیسرے یہ کہ لوگوں کے درمیان حسن اخلاق کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ (طبرانی)

جنت کی ذمہ داری: حضورِ اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ مسلمانو! اگر تم چھ باتوں کا ذمہ کرلو تو میں تمہارے لیے جنت کا ذمہ کرتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ جب تم بولو تو سچ بولو۔ دوسرے یہ کہ جب تم وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو۔ تیسرے یہ کہ جب تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت نہ کرو۔ چوتھے یہ کہ تم اپنی نظریں نیچی رکھا کرو۔ پانچویں یہ کہ ظلم کرنے سے اپنا ہاتھ روکے رکھو۔ چھٹے یہ کہ اپنے جذباتِ نفسانی کی باگ ڈھیلی نہ ہونے دو۔ (مسند احمد، حاکم)

جنت کی بشارت: ایک دفعہ حضورِ اقدس ﷺ نے جنت کا ذکر فرمایا اور اس کی خوبی اور وسعت بیان کی۔ ایک صحابی جو مجلس میں حاضر تھے بے تابانہ بولے کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ جنت کس کو ملے گی؟ فرمایا جس نے خوش کلامی کی، بھوکوں کو کھانا کھلایا، اکثر روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھی جب دنیا سوتی ہو۔ (ترمذی، سیرت النبی ﷺ)

صدق و امانت اور کذب و خیانت: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سچائی کو لازم پکڑو اور ہمیشہ سچ بولو۔ کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جب ہمیشہ ہی سچ بولتا ہے اور سچائی ہی کو اختیار کرلیتا ہے تو وہ مقامِ صدیقیت تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ کے یہاں صدیقین میں لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہو کیونکہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو بدکاری کے راستے پر ڈال دیتی ہے اور بدکاری اس کو دوزخ تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا

ہے اور جھوٹ کو اختیار کر لیتا ہے تو انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے یہاں کذابین میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم' معارف الحدیث)

اللہ ورسول ﷺ کی حقیقی محبت: عبدالرحمٰن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن وضو کیا تو آپ ﷺ کے صحابہ وضو کا پانی لے کر (اپنے چہروں اور جسموں پر) ملنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کو کیا چیز اس فعل پر آمادہ کرتی ہے اور کون سا جذبہ تم سے یہ کام کراتا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت!'' ان کا یہ جواب سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی یہ خوشی ہو اور وہ چاہے کہ اس کو اللہ اور رسول ﷺ سے حقیقی محبت ہو یا یہ کہ اللہ اور رسول ﷺ اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو ادنیٰ خیانت کے بغیر اس کو ادا کرے اور جس کے پڑوس میں اس کا رہنا ہو اس کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔''

(شعب الایمان للبیہقی' معارف الحدیث)

امانت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کسی سے کوئی بات کہے (یعنی ایسی بات جس کا اخفاء وہ پسند کرتا ہے) اور پھر وہ چلا جائے تو وہ امانت ہے (یعنی سننے والے کے لیے امانت کے مانند ہے' اور اس بات کی حفاظت امانت کی طرح کرنا چاہیے۔ (ترمذی' ابوداؤد' مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی خطبہ شاید ہی ایسا ہو جس میں آپ ﷺ نے یہ نہ فرمایا ہو کہ ''جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا وہ عہد (وعدہ) مضبوط نہیں اس کا دین نہیں''۔ (مشکوٰۃ)

عمر کا لحاظ: ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے چھوٹوں پر رحم نہ کھائے' بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے وہ ہمارے مشرب کا انسان نہیں۔ (ترمذی' ترجمان السنہ)

شرم وحیا: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ہر دین کا ایک اخلاق ممتاز ہوتا ہے ہمارے دین کا ممتاز اخلاق شرم کرنا ہے۔ (مالک' معارف الحدیث)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا

چھین لیتا ہے۔ جب اس میں شرم نہیں رہتی تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ومبغوض بن جاتا ہے۔ جب اس کی حالت اس نوبت کو پہنچ جاتی ہے تو پھر اس سے امانت کی صفت بھی چھین لی جاتی ہے۔ جب اس میں امانت داری نہیں رہتی تو وہ خیانت در خیانت میں مبتلا ہونے لگتا ہے اس کے بعد اس سے صفت رحمت اُٹھالی جاتی ہے پھر تو وہ پھٹکارا مارا مارا پھرنے لگتا ہے۔ جب تم اس کو اس طرح مارا مارا پھرتے دیکھو تو وہ وقت قریب آجاتا ہے کہ اب اس سے رشتہ اسلام ہی چھین لیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو جیسی اس سے حیا کرنی چاہیے۔ مخاطبین نے عرض کیا الحمدللہ! ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ نہیں (یعنی حیاء کا مفہوم اتنا محدود نہیں ہے جتنا کہ تم سمجھ رہے ہو) بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار وخیالات ہیں ان سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو (یعنی برے خیالات سے دماغ کی اور حرام وناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو) اور موت اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہونی ہے اس کو یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنائے گا وہ دنیا کی آرائش وعشرت سے دستبردار ہو جائے گا اور اس چند روزہ زندگی کے عیش کے مقابلہ میں آگے آنے والی زندگی کی کامیابی کو اپنے لیے پسند اور اختیار کرے گا۔ پس جس نے یہ کیا سمجھو کہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

نرم مزاجی: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ سارے خیر سے محروم کیا گیا۔

(معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ کے لیے حرام ہے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے۔ سنو سنو! میں بتاتا ہوں کہ دوزخ کی آگ حرام ہے ہر ایسے شخص پر جو مزاج کا تیز نہ ہو نرم ہو لوگوں سے قریب ہونے والا ہو نرم خو ہو۔ (معارف الحدیث، ابوداؤد، ترمذی)

ایفائے وعدہ اور وعدہ خلافی: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ

ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب کسی آدمی نے اپنے کسی بھائی سے آنے کا وعدہ کیا اور اس کی نیت بھی تھی کہ وہ وعدہ پورا کرے گا لیکن (کسی وجہ سے) وہ وقت مقررہ پر نہیں آیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (سنن ابی داؤد' جامع ترمذی' معارف الحدیث)

تواضع: رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی بھیجی ہے کہ تم تواضع یعنی فروتنی اختیار کرو کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن بر سر منبر ارشاد فرمایا کہ لوگو! فروتنی اور خاکساری اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے جس نے اللہ کے لیے (یعنی اللہ کا حکم سمجھ کر اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے) خاکساری کا رویہ اختیار کیا (اور بندگانِ خدا کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اونچا کرنے کی بجائے نیچا رکھنے کی کوشش کی) تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ اپنے خیال اور اپنی نگاہ میں چھوٹا ہو گا لیکن عام بندگانِ خدا کی نگاہوں میں اونچا ہو گا اور جو کوئی تکبر اور بڑائی کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرا دے گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل و حقیر ہو جائے گا۔ اگرچہ خود اپنے خیال میں بڑا ہو گا لیکن دوسروں کی نظروں میں وہ کتوں اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی)

عفوِ الٰہی سے محرومی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت میں کوئی کلام نہیں کرے گا اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان کی طرف نگاہ بھی نہیں کرے گا اور ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے' ایک بوڑھا زانی دوسرا جھوٹا فرمانروا اور تیسرا نادار و غریب متکبر۔

(صحیح مسلم' معارف الحدیث)

ادائے شکر: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نعمت کے اوّل میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت سے قیامت میں سوال نہیں ہو گا۔

(ابن حبان)

صبر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی چیزیں نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا

ضرور بتلایئے یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا وضو کا کامل کرنا' ناگواری کی حالت میں (کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے) اور بہت سے قدم مسجدوں کی طرف (یعنی دور سے آنا یا بار بار آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔الخ

(مسلم و ترمذی)

فَائِدَہ: ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی بندہ کا بچہ مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لے لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں! پھر فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں آپ کی حمد (وثناء) کی اور اِنا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (احمد و ترمذی' حیاۃ المسلمین)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں' دِل شکر کرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی۔ (بیہقی' حیاۃ المسلمین)

خلاصہ کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو خواہ طبیعت کے موافق' خواہ طبیعت کے مخالف۔ اوّل حالت پر شکر کا حکم ہے۔ دوسری حالت میں صبر کا حکم ہے تو صبر و شکر ہر وقت کرنے کے کام ہوئے: مسلمانو! اس کو نہ بھولنا۔ پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت و راحت میں رہو گے۔ (حیاۃ المسلمین)

نبی اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا خدا اس کو صبر بخشے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔ (بخاری و مسلم)

<u>صبر و شکر</u>: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال و دولت اور جسمانی بناوٹ یعنی شکل و صورت میں اس سے بڑھا ہوا ہے (اور اس کی وجہ سے اس کے دِل میں حرص و طمع اور شکایت پیدا ہو) تو اس کو چاہیے کہ کسی ایسے بندہ کو دیکھے جو ان چیزوں میں اس سے بھی کمتر ہو (تاکہ بجائے حرص و طمع کے اور شکایت

کے صبر و شکر پیدا ہو)۔ (بخاری و مسلم' معارف الحدیث)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندۂ مؤمن کا معاملہ بھی عجیب ہے اور اس کے ہر معاملہ اور ہر حال میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اس کو خوشی' راحت اور آرام پہنچے تو وہ اپنے ربّ کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے خیر ہی خیر ہے اور اگر اسے کوئی دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ اس کو بھی اپنے حکیم و کریم ربّ کا فیصلہ سمجھتے (اور اس کی مشیت پر یقین کرتے ہوئے) اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لیے سراسر خیر اور موجب برکت ہوتا ہے۔ (معارف الحدیث' مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ کسی جانی یا مالی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے اس کا اظہار نہ کرے اور نہ لوگوں سے شکوہ و شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے کہ وہ اس کو بخش دیں۔ (معجم اوسط طبرانی' معارف الحدیث)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آنحضرت ﷺ کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے بچے کے آخری دَم ہے اور چل چلاؤ کا وقت ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ اس وقت تشریف لے آئیں۔ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں کہلا کے بھیجا اور پیام دیا کہ بیٹی! اللہ تعالیٰ کسی سے جو کچھ لے وہ بھی اسی کا ہے اور کسی کو جو کچھ دے وہ بھی اسی کا ہے۔ الغرض ہر چیز ہر حال میں اسی کی ہے (اگر کسی کو دیتا ہے تو اپنی چیز دیتا ہے اور کسی سے لیتا ہے تو اپنی چیز لیتا ہے) اور ہر چیز کے لیے اس کی طرف سے ایک مدت اور وقت مقرر ہے (اور اس وقت کے آجانے پر وہ اس دنیا سے اُٹھالی جاتی ہے) پس چاہیے کہ تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس صدمہ کے اجر و ثواب کی طالب بنو۔ صاحبزادی صاحبہ نے پھر آپ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا اور قسم دی کہ اس وقت حضور ﷺ ضرور ہی تشریف لے آئیں۔ پس آپ ﷺ اُٹھ کر چل دیئے اور آپ ﷺ کے اصحاب میں سے سعد بن عبادہ' معاذ بن جبل' اُبی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور بعض اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوئے۔ پس وہ بچہ اُٹھا کر آپ ﷺ کی گود میں دیا گیا اور اس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ اس کے اس حال کو دیکھ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ حضرت ﷺ یہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت کے اس جذبے کا اثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے

اپنے بندوں کے دِلوں میں رکھ دیا ہے اور اللہ کی رحمت انہی بندوں پر ہو گی جن کے دِلوں میں رحمت کا یہ جذبہ ہو (اور جن کے دِل سخت اور رحمت کے جذبے سے خالی ہوں گے وہ خدا کی رحمت کے مستحق نہ ہوں گے۔) (بخاری و مسلم' معارف الحدیث)

سخاوت و بخل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو اِرشاد ہے کہ تم دوسروں پر خرچ کرتے رہو میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا۔ حرص و بخل اور ایمان کبھی ایک دِل میں جمع نہیں ہو سکتے (یعنی بخل' کنجوسی اور ایمان کا کوئی جوڑ نہیں)۔ (سنن نسائی)

قناعت و استغناء: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ طلب کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو عطا فرمایا (لیکن ان کی مانگ ختم نہیں ہوئی) اور انہوں نے پھر طلب کیا۔ آپ ﷺ نے پھر ان کو عطا فرما دیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ آپ ﷺ کے پاس تھا وہ سب ختم ہو گیا اور کچھ نہ رہا تو آپ ﷺ نے ان انصاریوں سے فرمایا۔ سنو! جو مال و دولت بھی میرے پاس ہو گا اور کہیں سے آئے گا میں اس کو تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا اور اپنے پاس ذخیرہ جمع نہیں کروں گا بلکہ تم کو دیتا رہوں گا۔ لیکن یہ بات خوب سمجھ لو کہ اس طرح مانگ مانگ کر حاصل کرنے سے آسودگی اور خوش عیشی حاصل نہیں ہو گی بلکہ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ جو کوئی خود عفیف بننا چاہتا ہے یعنی دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے اپنے کو بچانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور سوال کی ذلت سے اس کو بچاتا ہے اور جو کوئی بندوں کے سامنے اپنی محتاجی ظاہر کرنے سے بچنا چاہتا ہے (یعنی اپنے کو بندوں کا محتاج اور نیاز مند بنانا نہیں چاہتا) تو اللہ تعالیٰ اس کو بندوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو کوئی کسی کٹھن موقع پر اپنی طبیعت کو مضبوط کر کے صبر کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے (اور صبر کی حقیقت اس کو نصیب ہو جاتی ہے) اور کسی بندہ کو بھی صبر سے زیادہ وسیع کوئی نعمت عطا نہیں ہوئی۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

کفایت شعاری: حضرت انس' ابو امامہ' ابن عباس و علی رضی اللہ عنہم سے (مجموعاً و مرفوعاً) روایت ہے کہ میانہ روی کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اُڑائے بلکہ سوچ سمجھ کر اور

سنبھال کر) ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام واعتدال کے ساتھ ضرورت کے موقعوں پر مال صرف کرے تو (اس طرح خرچ کرنا) بھی آدھی کمائی ہے جو شخص (خرچ کرنے میں اس طرح) بیچ کی چال چلے تو وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا۔

(عن عسکری ودیلمی وغیرہما)

معافی چاہنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے ذمہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا کوئی حق ہو (مثلاً غیبت کی ہو یا مال تلف کیا ہو) پس اس کو چاہیے کہ آج (دنیا میں) ان حق تلفیوں کو اس سے معاف کرالے' قبل اس کے کہ (قیامت میں) اس کے پاس نہ دینار ہوگا نہ درہم' اگر اس کے پاس نیک عمل ہوگا تو بقدر اس ظلم کے اس کا نیک عمل اس سے لے لیا جائے گا' اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس مظلوم بھائی کی برائیاں لے کر اس کے اوپر لادی جائیں گی۔

(مشکوٰۃ)

خطا معاف کرنا: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرتے تھے وہ اپنے پروردگار کے حضور میں آئیں اور اپنا انعام لے جائیں' کیونکہ ہر مسلمان جس کی یہ عادت تھی بہشت میں داخل ہونے کا حق دار ہے۔ (ابو الشیخ فی الثواب عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا' جو آدمی چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں اس کو چاہیے کہ وہ اس آدمی سے درگزر کرے جس نے اس پر ظلم کیا ہو' اور اس کو دے جس نے اس کو نہ دیا ہو اور اس کے ساتھ رشتہ جوڑے جس نے اس سے رشتہ توڑا ہو اور اس کے ساتھ تحمل کرے جس نے اس کو برا کہا ہو۔ (ابن عساکر عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے۔ اس نے پھر وہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر روز ستر دفعہ''۔ (جامع ترمذی' معارف الحدیث)

خاموشی: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو درجہ خاموشی کی وجہ سے انسانوں کو ملتا ہے وہ

ساٹھ برس کی نفل عبادت سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایثار: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر! تین باتیں ہیں سب کی سب حق ہیں:

۱) جس بندہ پر کوئی ظلم کیا جائے اور پھر وہ محض اللہ کے واسطے اس سے چشم پوشی کر لے تو بوجہ اس ظلم کے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔

۲) جو بندہ بقصد صلہ رحمی کے بخشش کا کوئی دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ بوجہ اس خصلت (صلہ رحمی) کے اس کے مال میں زیادتی کر دیتا ہے۔ اور

۳) جو بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے اور اس سے اس کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ مال میں کثرت ہو تو اللہ تعالیٰ اس خصلت (سوال) کی وجہ سے اس کی تنگ دستی میں اضافہ ہی فرماتا رہے گا۔ (مشکوٰۃ)

ترک لایعنی: حضرت علی بن الحسین زین العابدین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''آدمی کے اسلام کے حسن وکمال میں یہ بھی ہے کہ جو بات اس کے لیے ضروری اور مفید نہ ہو اس کو چھوڑ دے''۔ (مشکوٰۃ)

رحمدلی اور بے رحمی: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے محروم رہیں گے جن کے دِلوں میں دوسرے آدمیوں کے لیے رحم نہیں ہے اور جو دوسروں پر ترس نہیں کھاتے۔ (بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

نیکی: حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: اے وابصہ! تو یہ پوچھنے آیا ہے کہ نیکی کیا چیز ہے اور گناہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں (یہ سن کر) آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کیا اور میرے سینے پر مار کر فرمایا اپنے نفس سے پوچھ، اپنے دِل سے پوچھ، تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے اور پھر فرمایا نیکی یہ ہے کہ جس سے نفس کو سکون ہو اور جس سے دِل کو سکون ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں خلش پیدا کرے اگرچہ لوگ اس کے جواز کا فتویٰ دیں۔ (مسند احمد، دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کا اِرشاد ہے، تم کسی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کیا کرو اور کچھ نہ ہو سکے تو اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ

ملاقات ہی کرلیا کرو۔ (مسلم)

صدقاتِ جاریہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: علم کی اشاعت کرنا' نیک اولاد چھوڑ جانا' مسجد یا مسافر خانہ بنانا' قرآن مجید ورثہ میں چھوڑنا' نہر جاری کرنا اور جیتے جی تندرستی کی حالت میں اپنے مال میں سے خیرات کرنا' یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی مسلمان کو ملتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

تدبر و تفکر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا: مسلمانو! اپنے دِلوں کو سوچنے کی عادت ڈالو اور خدا کی نعمتوں پر غور کیا کرو' مگر خدا کی ہستی پر غور نہ کرنا۔ (ابو الشیخ فی العظمت)

اخلاقِ رذیلہ

خود بینی: زواجر میں دیلمی کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: خود بینی ایسی بُری بلا ہے کہ اس سے ستر برس کے بہترین عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ (دیلمی)

بے حیائی کی اشاعت: حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں بے حیائی کی باتیں کرنے والا اور ان کی اشاعت کرنے والا اور پھیلانے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (الادب المفرد)

دوسروں کو حقیر سمجھنا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے (اور جب وہ اس کی مدد و اعانت کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے) اور اس کو بے مدد کے نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے (کیا خبر ہے کہ اس کے دِل میں تقویٰ ہو' جس کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک مقرب و مکرم ہو) پھر آپ ﷺ نے تین بار اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے (ہو سکتا ہے کہ تم کسی کو ظاہری حال سے معمولی آدمی سمجھتے ہو اور اپنے دِل کے تقویٰ کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک محترم ہو اس لیے کبھی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو) آدمی کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کے ساتھ حقارت سے پیش آئے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لیے قابلِ احترام ہے' اس کا خون' اس کا مال اور اس کی آبرو (اس لیے ناحق اس کا خون گرانا اور اس کا مال لینا اور اس کی آبروریزی کرنا' یہ سب حرام ہیں)۔ (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ علاماتِ قیامت میں یہ بات بھی ہے کہ معمولی طبقے کے لوگ بڑے بڑے مکان اور اونچی اونچی حویلیاں بنا کر ان پر فخر کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

رِیاء: محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ ''شرکِ اصغر'' کا ہے۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! شرک اصغر کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ریا (یعنی کوئی نیک کام لوگوں کے دکھلاوے کے لیے کرنا)۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

اخلاص و للّٰہیت (یعنی ہر نیک عمل کا اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت کی طلب میں کرنا) جس طرح ایمان و توحید کا تقاضا اور عمل کی جان ہے اسی طرح ریاء و سمعہ یعنی مخلوق کے دکھاوے اور دنیا میں شہرت اور ناموری کے لیے نیک عمل کرنا ایمان و توحید کے منافی اور ایک قسم کا شرک ہے۔ (معارف الحدیث)

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے، جس نے دکھاوے کے لیے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ و خیرات کیا، اس نے شرک کیا۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا آخری زمانہ میں کچھ ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کریں گے اور وہ لوگوں پر اپنی درویشی و مسکینی ظاہر کرنے اور ان کو متاثر کرنے کے لیے بھیڑوں کی کھال کا لباس پہنیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی مگر ان کے سینہ میں بھیڑیوں کے دِل ہوں گے، (ان کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''کیا یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکہ کھا رہے ہیں یا مجھ سے نڈر ہو کر میرے مقابلے میں جرأت کر رہے ہیں۔ پس مجھے قسم ہے کہ میں ان مکاروں پر انہیں میں سے ایسا فتنہ پیدا کروں گا جو ان میں کے عقلمندوں اور داناؤں کو بھی حیران بنا کر چھوڑے گا''۔ (جامع ترمذی)

زِنا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے اور

زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے) کسی کا ہاتھ وغیرہ پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اُٹھا کر جانا ہے اور قلب کا زنا یہ ہے کہ (شہوت سے) وہ خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے۔ (مسلم، حیات المسلمین)

غصہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور کھڑا ہو تو چاہیے کہ بیٹھ جائے پس اگر بیٹھنے سے غصہ فرو تر ہو جائے تو فبہا اور اگر پھر بھی غصہ باقی رہے تو چاہیے کہ لیٹ جائے۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، معارف الحدیث)

سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پی جائے غصہ کو درآنحالیکہ اس میں اتنی طاقت اور قوت ہے کہ اپنے غصے کے تقاضے کو وہ نافذ اور پورا کر سکتا ہے (لیکن اس کے باوجود محض اللہ کے لیے اپنے غصہ کو پی جاتا ہے اور جس پر اس کو غصہ ہے اس کو کوئی سزا نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کو بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ حوران جنت میں سے جس حور کو چاہے اپنے لیے انتخاب کر لے۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو لازم ہے کہ وہ خاموش ہو جائے۔ (عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

فرمایا وہ آدمی طاقتور نہیں جو لوگوں کو دباتا اور مغلوب کرتا ہو بلکہ وہ آدمی طاقتور ہے جو اپنے نفس کو دبا سکتا اور مغلوب کر سکتا ہو۔ (عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، معارف الحدیث)

حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ رضائے الٰہی کے لیے غصہ کے گھونٹ کو پی جانے سے بڑھ کر کوئی دوسرا گھونٹ نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب غصہ آئے تو وضو کر لینا چاہیے۔ اگر کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آئے تو بیٹھ جائے۔ اگر بیٹھنے کی حالت میں غصہ آئے تو لیٹ جائے۔ غصہ کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھنے سے غصہ جاتا رہتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

غیبت: حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیبت زنا سے زیادہ سخت اور سنگین ہے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت ﷺ! غیبت زنا سے زیادہ سنگین کیونکر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (بات یہ ہے کہ) آدمی اگر بدبختی

سے زنا کر لیتا ہے تو صرف توبہ کرنے سے اس کی معافی اور مغفرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے‘ مگر غیبت کرنے والے کو جب تک خود وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے اسکی معافی اور بخشش اللہ کی طرف سے نہیں ہوگی۔ (معارف الحدیث‘ شعب الایمان للبیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو زیادہ معلوم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا اپنے بھائی کی کوئی ایسی برائی کا ذکر کرنا جو واقعتاً اس میں موجود ہو‘ اور اگر اس میں وہ برائی اور عیب موجود ہی نہیں ہے (جو تم نے اس کی طرف منسوب کر کے ذکر کیا) تو پھر یہ بہتان ہوا اور یہ غیبت سے بھی زیادہ سخت اور سنگین ہے۔

(معارف الحدیث‘ حیات المسلمین‘ صحیح مسلم)

خیانت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے تمہیں قابل اعتماد سمجھ کر اپنی امانت تمہارے پاس رکھی ہے اس کی امانت واپس کر دو اور جو تم سے خیانت کرے تو تم اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرو‘ بلکہ اپنا حق وصول کرنے کے لیے دوسرے جائز طریقے اختیار کرو۔ (ترمذی)

بدگمانی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے آپ کو بدگمانیوں سے بچاؤ اس لیے کہ بدگمانی کے ساتھ جو بات کی جائے گی وہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہوگی اور دوسرے کے معاملات میں معلومات حاصل کرتے مت پھرو اور نہ ٹوہ میں لگو اور نہ آپس میں تناجش کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے کی کاٹ میں لگو اور اللہ کے بندے بنو‘ آپس میں بھائی بھائی بن کر زندگی گزارو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس بات کا حکم اور ہدایت کی گئی ہے کہ ہم اپنے خادموں سے اپنے مال و متاع کو مقفل رکھیں اور ان کو اگر استعمال کے لیے کچھ دیا جائے تو ناپ کر یا گن کر دیں (اس خیال سے) کہ کہیں ان کی عادت نہ بگڑ جائے یا ہم میں سے کسی کو کوئی بدگمانی نہ ہو۔ (بخاری‘ ادب المفرد)

دورخی: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا میں جو شخص دورخا ہوگا اور منافقوں کی طرح مختلف لوگوں سے مختلف قسم کی باتیں کرے گا‘ قیامت کے دن

اس کے منہ میں آگ کی دوزبانیں ہوں گی۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

چغل خوری: عبد الرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے' دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں اور جو اس کے طالب اور ساعی رہتے ہیں کہ اللہ کے پاک دامن بندوں کو کسی گناہ میں ملوث اور یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں۔ (مسند احمد' شعب الایمان للبیہقی' معارف الحدیث)

جھوٹ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اسکے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ (جامع ترمذی)

اور جامع ترمذی کی دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا اور تین دفعہ ارشاد فرمایا کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ سب سے بڑے گناہ کون کون ہیں؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور معاملات میں جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا۔ راوی کا بیان ہے کہ پہلے آپ ﷺ سہارا لگائے بیٹھے تھے لیکن پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور بار بار آپ ﷺ نے اس ارشاد کو دہرایا۔ یہاں تک کہ ہم نے چاہا کاش اب آپ ﷺ خاموش ہو جاتے یعنی اس وقت آپ ﷺ پر ایک ایسی کیفیت طاری تھی اور آپ ﷺ ایسے جوش سے فرما رہے تھے کہ ہم محسوس کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کے قلب مبارک پر اس وقت بڑا بوجھ ہے۔ اس لیے جی چاہتا تھا کہ اس وقت آپ ﷺ خاموش ہو جائیں اور اپنے دِل پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں۔ (معارف الحدیث)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق ناجائز طور سے مار لیا تو اللہ نے ایسے آدمی کے لیے دوزخ واجب کر دی ہے اور جنت کو اس پر حرام کر دیا ہے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! اگرچہ وہ کوئی معمولی ہی چیز ہو؟ (اگر کسی نے کسی کی بہت معمولی سی چیز قسم کھا کر ناجائز طور سے حاصل کر لی تو کیا اس صورت میں بھی دوزخ اس کے لیے واجب اور جنت اس پر حرام ہو گی) آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہاں! اگرچہ جنگلی درخت پیلو کی ٹہنی ہی ہو۔

(رواہ مسلم' معارف الحدیث)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے ہم کلام ہوگا نہ ان پر عنایت کی نظر کرے گا اور نہ گناہوں اور گندگیوں سے ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یہ لوگ تو نامراد ہوئے اور ٹوٹے میں پڑے۔ حضور ﷺ! یہ تین کون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا تہبند حد سے نیچے لٹکانے والا (جیسا کہ متکبروں اور مغروروں کا طریقہ ہے۔) اور احسان جتانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کے اپنا سودا چلانے والا۔
(صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے لیے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے (بلا تحقیق) بیان کرتا پھرے۔ (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان آدمی کا مال مارلے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں اس کی پیشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضب ناک اور ناراض ہوں گے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

مصلحت آمیزی: اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا (بنت عقبہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جھوٹا اور گنہگار نہیں ہے جو باہم لڑنے والے آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس سلسلہ میں (ایک فریق کی طرف سے دوسرے فریق کو خیر اور بھلائی کی باتیں پہنچائے اور اچھا اثر ڈالنے والی) اچھی باتیں کرے۔ (بخاری و مسلم)

ایمانداروں کو رُسوا کرنا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور آپ ﷺ نے بلند آواز سے پکارا اور فرمایا اے وہ لوگو! جو زبان سے اسلام لائے ہو اور ان کے دِلوں میں ابھی ایمان پوری طرح اُترا نہیں ہے مسلمان بندوں کو ستانے سے اور ان کو عار دلانے سے اور شرمندہ کرنے سے اور ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے باز رہو' کیونکہ اللہ کا قانون ہے کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے چھپے عیبوں کے پیچھے پڑے گا اور اس کو رسوا کرنا چاہے گا تو اللہ اس کے عیوب کے پیچھے پڑے گا اور جس کے عیوب کے پیچھے اللہ تعالیٰ پڑے گا وہ اس کو ضرور رسوا کرے گا (اور وہ رسوا ہو کر رہے گا) اگرچہ اپنے گھر کے اندر ہی

ہو۔ (جامع ترمذی' معارف الحدیث)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا سب سے برا سودا اور سب سے بدترین سودوں میں خبیث سودا یہ ہے کہ کسی مسلمان کی آبرو ریزی کی جائے اور ایک مسلمان کی حرمت کو ضائع کیا جائے۔ (ابن ابی الدنیا' بیہقی)

بخل: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دھوکہ باز' بخیل اور احسان جتانے والا آدمی جنت میں نہ جا سکے گا۔

(جامع ترمذی' معارف الحدیث)

انتقام: اس کے بعد فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تین باتیں جو سب کی سب بالکل حق ہیں:

۱) پہلی بات یہ ہے کہ جس بندہ پر کوئی ظلم وزیادتی کی جائے اور وہ محض اللہ عزوجل کے لیے اس سے درگزر کرے (اور انتقام نہ لے) تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کی بھرپور مدد فرمائیں گے (دنیا اور آخرت میں اس کو عزت دیں گے)۔

۲) اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص صلہ رحمی کے لیے دوسروں کو دینے کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو اور بہت زیادہ دیں گے۔

۳) اور تیسری بات یہ ہے کہ جو آدمی (ضرورت سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ) اپنی دولت بڑھانے کے لیے سوال اور گداگری کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو اور زیادہ کم کر دیں گے۔ (مسند احمد' معارف الحدیث)

بغض و کینہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر ہفتہ میں دو دن' دوشنبہ اور پنج شنبہ کو لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں تو ہر بندۂ مؤمن کی معافی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ سوائے ان دو آدمیوں کے جو ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہوں۔ پس ان کے بارے میں حکم دے دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو' (یعنی ان کی معافی نہ لکھو) جب تک یہ آپس کے اس کینہ اور باہمی دشمنی سے باز نہ آ جائیں اور دِلوں کو صاف نہ کر لیں۔ (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو' کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے' تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا

کرو اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بیجا ہوس کرو نہ آپس میں حسد کرو نہ بغض و کینہ رکھو اور ایک دوسرے سے منہ پھیرو بلکہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری، مسلم، معارف الحدیث)

حسد: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم حسد کے مرض سے بہت بچو حسد آدمی کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت رسولِ مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمانو! تمہارے درمیان بھی وہ بیماری آہستہ آہستہ پھیل گئی ہے جو تم سے پہلے لوگوں میں تھی اور اس سے میری مراد بغض و حسد ہے۔ یہ بیماری مونڈ دینے والی ہے سر کے بالوں کو نہیں بلکہ دین و ایمان کو۔

(مسند احمد، جامع ترمذی، معارف الحدیث)

قساوتِ قلبی کا علاج: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اپنی قساوتِ قلبی (سخت دلی) کی شکایت کی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو"۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

منافقت: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار عادتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ چاروں جمع ہو جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس کا حال یہ ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے اور وہ اسی حال میں رہے گا جب تک کہ اس عادت کو نہ چھوڑ دے۔ وہ چاروں عادتیں یہ ہیں کہ جب اس کو کسی امانت کا امین بنایا جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب باتیں کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب کسی سے جھگڑا کرے اور اختلاف ہو تو بدزبانی کرے۔ (بخاری و مسلم)

ظلم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مظلوم کی بددعا جو ظالم کے حق میں ہو بادلوں کے اوپر اُٹھالی جاتی ہے، آسمانوں کے دروازے اس دُعا کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تیری امداد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ تاخیر ہو۔ (مسند احمد، ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا مظلوم کی بدُعا سے بچو' یہ بدُعا شعلے کی طرح آسمان پر چڑھ جاتی ہے۔ (حاکم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' قسم ہے مجھ کو اپنے عزت و جلال کی' میں جلد یا بدیر ظالم سے بدلہ ضرور لوں گا اور اس سے بھی بدلہ لوں گا جو باوجود قدرت کے مظلوم کی امداد نہیں کرتا۔ (ابوالشیخ)

ظالم کی اعانت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو لوگ اُمراء کی حاشیہ نشینی اختیار کرتے ہیں اور ظالموں کی اعانت کرتے ہیں' ان کا انجام سخت خراب ہوگا' نہ تو مسلمانوں میں ان کا شمار ہوگا اور نہ وہ میرے حوضِ کوثر پر آئیں گے' خواہ وہ کتنا ہی اسلام کا دعویٰ کریں۔ (اہل سنن)

حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو مفلس کیسا ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس مال و متاع نہ ہو' آپؐ نے فرمایا میری اُمت میں بڑا مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز' روزہ' زکوٰۃ سب لے کر آئے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ کسی کو برا بھلا کہا تھا اور کسی کو تہمت لگائی تھی اور کسی کا مال کھا لیا تھا اور کسی کا خون کیا تھا اور کسی کو مارا تھا' بس اس کی کچھ نیکیاں ایک کو مل گئیں اور کچھ دوسرے کو مل گئیں اور اگر انکے حقوق کے بدلے ادا ہونے سے پہلے اسکی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان حق داروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائینگے اور اسکو دوزخ میں پھینک دیا جائیگا۔ (بہشتی زیور)

بدگوئی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے مرتبہ میں کم وہ شخص ہوگا جس کی فحش گوئی اور بدزبانی کے ڈر سے لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا' تمام اعضاء سے زیادہ سخت عذاب زبان کو ہوگا' زبان کہے گی اے رب تو نے جسم کے کسی عضو کو اتنا عذاب نہیں کیا جتنا مجھے کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا'' تجھ سے ایسی بات نکلی تھی جو مشرق و مغرب تک پہنچ جاتی تھی' مجھے اپنی عزت کی قسم! تجھ کو تمام اعضاء سے زیادہ عذاب کروں گا۔ (ابوالنعیم)

عیب چینی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضورِ اقدس ﷺ سے (ایک موقع پر)

کہا کہ صفیہ (رضی اللہ عنہا) کا یہ عیب کہ وہ ایسی اور ایسی ہے کافی ہے (یعنی یہ کہ وہ پستہ قد ہے اور یہ بہت بڑا عیب ہے) آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ تم نے اتنا گندہ لفظ منہ سے نکالا ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھول دیا جائے تو پورے سمندر کو گندا کر دے۔ (مشکوٰۃ' حیات المسلمین)

بدنگاہی: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! کسی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو' دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو' پہلی نگاہ تو تمہاری ہے' مگر دوسری نگاہ تمہاری نظر نہیں بلکہ شیطان کی ہے۔ (ابوداؤد' حیات المسلمین)

لعنت کرنا: رسول اللہؐ نے اِرشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے تو اوّل وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے' آسمان کے دروازے بند کر لیے جاتے ہیں' پھر وہ زمین کی طرف اُترتی ہے وہ بھی بند کر لی جاتی ہے' پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانہ نہیں پاتی تب اُسکے پاس چلی جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی' اگر وہ اس لائق ہوا تو خیر' ورنہ پھر اسی کہنے والے پر پڑتی ہے۔

فائدہ: بعض عورتوں کو بہت عادت ہے کہ سب پر خدا کی مار' خدا کی پھٹکار کیا کرتی ہیں اور کسی کو بے ایمان کہہ دیتی ہیں یہ بڑا گناہ ہے چاہے آدمی کو کہے یا جانور کو (یا کسی اور چیز کو)۔
(بہشتی زیور)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ جس نے اپنی جان کو ہلاک کیا تو قیامت میں اس کو یہی عذاب دیا جائے گا کہ وہ اپنی جان کو ہلاک کرتا رہے گا اور جس طرح سے دنیا میں اپنی جان کو ہلاک کیا ہے اسی طرح دوزخ میں ہلاک کرتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرایا ہوگا وہ پہاڑ پر سے گرایا جاتا رہے گا اور جس نے زہر پیا ہوگا وہ زہر پلایا جاتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو چھری سے قتل کیا ہوگا' وہ چھری سے ذبح ہوتا رہے گا۔ (بخاری ومسلم)

گناہ

معصیت سے اجتناب: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی' لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ایسی ہیں جو مشتبہ ہیں تو جو شخص مشتبہ گناہ سے بچے گا وہ بدرجہ اولیٰ کھلے ہوئے گناہوں سے بچے گا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کے کر ڈالنے میں جرأت دکھائے گا تو کھلے گناہوں میں اس کا پڑ جانا بہت زیادہ

متوقع ہے اور معصیتیں اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ ہیں (جس کے اندر کسی کو جانے کی اجازت نہیں اور اس کے اندر بلا اجازت گھس جانا حرام ہے) جو جانور ممنوعہ علاقہ کے آس پاس چرتا ہے اس کا ممنوعہ علاقہ میں گھس جانا بہت زیادہ متوقع ہے۔ (مشکوٰۃ' حیات المسلمین)

گناہ کا علاج: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے کو گناہ کرنے سے بچاؤ' کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ (مسند احمد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا بتلا دوں' سن لو بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے۔ (ترغیب' بیہقی)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا۔ (بیہقی مرفوعاً شرح السنہ موقوفاً) البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کرائے۔ (حیات المسلمین)

گناہوں کی پاداش: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم دس آدمی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے' آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان کو پاؤ:

۱) جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے' وہ طاعون میں مبتلا ہو گی اور ایسی ایسی بیماریوں میں مبتلا و گرفتار ہو گی جو انکے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں۔

۲) اور جب کوئی قوم اپنے تولنے میں کمی کرے قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہو گی۔

۳) اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جائے گا اس سے باران رحمت اگر بہائم نہ ہوتے تو کبھی اس پر بارش نہ ہوتی اور

۴) نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرما دے گا اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن کو غیر قوم سے پس بہ جبر لے لیں گے وہ ان کے اموال کو۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بادشاہوں کا مالک میں ہوں بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں اُن کے بادشاہوں کے دلوں کو ان پر رحمت اور شفقت کے ساتھ

پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان (بادشاہوں) کے دِلوں غضب اور عقوبت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں' پھر وہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں۔

(ابونعیم)

گناہوں کا وبال: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب زمانہ آرہا ہے کہ کفار کی تمام جماعتیں تمہارے مقابلے میں ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا اور ہم اس وقت (کیا) شمار میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس روز بہت ہو گے لیکن تم کوڑا (ناکارہ) ہو گے' جیسے ہوا کی رو میں کوڑا اُڑ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دِلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے اور تمہارے دِلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ یہ کمزوری کیا چیز ہے (یعنی اس کا سبب کیا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ (ابوداؤد' بیہقی' حیات المسلمین)

گناہِ کبیرہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں' اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ (کی نافرمانی کرکے ان) کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ (ابن عسال) سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی حکم صادر فرمائے ان میں سے یہ بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لے جاؤ کہ وہ اس کو قتل کرے (یا اس پر کوئی ظلم کرے) اور جادو مت کرو الخ۔

(ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

اوران گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں: حقارت سے کسی پر ہنسنا' کسی پر طعن کرنا برے لقب سے پکارنا' بدگمانی کرنا' کسی کا عیب تلاش کرنا' بلاوجہ برا بھلا کہنا' چغلی کھانا' دورویہ ہونا یعنی اس کے منہ پر ایسا اس کے منہ پر ویسا تہمت لگانا دھوکہ دینا عار دلانا کسی کے نقصان پر خوش ہونا تکبر و فخر کرنا ظلم کرنا ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا کسی کے مال کا نقصان کرنا کسی کی آبرو کو صدمہ پہنچانا چھوٹوں پر رحم نہ کرنا بڑوں کی عزت نہ کرنا بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافقت خدمت نہ کرنا کسی دنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا جاندار کی تصویر

بنانا زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا بیٹے کٹے کو بھیک مانگنا داڑھی منڈوانا یا کٹانا کافروں کا یا فاسقوں کا سا لباس پہننا عورتوں کا مردانہ وضع بنانا جیسے مردانہ جوتے پہننا اور بہت سے گناہ ہیں۔ یہ نمونے کے طور پر لکھ دیئے ہیں' سب سے بچنا چاہیے اور جو گناہ ہو چکے ہیں اُن سے توبہ کرتا رہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (حیات المسلمین)

بعض کبائر: ماں باپ کو ایذا دینا شراب پینا کسی کو پیٹھ پیچھے بدی سے یاد کرنا کسی کے حق میں گمان بد کرنا کسی سے وعدہ کر کے وفا نہ کرنا امانت میں خیانت کرنا جمعہ کی نماز ترک کرنا کسی غیر عورت کے پاس تنہا بیٹھنا کافروں کی رسمیں پسند کرنا لوگوں کے دکھاوے کو عبادت کرنا' قدرت ہونے پر نصیحت ترک کرنا کسی کا عیب ڈھونڈنا۔

جس شیخ سے اعتقاد ہو اس کی پیروی کر کے دوسروں کو برا سمجھنا درست نہیں اور پیروی مجتہد اور شیخ کی اسی وقت تک ہے جب تک ان کی بات خدا اور رسول کے خلاف نہ ہو' اگر ان سے کوئی غلطی ہو گئی ہو اس میں پیروی نہیں۔

ایمان جب درست ہوتا کہ اللہ اور رسول ﷺ کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان کو مان لے اللہ اور رسول ﷺ کی کسی بات میں بھی شک کرنا' اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا' ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

قرآن اور حدیث کے کھلے اور واضح مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پیچ کر کے اپنے مطلب کے معنی گھڑنا بد دینی کی بات ہے۔

گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا نا اُمید ہو جانا کفر کا شیوہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے اور بڑے گناہ کو محض اپنی مہربانی سے معاف کر دے اور بالکل اس پر سزا نہ دے۔

عمر بھر میں کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق جزا اور سزا ہوتی ہے اس لیے گناہوں سے بچنے کا پورا اہتمام ضروری ہے۔ بسا اوقات ایک گناہ سوءِ خاتمہ کا سبب بن جاتا ہے۔

اشراک فی العبادہ: تصویر رکھنا' خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کے لیے رکھنا اور اس کی

تعظیم کرنا۔ (حیات المسلمین)

بدعات القبور: عرس کرنا یا عرسوں میں شریک ہونا۔

بدعات الرسوم: کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو کافی سمجھنا۔ کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا۔ سادی وضع کو معیوب جاننا۔ مکان میں جانداروں کی تصویریں لگانا۔ (حیات المسلمین)

علاماتِ قہر الٰہی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مالِ غنیمت اور بیت المال کے مال کو اپنی دولت قرار دیا جائے یعنی بیت المال اور قومی خزانے جو ملک، رعیت اور مستحق لوگوں کے لیے ہوتا ہے اس کو امراء اور صاحبان منصب اپنی جاگیر سمجھ کر اپنی ذات اور اپنے عیش و عشرت کے لیے استعمال کرنے لگیں اور جب امانت کو مالِ غنیمت سمجھ کر ہضم کیا جانے لگے اور جب زکوٰۃ کو تاوان شمار کیا جائے اور جب علم کی تحصیل دین کے لیے نہیں بلکہ محض دنیا طلبی کے لیے ہونے لگے اور جب مرد عورت کی اطاعت شروع کردے (یعنی بجائے اس کے کہ خود قوام (سردار) رہے اپنے آپ کو عورت کی قوامیت (ماتحتی) میں دے دے اور جب بیٹا ماں کی نافرمانی اور اس سے سرکشی کرنے لگے اور جب آدمی اپنے دوست سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو جائے، مگر اپنے باپ سے اتنا ہی دور ہو اور جب مسجدوں میں آوازیں زور سے بلند ہونے لگیں اور جب قوم کی سرداری اور سربراہی قوم کا فاسق انسان کرنے لگے اور جب قوم کا راہنما قوم کا بدترین شخص ہونے لگے اور جب کسی انسان کی عزت محض اس کے شر سے بچنے کیلئے کی جائے اور جب گانے والیاں اور باجے عام ہو جائیں اور جب اعلانیہ شرابوں کا دور چلنے لگے اور جب اس اُمت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں پر طعن و تشنیع اور لعنت کرنے لگیں تو پھر تم انتظار کرو تند و تیز سرخ آندھی کا اور زلزلوں کی تباہ کاریوں کا، زمین کے دھنسنے کا، صورتوں کے مسخ ہونے کا اور پتھروں کے برسنے کا اور اللہ کی طرف سے پے در پے نزولِ عذاب کا، جیسے موتیوں وغیرہ کی ایک لڑی جو ٹوٹ گئی ہو اور پیہم و مسلسل دانے گر رہے ہوں۔ (جامع ترمذی)

باب: ۶

حیاتِ طیبہ کے صبح و شام

نبی الرحمت ﷺ کے معمولاتِ یومیہ:

بعد فجر: حضور ﷺ کا معمول تھا کہ نمازِ فجر پڑھ کر تسبیحات ذکر کے بعد مسجد ہی میں جائے نماز پر آلتی پالتی مار کر چار زانو بیٹھ جاتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پروانہ وار پاس آ کر بیٹھ جاتے۔ یعنی یہی دربارِ نبوت تھا' یہی حلقہ توجہ تھا' یہی درسگاہ ہوتی تھی' یہی محفل احباب بنتی تھی' یہیں آپ ﷺ نزول شدہ وحی سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مطلع فرماتے تھے' یہیں آپ ﷺ فیض باطنی اور برکاتِ روحانی کی بارش ان پر فرماتے تھے' یہیں آپ ﷺ دین کے مسائل' معاشرت کے طریقے' معاملے کے ضابطے' اخلاق کی باریکیاں ان کو تعلیم فرماتے' لوگوں کے آپس کے معاملات اور مقدمات فیصل فرماتے۔

اکثر حضور ﷺ صحابہؓ سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے آپ ﷺ خواب سنتے اور اس کی تعبیر فرماتے' کبھی آپ ﷺ خود ہی فرماتے کہ آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے' پھر خود ہی اس کی تعبیر بیان فرمادیتے' پھر بعد میں آپ ﷺ نے یہ معمول ترک فرمادیا تھا۔ (مدارج النبوۃ)

کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اثنائے گفتگو میں ادب کے ساتھ جاہلیت کے قصے بیان کرتے' قصیدے اور اشعار سناتے یا مزاح کی باتیں کرتے' آپ ﷺ سنتے رہتے اور کبھی ان پر مسکرا بھی دیتے' اس کے بعد آپ ﷺ اشراق کے نوافل پڑھتے' اکثر اسی وقت مال غنیمت یا لوگوں کے وظیفے تقسیم فرماتے۔

جب آفتاب نکل کر دن خوب چڑھ جاتا تو آپ ﷺ صلوۃ الضحیٰ (چاشت) کی نفلیں کبھی چار کبھی آٹھ رکعت پڑھ کر مجلس برخاست فرماتے' اور جن بی بیؓ کی باری اس دن ہوتی ان کے گھر تشریف لے جاتے' وہاں گھر کے دھندوں میں لگے رہتے' اکثر گھر کے مختلف کام خود ہی انجام دیتے' دن میں صرف ایک بار کھانا تناول فرماتے' دوپہر میں آرام فرماتے۔ (سیرت النبیؐ)

بعد ظہر: نمازِ ظہر با جماعت پڑھ کر مدینہ کے بازاروں میں گشت لگاتے' دکانداروں کا معائنہ و احتساب فرماتے' ان کا مال ملاحظہ فرماتے' ان کے مال کی اچھائی برائی جانچتے' ان کے ناپ تول کی نگرانی فرماتے کہ کہیں کم تو نہیں تولتے' بستی اور بازار میں کوئی حاجت مند ہوتا تو اس کی حاجت پوری فرماتے۔

بعد عصر: نمازِ عصر با جماعت پڑھ کر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے ایک ایک کے گھر تشریف لے جاتے' حال پوچھتے اور ذرا ذرا دیر ہر ایک کے یہاں ٹھہرتے' اور یہ کام اتنی پابندی سے کرتے کہ ہر ایک کے یہاں مقررہ وقت پر پہنچتے اور سب کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ وقت کے بہت قدر شناس اور پابند ہیں۔

بعد مغرب: نمازِ مغرب با جماعت پڑھ کر اور نوافل اوّابین سے فارغ ہو کر جن بی بی رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی۔ آپ ﷺ شب گزارنے کے لیے وہیں ٹھہر جاتے' اکثر تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اسی گھر میں آ کر جمع ہو جاتیں' مدینہ کی عورتیں بھی اکثر جمع ہوتیں اس لیے کہ آپ ﷺ اس وقت عورتوں کو دینی مسائل کی تعلیم فرماتے' گویا یہ مدرسہ شبینہ اور مدرسہ نسواں قائم ہوتا۔ جس میں انتہائی ادب اور پردہ کے ساتھ عورتیں علم دین' حسن معاشرت' حسن اخلاق کی باتیں اس معلم عالم ﷺ سے سیکھتیں۔ اللہ کے رسول ﷺ عورتوں کو (جن کی گود بچوں کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے) علم دین سے محروم اور تہذیب اسلامی سے ناآشنا نہیں رکھنا چاہتے تھے (یہیں عورتیں اپنے مقدمات پیش کرتیں۔ آپ ﷺ ان کا فیصلہ فرماتے' وہ اپنی پریشانیاں' شکایتیں' مجبوریاں بیان کرتیں' آپ ﷺ ان کا حل فرماتے۔ اگر کوئی بیعت ہونا چاہتی تو یہیں آپ ﷺ ان کو بیعت فرماتے ان اُمور پر کہ:

"کسی کو اللہ کا شریک نہ بنائیں گی' چوری نہ کریں گی' بدکاری نہ کریں گی' اپنے بچوں کو قتل نہ کریں گی اور کسی پر بہتان نہ لگائیں گی اور نیک کاموں میں رسول ﷺ کے طریقوں کی خلاف ورزی نہ کریں گی"۔

آپ ﷺ ان کو بیعت فرماتے اور ان کے لیے استغفار فرماتے' یہ مدرسہ نمازِ عشاء تک قائم رہتا' پھر آپ ﷺ نمازِ عشاء کو مسجد جاتے' عورتیں اپنے اپنے گھر واپس ہو جاتیں۔

بعد عشاء: نمازِ عشاء با جماعت پڑھ کر آپؐ اس شب کی قیام گاہ پر جا کر سو رہتے۔ عشاء کے

بعد بات چیت کرنا آپؐ پسند نہ فرماتے۔ آپؐ ہمیشہ داہنی کروٹ سوتے اکثر داہنا ہاتھ رخسارِ مبارک کے نیچے رکھ لیتے' چہرۂ انور قبلہ کی طرف کر کے مسواک اپنے سرہانے ضرور رکھ لیتے۔

سوتے وقت سورۂ جمعہ' سورۂ تغابن' سورۂ صف کی تلاوت فرماتے' پھر جب بیدار ہوتے 'مسواک سے دانت مانجتے' وضو کرتے' پھر تہجد کی نفلیں پڑھتے' کبھی نفل نماز کے سجدہ میں دیر تک دُعا مانگتے' پھر آرام فرماتے۔ جب فجر کی اذان ہوتی تو اٹھتے' حجرہ شریف میں دو رکعت سنت پڑھ کر وہاں داہنی کروٹ پر ذرا لیٹ رہتے' پھر مسجد میں تشریف لاتے اور باجماعت نمازِ فجر ادا فرماتے' یہ تھے آپ ﷺ کے معمولاتِ روزانہ۔

(اوّل تو پانچوں نمازیں خود ہی قدرتی طور پر پابندی سکھاتی ہیں' تھوڑی دیر کے بعد اگلی نماز کا وقت آ کر مسلمان کو متنبہ کرتا ہے کہ اتنا وقت گزر گیا اتنا باقی ہے' جو کچھ کام کرنا ہو کر لو' اس پابندیٔ وقت کے علاوہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت یہ تھی کہ اپنے ہر کام کے لیے وقت مقرر فرما لیتے اور اس کو پوری پابندی سے نباہتے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ بہت کام کر لیتے تھے' آپ ﷺ نے کبھی وقت کی کمی اور تنگی کی شکایت نہیں کی۔)

(ماخوذ از سیرت النبی ﷺ' تالیف مولانا سید سلیمان ندویؒ)

دن کی سنتیں: صبح سویرے اٹھتے ہی ان سنتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں:

۱) نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو ملیں تا کہ نیند کا خمار دور ہو جائے۔ (شمائل ترمذی)

۲) جاگنے کے بعد جب آنکھ کھلے تو تین بار الحمد للہ اور تین بار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں۔

۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ پڑھنا سنت ہے۔

(شمائل ترمذی)

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں' جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے''۔

جب بھی سو کر اٹھے تو مسواک کرنا چاہیے۔ (ابوداؤد)

استنجے وغیرہ کے لیے پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈبوئیں بلکہ پہلے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ

دھولیں تب پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں۔(ترمذی)

اس کے بعد رفع حاجت اور استنجے کے لیے جائیں' اس کے بعد اگر غسل کی حاجت ہو تو غسل ورنہ وضو یا بصورتِ بیماری تیمم کر کے نماز پڑھیں' پھر مسجد میں اوّل وقت جا کر نماز باجماعت ادا کریں۔

گھر سے باہر جانے کی دُعا: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے تو کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

''میں اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں' اللہ ہی پر میرا بھروسہ ہے' کسی خیر کے حاصل کرنے یا شر سے بچنے میں کامیابی اللہ ہی کے حکم سے ہو سکتی ہے''۔

تو عالم غیب میں اس آدمی سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں) اللہ کے بندے تیرا یہ عرض کرنا تیرے لیے کافی ہے' تجھے پوری راہنمائی مل گئی اور تیری حفاظت کا فیصلہ ہو گیا اور شیطان مایوس و نامراد ہو کر اس سے دور ہو جاتا ہے۔

(جامع ترمذی' سنن ابی داؤد' معارف الحدیث' حصن حصین)

اور جب سنت فجر پڑھ کر اپنے گھر سے نمازِ فجر کے لیے نکلے تو اثناءِ راہ میں یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا۔

(السنن ابی داؤد' بخاری و مسلم' عن ابن عباس' حصن حصین)

اشراق کی نماز: اگر کوئی عذرِ شرعی نہ ہو تو فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اشراق تک ذکر الٰہی میں مشغول رہیں' اس میں اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ اس مسجد میں جس جگہ فرض پڑھے ہیں وہیں بیٹھے رہیں۔ اوسط درجہ یہ ہے کہ اس مسجد میں کسی جگہ بھی بیٹھ جائیں۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر چلے جائیں لیکن ذکر الٰہی برابر زبان سے ادا کرتے رہیں۔ جب آفتاب نکلنے کے بعد اس میں چمک آ جائے' تقریباً آفتاب نکلنے کے پندرہ منٹ کے بعد دو رکعت نفل پڑھیں تو پورے ایک حج اور پورے عمرہ کا ثواب ملتا ہے' اس کو نمازِ اشراق کہتے ہیں۔

جو شخص اشراق کے وقت دو رکعت نفل پڑھے تو اس کے سب گناہِ صغیرہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔(الترغیب والترہیب)

صبح کی دُعا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح اس آیت کو پڑھتا ہے۔ اس کی دن بھر کی چھوٹی ہوئی نیکیوں کا اس کو ثواب مل جاتا ہے اور جو شام کے وقت پڑھتا ہے اس کو رات بھر کی چھوٹی ہوئی نیکیوں کا ثواب مل جاتا ہے۔

فَسُبۡحَانَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِيًّا وَّحِيۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ يُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ وَيُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ ۔

حصن حصین: ''جس وقت تم لوگوں کو شام ہو اور جس وقت تم کو صبح ہو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو اور آسمان و زمین میں وہی اللہ تعریف کے قابل ہے اور پھر تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دوپہر ہو (اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو) وہی زندے کو مردے سے نکالتا ہے اور وہی مردے کو زندے سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو مرے پیچھے زندہ و شاداب کرتا ہے اور اسی طرح تم (لوگ مرے پیچھے زمین سے) نکالے جاؤ گے''۔

نمازِ اشراق سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ذریعہ معاش میں مشغول ہو جائیں۔ کسب حلال وطیب حاصل کریں' اس کے علاوہ دیگر فرائض واجبات کی ادائیگی اور تمام اُمورِ زندگی میں اتباع سنت کا اہتمام رکھیں' پھر جب آفتاب کافی اُونچا ہو جائے اور اس میں روشنی تیز ہو جائے تو نمازِ چاشت ادا کریں' چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت' اس نماز کی رکعتوں کی تعداد ہے۔

(مسلم)

حدیث شریف میں وارد ہے کہ چاشت کی صرف چار رکعت پڑھنے سے بدن میں جو تین سو ساٹھ جوڑ ہیں' ان سب کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور تمام صغیرہ گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔

(مسلم)

قیلولہ: اگر فرصت میسر ہو تو اتباع سنت کی نیت سے دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر لیٹ جائے اس کو قیلولہ کہتے ہیں' اس مسنون عمل کے لیے سونا ضروری نہیں صرف لیٹ جانا ہی کافی ہے۔ (زاد المعاد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سلف صحابہؓ پہلے جمعہ ادا فرماتے تھے پھر قیلولہ کرتے تھے۔

(بخاری)

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دن نکلتے وقت سونا بے عقلی اور دوپہر کو سونا عادت اور دن چھپتے وقت سونا حماقت ہے۔(بخاری)

مطلب یہ ہے کہ رات کے علاوہ اگر کسی وقت نیند کا غلبہ ہو تو دوپہر کا قیلولہ تو ٹھیک ہے مگر صبح و شام سونا حماقت بے عقلی اور نادانی کی دلیل ہے' یا ان اوقات میں سونا طبیعت میں یہ خصائل وصفات پیدا کر دیتا ہے۔(ادب المفرد)

ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد پھر اپنی مصروفیات زندگی میں مشغول ہو جائیں اور عصر کی نماز کا خاص طور پر خیال رکھیں۔قرآن شریف میں اس کا خصوصی حکم آیا ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾

صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد نمازِ عصر ہے' اس کی حضورؐ نے بہت تاکید فرمائی ہے۔(بہشتی زیور)

عصر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت نماز پڑھنا سنت ہے اور اس کی بڑی فضیلت وارد ہے۔(ترمذی)

فجر کی نماز کی طرح عصر کی نماز پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھے اور ذکر الٰہی کرتا رہے' پھر دعا مانگے۔(بہشتی زیور)

رات کی سنتیں

نمازِ اوّابین: مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعت نماز دو' دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت بھی پڑھ سکتے ہیں' ان نمازوں کا ثواب بارہ سال کی نفلوں کے برابر ملتا ہے۔(الدر المختار' سنن ابوداؤد' مشکوٰۃ' بیہقی)

نمازِ عشاء: پھر وقت پر عشاء کی نماز باجماعت ادا کریں۔عشاء کے فرض سے پہلے چار رکعت سنت ہیں۔(بدائع)

عشاء کی ان دو سنتوں کے بعد بجائے دو رکعت نفل پڑھنے کے چار رکعت نفل پڑھے تو شب قدر کے برابر ثواب ملتا ہے۔(الترغیب)

اور جس کی تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلتی ہو تو یہ چار رکعت بعد عشاء تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کرے' تو یہ تہجد میں شمار ہو جاتی ہیں' اگر پچھلی رات کو آنکھ کھل جائے' تو اس وقت تہجد کی نماز پڑھ لیں' ورنہ یہ چار رکعت ہی کافی ہو جائیں گی۔(بہشتی زیور' الترغیب)

وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہیں۔

فائدہ: بہتر یہ ہے کہ دونوں جگہ یعنی وتر سے پہلے چار رکعت اور وتروں کے بعد دو رکعت نفل میں تہجد کی نیت کر لیا کریں تو ان شاء اللہ تہجد کی فضیلت و ثواب سے محرومی نہ ہوگی۔

نمازِ تہجد: حدیث شریف میں آیا ہے' فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز آخر شب میں تہجد کی نماز ہے۔

تہجد کا افضل وقت: رات کے آخری حصہ میں کم از کم دو رکعت زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے۔ (بخاری' موطا امام مالک)

تہجد کی نماز پڑھنے کی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کی نماز کے بعد ہی چند رکعتیں پڑھ لیں لیکن ثواب میں کمی ہو جائے گی۔ فرض نماز کے علاوہ باقی نمازوں کو اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے' لہٰذا تہجد کی نماز گھر ہی میں پڑھنی افضل ہے' رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ دو دو رکعت کر کے پڑھی جائے' اس لیے تہجد کی بھی دو دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ (حصن حصین' بہشتی گوہر)

گھر میں آمد و رفت کی دعائیں اور سنتیں: جو کوئی شخص اپنے گھر میں آئے تو یہ دعا پڑھ کر گھر والوں کو سلام کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ

بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا (حصن حصین)

"اے اللہ میں تجھ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا نکلنا مانگتا ہوں' ہم اللہ کا نام لے کر داخل ہوئے اور اللہ کا نام لے کر ہی نکلے اور ہم نے اللہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کیا"۔

بیہقی میں ایک روایت ہے کہ جب تم گھر میں آؤ اور جاؤ تو سلام کر کے آؤ جاؤ۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر اس وقت گھر میں کوئی نہ ہو تو اس طرح سلام کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

اور فرشتوں کی نیت کرے۔ (عن حضرت علیؓ' حصن حصین)

گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی ذکر اللہ کرتا رہے اور دعائے ماثورہ پڑھے' گھر میں داخل ہوتے وقت جو بھی موجود ہو خواہ بیوی ہی ہو اس کو سلام کرنا مسنون ہے۔ (ابوداؤد)

جب گھر والوں میں سے کسی کے بے پردہ ہونے کا اندیشہ ہو تو اطلاع دے کر اندر داخل

ہو۔(مشکوٰۃ)

گھر والوں کو کنڈی سے یا پیروں کی آہٹ سے یا کھنکھارنے سے خبردار کر دینا چاہیے۔
(نسائی)

فائدہ: بعض اوقات والدہ، بیٹی یا بہن بھی ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہیں کہ اچانک پہنچ جانے سے ان کو حیا و شرم آتی ہے اس لیے کھنکھار کر گھر میں جائے۔(ادب المفرد)

عشاء کی نماز پڑھنے سے قبل نہ سوئیں' ایسا نہ ہو کہ عشاء کی نماز فوت ہو جائے۔(مشکوٰۃ)

عشاء کی نماز کے بعد (بلا ضرورت) دنیوی باتیں کرنا منع ہے۔(مکروہ تنزیہی ہے)۔
(مشکوٰۃ)

البتہ بیوی' بچوں سے نصیحت کی کہانیاں یا دلچسپی کی باتیں کرنا مسنون ہے۔
(شمائل ترمذی)

اندھیری رات ہو اور روشنی کا انتظام نہ ہو تب بھی مسجد میں جا کر نمازِ عشاء با جماعت ادا کرنا موجب بشارت و ثوابِ عظیم ہے۔(ابن ماجہ)

ہر فرض نماز کو جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنا سنت ہے۔(الترغیب)

جو شخص چالیس رات عشاء کی نماز جماعت سے تکبیر اولیٰ سے ادا کرے تو اس کے لیے دوزخ سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔(ابن ماجہ)

رات کی حفاظت: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ رات گئے قصہ کہانیوں کی محفل میں نہ جایا کرو' کیونکہ تم میں کسی کو بھی خبر نہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کس کس کو کہاں کہاں پھیلایا ہے اس لیے دروازے بند کر لیا کرو' مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو' برتنوں کو اوندھا کر دیا کرو' اور چراغ گل کر دیا کرو۔

(بخاری' ادب المفرد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب تم رات کو کتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلاّنا سنو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو (یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھو) کیونکہ کتے اور گدھے وہ چیز دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے اور رات کو جب لوگ بازاروں میں پھرنا موقوف کریں اور راستے بند ہو جائیں تو تم گھر سے بہت کم نکلا کرو'

اس لیے کہ رات کو خدا اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے پراگندہ کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

شام اور رات کی احتیاط: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شام کا وقت ہو تو اپنے چھوٹے بچوں کو (گلی کوچوں میں پھرنے سے) روکو' کیونکہ شیاطین کا لشکر شام کے وقت (ہر چہار طرف) پھیل جاتا ہے' ہاں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں' اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو اور بند کرتے وقت اللہ کا نام لے لیا کرو (بسم اللہ یا کوئی اور دعا) کیونکہ شیطان اس دروازے کو کھولنے کی قدرت نہیں رکھتا' جو اللہ تعالیٰ کے نام سے بند کیا گیا ہو' اور اپنی مشکوں کے دھانے' جن میں پانی ہو' ان کو باندھ دیا کرو اور باندھتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو اور اپنے پانی کے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور ڈھانکتے وقت اللہ کا نام لیا کرو' اگرچہ برتن پر کوئی چیز عرضاً ہی رکھ دیا کرو (یعنی اگر برتن پورا نہ ڈھک سکو تو دفع کراہت اور رفع مضرت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ برتن کی چوڑائی میں کوئی لکڑی وغیرہ ہی رکھ دو) اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔ (صحیحین)

بستر صاف کرنا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ اپنی لنگی کے اندرونی پلو کھول کر اس سے بستر جھاڑے' معلوم نہیں کیا چیز اس کے بستر پر پڑی ہو' پھر دائیں کروٹ پر لیٹے اور یہ دعا پڑھے:

بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ فَاِنِ احْتَسَبْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِيْنَ اَوْ قَالَ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ۔

"آپ ہی کے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا' پس اگر آپ حساب لیں میری جان کا تو اس پر رحم فرمانا اور اگر پھر آپ اسے بھیجیں تو اس کی حفاظت کرنا جس طرح حفاظت کرتے ہیں آپ اپنے نیک بندوں کی"۔ (مشکوٰۃ' الادب المفرد)

متفرق سنتیں: سونے کے لیے پھر مسواک کر لیں۔ (مشکوٰۃ)

سونے سے قبل دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملا کر ان پر ایک بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مرتبہ پڑھ کر سورۂ اخلاص پڑھیں' پھر پوری بسم اللہ پڑھ کر قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھیں اور دونوں ہاتھوں پر پھونک کر سر سے پیر تک جہاں تک ہاتھ پہنچے پھیر لیں' پہلے سامنے کے حصے پر پیروں تک' اس کے بعد کمر کی طرف ہاتھ پھیریں' اسی طرح تین بار

کریں، حضور ﷺ کا یہ معمول تھا۔ (بخاری، ترمذی، حصن حصین)

رات کی دُعائیں: وہ دُعائیں جو رات میں پڑھی جاتی ہیں:

۱) سورۂ بقرہ کی دو آخری آیتیں پڑھے۔ (صحاح ستہ)

۲) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

۳) قرآن مجید کی سو آیتیں پڑھے۔ (حاکم عن ابی ہریرہؓ) یا قرآن مجید کی دس آیتیں پڑھے۔

۴) سورۂ یٰسین پڑھے۔ (ابن حبان عن جندبؓ حصن حصین)

رات میں بستر پر جانے کے وقت: ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھیں اور ایک بار کلمہ شریف پڑھ کر سو جائیں۔ (مشکوٰۃ)

تہجد کے لیے مصلّیٰ سرہانے رکھ کر سونا سنت ہے۔ (نسائی)

رات میں سونے سے قبل سورۂ واقعہ کا ورد کر لینے سے فاقہ کی نوبت نہیں آتی۔ (الترغیب)

حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ سونے سے پہلے مسبحات پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مسبحات میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ مسبحات میں یہ چھ سورتیں ہیں: ۱) سورۂ حدید، ۲) سورۂ حشر، ۳) سورۂ صف، ۴) سورۂ جمعہ، ۵) سورۂ تغابن، ۶) سورۂ اعلیٰ۔ (حصن حصین)

تہجد کی نماز کے لیے اٹھنے کی نیت کر کے سونا سنت ہے۔ (نسائی)

وضو کا پانی اور مسواک پہلے تیار کر کے سونا سنت ہے۔ (مسلم)

جس وقت رات کو آنکھ کھل جائے صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے تہجد کی نماز پڑھنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ)

سوتے وقت تین بار استغفار پڑھیں:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

(ترمذی، معارف الحدیث)

یہ سنت ہے حضور نبی کریم ﷺ کی۔

طہارت کے ساتھ سوئیں۔ (الترغیب)

پہلے سے وضو ہے تو کافی ہے ورنہ وضو کر لیں، وضو نہ کریں تو سونے کی نیت سے تیمم ہی کر

لیں۔ (زادُ المعاد)

خواب: جب کوئی اپنے خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کو بیان کرے۔ (مسلم' نسائی' بخاری)

اور دوست کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

اور جب خواب میں ناپسندیدہ بات دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دے۔

(بخاری' مسلم)

اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھے تین' تین بار اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔

(بخاری' مسلم' ابوداؤد)

پھر وہ خواب ہرگز اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ (صحاح ستہ)

اور جس کروٹ پر ہے اس کو بدل دے۔ (مسلم)

یا اُٹھ کر نماز پڑھے۔ (بخاری' حصن حصین)

تتمہ: متذکرہ بالا عبادات و طاعات کے علاوہ ایک مسلمان کی زندگی صبح سے رات تک دینی و دنیوی تمام معاملات میں نہایت سیدھی سادی اور پاک صاف ہونی چاہیے مثلاً اپنے اہل و عیال اور دیگر متعلقین کے حقوق کی ادائیگی میں اپنے ذریعہ معاش کے معاملات میں' غمی و خوشی کی تقریبات میں' دوست احباب کے تعلقات میں' اپنے ذاتی حالات میں رہنے سہنے' نشست و برخاست' کھانے پینے' لباس و پوشاک' وضع قطع' اوصاف و اخلاق میں نہایت پاکیزگی اور شرافت نفس کے ساتھ ہونا چاہیے۔ حالانکہ معاشرہ اور ماحول کے غلبہ سے ان باتوں کا حاصل ہونا اور ان پر کاربند ہونا بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر اپنے آقائے نامدار اور محسن انسانیت ﷺ کی طاہر و مطہر زندگی کا مطالعہ کیا جائے اور ان کی تقلید اور ان کی تعلیمات کی پیروی کی جائے تو پھر ہر بات نہایت آسان معلوم ہوتی ہے اور اسی اتباع سنت مقدسہ کا دوسرا نام حیاتِ طیبہ ہے اور اس کی تفصیل نہایت وضاحت کے ساتھ اس کتاب میں مختلف عنوانات کے تحت مذکور ہے۔

ھدایت: قابل توجہ اہم بات یہ ہے کہ متذکرہ بالا عبادات و طاعات کیلئے صبح سے رات تک اپنے تمام طاعات و معاملات و معاشرت و اخلاق میں خاص طور پر اتباع سنت نبی کریم کا خیال و

تتمہ

متذکرہ بالا عبادات و طاعات کے علاوہ ایک مسلمان کی زندگی صبح سے رات تک دینی و دنیوی تمام معاملات میں نہایت سیدھی سادی اور پاک صاف ہونی چاہیے مثلاً اپنے اہل و عیال اور دیگر متعلقین کے حقوق کی ادائیگی میں اپنے ذریعہ معاش کے معاملات میں، غمی وخوشی کی تقریبات میں، دوست احباب کے تعلقات میں، اپنے ذاتی حالات میں رہنے سہنے، نشست و برخاست، کھانے پینے، لباس و پوشاک، وضع قطع، اوصاف و اخلاق میں نہایت پاکیزگی اور شرافت نفس کے ساتھ ہونا چاہیے۔ حالانکہ معاشرہ اور ماحول کے غلبہ سے ان باتوں کا حاصل ہونا اوران پر کاربند ہونا بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر اپنے آقائے نامدار اور محسن انسانیت ﷺ کی طاہر ومطہر زندگی کا مطالعہ کیا جائے اوران کی تقلید اوران کی تعلیمات کی پیروی کی جائے تو پھر ہر بات نہایت آسان معلوم ہوتی ہے اور اسی اتباعِ سنت مقدسہ کا دوسرا نام حیاتِ طیبہ ہے اوراس کی تفصیل نہایت وضاحت کے ساتھ اس کتاب میں مختلف عنوانات کے تحت مذکور ہے۔

ہدایت: قابل توجہ اہم بات یہ ہے کہ متذکرہ بالا عبادات وطاعات کیلئے صبح سے رات تک اپنے تمام طاعات ومعاملات ومعاشرت واخلاق میں خاص طور پر اتباعِ سنت نبی کریم کا خیال و اہتمام رکھیں جن کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر اس کتاب میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

باب: ۵

مناکحت ونومولود

مناکحت اور متعلقہ معلاملات:

نکاح کی ترغیب: حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا' مسلمانو! نکاح کیا کرو' کیونکہ میں تمہارے سبب سے اس بات میں دنیا کی اور قوموں سے سبقت لے جانا چاہتا ہوں کہ میری امت شمار میں ان سب سے زیادہ رہے۔ مسلمانو! راہبوں کی طرح مجرد نہ رہا کرو۔ (بیہقی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے' کیونکہ اس سے نگاہیں نیچی رہتی ہیں اور شرمگاہوں کی حفاظت ہوتی ہے اور جو نکاح کی ذمہ داریاں نہ اٹھا سکتا ہو اس کو چاہیے کہ شہوت کا زور توڑنے کے لیے روزے رکھے۔ (بخاری ومسلم)

عورت کا انتخاب: رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا' عورتوں سے ان کے حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح نہ کرو' ہوسکتا ہے کہ ان کا حسن و جمال انہیں تباہی کی راہ پر ڈال دے اور نہ ان کے مال و دولت کی وجہ سے شادی کرو' ہوسکتا ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور طغیانی میں مبتلا کردے بلکہ دین کی بنیاد پر ان سے شادی کرو اور کالی کلوٹی باندی جو دین اور اخلاق سے آراستہ ہو وہ بہت بہتر ہے اس خاندانی حسینہ سے جو بداخلاق ہو۔ (ابن ماجہ)

نکاح کا پیغام: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تمہارے یہاں کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے' جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن اور خوش ہو تو اس سے شادی کردو' اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں زبردست فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔

(ترمذی)

نکاح کے لیے اجازت: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا نکاح شدہ عورت کا نکاح اس کی رائے لیے بغیر نہ کیا جائے' اور دوشیزہ کا نکاح اس سے اذن لیے بغیر نہ کیا جائے۔ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ دوشیزہ کا اِذن کیا ہوگا؟ فرمایا اس کا خاموش رہنا ہی اس کا اِذن ہے۔ (زاد المعاد)

نکاح میں برکت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم مصارف ہوں۔ (مشکوٰۃ)

مہر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ عجمی لوگوں کے رسم ورواج سے متاثر ہو کر بھاری بھرکم مہر مقرر کرنے لگے تو آپ نے خطبہ میں لوگوں کو توجہ دلائی اور بتلایا کہ مسلمانوں کے سوچنے کا انداز کیا ہونا چاہیے۔ فرمایا: لوگو! عورتوں کے بھاری بھاری مہر نہ مقرر کرو اس لیے کہ اگر یہ دنیا ذرا بھی عزت اور شرف کی چیز ہوتی اور اللہ کی نظر میں یہ کوئی بڑائی کی بات ہوتی تو نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مہر مقرر فرماتے' لیکن جہاں تک مجھے علم ہے رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے نکاح میں بھی بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر نہیں فرمایا اور نہ صاحبزادیوں کی شادی میں بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر باندھا۔

ایک بوڑھی خاتون کھڑی ہوئیں' انہوں نے قرآن شریف کی آیت: ﴿وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا﴾ پڑھتے ہوئے اس پابندی پر اعتراض کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر سے یہ فرماتے ہوئے اُتر گئے کہ:

كُلُّ النَّاسِ اَعْلَمُ مِنْ عُمَرَ حَتَّى الْعَجَائِزُ

''یعنی ہر شخص عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم والا ہے' حتیٰ کہ بوڑھیاں بھی''۔

اور آپ اس مسئلہ میں شدت فرمانے سے رک گئے۔ (ترمذی)

مہر ادا کرنے کی نیت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی مرد نے بھی کسی عورت سے تھوڑے یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دِل میں مہر ادا کرنے کا ارادہ نہیں تو اس نے عورت کو دھوکہ دیا پھر وہ مہر ادا کیے بغیر مر گیا تو وہ خدا کے حضور اس حال میں حاضر ہوگا کہ زنا کا مجرم ہوگا۔

(الترغیب والترہیب)

نکاح کا انعقاد: نکاح ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ کم از کم دو مردوں کے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ دونوں سے ایجاب و قبول کے لفظ کہتے سنیں' تب نکاح ہوگا۔ (بہشتی زیور)

شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے نہ کرو جو اس کے برابر کے درجہ کا نہ ہو۔ (شرح البدایہ' بہشتی زیور)

برابری کی کئی قسمیں ہیں: ۱) نسب میں برابر ہونا' ۲) مسلمان ہونا' ۳) دینداری' ۴) مالداری' ۵) پیشہ یا فن میں ہم پلہ ہونا۔ (عالمگیری' بہشتی زیور)

نکاح کے لیے استخارہ کی دُعا: اگر کسی لڑکی یا عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اوّل تو پیغام یا منگنی کا کسی سے اظہار نہ کرے' پھر خوب اچھی طرح وضو کر کے جتنی نفلیں ہو سکے پڑھے' پھر خوب اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور عظمت وبزرگی بیان کرے اور اس کے بعد یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ فَاِنْ رَاَیْتَ اَنَّ فِیْ فُلَانَۃِ (اس جگہ اُس کا نام لیا جائے) خَیْرًا فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدِرْھَا لِیْ وَاِنْ کَانَ غَیْرُھَا خَیْرًا مِنْھَا فِیْ دِیْنِیْ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدِرْھَا لِیْ۔

''اے اللہ! تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں ہے اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں اور تو غیبوں کا حال جانتا ہے پس اگر تو جانتا ہے کہ فلانی عورت (یہاں اس عورت کا نام لے) میرے لیے دین ودنیا اور آخرت کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے قابو میں کر دے اور اگر اس کے علاوہ (کوئی دوسری عورت) میرے دین اور آخرت کے لیے بہتر ہے تو اسی کو میرے لیے مقدر فرما''۔ (مسلم شریف' شمائل ترمذی)

نکاح کے بعد خطبہ مسنونہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ۔

اَمَّا بَعْدُ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا﴾

﴿يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

﴿يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾

((اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ))

((فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ))

''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور پیغمبر ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کو حق کی باتیں دے کر بھیجا ہے جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں لیکن حمد وصلوٰۃ کے بعد پس سب کلاموں میں سے بہتر اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب چیزوں سے بری نئی باتیں ہیں' جن کو دین سمجھ کر کیا جائے اور ہر نئی بات گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں (لے جانے والی) ہے' جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔شیطان سے اللہ کی پناہ لے کر' اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو نکالا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیں اور اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم باہم سوال کرتے ہو اور قرابتوں کی (حق تلفی) سے (بچو) بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے' اے مسلمانو اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہیے اور نہ مرو مگر اسلام کی حالت میں' اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور مضبوط بات کہو تا کہ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے اور (یاد رکھو) کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کی وہ بڑی کامیابی کو پہنچا' نکاح کرنا میری سنت ہے جس شخص نے میری سنت پر (عمل کرنے سے) اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں''۔ (حصن حصین' شمائل ترمذی)

اس خطبہ مسنونہ کے بعد ایجاب وقبول کرانا چاہیے۔

ایجاب وقبول کے بعد زوجین کے حق میں دُعا کرنا چاہیے' نکاح کے بعد چھوہارے' خرمے یا کھجور لٹانا یا تقسیم کرنا مسنون ہے۔ (زادُالمعاد)

نکاح کے بعد مبارکباد کی دُعا: نکاح کرنے والے جوڑے سے آپؐ فرمایا کرتے تھے:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ۔

''اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں کا خوب نباہ کرے''۔

اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی زوجہ کے پاس جانا چاہے تو یہ دُعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔

''میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر یہ کام کرتا ہوں اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہم کو دے اس سے (بھی) شیطان کو دور رکھ''۔ (ترمذی' زادالمعاد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گھر میں یا مال میں یا اولاد میں اگر برکت عطا فرمائیں تو وہ کہے:

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

''کیا (بہتر) اللہ تعالیٰ نے چاہا گناہوں سے بچانا اور نیکیوں کی قوت دینا اللہ ہی کی طرف سے ہے''۔

تو وہ موت کے سوا اور کوئی تکلیف نہ دیکھے گا۔ (زادُالمعاد)

پہلی رات دلہن کو کچھ ہدیہ تحفہ دینا بھی مسنون ہے۔

ولیمہ: شب عروسی گزارنے کے بعد اپنے عزیزوں' دوستوں اور رشتہ داروں اور مساکین کو دعوت ولیمہ کا کھانا کھلانا سنت ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

ولیمہ کے لیے بہت بڑے پیمانے پر انتظام کرنے کی ضرورت نہیں' تھوڑا کھانا چند لوگوں کو کھلا دینا بھی کافی ہے۔ (بہشتی زیور)

ولیمہ میں اتباع سنت کی نیت رکھنا چاہیے' جس ولیمہ میں غریب شریک نہ کیے جائیں اور جو محض نام ونمود کے لیے کیا جائے اس میں کچھ خیر وبرکت نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصہ

کا اندیشہ ہے۔ (زادالمعاد' بہشتی زیور)

نکاح کے بعض اعمالِ مسنونہ: صاحب استطاعت کے لیے نکاح کرنا مسنون ہے۔

بلوغ کے بعد فوراً نکاح کرنا مسنون ہے۔

نکاح سے پہلے منگنی یعنی پیغام بھیجنا مسنون ہے۔

منگنی بھیجنا لڑکے یا لڑکی والوں کی طرف سے' دونوں طریقے مسنون ہیں۔

نیک اور صالح کی تلاش مسنون ہے۔

بیک وقت چار نکاح کرنا جائز ہے' قرآن و حدیث سے ثابت ہے بشرطیکہ سب کے حقوق ادا کر سکے۔

بیوہ سے نکاح کرنا بھی مسنون ہے۔

شوال کے مہینہ میں نکاح کیا جانا مسنون ہے اور پسندیدہ اور باعث برکت ہے۔

نکاح کے لیے اعلان کرنا مسنون ہے۔

نکاح مسجد میں کرنا مسنون ہے۔

مسنون نکاح وہ ہے جو سادگی کے ساتھ ہو اور جس میں ہنگامہ اور نام و نمود کے لیے اسراف نہ ہو۔

مہر اس قدر مقرر کرنا مسنون ہے جو استطاعت سے زیادہ نہ ہو' جس کی مقدار کم از کم دس درہم ہو۔

مہر موجل و معجّل دونوں جائز ہیں۔

نکاح کا طریقہ: ایجاب و قبول ارکانِ نکاح ہیں' انہی سے نکاح منعقد ہوتا ہے۔

نکاح سے قبل ولی کو لڑکی سے اجازت لینا مسنون ہے۔ لڑکی کو بتایا جائے کہ تیرا نکاح فلاں شخص سے ہے اس قدر رقم مہر کے کیا جاتا ہے کیا تجھے منظور ہے۔

پھر ولی (یا اس کا وکیل) اجازت دے اور قاضی لڑکے سے نکاح قبول کرائے' قاضی کو لڑکے کے روبرو سامنے بیٹھنا اور خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ (بہشتی زیور)

طلاق و خلع: حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو عورت بلا کسی معقول وجہ اپنے شوہر سے طلاق چاہے اس پر جنت کی بو حرام ہے۔ (احمد' ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ' دارمی' مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بری چیز طلاق ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ معاذؓ! اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں روئے زمین پر پیدا کی ہیں ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب لونڈی غلام کا آزاد کرانا ہے اور سب سے زیادہ مبغوض و ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (دار قطنی، مشکوٰۃ)

بنت رسول حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا بابرکت نکاح: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر ابھی پندرہ سال کی تھی کہ کئی بڑے بڑے گھرانوں سے پیام آئے، لیکن حضور ﷺ خاموش رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت تقریباً اکیس سال تھی۔ فرماتے ہیں کہ میرے دِل میں خیال آیا کہ میں جا کر پیغام دوں لیکن سوچتا تھا کہ آخر یہ کام کیسے ہوگا؟ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ آخر کار حضور اقدس ﷺ کی شفقت و محبت نے ہمت بندھائی اور میں حاضر ہو گیا اور اپنا مدعا ظاہر کیا۔ رسول اللہ ﷺ انتہائی خوش ہوئے اور فوراً قبول فرما کر دریافت فرمایا:

''علیؓ! تمہارے پاس کچھ مال ہے؟''

میں نے کہا حضور ﷺ ایک گھوڑے اور زرہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' گھوڑا تو سپاہی (مجاہد) کے پاس رہنا ہی چاہیے۔ جاؤ' اپنی زرہ بیچ ڈالو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ گئے اور کم و بیش چار سو درہم میں اپنی زرہ بیچ آئے۔ رسول خدا ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر کچھ خوشبو وغیرہ منگوائی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ ابوبکر و عمر' عثمان' طلحہ' زبیر رضی اللہ عنہم اور چند انصار کو بلا لاؤ۔ جب یہ لوگ آ کر بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور تمام عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نہایت سادگی کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کر دیا۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا گواہ رہو میں نے چار سو مثقال چاندی پر اپنی بیٹی (حضرت) فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا ہے اور علیؓ نے اسے قبول کر لیا ہے اور دُعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی اے اللہ! ان دونوں میں محبت اور موافقت پیدا فرمائیے' برکت بخشئے اور اولادِ صالح عطا فرمائیے''۔

نکاح کے بعد چھوہارے بانٹے گئے اور شب میں اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے ہمراہ انتہائی سادگی کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر بھیج دیا۔ عشاء کی نماز کے بعد رسول

خدا ﷺ خود پہنچے اور دونوں کے حق میں دُعا فرمائی۔ رسول خدا ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کے ساتھ جو سامان دیا وہ چاندی کے بازو بند' دو یمنی چادریں' چار گدے' ایک کمبل' ایک تکیہ' ایک پیالہ' ایک چکی' ایک پلنگ ایک مشکیزہ اور گھڑا تھا۔ (حصن حصین)

حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کے بعد: جب رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا تو آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تھوڑا پانی لاؤ' چنانچہ وہ ایک لکڑی کے پیالے میں پانی لے کر حاضر ہوئیں۔ آپؐ نے پیالہ ان سے لے لیا اور ایک گھونٹ پانی دہن مبارک میں لے کر پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا آگے آؤ' وہ سامنے آ کر کھڑی ہو گئیں تو آپ ﷺ نے ان کے سینہ اور سر پر پانی چھڑکا اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

اور اس کے بعد فرمایا میری طرف پشت کرو۔ چنانچہ وہ پشت کر کے کھڑی ہو گئیں تو آپ ﷺ نے باقی پانی بھی یہی دُعا پڑھ کر پشت پر چھڑک دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب رُخ کر کے) فرمایا پانی لاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں سمجھ گیا جو آپ چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بھی پیالہ پانی کا بھر کر پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آگے آؤ میں آگے آ گیا۔ آپ ﷺ نے وہی کلمات پڑھ کر اور پیالے میں کلی کر کے میرے سر اور سینہ پر پانی کے چھینٹے دیئے پھر فرمایا پشت پھیرو۔ میں پشت پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پھر وہی کلمات پڑھ کر اور پیالے میں کلی کر کے میرے مونڈھوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دیئے اس کے بعد فرمایا اب اپنی دُلہن کے پاس جاؤ۔ (حصن حصین' شمائل ترمذی)

نومولود

نومولود کے کان میں اذان دی جائے: روایت میں ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد اس کو نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا چاہیے۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے ان کے کان میں اذان دی اور اقامت پڑھی۔ (زاد المعاد' طبرانی)

تحنیک: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے

ان کو نبی کریم ﷺ کی گود میں دیا۔ آپ ﷺ نے خرما منگوایا اور چبا کر لعاب مبارک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں لگایا اور خرما ان کے تالو میں ملا اور خیر و برکت کی دُعا فرمائی۔ (زاد المعاد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے یہاں بچے لائے جاتے تھے۔ آپ ﷺ تحنیک فرماتے اور اُن کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرتے۔

(مسلم، بخاری، ترمذی)

اچھے نام کی تجویز: بچے کے لیے اچھا سا نام تجویز کرنا چاہیے، جو یا تو خدا کے نام سے پہلے لفظ عبد لگا کر ترتیب دیا گیا ہو، جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن وغیرہ یا پھر پیغمبروں کے نام پر ہونا چاہیے یا کوئی اور جو معنوی اعتبار سے بہتر ہو۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز تمہیں اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا۔ اس لیے بہتر نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

بچہ کو پہلی تعلیم: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سکھا دو پھر مت پروا کرو کہ کب مرے، اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دو۔

(ابن سنی، ترمذی، زاد المعاد)

تعویذ حفاظت: بچہ کی حفاظت کے لیے نظر بد اور ہر طرح کی آفت، یا دُکھ اور بیماری سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔

"میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلموں کے واسطے سے ہر شیطان اور زہریلے جانور کے شر سے اور ضرر پہنچانے والی ہر آنکھ کے شر سے پناہ چاہتا ہوں"۔

ان کلمات کو پڑھ کر بچہ پر دَم کرے یا لکھ کر گلے میں ڈال دے۔ (حصن حصین)

عقیقہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بچے کی طرف سے عقیقہ کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کرے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح روایت سے لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ثابت ہے۔ (زاد المعاد)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے رہن میں ہوتا ہے اس کی جانب سے ساتویں دن (بکری) قربانی کی جائے، اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھ دیا جائے۔ (زاد المعاد)

مسئلہ: اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن کا خیال کرنا بہتر ہے۔
(بہشتی زیور)

مسئلہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ایک بکری سے عقیقہ کیا اور فرمایا فاطمہؓ! اس کا سر منڈوا دو اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کر دو' چنانچہ ہم نے ان کا وزن کیا جو ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا۔
(زاد المعاد)

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر بانٹے' چاہے دعوت کر کے کھلائے سب درست ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت باپ' دادا' دادی' نانی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔

مسئلہ: کسی کو توفیق نہیں اس لیے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں اور اگر عقیقہ بالکل نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔ (بہشتی زیور)

ختنہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ عام طور سے لڑکے کا ختنہ اس وقت تک نہ کرتے تھے' جب تک وہ سمجھ دار نہ ہو جاتا' اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر ساتویں دن عقیقہ کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (زاد المعاد)

باب:۹

مرض وعیادت‘ موت ومابعد الموت

مرض وعلاج:

ہر مرض کی دوا ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر بیماری کی دوا ہے‘ جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ (مسلم‘ مشکوٰۃ)

سنن ابی داؤد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بتایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ شانہٗ نے مرض بھی نازل کیا اور دوا بھی اُتاری اور ہر مرض کے لیے دوا پیدا کی اس لیے دوا کرو‘ البتہ حرام چیز سے علاج مت کرو“۔ (زادُ المعاد)

علاج کا اہتمام اور اس میں احتیاط: حضور اکرم ﷺ حالت مرض میں خود بھی دوا کا استعمال فرمایا کرتے تھے اور لوگوں کو علاج کروانے کی تلقین بھی فرماتے۔ ارشاد فرمایا اے بندگانِ خدا! دوا کیا کرو کیونکہ خدا نے ہر مرض کی شفا مقرر کی ہے بجز ایک مرض کے‘ لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بہت زیادہ بڑھاپا“۔ (ترمذی‘ زادُ المعاد)

آپ ﷺ بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے۔ (زادُ المعاد)

نادان طبیب کو طبابت سے منع فرماتے اور اسے مریض کے نقصان کا ذمہ دار ٹھہراتے۔ (زادُ المعاد)

حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے منع فرماتے‘ ارشاد فرماتے: اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہارے لیے شفا نہیں رکھی۔ (زادُ المعاد)

مریضوں کی عیادت: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو بیمار ہو جاتا‘ حضور اکرم ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ (زادُ المعاد)

مریض کی عیادت کے لیے کوئی دن مقرر کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت طیبہ میں سے نہیں تھا‘ بلکہ آپ ﷺ دن رات تمام اوقات میں (حسب ضرورت) مریضوں کی عیادت فرماتے۔ (زادُ المعاد)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلہ میں شور وشغب نہ کرنا اور کم بیٹھنا بھی سنت ہے۔ (مشکوٰۃ)

آپ ﷺ مریض کے قریب تشریف لے جاتے اور اس کے سرہانے بیٹھتے اس کا حال دریافت فرماتے اور پوچھتے "طبیعت کیسی ہے؟" (زادُ المعاد)

آنحضرت ﷺ عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو بیمار کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے' اگر وہ کچھ مانگتا تو اس کے لیے وہ چیز منگواتے اور فرماتے مریض جو مانگے وہ اس کو دو اگر مضر نہ ہو۔ (حصن حصین)

تسلی و ہمدردی: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دِل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور اس کی زندگی کے بارے میں اس کو خوش کرو) اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو رَد تو نہ کرسکیں گی لیکن اس سے اس کا دِل خوش ہوگا اور یہی عیادت کا مقصد ہے۔

(جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

کبھی آپ ﷺ مریض کی پیشانی پر دست مبارک رکھتے' پھر اس کے سینہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور دُعا کرتے' اے اللہ اُسے شفا دے' اور جب آپ ﷺ مریض کے پاس تشریف لے جاتے' تو فرماتے فکر کی کوئی بات نہیں ان شاء اللہ تعالیٰ سب ٹھیک ہوجائے گا۔ بسا اوقات آپ ﷺ یہ فرماتے کہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور طہور بن جائے گی۔ (زادُ المعاد)

عیادت کے فضائل: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندۂ مؤمن جب اپنے صاحب ایمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ یا کسی قریب المرگ شخص کے پاس جاؤ تو اس کے سامنے بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو' کیونکہ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ (مسلم' مشکوٰۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لیے دُعا کرے اس لیے کہ اس کی دُعا فرشتوں کی دُعا

کی مانند ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

مریض پر دَم اور اس کے لیے دُعائے صحت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کے لیے تین بار دُعا فرماتے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا فرمائی، اے اللہ! سعد کو شفا دے اے اللہ! سعد کو شفا دے، اے اللہ! سعد کو شفا دے۔ (زاد المعاد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دُعا پڑھتے:

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

''اے سب آدمیوں کے پروردگار! اس بندے کی تکلیف دور فرمادے اور شفا عطا فرمادے تو ہی شفا دینے والا ہے، بس تیری ہی شفاء شفاء ہے، ایسی کامل شفا عطا فرما جو بیماری کو بالکل نہ چھوڑے''۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خود بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دَم فرمایا کرتے اور خود اپنا دست مبارک اپنے جسم پر پھیرتے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں وہی معوذات پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دَم کرتی جن کو پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دَم کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر پھیرتی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی پیشانی یا دکھی ہوئی جگہ پر داہنا ہاتھ رکھ کر فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

''اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور فرما اور شفاء دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے، ایسی شفا دے جو ذرا مرض نہ چھوڑے''۔

یہ دُعا بھی وارد ہے:

اَللّٰهُمَّ اشْفِهٖ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ

''اے اللہ! اس کو شفا دے اور اس کو عافیت دے''۔

یا سات مرتبہ یہ دُعا پڑھے:

اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ ۔

''میں سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو بڑا ہے اور عرشِ عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا بخشے''۔

جس شخص نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت نہ آئی ہو اور یہ دُعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے ضرور شفا دے گا''۔

(مسلم' بخاری' ترمذی' زاد المعاد' ابوداؤد' حصن حصین)

حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درد کی شکایت کی جو ان کے جسم کے کسی حصہ میں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس جگہ پر اپنا ہاتھ رکھو جہاں تکلیف ہے اور تین دفعہ کہو بِسْمِ اللّٰہِ اور سات مرتبہ کہو: اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ (میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کی اس تکلیف کے شر سے جو میں پا رہا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہے) کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور فرما دی۔ (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا پڑھ کر حضرات حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے:

اُعِیْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ۔

''میں تمہیں پناہ دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ کی ہر شیطان کے شر سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر اثر ڈالنے والی آنکھ سے''۔

اور فرماتے تھے کہ تمہارے جد امجد ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسماعیل علیہ السلام و اسحٰق علیہ السلام پر ان کلمات سے دَم کرتے تھے۔ (معارف الحدیث' رواہ البخاری)

جس کے زخم یا پھوڑا یا کوئی تکلیف ہوتی' آپ ﷺ اس پر دم کرتے' چنانچہ شہادت کی انگلی زمین پر رکھ دیتے' پھر دُعا پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا یُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا ۔

''میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں یہ ہماری زمین کی مٹی ہے جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے یہ ہمارے بیمار کو ہمارے رب کے حکم سے شفا دے گی''۔

اور اس جگہ انگلی پھیرتے۔ (زادُ المعاد)

حالتِ مرض کی دُعا: جو شخص حالتِ مرض میں یہ دُعا چالیس مرتبہ پڑھے اگر مرا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

اگر مرض میں یہ دُعا پڑھے اور مر جائے تو اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ [ترمذی، نسائی، ابن ماجہ]

زمانہ بیماری میں صدقِ دِل اور سچے شوق سے یہ دُعا کیا کرے۔ (معارف الحدیث)

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ۔

[حصن حصین]

''اے اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت کی توفیق عطا فرما اور کیجیے میری موت اپنے رسول ﷺ کے شہر میں''۔

بیماری میں زمانہ تندرستی کے اعمال کا ثواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ بیمار ہو یا سفر میں جائے اور اس بیماری یا سفر کی وجہ سے اپنی عبادت وغیرہ کے معمولات پورا کرنے سے مجبور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے اعمال اس طرح لکھے جاتے ہیں، جس طرح وہ صحت و تندرستی کی حالت میں اور زمانہ اقامت میں کیا کرتا تھا۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

تکلیف وجہ رفع درجات: محمد ابن خالد سلمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ان کے دادا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بندۂ مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا بلند مقام طے ہو جاتا ہے جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پا سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ یا پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے، یہاں تک کہ ان مصائب و تکالیف (اور ان پر صبر) کی وجہ سے اس بلند مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے جو اس کے لیے پہلے سے طے ہو چکا تھا۔

(معارف الحدیث، مسند احمد، سنن ابی داؤد)

وجہ کفارۂ سیئات: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مؤمن کو جو بھی بیماری، جو بھی پریشانی، جو بھی رنج و غم اور جو بھی اذیت پہنچتی ہے، یہاں تک کہ کانٹا بھی اس کے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعہ اس کے گناہوں کی صفائی فرما دیتا ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

موت کی یاد اور اس کا شوق: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! موت کو یاد کیا کرو اور اس کو یاد رکھو جو دنیا کی لذتوں کو ختم کر دینے والی ہے''۔

(جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''موت مؤمن کا تحفہ ہے''۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

موت کی تمنا اور دُعا کرنے کی ممانعت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی تکلیف اور دکھ کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور نہ دُعا کرے اور اگر اندر کے داعیہ سے بالکل ہی مجبور ہو تو یوں دُعا کرے:

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔

''اے اللہ! جب تک زندگی بہتر ہو اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو اس وقت مجھے دنیا سے اُٹھا لے''۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو کیا کریں؟ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرنے والوں کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کریں۔

(صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰسین پڑھا کرو۔ (معارف الحدیث، مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

سکرات الموت: مرنے والوں کا منہ مرتے وقت قبلہ کی طرف کر دیں اور خود وہ یہ دُعا مانگے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے اور اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَکَرَاتِ الْمَوْتِ۔

''اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے۔

اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ اے اللہ! موت کی سختیوں (کے اس موقع پر) میری مدد فرما۔

(ترمذی)

جان کنی: جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو یعنی اس کے دونوں قدم ڈھیلے ہو جائیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں دب جائیں تو چاہیے کہ اس کو داہنی طرف قبلہ رخ لٹائیں اور مستحب یہ ہے کہ کلمہ شہادت کی تلقین اس طرح کریں کہ کوئی نیک آدمی اس کے پاس بلند آواز سے کہے:
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور اس کے پڑھنے کے لیے اصرار نہ کریں اس لیے کہ وہ اپنی تکلیف میں مبتلا ہے اگر وہ ایک بار پڑھ لے تو کافی ہے اور اس کے بعد وہ اور کوئی بات کرے تو پھر ایک بار اسی طرح تلقین کرے اور مستحب ہے کہ اس کے پاس سورۂ یٰسین پڑھے اور نیک اور متقی آدمی اس کے پاس موجود رہیں۔

(ترمذی)

جب موت واقع ہو جائے تو اہل تعلق یہ دُعا پڑھیں:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِيْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَيْرًا مِّنْهَا۔

(ترمذی)

''بیشک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ! میری مصیبت میں اَجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدلہ عنایت فرما''۔

جب موت واقع ہو جائے تو کپڑے کی پٹی سے اس کی داڑھی سر کے ساتھ باندھ دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں اور باندھتے وقت پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَآئِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ۔

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر اے اللہ! اس میت پر اس کا کام آسان فرما اور اس پر وہ زمان آسان فرما جو اب اس کے بعد آئے گا' اور اس کو اپنے دیدار (مبارک) سے مشرف فرما اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر کر دے اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے (یعنی دنیا سے)۔

پھر اس کے بعد اس کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیں اور مستحب ہے کہ اس کے کپڑے اُتار کر ایک چادر اوڑھائیں اور چارپائی یا چوکی پر رکھیں زمین پر نہ چھوڑیں' پھر اس کے دوست احباب

کو خبر کر دیں تا کہ اس کی نماز میں زیادہ سے زیادہ شریک ہوں اور اس کے لیے دُعا کریں اور مستحب ہے کہ اس کے ذمہ جو قرض ہو اس کو ادا کریں اور تجہیز و تکفین میں جلدی کریں، غسل سے پہلے میت کے قریب قرآن پڑھنا منع ہے۔ (شرح التنویر، بہشتی زیور)

میت پر نوحہ و ماتم نہیں کرنا چاہیے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ مریض ہوئے تو رسول اللہ ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیے ہوئے ان کی عیادت کے لیے آئے۔ آپ ﷺ جب اندر تشریف لائے تو ان کو غاشیہ میں یعنی بڑی سخت حالت میں پایا۔ آپ ﷺ نے ان کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے گرد آدمیوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا ختم ہو چکے؟ (بطور مایوسی یا حاضرین سے استفسار کے طور پر آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی) تو لوگوں نے عرض کیا نہیں حضرت ابھی ختم نہیں ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کو ان کی یہ حالت دیکھ کر رونا آ گیا، جب اور لوگوں نے آپ ﷺ پر گریہ کے آثار دیکھے تو وہ بھی رونے لگے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگو! اچھی طرح سن لو اور سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دِل کے غم پر تو سزا نہیں دیتا کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں ہے"۔ پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "لیکن اس کی غلطی پر یعنی زبان سے نوحہ و ماتم کرنے پر سزا بھی دیتا ہے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے پر اور دُعا و استغفار کرنے پر رحمت بھی فرماتا ہے۔" (صحیحین، معارف الحدیث)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کو بند کیا اور فرمایا، جب روح جسم سے نکال لی جاتی ہے تو بینائی بھی اس کے ساتھ چلی جاتی ہے اس لیے موت کے بعد آنکھوں کو بند ہی کر دینا چاہیے۔ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر ان کے گھر کے آدمی چلاّ چلاّ کر رونے لگے اور اس رنج اور صدمہ کی حالت میں ان کی زبان سے ایسی باتیں نکلنے لگیں جو خود ان لوگوں کے حق میں بد دُعا تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! اپنے حق میں خیر اور بھلائی کی دُعا کرو اس لیے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو، ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں"۔ پھر آپ ﷺ نے خود اس طرح دُعا فرمائی:

"اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں ان کا درجہ بلند فرما اور اس

کے بجائے تو ہی نگرانی فرما' اس کے پسماندگان کی اور رب العالمین بخش دے ہم کو اور اس کو اور اس کی قبر کو وسیع اور منور فرما"۔ (صحیح مسلم' معارف الحدیث)

میت کے لیے آنسو بہانا جائز ہے: آپ ﷺ نے اپنی اُمت کے لیے جملہ استرجاع (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ) اور اللہ کی قضا پر راضی رہنا مسنون قرار دیا اور یہ باتیں گریہ چشم اور غم دِل کے منافی نہیں۔ یہی وجہ ہے' آپ ﷺ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ راضی بقضائے الٰہی اور سب سے زیادہ حمد کرنے والے تھے اور اس کے باوجود اپنے صاحبزادے ابراہیم پر وفورِ محبت و شفقت سے رقت کے باعث رو دیئے اور آپ ﷺ کا قلب اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و شکر سے بھرپور اور زبان اس کے ذکر و حمد میں مشغول تھی۔ (زاد المعاد)

آنکھ کے آنسو اور دِل کا صدمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ابو یوسف آہن گر کے گھر گئے' ابو یوسف رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم کی دایہ خولہ بنت المنذر کے شوہر تھے اور ابراہیم اس وقت کے رواج کے مطابق اپنی دایہ کے گھر ہی رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صاحبزادے کو اٹھا لیا' چوما اور ان کے رخساروں پر ناک مبارک رکھی' جیسا کہ بچوں کو پیار کرتے وقت کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ایک دفعہ پھر ان صاحبزادے ابراہیم کی آخری بیماری میں ہم وہاں گئے اس وقت ابراہیم جان دے رہے تھے' نزع کی حالت میں تھے' ان کی اس حالت کو دیکھ کر رسول اللہؐ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (جو ناواقفیت کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس قسم کی چیزوں سے متاثر نہیں ہو سکتے) تعجب سے کہا "یا رسول اللہ! آپ ﷺ کی بھی یہ حالت؟" آپ ﷺ نے فرمایا اے ابن عوف! یہ کوئی بری بات یا بری حالت نہیں بلکہ یہ شفقت اور درمندی ہے۔ پھر دوبارہ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بہے تو آپ ﷺ نے فرمایا "آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دِل مغموم ہے اور زبان سے ہم وہی کہیں گے جو اللہ کو پسند ہے یعنی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اور اے ابراہیم تمہاری جدائی کا ہمیں صدمہ ہے۔

(صحیحین' معارف الحدیث)

میت کا بوسہ لینا: میت کا وفورِ محبت یا عقیدت سے بوسہ لینا جائز ہے' بسا اوقات آپ ﷺ میت کا بوسہ لے لیتے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا اور روئے۔ اسی

طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ (زادُالمعاد)

تجہیز و تکفین میں جلدی: حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طلحہ ابن براء بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے' ان کی حالت نازک دیکھ کر آپ ﷺ نے دوسرے آدمیوں سے فرمایا: میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کی موت کا وقت آ ہی گیا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو مجھے خبر کی جائے اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے کیونکہ کسی مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ دیر تک اپنے گھر والوں کے بیچ میں رہے۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تمہارا کوئی آدمی انتقال کر جائے تو اس کو دیر تک گھر میں مت رکھو اور قبر تک پہنچانے اور دفن کرنے میں سرعت سے کام لو اور دفن کے بعد سر کی جانب سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات مُفْلِحُوْنَ تک اور پاؤں کی جانب اس کی آخری آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورۂ بقرہ تک پڑھو۔ (بیہقی' شعب الایمان' معارف الحدیث)

اہلِ میّت کے لیے کھانا بھیجنا: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اہل میت کے لیے کھانا بھیجیں کیونکہ وہ مصیبت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے معذور ہوتے ہیں اور انہیں کھانا پکانے اور اس کا انتظام کرنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب ان کے والد ماجد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کیا جائے' وہ اس اطلاع کی وجہ سے ایسے حال میں ہیں کہ کھانے کی طرف توجہ نہ کر سکیں گے۔ (جامع ترمذی' ابن ماجہ' معارف الحدیث)

آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ بھی تھی کہ میت کے اہل خانہ تعزیت کے لیے آنے والے لوگوں کو کھانا نہ کھلائیں' بلکہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ دوسرے لوگ (دوست اور عزیز) ان کے لیے کھانا تیار کر کے انہیں بھیجیں' یہ چیز اخلاقِ حسنہ کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے اور پسماندگان کو سبکدوش کرنے والا عمل ہے۔ (زادُالمعاد)

موت پر صبر اور اس کا اجر: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں کسی ایمان والے بندے (یا بندی) کے کسی پیارے کو اٹھالوں، پھر وہ ثواب کی اُمید میں صبر کرے تو میرے پاس اس کے لیے جنت کے سوا کوئی معاوضہ نہیں۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

میت کا سوگ منانا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی مؤمن کے لیے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے۔ البتہ بیوہ کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے۔ اس مدت میں وہ کوئی رنگین کپڑا پہنے نہ خوشبو لگائے اور نہ بناؤ سنگھار کرے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

پسماندگان سے تعزیت: فرمایا رسول اکرم ﷺ نے جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس مصیبت زدہ کو ملتا ہے۔

(جامع ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

میت کے اہل خانہ سے تعزیت بھی نبی اقدس ﷺ کی سنت طیبہ میں داخل تھی۔ سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر سکون و رضا کا ثبوت پیش کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی جائے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا جائے اور مصیبت کے باعث کپڑے پھاڑنے، واویلا اور بین کرتے ہوئے آواز بلند کرنے یا بال منڈانے سے حضورؐ نے بیزاری کا اعلان فرمایا ہے۔

(زاد المعاد)

حضور اکرم ﷺ میت پر ایسے اُمور سے احسان فرماتے جو اس کے لیے قبر اور قیامت میں سودمند اور نافع ہو جائیں اور اس کے اقارب اور گھر والوں کے ساتھ تعزیت اور پرسش احوال اور تجہیز و تکفین میں مدد کے ساتھ احسان فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھتے اس کے لیے استغفار فرماتے اور اس کے بعد صحابہؓ کے ساتھ مدفن تک جنازے کے ساتھ جاتے اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اس کے لیے دُعا فرماتے اور کلمہ ایمان پر ثابت قدم رہنے کی تلقین فرماتے اور منکر نکیر کے سوال و جواب سکھاتے اور اس کی قبر پر مٹی وغیرہ ڈال کر تیار کرتے اور رحمت و مغفرت کے نزول کی خاطر سلام و دُعا سے مخصوص توجہ فرماتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ یہ امر طے شدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جو آخری نمازِ جنازہ پڑھائی اس میں چار تکبیریں تھیں اور یہی مقرر و معین ہو گیا اور دو سلام کے ساتھ نمازِ جنازہ ختم فرمائی یہی مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

میت کا غسل اور کفن: حضرت اُمّ عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک فوت شدہ صاحبزادی کو ہم غسل دے رہے تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے اور ہم سے فرمایا کہ تم اس کو بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیے ہوئے پانی سے تین دفعہ یا پانچ دفعہ اور اگر اس سے بھی زیادہ مناسب سمجھو تو غسل دو اور آخری دفعہ میں کافور بھی شامل کر لو۔ پھر جب تم غسل دے چکو تو مجھے خبر کر دو (ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ہم غسل دے چکے تو آپ ﷺ کو اطلاع دے دی) اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا سب سے پہلے اسے پہنا دو' اور اس حدیث کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کو طاق بار غسل دو یعنی ۳ یا ۵ یا ۷ بار اور داہنے اعضاء سے اور وضو کے مقامات سے شروع کرو۔ (صحیح بخاری و مسلم' معارف الحدیث)

میّت کو نہلانے کا مسنون طریقہ: جس تختہ پر میت کو غسل دیا جائے اس کو تین دفعہ لوبان کی دھونی دے لو اور مردے کو اس پر لٹاؤ اور بدن کے کپڑے چاک کر کے نکالو اور تہبند ستر پر ڈال کر بدن کے اندر ہی اندر اُتار لو اور پھر پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرو (جس جگہ زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں وہاں مرنے کے بعد بھی بلا دستانوں کے ہاتھ لگانا جائز نہیں) پھر نجاست خارج ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں دستانے پہن کر مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کراؤ پھر پانی سے پاک کرو پھر وضو کراؤ' نہ کلی کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ' بلکہ پہلے منہ دھلاؤ پھر ہاتھ کہنی سمیت دھلاؤ' پھر سر کا مسح کرو' پھر دونوں پیر دھلاؤ' پھر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیرو اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیرو تو بھی جائز ہے (اور اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے) اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو تا کہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پائے۔ جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا صابن سے یا کسی اور چیز سے جس سے وہ صاف ہو جائے جیسے بیسن یا کھلی ہے مل کر دھوئے اور صاف کر کے پھر مردے کو بائیں کروٹ لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا نیم گرم پانی تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے۔ یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دبائے

اگر کچھ فضلہ خارج ہو تو اس کو پونچھ ڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں، دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹائے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے پھر سارا بدن کسی کپڑے سے صاف کر کے کفنا دے۔

(فتاویٰ ہندیہ، الدر المختار، بہشتی زیور)

اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے اسی سے نہلا دیں اور بہت تیز گرم پانی سے غسل نہ دیں۔ نہلانے کا جو طریقہ بیان ہوا سنت ہے اور اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلائے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھو ڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔

(شرح امدادیہ، بہشتی زیور)

جب مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو۔ اگر مرد ہو تو داڑھی پر بھی عطر لگا دو اور پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو۔ بعض لوگ کفن پر عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری کان میں رکھ دیتے ہیں یہ سب جہالت ہے۔ جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زیادہ مت کرو۔ (شرح ہدایہ)

بالوں میں کنگھی نہ کرو نہ ناخن کاٹو نہ کہیں کے بال کاٹو سب اسی طرح رہنے دو۔

(شرح ہدایہ)

بہتر یہ ہے کہ میت کا رشتہ دار غسل دے ورنہ کوئی دیندار غسل دے۔ (درالمختار)

غسل دینے والے کو بھی بعد میں غسل کر لینا مسنون ہے۔ (بہشتی زیور)

کفن میں اور کیا کیا اور کیسے کپڑے ہونے چاہئیں؟

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ مرد کیلئے مسنون کفن تین کپڑے ہیں: ۱) ازار، ۲) کرتا، ۳) لفافہ۔ ازار اور لفافہ سر سے قدم تک اور کرتا بغیر آستین اور کلی کا گردن سے پیر تک۔ عورت کے لیے مسنون کفن پانچ کپڑے ہیں: ۱) کرتا، ۲) ازار، ۳) سربند، ۴) چادر یا لفافہ اور ۵) سینہ بند۔

۱) کرتہ مونڈھے سے ٹخنوں تک۔ ۲) سینہ بند۔ سینہ سے گھٹنوں تک یا ناف تک۔ ۳) اوڑھنی یا سربند تین ہاتھ لمبی۔ ۴) ازار سر سے پاؤں تک۔ ۵) لفافہ یا چادر۔ سر سے پیر تک ہونا چاہیے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین یمنی کپڑوں میں کفنائے گئے۔ان تین کپڑوں میں نہ تو کرتا تھا نہ عمامہ۔(صحیح بخاری' صحیح مسلم' معارف الحدیث)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو۔وہ تمہارے لیے اچھے کپڑے ہیں اور ان میں ہی اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔

(سنن ابی داوٗد' جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زیادہ بیش قیمت کفن نہ استعمال کرو کیونکہ وہ جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔(سنن ابی داوٗد' معارف الحدیث)

سب سے اچھا کفن سفید کپڑے کا ہے اور نیا اور پرانا یکساں ہے۔مردوں کے لیے خالص ریشمی یا رنگین کپڑے کا کفن مکروہ ہے عورت کے لیے جائز ہے۔(بہشتی زیور)

کفن پہنانے کا مسنون طریقہ: کفن کو ایک بار یا تین بار یا پانچ بار خوشبو میں دھونی دیں۔مرد کے لیے پہلے لفافہ بچھائیں اور اس کے اوپر ازار' پھر میت کو اس پر لٹا کر کرتا پہنائیں اور پھر سر اور داڑھی اور بدن پر خوشبو لگائیں مگر زعفران کی خوشبو نہ لگائیں۔

میت کی پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدموں پر کافور لگائیں۔اس کے بعد ازار کو پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں اور پھر اسی طرح لفافہ کو پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں اور کفن کے سرے اور پاؤں کی طرف کسی کپڑے کی پٹی سے باندھ دیں۔

عورت کے لیے پہلے چادر بچھائیں پھر ازار اس کے اوپر کرتا بچھائیں۔پھر میت کو اس پر لٹائیں پھر کرتا بچھائیں اور بالوں کے دو حصے کر کے دونوں طرف سے کرتے کے اوپر کر دیں اور سر بند اس کے سر پر اوڑھا کر دونوں کناروں سے دونوں طرف کے بال چھپائیں اور پھر اس کے اوپر ازار پھر لفافہ پھر سینہ بند' سینہ کے اوپر بغلوں سے نکال کر گھٹنوں کے نیچے تک لپیٹیں۔پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف اس کے بعد سینہ بند باندھ لیں پھر چادر لپیٹیں۔پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف پھر کسی دھجی سے سر اور پیر کی طرف کفن کو باندھ دیں ایک بند کمرے کے پاس بھی باندھ دیں۔(فتاویٰ ہندیہ)

کفن دینے کے بعد پھر میت کے لیے نماز جنازہ پڑھی جائے۔

مسئلہ: کفن میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دُعا رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح کفن پر یا میت کے سینہ پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ یا کوئی دُعا لکھنا بھی درست نہیں۔
(درالمختار)

مسئلہ: جس شہر میں کوئی مرے وہیں اس کا گور و کفن کیا جائے۔ دوسری جگہ لے جانا بہتر نہیں ہاں اگر مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (طحطاوی)

میت کو نہلانے کے بعد غسل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میت کو غسل دے تو اس کو چاہیے کہ بعد میں غسل کرے۔ (ابن ماجہ)

اور دوسری حدیثوں میں اضافہ ہے کہ اور جو شخص میت کا جنازہ اٹھائے اس کو چاہیے کہ وضو کرے۔ (معارف الحدیث)

جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ: جنازہ لے جانے کے واسطے مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازہ اٹھاتے وقت بسم اللہ پڑھیں اور چار آدمی چاروں پائے پکڑ کر لے چلیں۔ دس دس قدم پر مونڈھا بدلیں اور چاروں پایوں پر ایسا کریں۔

اس سے بھی افضل طریقہ یہ ہے کہ سرہانے کا پایہ پہلے داہنے مونڈھے پر رکھے دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ۔ پھر دس قدم پر بائیں طرف سرہانے کا دوسرا پایہ۔ پھر دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ مونڈھے پر رکھے اس طرح ہر شخص ردو بدل کرتا چلا جائے تاکہ ہر شخص چالیس قدم چلے۔ جنازہ لے کر تیزی سے چلنا چاہیے لیکن اس طرح تیز نہ ہو کہ جنازہ ہلنے لگے جنازہ کا سرہانہ آگے رہنا چاہیے۔ (بہشتی گوہر)

جنازے کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے۔ (بہشتی گوہر)

اور سواری پر جانا بھی جائز ہے مگر جنازے کے آگے جانا مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور)

جنازے کے ساتھ جانے والے خاموش رہیں۔ بات چیت کرنا یا بلند آواز سے دُعا یا تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ (بہشتی گوہر)

قبرستان میں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے۔ (بہشتی گوہر)

افضل یہ ہے کہ جب تک دفن کر کے قبر ہموار نہ ہو بیٹھنا نہ چاہیے۔

جنازہ کے ساتھ چلنے اور نمازِ جنازہ پڑھنے کا ثواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی ایمان کی صفت کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس وقت تک جنازے کے ساتھ رہے جب تک اس پر نماز پڑھی جائے اور اس کے دفن سے فراغت ہو تو وہ ثواب کے دو قیراط لے کر واپس ہوگا جن میں سے ہر قیراط گویا احد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جو آدمی صرف نمازِ جنازہ پڑھ کر واپس آجائے دفن ہونے تک ساتھ نہ دے تو وہ ثواب کا ایسا ہی ایک قیراط لے کر واپس ہوگا۔

(معارف الحدیث، صحیح بخاری)

جنازہ کے ساتھ تیز رفتاری اور جلدی کا حکم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنازے کو تیز لے جایا کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو قبر اس کے لیے خیر ہے یعنی اچھی منزل ہے جہاں تم تیز چل کر اسے جلد پہنچا دو گے اور اگر اس کے سوا دوسری صورت ہے یعنی جنازہ نیک کا نہیں تو ایک برا بوجھ تمہارے کندھوں پر ہے تم تیز چل کر جلدی اس کو اپنے کندھوں سے اُتار دو گے۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

حضور اکرم ﷺ جنازے کے ساتھ پاپیادہ تشریف لے جاتے۔ (ترمذی) اور جب تک جنازہ کندھوں سے اُتارا نہ جاتا نہ بیٹھتے۔ فرماتے اِذَا اَتَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَلَا تَجْلِسُوْا حَتّٰی تُوْضَعَ اور ایک روایت میں ہے جب تک کہ لحد میں نہ رکھا جائے نہ بیٹھو۔ (مدارج النبوۃ)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے۔

اہل سنن نے روایت کیا اور جب آپ ﷺ جنازہ کے ساتھ جاتے تو پیدل چلتے اور فرماتے میں سوار نہیں ہوتا جب کہ فرشتے پیدل جارہے ہوں جب آپ ﷺ فارغ ہو جاتے تو کبھی پیدل تشریف لاتے اور کبھی سوار ہو کر تشریف لاتے۔ (زاد المعاد)

جب رسول اکرم ﷺ جنازے کے ساتھ چلتے تو خاموش رہتے اور اپنے دِل میں موت کے متعلق گفتگو فرماتے تھے۔ (ابن سعد)

نمازِ جنازہ کے متعلق مسائل: نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے کہ میت کے وہ اعزہ جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا پھر وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں۔ (بہشتی گوہر)

نمازِ جنازہ کے لیے شرط یہ ہے کہ میت سامنے رکھی ہو اور امام اس کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو۔ صفوں کو طاق عدد میں ہونا چاہیے۔ (بہشتی گوہر)

اگر نمازِ جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کا وقت نہ ملے تو تیمم کر کے نماز میں شریک ہو جائے۔
(بہشتی گوہر)

مسئلہ: اگر ایک شخص بھی نمازِ جنازہ پڑھ لے تو فرض ادا ہو جاتا ہے خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت' بالغ ہو یا نابالغ۔ (بہشتی گوہر)

نمازِ جنازہ میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔
(بہشتی گوہر)

نمازِ جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں: ۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا' ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہے۔ ۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنا جس طرح فرض اور واجب نماز میں قیام فرض ہے۔ (بہشتی گوہر)

نمازِ جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں:

۱) اللہ تعالیٰ کی حمد۔ ۲) نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا۔ ۳) میت کے لیے دُعا کرنا۔ (بہشتی گوہر)

نمازِ جنازہ کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے محاذی (یعنی سامنے) کھڑا ہو جائے۔ میت اگر عورت کی ہو تو ناف کے سامنے کھڑا ہو اور سب لوگ یہ نیت کریں:

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰهِ تَعَالٰی صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ وَدُعَاءً لِّلْمَیِّتِ۔

''یعنی میں نے ارادہ کیا کہ جنازہ کی نماز بمعہ چار تکبیروں کے پڑھوں جو اللہ تعالیٰ کی نماز ہے اور میت کے لیے دُعا ہے''۔ (بہشتی گوہر)

ترکیب نمازِ جنازہ: پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ باندھ لے اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ پڑھے۔

''اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری بزرگی بہت برتر ہے اور تیری تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی اور مستحق عبادت نہیں''۔

پھر اللہ اکبر کہہ کر درود شریف پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ جو درود شریف نماز میں پڑھا جاتا ہے وہ پڑھے۔ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے بعدہٗ یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔

"اے اللہ! تو ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مردوں اور ہمارے موجود لوگوں کو اور ہمارے غیر موجود لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو، اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے تو موت دے تو اسے ایمان پر موت دے"۔

جس کو یہ دُعا یاد نہ ہو وہ کوئی اور دُعا پڑھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلے داہنی پھر بائیں طرف سلام پھیرے۔ تکبیر اور سلام صرف امام بلند آواز سے کہے۔ (بہشتی گوہر)

اگر میت بچہ ہے تو یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔

"اے اللہ! اس بچہ کو ہمارے لیے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اس کو ہمارے لیے اجر اور توشہ (آخرت) سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کیا ہوا بنا"۔

اگر میت لڑکی کی ہو تو اس طرح پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً۔

"اے اللہ! اس بچی کو تو ہمارے لیے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لیے اجر اور توشہ (آخرت) سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی ہوئی بنا"۔

جنازہ میں کثرت تعداد کی برکت اور اہمیت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نماز پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ کے حضور میں اس میت کے لیے سفارش کریں یعنی مغفرت و رحمت کی دُعا کریں تو ان کی سفارش اور دُعا ضرور قبول ہوگی۔

(صحیح مسلم شریف، معارف الحدیث)

حضرت مالک بن میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد سنا کہ جس مسلمان بندے یا بندی کا انتقال ہو اور مسلمانوں کی تین صفیں اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں اور اس کے لیے مغفرت و جنت کی دُعا کریں تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کے واسطے مغفرت اور جنت واجب کر دیتا ہے۔ مالک بن میسرہ رضی اللہ عنہ کا یہ دستور تھا کہ جب وہ نمازِ جنازہ

پڑھنے والوں کی تعداد کم محسوس کرتے تو اسی حدیث کی وجہ سے ان لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ (سنن ابی داؤد' معارف الحدیث)

قبر کی نوعیت: قبر کم از کم میت کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے۔ قد سے زیادہ نہ ہونی چاہیے اور موافق اس کے قد کے لمبی ہو۔ بغلی قبر بہ نسبت صندوق کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو اور بغلی کھودنے سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔

(در المختار' مدارج النبوۃ)

یہ بھی جائز ہے کہ اگر زمین نرم ہو اور بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں۔ صندوق خواہ لکڑی کا ہو' پتھر یا لوہے کا۔ بہتر یہ ہے کہ صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔

(در المختار)

قبر کو پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے البتہ اگر جہاں زمین نرم ہونے کی وجہ سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختوں سے بند کیا جا سکتا ہے اور صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔ (بہشتی گوہر)

حضور اکرم ﷺ قبر کو اُونچا نہ بناتے اور اسے اینٹ پتھر وغیرہ سے پختہ تعمیر نہ کرتے اور اسے قلعی اور سخت مٹی سے نہ لیپ کرتے۔ قبر کے اوپر کوئی عمارت اور قبہ نہ بناتے اور یہ سب بدعت اور مکروہ ہے۔

حضور ﷺ کی قبر انور اور آپ ﷺ کے دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی زمین کے برابر ہیں۔ سنگریزے سرخ اس پر چسپاں ہیں۔ (مدارج النبوۃ' سفر السعادۃ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عامر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مرضِ وفات میں وصیت فرمائی تھی کہ میرے واسطے بغلی قبر بنائی جائے اور اس کو بند کرنے کے لیے کچی اینٹیں کھڑی کر دی جائیں جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا گیا تھا۔ (معارف الحدیث)

دفن کے بیان میں: میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ میت کی قبر کی گہرائی کم از کم اس کے قد کے نصف کے برابر کھودی جائے لیکن قد سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔ میت کو پہلے قبر کے کنارے قبلہ کی طرف رکھ کر اُتاریں۔ لحد میں رکھتے وقت کہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔
پھر میت کو داہنی کروٹ قبلہ رخ لٹائیں اور کفن کی گرہیں کھول دیں۔ پھر قبر تختوں وغیرہ سے بند کر دیں۔ پھر سرہانے کی طرف سے مٹی گرائیں۔ ہر شخص کو تین بار مٹھی بھر کر مٹی قبر میں ڈالنا چاہیے پہلی بار مٹی ڈالتے وقت کہیں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ ۔ دوسری بار کہیں وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری بار کہیں وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى پھر قبر کو اونٹ کے کوہان کے برابر اُونچی بنائیں اور اس پر پانی چھڑکیں۔ قبر کے سرہانے سورۃ بقرہ کی شروع کی آیتیں مفلحون تک اور پھر پائنتی کی طرف سورۂ بقرہ کی آیت آمن الرسول سے آخر تک پڑھیں قبر کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنا جائز نہیں۔ (بہشتی گوہر)

عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرنا مستحب ہے۔ (بہشتی گوہر)

مٹی ڈالنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔ (درمختار و شامی)

دفن کے بعد تھوڑی دیر قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لیے دُعائے مغفرت کرنا قرآن مجید پڑھ کر ثواب پہنچانا مستحب ہے۔ (درمختار، شامی، عالمگیری)

قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار، شامی و بحر)

قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے رکھنا جائز نہیں۔ بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو ورنہ جائز نہیں۔ (درمختار و شامی)

حضور ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ لحد بنواتے اور قبر گہری کرواتے اور میت کے سر اور پاؤں کی جگہ کو فراخ کرواتے۔ (زادُ المعاد)

اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کیا تو حضور ﷺ نے ایک بھاری پتھر اٹھایا اور ان کی قبر پر رکھ دیا۔ (مدارج النبوۃ)

تدفین کے بعد: آنحضرت ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو خود بھی استغفار فرماتے اور دوسروں کو بھی فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور ثابت قدم رہنے کی دُعا کرو اللہ تعالیٰ اس کو منکر نکیر کے جواب میں ثابت قدم رکھے۔ (ابوداؤد)

اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر چند سنگریزے رکھے۔ (زادُ المعاد)

قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت: حدیث شریف میں مروی ہے کہ قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

وہ کام جو خلافِ سنت ہیں: یہ نبی کریم ﷺ کی سنت نہیں کہ قبروں کو (بہت زیادہ) اُونچا کیا جائے۔ نہ پکی اینٹوں اور پتھروں سے یا کچی اینٹوں سے پختہ کرنا اور لیپنا سنت میں داخل ہے اور نہ ان پر قبے بنانا مسنون ہے۔ (زاد المعاد)

قبروں پر چراغ جلانا بھی ممنوع ہے اور قبروں کے مواجہہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(مدارج النبوۃ)

نمازِ غائبانہ: حضور اکرم ﷺ غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے تھے لیکن یہ صحیح ہے کہ آپ ﷺ نے شاہِ حبشہ (نجاشی) کی نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی اور حضرت معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ پر بھی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی (لیکن ان کی میت حضور اکرم ﷺ پر منکشف کردی گئی تھی) اور یہ بات حضور ﷺ کی خصوصی تھی۔

غائبانہ نمازِ جنازہ کو امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

اور ائمہ حنفیہ کا اس کے عدمِ جواز پر اجماع و اتفاق ہے۔ کسی میت پر دو دفعہ نماز پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ اگر ولی آئے تو یہ اس کا حق ہے کوئی اور شخص اس کا حق ساقط نہیں کر سکتا۔ جنازہ کا نمازی کے سامنے موجود ہونا صحت نمازِ جنازہ کی شرط ہے۔ (مدراج النبوۃ)

زیارتِ قبور: قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا (برائے عبرت و تذکرۂ موت) مردوں کے لیے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ زیارتِ قبور کی جائے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعہ کا ہو بزرگوں کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے جب کہ کوئی عقیدہ اور عمل خلافِ شرع نہ ہو جیسا کہ آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔

(بہشتی زیور)

کبھی کبھی قبر کی زیارت کرنا مستحب ہے کبھی کبھی شب برات کو بھی قبرستان میں جانا ثابت ہے۔ قبرستان میں جا کر اس طرح کہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔

پھر جو کچھ ہو سکے پڑھ کر ثواب پہنچا دیں۔ مثلاً سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۂ یٰسین، سورۂ

الملک' سورۂ تکاثر' اور قل ھو اللہ گیارہ بار یا سات بار یا جس قدر آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ کر کہے یا اللہ اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچا دے۔ (بہشتی گوہر)

حضور اکرمؐ کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ مرنے والوں کی زیارت اس لیے فرماتے کہ آپؐ دُعائے ترحم و استغفار فرمائیں۔ ایسی زیارت جو اس معنی اور غرض کے لیے ہو اور اس میں کسی بدعت و کراہت کے ارتکاب کی راہ نہ ہو تو یہ زیارت مسنون و مستحب ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کیا تھا۔ اب اجازت دیتا ہوں کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اسکا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد اور فکر پیدا ہوتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ' معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر مدینہ ہی میں چند قبروں پر ہوا آپ ﷺ نے ان کی طرف رخ کیا اور فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَااَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ

''سلام تم پر اے اہل قبر! اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے ہم سے تم آگے جانے والے ہو اور ہم تم سے پیچھے آنے والے ہیں''۔ (جامع ترمذی' معارف الحدیث)

<u>تعزیت</u>: جس گھر میں غمی ہو اس کے یہاں تین دن میں کسی ایک دن ایک بار تعزیت کے لیے جانا مستحب ہے متعلقین کو صبر و تسلی کی تلقین کرنا سنت ہے۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں۔ اس کے گناہ معاف فرمائیں اور اس پر اپنی رحمت نازل فرماویں اور پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں' آمین۔ ہمسایہ اور قرابت داروں کو میت کے گھر والوں کے لیے دو ایک وقت کا کھانا پہنچانا بھی سنت ہے۔ (بہشتی گوہر)

<u>ایصالِ ثواب</u>: سلف صالحین کے موافق ایصالِ ثواب کریں وہ اس طرح کہ کسی قسم کی قید اور کسی دن کی تخصیص نہ ہو۔ اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس قدر توفیق ہو بطور خود قرآن شریف پڑھ کر اس کو ثواب پہنچا دیں۔ قبل دفن قبرستان میں فضول باتوں اور خرافات میں وقت گزارنے کی بجائے کلمہ پڑھیں اور ثواب بخشتے رہیں۔ (بہشتی زیور)

<u>اموات کے لیے ایصالِ ثواب</u>: کسی کی موت کے بعد رحمت و مغفرت کی دُعا کرنا' نمازِ جنازہ ادا کرنا اعمالِ مسنونہ ہیں۔ ان کے ساتھ دوسرا طریقہ نفع رسانی کا یہ ہے کہ میت کی طرف

سے صدقہ کیا جائے یا کوئی عمل خیر کر کے ان کو ہدیہ کیا جائے اسی کو ایصالِ ثواب کا درجہ دیا جاتا ہے ان کے بارے میں ذیل کی حدیث ملاحظہ ہو: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ایسے وقت ہوا کہ خود سعد موجود نہیں تھے' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے تھے جب واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری عدم موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ ان کے لیے فائدہ مند ہو گا؟ اور اس کا ثواب پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں پہنچے گا۔ انہوں نے عرض کیا میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں اور اپنا باغ (مخراف) میں نے اپنی مرحومہ والدہ کے لیے صدقہ کر دیا۔ (صحیح بخاری' معارف الحدیث)

حضور اکرم ﷺ کا مکتوب تعزیت' معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی وفات پر:

(شروع) اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے۔ اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے معاذ بن جبل کے نام۔ تم پر سلامتی ہو میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حمد و ثنا کے بعد اللہ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور صبر کی توفیق دے اور ہمیں اور تمہیں شکر ادا کرنا نصیب فرمائے۔ اس لیے کہ بے شک ہماری جانیں' ہمارا مال' ہمارے اہل و عیال اور ہماری اولاد (سب) اللہ بزرگ و برتر کے خوشگوار عطیے اور عاریت کے طور پر سپرد کی ہوئی چیزیں ہیں جن سے ہمیں ایک معین مدت تک فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا ہے اور مقررہ وقت پر ان کو اللہ تعالیٰ (واپس) لے لیتا ہے' پھر ہم پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ جب وہ دے تو ہم شکر ادا کریں' اور جب وہ آزمائش کرے (اور ان کو واپس لے لے) تو صبر کریں۔

تمہارا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کی ان ہی خوشگوار نعمتوں اور سپرد کی ہوئی عاریتوں میں سے (ایک عاریتی عطیہ) تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے قابل رشک اور لائق مسرت صورت میں نفع پہنچایا اور (اب) اجر عظیم' رحمت و مغفرت اور ہدایت کا عوض دے کر لے لیا بشرطیکہ تم صبر (و شکر) کرو۔ لہٰذا تم (صبر و شکر کے ساتھ رہو) دیکھو) تمہارا رونا دھونا تمہارے اجر کو ضائع نہ کر دے کہ پھر تمہیں پشیمانی اٹھانی پڑے اور یاد رکھو کہ رونا دھونا کچھ نہیں لوٹا کر لاتا اور نہ ہی غم و اندوہ کو دور کرتا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ سلامتی ہو تم پر۔ فقط

(ترمذی' حصن حصین' معارف الحدیث)

درود شریف

عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ فِی الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ رَبِّیْ وَسَعْدَیْکَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَمَا سَبَّحَ لَکَ مِنْ شَیْءٍ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الشَّاھِدِ الْبَشِیْرِ النَّذِیْرِ الدَّاعِیْ اِلَیْکَ بِاِذْنِکَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر اس طرح درود بھیجتے تھے (پہلے سورۂ احزاب کی یہ آیت تلاوت فرماتے جس میں رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے) اس کے بعد کہتے: ”اے میرے اللہ! میں تیرے فرمان کی بسرو چشم تعمیل کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ اس خداوند تعالیٰ کی طرف سے جو بڑا احسان فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے' خاص نوازشیں اور عنایتیں ہوں اور اس کے ملائکہ مقربین اور انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین کی اور اس ساری مخلوقات کی جو اللہ کی تسبیح و حمد کرتی ہے بہترین دُعائیں اور نیک تمنائیں ہوں حضرت محمد بن عبداللہ کے لیے جو خاتم النبیین سیّد المرسلین امام المتقین اور رسول ربّ العالمین ہیں جو (قیامت میں اُمت پر سرکاری گواہ ہوں گے (کہ آپ کے بیان کے مطابق ان کا فیصلہ ہوگا) اللہ کے فرمانبردار بندوں کو رحمت و جنت کی بشارت سنانے والے جو تیرے بندوں کو تیرے حکم سے تیری طرف دعوت دیتے ہیں اور تیرے ہی روشن کیے ہوئے چراغ ہیں اور ان پر سلام ہو“۔ (کتاب الشفاء' معارف الحدیث)

نعت شریف

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمِ
فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ
فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ
فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَاَنَّهٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ کُلِّهِمِ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
وَمَنْ تَکُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ
اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِیْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

(قصیدہ بردہ)

"آپ ﷺ اسم با مسمّٰی حضرت محمد ﷺ ہیں جو سردار دنیا و آخرت کے، جن و انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہیں اور آپ ﷺ کی ذات بابرکت کی طرف جو خوبیاں (باستثنائے مرتبہ الوہیت) تو چاہے منسوب کر دے وہ سب قابل تسلیم ہوں گی اور آپ ﷺ کی قدر عظیم کی طرف جو بڑائیاں تو چاہے نسبت کر دے وہ سب صحیح ہوں گی کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد و نہایت نہیں ہے کہ کوئی گویا ان کو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر و بیان کر سکے پس نہایت ہمارے عقل و فہم کی یہ کہ آپ ﷺ بشر عظیم القدر ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ ﷺ کے توسل سے ہو تو اگر شیروں کا گروہ بھی اسے اپنی جھاڑیوں میں ملے تو وہ اس کا مطیع ہو جائے گا"۔

مناجات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاالله یارحمن و یا رحیم یا حیی یا قیوم برحمتك نستعین۔ یااللہ! یہ محض آپ کا فضل عظیم وکرم عمیم ہے کہ آپ نے اس عاجز و بے نوا بے مایۂ علم وعمل کو ایک والہانہ ذوق وشوق عطا فرما کر اپنے محبوب نبی الرحمت ﷺ کے خصائل وشمائل مقدسہ کی احادیث متبرکہ کو مختلف عنوانات زندگی کے ذیل میں جمع کرنے اور مرتب کرنے کی توفیق وسعادت عطا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا۔ یااللہ تو پھر اپنے الطاف واحسان و بندہ نوازی سے اس تالیف ناچیز کو اپنی مربیانہ بارگاہ اور اپنے محبوب اور ہمارے آقائے نامدار ﷺ کی کریمانہ نگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما کر دونوں جہان میں سرفرازی عطا فرما دیجیے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور یااللہ جن نفوسِ قدسیہ کی متبرک تصانیف سے میں نے استفادہ کیا ہے ان سب کی ارواحِ پاک پر اپنی خاص رحمتوں کا دائماً نزول فرماتے رہیے اور ان سب کو اپنے مقاماتِ قرب ورضا میں پیہم ترقی ودرجات عطا فرماتے رہیے اور ان کے فیوض وبرکاتِ علمیہ ودینیہ کو قیامت تک قائم ودائم رکھے۔ آمین اور یااللہ! اس کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کو بھی اس کے تمام علمی وعملی منافع سے بہرہ اندوز فرمایئے اور اطاعت واتباع اسوۂ رسول اکرم ﷺ کی توفیق وافر وواثق عطا فرمایئے آمین۔ یااللہ اس کتاب کے معاملہ میں درمے قدمے سخنے وقلمے جن مخلص احباب نے معاونت کی ہے ان سب کو دارین میں اجر عظیم عطا فرمایئے۔ آمین

یااللہ! اس کارِ خیر کو ہم سب کے لیے خیراتِ جاریہ کا واسطہ ووسیلہ بنا دیجیے اور ہمارے اہل وعیال اور آباؤ اجداد اور اعزہ واقرباء کے لیے یااللہ اس کو سرمایۂ نجاتِ آخرت بنا دیجیے۔ آمین یا ربّ العالمین آمین بحق رحمة للعالمین شفیع المذنبین صلی الله علیه وآله واصحابه اجمعین وسلم تسلیما کثیرًا کثیرًا۔

یااللہ! ہماری یہ مناجات آپ قبول ہی فرما لیجیے۔ یااللہ آپ لطیف وخبیر ہیں مجیب

الدعوات ہیں' قاضی الحاجات ہیں' عفو وکریم ہیں' رحمٰن ورحیم ہیں۔ سبحان الملک القدوس

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يُغْبِطُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ ۔ (ابن ماجه)

حسن اخلاق نبی کا یہ ہے ایک گلدستہ
کیا عجب اس کی مہک باغِ جناں تک پہنچے
عارفی آستاں جن کا ہے مقامِ محمود
کاش یہ ہدیۂ اخلاص وہاں تک پہنچے

بندۂ عاجز و بے نوا: محمد عبدالحیٔ عفی عنہ

ای/۶۵ بلاک ایف شمالی ناظم آباد کراچی نمبر ۱۸' پاکستان

مآخذ

☆ قرآن مجید ☆ صحیح بخاری ☆ شمائل ترمذی شریف

☆ خصائل نبویؐ (شرح شمائل ترمذی) از: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ

☆ مشکوٰۃ شریف ☆ جامع ترمذی ☆ حصن حصین

☆ الادب المفرد ☆ زادالسعید ☆ زادُالمعاد

☆ طبقات ابن سعد ☆ بہشتی گوہر ☆ کثرت الازدواج لصاحب المعراج

☆ کتاب الشفاء، حضرت قاضی عیاض قدس اللہ سرہ العزیز

☆ مدارج النبوۃ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ۔

☆ سیرت النبی ﷺ حضرت سیّد سلیمان ندویؒ

☆ تفسیر بیان القرآن، حضرت حکیم الامت مجددِ ملت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز

☆ نشر الطیب، حضرت حکیم الامت مجددِ ملت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز

☆ حیاۃ المسلمین، حضرت حکیم الامت مجددِ ملت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز

☆ بہشتی زیور، حضرت حکیم الامت مجددِ ملت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز

☆ معارف الحدیث (مکمل) مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

☆ ترجمان السنۃ، مولانا سیّد بدر عالم صاحب مدنی

اسوۂ رسول اکرم ﷺ
اسلامی کتب خانہ
042-37116246-37116257